تمام شعبہ ہائے زندگی کے متعلق کتاب و سنت کی روشنی میں ایک رہنما کتاب

مقالات دانش

فضیلۃ الشیخ عبداللہ دانش حفظہ اللہ

خطیب مسجد البدر نیو یارک

www.KitaboSunnat.com

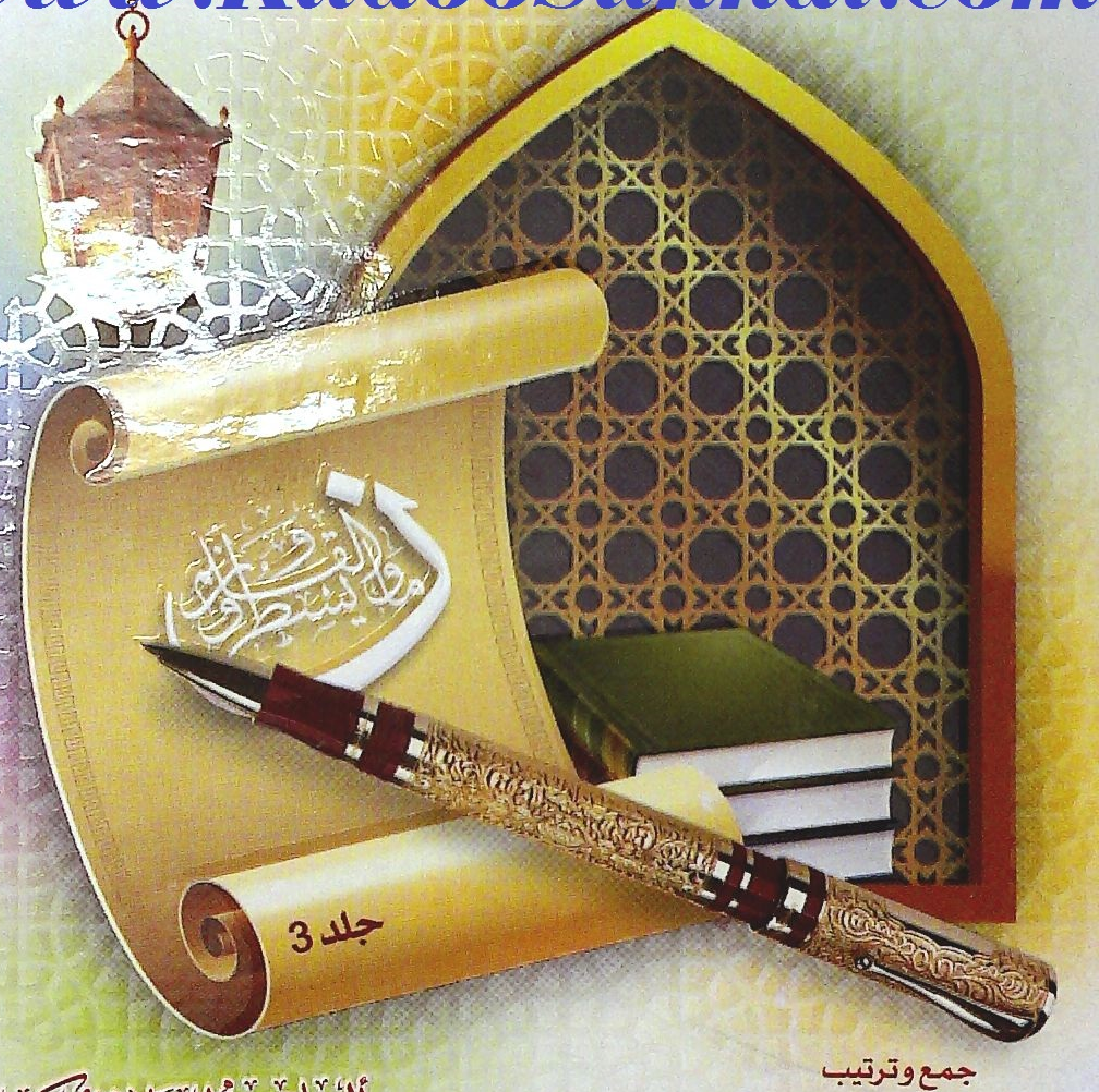

جمع و ترتیب

قاری أبوبکر العاصم

ایڈیٹر سہ ماہی العاصم

العاصم اسلامک بکس
لاہور پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

الإهداء من
عبداللہ دانش
نیویارک امریکہ

مقالات دانش (جلد سوم)

ابو بکر عاصم
المدرسۃ العالیۃ تجوید القرآن
جامع مسجد لسوڑے والی بنگلہ ایوب شاہ شیرانوالہ گیٹ لاہور
0321-4862936
abubakrasim@yahoo.com

مقالات دانش

جلد 3

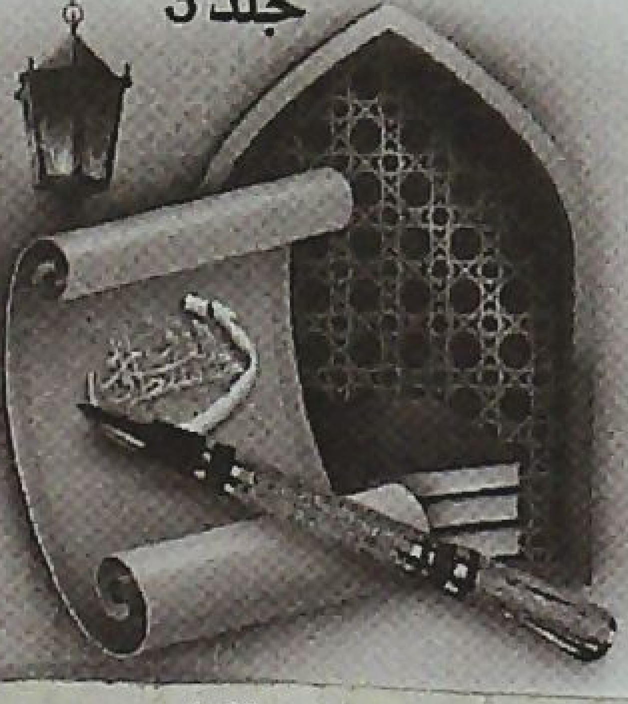

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقالات دانش

فضیلۃ الشیخ عبداللہ دانش حفظہ اللہ

خطیب مسجد الہدیٰ نیو یارک

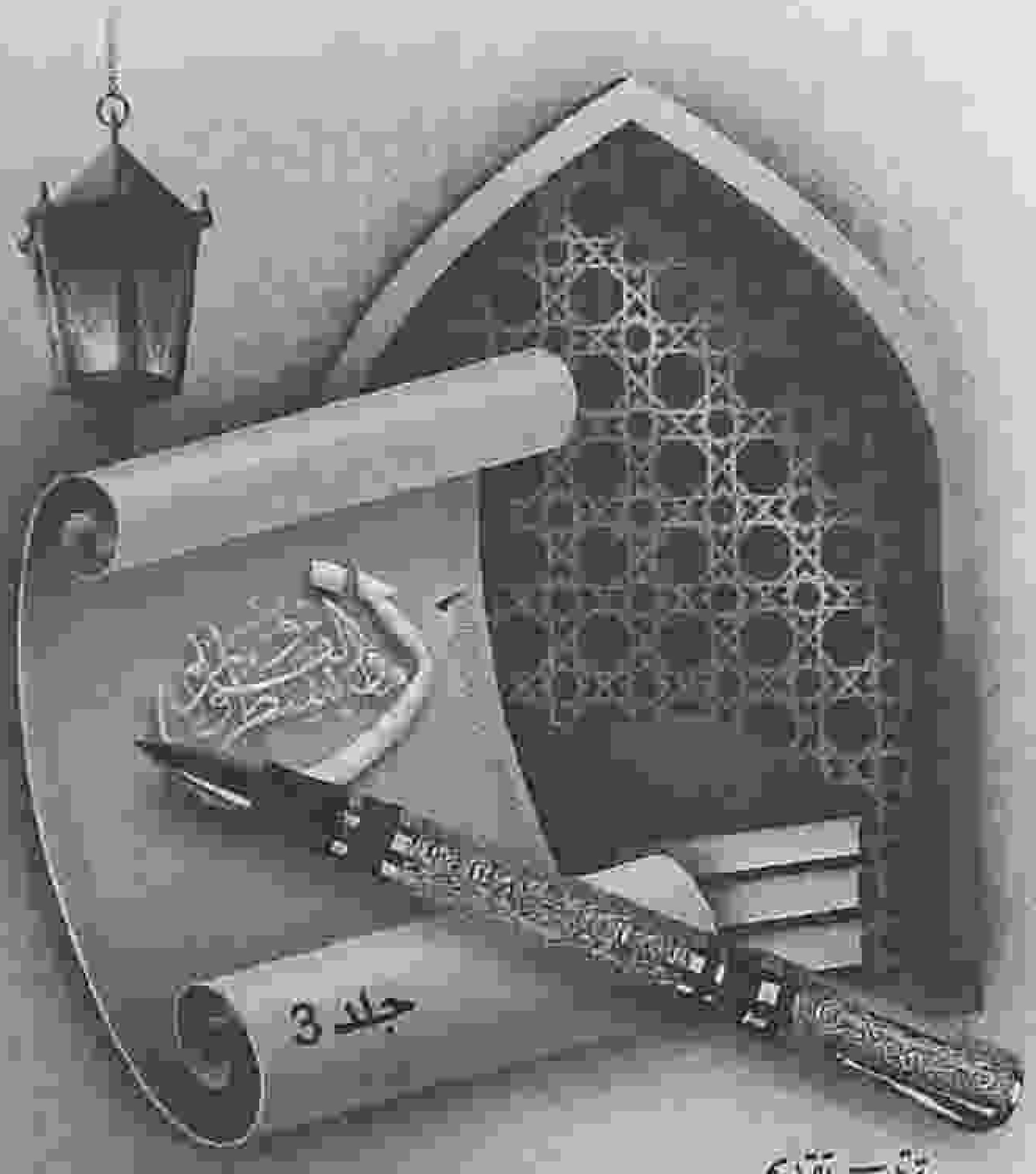

ترتیب وتقدیم

قاری ابوبکر العاصم

مدیر: سہ ماہی العاصم

العاصم اسلامک بکس

لاہور پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العاصم اسلامک بکس
لاھور پاکستان
کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

جملہ حقوق اشاعت برائے العاصم محفوظ ہیں۔

تحقیق و تخریج اور مفید علمی اضافوں پر مشتمل جدید مثالی ایڈیشن

مقالاتِ دانش (جلد 3)

مؤلف .... فضیلۃ الشیخ امام عبداللہ دانش رحمہ اللہ
ناشر و طابع .... العاصم اسلامک بکس
اشاعت .... اکتوبر 2017ء
تعداد 2200

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

- قرآءت اکیڈمی، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار لاہور 042-37122423
- مکتبہ سید احمد شہید، الکریم مارکیٹ، اُردو بازار لاہور
- سجاد اکیڈمی، الفضل مارکیٹ اُردو بازار، لاہور 0302-4373627
- چشتی کتب خانہ، ستا ہوٹل، دربار مارکیٹ، لاہور 0300-7681230
- کتاب محل، دربار مارکیٹ، لاہور 0300-4827500

فہرست مضامین

- عرضِ ناشر 9
- حرفِ آغاز 11
- الٰہی انت مقصودی و رضاک مطلوبی 15
- رب تعالیٰ سے ملاقات کا شوق 20
- سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 22
- کلام شیریں بزبانِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 39
- زخم کھا کر پھول برسائے 54
- ہم اُمی امت ہیں، (یعنی جو لکھنا پڑھنا نہ جانے) 58
- اسلام امن کا علمبردار ہے، نہ کہ دہشت گردی کا 63
- یہ بالکل اسلام نہیں 77
- دینِ اسلام اور ماڈرن مجتہدین 88
- اسلام میں افواہیں پھیلانا جائز نہیں 95
- اسلام دہشت گردی کا مذہب نہیں ہے 98

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ایک قرآنی آیت پر غلط فہمی کا ازالہ 145
- سارے اہل کتاب یکساں نہیں ہیں 172
- بجواب مضمون ''ٹائم'' میگزین 179
- تیرے دین کی سرفرازی یا اپنی زندگی سے بے پروائی 190
- عظمتِ شہادت 199
- مقصد شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ 202
- شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں تین نظریے 210
- بندہ مومن......اور اس کے اوصاف 214
- دل کے جامع اوصاف 220
- اپنی اصلاح آپ 230
- اسلامی اخلاق و آداب 232
- شکر 251
- غفلت 282
- دنیا کی حقیقت 293
- حقوق الوالدین 297
- ثقافت یا ضلالت 302
- اولاد کی تربیت کا ایک اعلیٰ نمونہ 312
- نومولود کے کان میں اذان کہنا 317
- اسلام میں عورت کا مقام 323
- عورت کی امامت 328
- کیا عورت پبلک میں نماز پڑھ سکتی ہے یا گاڑی میں پڑھ لے؟ 330
- مسئلہ طلاق 335
- امامت 339
- سفر میں نمازِ قصر پڑھنا 345
- اذان فجر میں ''اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' کہنا 350
- نمازِ عصر کے بعد، نمازِ جنازہ پڑھنا جائز ہے کہ ناجائز؟ 353
- ''تَسْوِیَۃُ الصُّفُوْفِ'' یعنی نماز میں صفوں کی درستی 358
- صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھنا 365
- فرض نماز دوبارہ پڑھنے کی رخصت 372
- دوران نماز ہم اپنی نظر کہاں رکھیں؟ 378
- ایک خطبہ جمعہ بابت زکوٰۃ و صدقات 384
- سفر نامہ حج 388
- علمائے حجاز سے خوشگوار ملاقاتیں 398
- کسی مسئلہ پر اتفاقِ حرمین شریفین 406
- ہلال عید 421
- رؤیتِ ہلال پر امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ کا فتویٰ 431

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- پریس ریلیز 434
- درماندہ کارواں 440
- ہم جنس پرستی 445
- علومِ عقلی اور علوم دینی کا امتزاج 454
- ISLAMIC CALL FOR YOUTHS 458

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

کتاب ایک بہترین دوست ہوتی ہے اور جو شخص کتاب کے ساتھ تعلق بنالیتا ہے پھر وہ خود کو اس کے بغیر ادھورا تصور کرتا ہے۔ کتاب کی محبت انسان کو دنیا کی بے لذت محبتوں سے بے گانہ کر دیتی ہے اور انسان کتاب کی محبت کی لذت آفرینی سے شاد کام ہوتا رہتا ہے۔ کتاب ایک خاموش ہم نشین ہے، مگر اس خاموش گلشن سے ہزاروں پرندے چہچہاتے نظر آتے ہیں۔

سچ تو یہ ہے کہ انسان کو تنہائیوں میں جو سرور اور کیف کتاب کے مطالعہ سے ملتا ہے وہ بادشاہوں کی صحبت اور مال و دولت کی محبت میں بھی حاصل نہیں ہوتا۔ کتاب انسان کے لیے مینارہ نور اور شمع ہدایت کی حیثیت رکھتی ہے کہ انسان کتاب کی سنگت میں علم کے نور سے فیض یاب بھی ہوتا ہے اور عمل کی روشنی سے بہرہ مند بھی ہوتا ہے۔ کتاب کا ساتھ انسان کو فکر و عمل کی راہیں وا کرنے کا گر بھی سکھاتا ہے۔

قارئین کرام! کچھ کتابیں غذا کی طرح ہوتی ہیں جن کی ہمیں ہر وقت ضرورت ہوتی ہے۔ جن میں قرآن کریم اور اس کی تفسیر، احادیث مبارکہ اور اس کی تشریح ایسی دینی کتب شامل ہیں جن میں انسان کو زندگی گزارنے کا ڈھنگ سکھایا گیا ہو اور انسان کو پیش آمد مسائل کا حل بتایا گیا ہو۔ زندگی کی کایا پلٹنے والی انہی اسلامی کتب میں فضیلۃ الشیخ امام عبداللہ دانش حفظہ اللہ کی کتب خصوصاً ان کے مقالات کا مجموعہ بھی شامل ہے۔

زیر نظر کتاب ''مقالاتِ دانش'' ان کے مختلف مضامین پر مشتمل مجموعہ کا تیسرا حصہ ہے جس میں 50 سے زائد علمی و ادبی مضامین شامل ہیں۔

فضیلۃ الشیخ امام عبداللہ دانش حفظہ اللہ عرصہ دراز سے مسجد البدر نیویارک کے پلیٹ فارم سے دعوتی، تبلیغی، علمی و تحقیقی میدان میں سرگرم عمل ہیں۔ ان کی تصانیف کی تعداد 50

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

اسلام ایک عالمگیر دین ہے اور اسے یہ عالمگیریت کا شرف اس لیے حاصل ہوا کہ یہ اللہ کا پسندیدہ، انسانیت کا نجات دہندہ اور انسانی نظریات کا نمائندہ ہے۔ انسانی فطرت کی نزاکتوں اور لطافتوں کو مدنظر رکھ کر خالق حقیقی نے دین اسلام کی تعلیمات کی بنیاد رکھی ہے۔ یاد رہے اسلام کی بنیاد اللہ کی وحی ہے۔ جو ہر اعتبار سے قابل اعتماد اور قابل عمل ٹھہرتی ہے۔ وحی کی حفاظت کا ذمہ بھی خود ارض وسماء کے مالک نے اٹھا رکھا ہے۔ سو آنحضرت ﷺ کے زمانہ اقدس سے آج تک اس وحی الٰہی کا لفظ لفظ محفوظ ہے اور قیامت کی صبح تک اس کا حرف حرف محفوظ رہے گا۔ وحی الٰہی کا حفاظتی سسٹم دو طرح سے کام کر رہا ہے۔ ایک تو اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اپنے پسندیدہ اور چنیدہ بندوں کے سینوں کو وحی الٰہی کی آماجگاہ بنا دیا۔ وہ درویشانِ قوم صبح سے شام تک قال اللّٰہ عزوجل وقال رسول اللّٰہ ﷺ کی صداؤں کو بلند کرتے رہتے ہیں جبکہ وحی کی حفاظت کا دوسرا مظہر ''کتاب'' ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علماء حق کو توفیق خاص سے نوازا اور انہوں نے نورِ نبوت سے روشنی اخذ کرتے ہوئے اسلام کی تعلیمات کو کتب سے سینوں میں محفوظ کرنے کا بیڑہ اٹھا رکھا ہے اور آج لاکھوں کتب کا ایک بہت بڑا ذخیرہ وحی الٰہی کی وسعت کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

علماء کرام نے تفسیر القرآن، فقہ الحدیث، فقہ السنۃ، فقہ المسائل، فقہ الاحکام سے لے کر نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اخلاق، کردار، نکاح، طلاق، تجارت، سیاست اور معیشت تک حتیٰ کہ آداب طہارت سے لے کر آداب معاشرت تک زندگی کے ہر گوشہ سے متعلق احکام شریعت کو لوگوں کی رہنمائی کے لیے قلمبند کر کے تاقیامت محفوظ و مامون کر دیا ہے کہ آج کوئی بھی ذی شعور آدمی دین کی خالص روشنی سے محروم نہیں رہ سکتا بلکہ

سے زائد ہے۔ انہوں نے زیر نظر کتاب میں مختلف مضامین کا ایک گلدستہ سجا دیا ہے۔ جس کے ہر پھول کی خوشبو منفرد اور مسحور کن ہے۔ اس کتاب میں عام مسلمانوں کے لیے اور خصوصاً دیارِ غیر میں بسنے والے مسلمانوں کے لیے بہت رہنمائی موجود ہے۔ انہوں نے سیرت النبی ﷺ، حقوق والدین، اسلام میں عورت کا مقام، طہارت، ثقافت یا ضلالت، سفرنامہ حج، شکر وغیرہ جیسے اہم عنوانات پر دلائل و براہین کے انبار لگا دیے ہیں۔

''مقالات دانش 3'' ایک عام آدمی کی راہنمائی کے لیے ہے جسے پڑھ کر ایک عام مسلمان اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کا سامان کر سکتا ہے اور اسلام دشمن عناصر کو بھی اسلام کی حقانیت سے آگاہ کر سکتا ہے۔

العاصم اسلامک بکس لاہور کو فضیلۃ الشیخ امام عبداللہ دانش ﷾ کی گرانقدر تصنیفات کو از سر نو مرتب کر کے شائع کرنے کی سعادت حاصل ہے۔ ادارہ اس سے قبل ان کی مختلف کتب شائع کر چکا ہے۔ خصوصاً اربعین للبنین والبنات، بات سے بات اور شرح اربعین امام حسین علیہ السلام اپنی ظاہری و باطنی حسن کی وجہ سے مقبول عام بن چکی ہے۔

ادارہ العاصم اسلامک بکس لاہور ان کی زیر نظر کتاب مقالات دانش کی تیسری جلد شائع کر کے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔ کتاب کا کمپوزنگ سے طباعت کے جاں گسل مراحل میں سے گزر کر آپ کے ہاتھوں کی زینت اور ذوق کی نظر ہونا ایک صبر آزما کام ہے اور الحمد للہ ہم نے پوری محبت و محنت سے اس خدمت کو سرانجام دینے کی کوشش کی ہے۔ امید واثق ہے کہ آپ کو ہماری یہ کاوش پسند آئے گی۔ ادارہ عنقریب فضیلۃ الشیخ امام عبداللہ دانش ﷾ کے ''خطباتِ دانش'' کو بھی آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کرے گا۔ ان شاء اللہ

قاری ابوبکر العاصم

مدیر: العاصم اسلامک بکس، لاہور

مدیر: سہ ماہی العاصم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھوڑی سی محنت و کوشش سے اس کی زندگی کا ہر ہر دن اور ہر ہر کام شریعت کے مطابق انجام پاسکتا ہے۔

یاد رکھیے! دینی احکام و مسائل اور فضائل و شمائل سے آ گہی دلانے والی کتابیں ہماری زندگی کا لازمی حصہ ہونی چاہئیں۔ دینی کتابوں کا رسیا کبھی تنہائیوں سے نہیں گھبراتا اور نہ ہی وہ شرک و بدعت اور رسومات کے اندھیروں میں خود کو تنہا محسوس کرتا ہے، کیونکہ دین کی لذت سے بھرپور کتابیں آپ کی بہترین دوست بہترین غمخوار، بہترین ہمنشیں اور بہترین تفریح کا درجہ رکھتی ہے۔ دینی کتب کے بغیر علم کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے اور عمل کی راہیں مفقود ہوجاتی ہیں اور انسان پستیوں سے بلندیوں کے سفر کی راہ کھوٹی کر بیٹھتا ہے۔ دینی کتب جذبات اور سطحیت کی بجائے دلیل اور برہان کے ساتھ اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کا ذریعہ بنتی ہیں جبکہ ذہنی وفکری انقلاب کی راہیں بھی انہی کتب کی بدولت وا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں ایسے علماء بھی پیدا فرمائے جو قلم و قرطاس کے ازلی رشتہ کو دوام بخشنے کے لیے سعی کرتے نظر آتے ہیں انہیں نابغہ عصر شخصیات میں سے عصر حاضر کے عظیم مصنف فضیلۃ الشیخ امام عبداللہ دانش حفظہ اللہ کا نام بہت نمایاں نظر آتا ہے۔

فضیلۃ الشیخ امام عبداللہ دانش حفظہ اللہ نیویارک امریکہ میں مقیم ہیں۔ ان کی 50 سے زائد کتابیں ان کی محنت شاقہ اور محبت امت مسلمہ کا بین ثبوت ہیں۔ انہوں نے جس موضوع پر بھی قلم اٹھایا اس کا حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی اور اس کوشش میں کامیاب بھی ٹھہرے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی صلاحیتوں سے نواز رکھا ہے۔ دیارِ غیر میں ان کو تحسین کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ کئی غیر مسلم گھرانے ان کی دعوت توحید و سنت سے متاثر ہوکر دائرۂ اسلام میں داخل ہوکر ان کے لیے دعا گو ہیں۔ ان کی تحریروں کو پڑھ کر ہزاروں بھٹکے ہوئے اور راہ گم کردہ لوگ صراط مستقیم کے راہی بنے کیونکہ ان کی تحریروں میں سادگی و سلاست، سنجیدگی و متانت کے ساتھ ساتھ دلائل و براہین کی کثرت

کا خوبصورت مجموعہ ہوتی ہیں۔ اس لیے پڑھنے والے انہیں پڑھنا شروع کرتے ہیں تو پھر پڑھتے ہی چلے جاتے ہیں، بلکہ وہ ان الفاظ کی بازگشت اپنے کانوں میں اور اپنے دلوں میں محسوس کرتے ہیں۔

زیر نظر کتاب ''مقالات دانش 3'' ان کے مضامین کا تیسرا بڑا مجموعہ ہے۔ دیارِ غیر میں بیٹھ کر خصوصاً وہاں کے حالات و واقعات کے پیش نظر مسائل دینیہ کی بڑی عمدگی سے تفہیم و توضیح کی ہے۔ اگرچہ ان کے اکثر مضامین دیارِ غیر کے پس منظر میں بھی ہیں مگر ہر مسلمان ان کی اس علمی کاوش سے یکساں فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

مقالات دانش 3 میں کل 50 سے زائد مقالہ جات و مضامین شامل ہیں، کچھ مختصر، کچھ طویل اور کچھ طویل تر مگر لطف کی بات یہ ہے کہ مختصر مضمون میں کوئی تشنگی محسوس نہیں رہتی اور طویل مضمون میں کوئی تنگی و گرانی محسوس نہیں ہوتی۔ انسان علم کے اس سمندر میں جب غوطہ زن ہوتا ہے تو تہہ سمندر میں موجود بے شمار ہیرے جواہرات کی رعنائیوں میں ایسے گم ہوتا ہے کہ اسے وقت گزرنے کا احساس تک نہیں ہوتا۔

مقالات دانش 3 میں فضیلۃ الشیخ امام عبداللہ دانش حفظہ اللہ نے جہاں علمی و دینی وغیرہ عنوانات پر سیر حاصل گفتگو کی ہے وہاں یورپ میں درپیش اہم مسائل مثلاً اسلام دہشت گردی کا مذہب نہیں، اسلام مین عورت کا مقام، ثقافت یا ضلالت ہم جنس پرستی جیسے نازک موضوعات پر بھی بڑی احتیاط سے تفصیل قلمبند کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مقالات دانش 3 کا مطالعہ اسلام کے مخالفین اور اسلام پر اعتراضات کرنے والوں کی تشفی کا سامان ہوسکتا ہے، کیونکہ اس کے مضامین ہیں اپنی انفرادیت اور اہمیت کے پیش نظر اسلام کی حقیقی تصویر کا عکاس نظر آتے ہیں۔

مقالات دانش 3 دیار غیر میں بیٹھنے والوں کے لیے تو کسی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں اور پاکستان میں ''لبرل ازم'' کی آڑ میں اسلام، اسلامی تعلیمات اور اسلامی شعار پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراضات کی بوچھاڑ کرنے والی ''این جی اوز'' اور موم بتی مافیا کی بیخ کنی کے لیے ایک مسکت اور مدلل کتاب ہے۔

''مقالات دانش 3'' کی کمپوزنگ، ڈیزائننگ اور طباعت میں نفاست و عمدگی برادر اکبر جانشین امام القاری ابوبکر العاصم ﷾ مدیر العاصم اسلامک بکس لاہور و مدیر سہ ماہی العاصم لاہور کے ذوق طبع کی عکاس ہے۔ قاری ابوبکر العاصم ﷾ جہاں ایک عظیم باپ امام القرا قاری محمد ادریس العاصم ﷾ کے فرزند گرامی ہیں وہاں ایک عظیم ادارے المدرسۃ العالیۃ تجوید القرآن کے لائق استاذ گرامی بھی ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کی شخصیت میں ایک ذوق و شوق بھی پنہاں ہے کہ علماء حق کی تحریروں کو دور جدید کے تقاضوں کے عین مطابق طباعت کے مراحل سے گزار کر آپ کے ہاتھوں کی زینت بنایا جائے تاکہ اصلاحِ نفس سے اصلاح معاشرہ تک کا سفر جاری و ساری رہے۔ اس سفر کو منزلوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے انہوں نے العاصم اسلامک بکس کی بنیاد رکھ چھوڑی ہے اور اب تک کئی شاہکار کتب کو زیور طباعت سے آراستہ کرکے آپ کے ذوق کی تسکین کا سامان بنا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے۔ ان کے لیے آسانی کی راہیں ہموار فرمائے۔ انہیں مادی وسائل کی وسعت عطا فرمائے اور انہیں اہل علم کی تحریری کاوشوں کو عمدگی کے ساتھ منظر عام پر لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

''مقالات دانش 3'' اپنے مضامین کے تنوع، الفاظ کے عمدہ چناؤ اور حسن طباعت کی بدولت آپ کے دل کے دروازے پر ضرور دستک دے گی بس آپ اس آواز کو نظر انداز نہ کیجیے گا۔ زندگی میں تبدیلی محسوس ہو تو فاضل مؤلف اور مرتب کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیے گا۔

والسلام

محمد ابوبکر فاروقی

مدیر: الحسین ﷜ اسلامک سینٹر، فیصل آباد

الٰهی انت مقصودی و رضاك مطلوبی

اے اللہ! تو میرا مقصود ہے اور تیری رضا مجھے مطلوب ہے

یہ مرض عام ہو گیا ہے کہ ذکر دنیوی اغراض کے لیے کیا جاتا ہے۔ کوئی ملازمت کے لیے ذکر کرتا ہے، کوئی شادی کے لیے تسبیح پھیرتا ہے، کوئی وظیفے پڑھتا ہے کہ اس کے ہاں اولاد نہیں۔ کوئی اس لیے پڑھتا ہے کہ میرے ہاں لڑکیاں ہوتی ہیں اور لڑکا کوئی نہیں۔ دنیا کے دھندے اور جنجال کبھی جیتے جی ختم ہونے والے نہیں۔ ایک جھنجھٹ سے انسان نکلتا ہے تو دوسرے میں گرفتار ہو جاتا ہے اور یہ سلسلہ لامتناہی ہے۔ بدنصیب ہیں وہ لوگ جن کا مقصود ذکرِ الٰہی سے محض دنیوی خواہشات کی تکمیل ہے۔

ذکر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرو

اے طالب! تو اللہ کا ذکر، اللہ ہی کے لیے کر۔ اس کی رضا اور خوشنودی کو اپنا مقصود ٹھہرا لے۔ خود حضور ﷺ کو اصحابِ صفہ کی دلجوئی اور پاسِ خاطر کی دو بار تلقین کی گئی۔ اصحابِ صفہ کو یہ جو مقام حاصل ہوا تو اس کا باعث قرآن نے یہ بتلایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو اس کی رضا کی خاطر یاد کرتے ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾

(الانعام: 52)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ان لوگوں کو اپنے سے پرے نہ ہٹائیے، جن کی صبحیں اور شامیں اپنے رب کی یاد میں بسر ہوتی ہیں (اور یاد اس لیے کرتے ہیں کہ) اس کے مکھڑے کے طالب ہیں۔"

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ج﴾ (الكهف: 28)

"اور ضبط کے ساتھ بیٹھے رہیے ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے رب کو پکارتے ہیں، صبح و شام اس کے مکھڑے کے طالب ہیں۔ ان سے نگاہ التفات نہ ہٹائیے۔"

مذکورہ دونوں آیات میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ:

"يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ" وہ اس کی رضا چاہتے ہیں۔ پس اے طالب! تو اپنی نیت کو سیدھا کر اور دل و دماغ کی ہم آہنگی سے کہہ۔

"اِلٰهِيْ اَنْتَ مَقْصُوْدِيْ وَ رِضَاكَ مَطْلُوْبِيْ"

"اے اللہ! تو میرا مقصود ہے اور تیری رضا مجھے مطلوب ہے۔"

شاعر نے کیا خوب کہا:

جہد کن تا ترک غیر حق کنی
دل ازیں دنیائے فانی بر کنی

کوشش کرو کہ تم غیر اللہ سے دامن جھٹک سکو اور اس دنیائے فانی سے دل نکال سکو۔

کبھی اللہ سے وفا کر کے تو دیکھو

اگر کسی شریف آدمی سے تم وفا کرو، اس کے آستانے کے لیے وقف ہو جاؤ

اور اس کی محبت کی بنا پر اس کی چاکری کرو، تو وہ بھی تمہاری حاجات کا خود خیال کرتا ہے، وہ کہتا ہے، اسے کھانا دو، کہیں بھوکا تو نہیں؟ اسے لحاف دو کہیں سردی تو نہیں لگتی ہے، اس کے کپڑے پھٹ گئے ہیں، اسے کپڑے بنا کر دو۔ جب ایک شریف آدمی کی محبت کے یہ تقاضے ہیں تو اس رب العالمین کے بارے میں تمہارا گمان کیا ہے؟ تم اگر اس سے وفا کرو اور اس کی محبت میں اسے یاد کرو، تو وہ چن چن کر تمہاری ایک ایک حاجت کو پورا کرے گا۔ حدیث قدسی ہے۔

((يا ابن آدم تفرغ لعبادتي اسّد فقرك)) (احمد)

"اے ابن آدم! تو میری عبادت کے لیے فارغ ہو بیٹھ، میں تیری ضرورتوں کو پورا کروں گا۔"

جتنی عمر تم نے دنیا کے دھندوں کے لیے وظیفے پڑھے، اے کاش! اس کا عُشرِ عشیر تم اللہ کی خاطر پڑھتے تو تم اس کے مقبول بندوں میں شمار ہوتے۔ اے طالب حق! تو ذکر، اللہ ہی کے لیے کر، دنیا کے دھندوں کے لیے اللہ سے دعا مانگ۔ دعا تیری عاجزی، تیری بیچارگی اور تیری درماندگی کا اظہار ہے۔ یہی اعتدال کی راہ ہے اور یہی مسنون طریقہ ہے۔ دعا بھی اپنے جی سے نہ گھڑ کر مانگ، تیری عقل ناقص ہے۔ تیری معرفت ادھوری ہے۔ تو انگاروں کو پھول سمجھتا ہے اور پھول تجھے انگارے نظر آتے ہیں۔ تو سم قاتل کو شہد سمجھ کر مانگتا ہے۔ تیری دعائیں کچی اور بودی ہیں۔ دعائیں وہی مانگ جو سرور دنیا و دین ﷺ نے سکھلا دی ہیں۔ ان دعاؤں سے سرمو انحراف نہ کر۔

ذکرِ الٰہی لذیذ ترین ہے

ایک عربی شاعر کہتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من لم يذق حرق الهوى
لم يدر ما جهد البلاء

"جس نے عشق کی سوزش کا مزا نہیں چکھا ہے، اسے کیا خبر کہ محبت کی سختیاں جھیلنے میں کیا مزہ ہے۔"

یہ بات تو سینے پر وارد ہونے کی ہے۔ زبانی سمجھانے کی نہیں ہے۔ کیفیت روحانی ہو، ذہنی ہو یا جسمانی ہو، وہ محسوس تو کی جا سکتی ہے مگر دوسرے کو سمجھائی نہیں جا سکتی۔ جیسے کسی آدمی نے آم نہ کھائے ہوں، آپ اسے ہزار سمجھائیں کہ لنگڑے آم کی یہ لذت ہے، دسہری کی حلاوت ایسی ہے اور ٹپکے کا مزا ایسا ہوتا ہے۔ وہ ان لذتوں کا فرق سمجھنے سے بالکل قاصر ہے۔

رات کی تاریکیوں میں لوگوں سے چھپ چھپ کر جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بیٹھے رہتے ہیں، یونہی خشک اور بے لذت تو نہیں بیٹھے رہتے۔

دیدہ باشد از رخ آں دوست اندک جلوۂ
ورنہ از احیائے شب، شب زندہ داراں راچہ حظ

"دوست کے حسین مکھڑے کی کچھ جھلکیاں انہیں نظر آتی ہوں گی، ورنہ رات کو انہیں جاگنے کی کیا پڑی۔"

حضرت ابراہیم ادھم رحمہ اللہ نے بادشاہت پر لات ماری اور تخت و تاج اس سے چھوٹ گیا، یہ تو محض اس لیے کہ اللہ کا ذکر بادشاہت سے لذیز تر تھا۔

سلطان العارفین رحمہ اللہ نے اپنے دیوان کے مطلع میں اسی روحانی رزق کی لذتوں کا ذکر کیا ہے۔

اندر بوٹی مشک مچایا جان پھلن تے آئی ہو

ذکر الٰہی سے میرا سینہ مہک اٹھا ہے اور قریب ہے کہ میں اپنے آپ میں نہ رہوں۔

روحانی رزق سے محرومی

وہ لوگ کتنے بدنصیب ہیں جنہیں اس روحانی رزق سے کوئی حصہ نہیں ملتا ہے۔ اس سے بڑھ کر بدبختی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ کے ہاں تمہارا راشن کارڈ نہ بنا ہو۔ جب تک فیضانِ رحمتِ الٰہی نہ ہو، عبادت بھی طبیعت پر گراں گزرتی ہے۔

﴿وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِينَ﴾ (البقرہ: 45)

"بے شک نماز مشکل کام ہے، مگر فرماں برداروں کے لیے مشکل نہیں ہے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

((جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ)) (نسائی)

"میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔"

جب سیّدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو پھانسی پر لٹکانے کے لیے کفار لے کر جا رہے تھے، تو انہوں نے پوچھا، کوئی آرزو ہو تو کہو، فرمایا، مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو عجب چیز ہے لذت آشنائی

جب انسان اس روحانی غذا کی لذت سے آشنا ہو جاتا ہے، تو وہ اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس نشہ رحمت و سکینت کے بغیر زندگی اسے پھیکی اور بے کیف معلوم ہوتی ہے۔ جیسے بھوکا بے تابی سے روٹی کی طرف لپکتا ہے اور پیاسا بے چینی سے پانی کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے، اسی بے تابی اور بے قراری سے وہ اللہ کے ذکر و عبادت، اور مخلوق کی خدمت کی طرف لپکتا ہے تا کہ بادۂ رحمت سے وہ روح کی پیاس بجھا سکے۔

(ماخوذ از مقالہ سید ابو بکر غزنوی رحمہ اللہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب تعالیٰ سے ملاقات کا شوق

* سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس موت کا فرشتہ ان کی روح قبض کرنے آیا تو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے کہا، اے موت کے فرشتے! اللہ نے مجھے اپنا جگری دوست (خلیل) بنایا ہے۔ کبھی کوئی دوست اپنے دوست کی جان نکالا کرتا ہے؟
* فرشتہ موت واپس رب العالمین کے پاس گیا اور سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی یہ بات بتائی۔
* اللہ رب العالمین نے فرمایا۔ میرے خلیل سے پوچھو کیا کبھی کوئی دوست اپنے دوست کی ملاقات سے نفرت کرتا ہے یا ملنے کی چاہت رکھتا ہے؟
* فرشتے نے جب واپس آ کر خلیل اللہ کو بتایا تو وہ تڑپ کر رہ گئے اور کہا، میری ابھی روح نکالو اور رب العالمین کے ہاں پیش کر دو۔

(التذکرہ للقرطبی رحمہ اللہ)

موت کی تمنا

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! تم میں سے کوئی بھی مصیبت پڑنے پر موت کی خواہش نہ کرے ہاں اگر سخت مجبور ہو جائے تو یہ دعا کرتا رہے۔

((اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ، وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ)) (صحیح بخاری)

''اے اللہ! میرے جینے میں جب تک بھلائی ہے، مجھے زندگی نصیب کئے رکھ اور میرے مرنے میں جب خیر ہو، مجھے موت نصیب کر دینا۔''

منہ سے موت مانگنے والے

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

صرف تین (3) قسم کے لوگ موت کی تمنا کرتے ہیں۔

① جاہل آدمی جسے خبر ہی نہیں کہ مرنے کے بعد کیا ہونے والا ہے؟

② اللہ کی گرفت کا منکر۔

④ اللہ سے محبت رکھنے والا، ملاقات محبوب کا مشتاق آدمی۔ (التذکرہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر کافی کتابیں اردو میں لکھی گئی ہیں۔ دورِ حاضر میں سعودی عرب سے اول انعام یافتہ کتاب "الرحیق المختوم" ہے ۔جسے علامہ صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ نے اردو میں لکھا۔سعودی علماء کی کمیٹی نے اسے اول انعام کا حقدار ٹھہرایا۔ مصنف سے علمائے حجاز نے کہا کہ ہم آپ کی کتاب کا عربی میں ترجمہ کرنا چاہتے ہیں مگر حضرت مبارکپوری نے فرمایا کہ میں خود اسے عربی زبان میں ڈھال دوں گا۔ جب عربی زبان میں یہ سیرت کی کتاب علمائے حجاز نے دیکھی تو مبارکپوری صاحب کو حکومت سعودی عرب نے ہندوستان سے اٹھا کر مدینہ یونیورسٹی میں پروفیسر لگا دیا۔ جو کافی عرصہ تک مدینہ منورہ کے زیر سایہ یونیورسٹی میں اپنی قابلیت کے جوہر دکھاتے رہے۔ لیکن اس شہرت یافتہ کتاب سے پہلے قاضی سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ نے تین جلدوں میں "رحمۃ للعالمین" کے نام سے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو کتاب لکھی، یقین مانیئے علامہ مبارکپوری صاحب، قاضی سلیمان منصور پوری کے سامنے طفل مکتب نظر آتے ہیں۔ اتنی گہری تحقیق سے کتاب لکھی گئی ہے کہ تمام سیرت نگاروں کی کاوشیں ان کے سامنے ماند پڑ گئی ہیں۔ یہ مبالغہ نہیں ہے بلکہ ہر تحقیق کرنے والا خود ان کتابوں کا بے لاگ موازنہ کر سکتا ہے۔ "رحمة للعالمين" کا بھی عربی ترجمہ ڈاکٹر سمیر عبدالحمید پروفیسر امام محمد بن سعود یونیورسٹی نے بہترین انداز میں کر ڈالا ہے جسے مکتبہ دارالسلام ریاض

سعودی عرب نے شائع کیا ہے۔

اردو دان علماء میں سے چند ہی ایسے ہیں جن کی کتابوں کا عربی یا دیگر زبانوں میں ترجمہ کیا گیا ہے اور اس کی وجہ دراصل یہ ہوتی ہے۔ کہ ایسے علماء کی فکر میں زبردست قوت ہوتی ہے جو ایک زبان کی قید سے نکل کر آفاقِ عالم میں پھیل جانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ ان میں سرفہرست حضرت علامہ اقبال رحمہ اللہ ہیں۔ ان کی پرواز تخیل آفاقی ہے۔ تبھی ان کے کلام کے تراجم عربی، انگلش اور جرمن وغیرہ زبانوں میں ہوئے۔ سب سے زیادہ خوشگوار بات یہ ہے کہ علمائے پاک و ہند کے علاوہ مصر اور سعودی عرب وغیرہ کے جید علماء کرام اپنے خطبات جمعہ میں حضرتِ اقبال رحمہ اللہ کے اشعار بطور استدلال پیش کرتے ہیں۔

اسی طرح سید مودودی رحمہ اللہ کے افکار میں وہ زورِ استدلال ہے کہ اردو کے قالب سے نکل کر دنیا کی قریباً تیس چالیس اہم زبانوں میں منتقل ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ برابر چل رہا ہے۔ سوڈان کی زبان عربی ہے۔ سرکاری مڈل اسکولوں میں صبح اسمبلی میں بچے عربی ترانہ روزانہ مل کر گاتے ہیں تو اس میں ارض ہند کو مطلوب ومقصود ٹھہراتے ہوئے کہتے ہیں۔ یا ارض مودودی رحمہ اللہ یعنی اے مودودی کی سر زمین۔ خیر بات دور نکلی جا رہی ہے۔ "رحمۃ للعالمین" کے مصنف قاضی سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ نے 1920ء میں یہ کتاب لکھ رہے تھے۔ انگریز کے دورِ حکومت میں ریاست پٹیالہ کے سیشن جج تھے۔ ریاضی وغیرہ یوں جانتے تھے جیسے کمپیوٹر سے عدد نکالتے ہوں۔ مثلاً

ولادتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قاضی سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے نبی ﷺ موسم بہار بروز پیر 9 ربیع الاول 1 عام الفیل مطابق 22 اپریل 571ء مطابق یکم جیٹھ 628 بکرمی کو مکہ مکرمہ میں بعد از صبح اور قبل از طلوع آفتاب پیدا ہوئے۔ پھر تاریخ ولادت پر حاشیہ میں مزید تفصیل یہ لکھتے ہیں۔

تاریخ ولادت میں مؤرخین نے اختلاف کیا ہے۔ طبری و ابن خلدون نے 12 ربیع الاول لکھی ہے۔ اور ابو الفدا نے 10 لکھی ہے۔ مگر سب کا اتفاق ہے کہ پیر کا دن 9 ربیع الاول کے سوا کسی اور تاریخ سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اس لیے 9 ربیع الاول ہی صحیح ہے۔ ''تاریخ دول العرب والاسلام'' میں محمد طلعت نے بھی 9 تاریخ کو صحیح قرار دیا ہے۔

قاضی سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں۔ یوم ولادت باسعادت مکہ معظمہ میں صبح صادق کا طلوع 4 بج کر 20 منٹ (دھوپ گھڑی کے حساب سے) یا 9 بج کر 57 منٹ (حساب مروجہ حال عرب سے) ہوا تھا۔ اور آفتاب اس وقت برج حمل سے 21 درجہ 20 دقیقہ پر تھا۔ اور تاریخ یکم جیٹھ کے شروع ہونے پر 13 گھنٹے 16 منٹ گزر چکے تھے۔ مزید تفصیل کے لیے رحمۃ للعالمین جلد اول دیکھیں۔

حضور ﷺ اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ والد بزرگوار کا آنحضرت ﷺ کی پیدائش سے پہلے انتقال ہو گیا تھا۔ عبدالمطلب آنحضرت کے دادا نے خود بھی یتیمی کا زمانہ دیکھا تھا۔ اپنے چوبیس سال کے نوجوان پیارے فرزند عبداللہ کی اس یادگار کے پیدا ہونے کی خبر سنتے ہی گھر میں آئے اور بچے کو خانہ کعبہ میں لے گئے اور دعا مانگ کر واپس لائے۔ ساتویں دن قربانی کی اور تمام قریش کو دعوت دی۔

اسم مبارک

دعوت کھانے کے بعد لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے بچے کا کیا نام رکھا ہے؟

عبدالمطلب نے کہا ''محمد ﷺ'' لوگوں نے تعجب سے پوچھا کہ آپ نے اپنے خاندان کے سب مروجہ ناموں کو چھوڑ کر یہ انوکھا نام کیوں رکھا ہے؟ کہا ''میں چاہتا ہوں کہ میرا بچہ دنیا بھر کی ستائش اور تعریف کے شایان شان قرار پائے۔''

لفظ محمد، حمد سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ یعنی مضاعف سے مبالغہ کے لیے آیا ہے اور احمد بھی حمد سے ہے واقع علی المفعول ہے۔ اسم محمد ﷺ سے حمد کی صفت اور کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا شعر ہے۔

وَشَقَّ لَهُ مِنِ اسْمِهِ لِيُجِلَّهُ
فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَ هٰذَا مُحَمَّدٌ

اللہ نے آپ ﷺ کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے آپ ﷺ کا نام اپنے نام سے مشتق کیا۔ دیکھو، رب العرش تو محمود ہے۔ اور آنحضرت محمد ﷺ ہیں۔ واضح ہو کہ نبی ﷺ کو حمد سے خاص مناسبت ہے۔ حضور ﷺ کا نام ''محمد و احمد'' ہے اور حضور کے مقام شفاعت کا نام ''محمود'' ہے۔ امت محمدیہ کا نام ''حمادون'' ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کے پرچم کا نام ''لواء الحمد'' ہے جو میدانِ محشر میں روزِ قیامت لہرائے گا۔ ان شاء اللہ!

دادا نے نام ''محمد'' ﷺ اور ماں نے خواب میں ایک فرشتے سے بشارت پا کر ''احمد'' ﷺ نام رکھا۔ قرآن کی شہادت ہے کہ ''عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی کہ میرے بعد جو نبی آئے گا اس کا نام احمد ہوگا۔'' (سورۃ الصف، 6)

مولانا حالی رحمہ اللہ نے فرمایا:

دعائے خلیل اور نوید مسیحا

یہ دراصل حدیث کا ترجمہ ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((قال ﷺ: انا دعوة ابی ابراھیم و بشارة اخی عیسی بن مریم علیہ السلام)) (فردوس الدیلمی)

سنداً یہ روایت ضعیف ہے۔ مگر قرآن اس کی تصدیق کرتا ہے کہ آپ ﷺ کے لیے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی اور سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نے خوشخبری دی تھی۔ پونے چھ سو سال تک اسم احمد ایسا محفوظ ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضور ﷺ کے زمانے تک کسی ایک شخص کا نام بھی احمد نہ رکھا گیا۔ یہ قدرت الٰہی تھی۔

یوحنا کی انجیل باب 14 سے 16 تک میں سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بشارتیں دیکھیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ ”لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے۔ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا۔“ (7:16) باقی رہی یہ بات کہ انجیل کے تراجم کرنے والوں نے زبان در زبان لفظ احمد اور لفظ محمد کو بدل ڈالا اور اب مددگار ترجمہ کر لیا۔ حالانکہ سریانی زبان میں مُنْحَمَنَّا استعمال ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ محمد ﷺ ہے۔

لفظ احمد مسلمانوں کے اماموں، فقہاء اور نیک بزرگوں نے کثرت سے استعمال کیا۔ [1] امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، [2] امام بیہقی رحمہ اللہ [3] امام نسائی رحمہ اللہ [4] خطیب بغدادی رحمہ اللہ [5] علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ [6] امام غزالی رحمہ اللہ [7] مجدد الف ثانی رحمہ اللہ [8] شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ [9] ملک الشعراء المتنبی وغیرہ ان سب نے نام احمد پایا۔

ایام رضاعت

شرفاء مکہ کا دستور تھا کہ اپنے بچوں کو جب کہ وہ آٹھ دن کے ہو جاتے تھے، دودھ پلانے والیوں کے سپرد کر کے کسی اچھی آب و ہوا کے مقام پر باہر بھیج دیا کرتے تھے۔ اسی دستور کے موافق آنحضرت ﷺ کو بھی حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر

دیا گیا۔ وہ ہر چھٹے مہینے لا کر ان کی والدہ اور دیگر اقرباء کو دکھا جاتی تھیں۔ دو برس کے بعد آپ ﷺ کا دودھ چھڑایا گیا۔ مائی حلیمہ آپ ﷺ کو لے کر حضرت آمنہ کے پاس آئیں۔ حضرت آمنہ نے کہا کہ ابھی اسے اپنے ہاں رکھو وہاں کی آب و ہوا اس کے موافق ہے ممکن ہے مکہ مکرمہ کی آب و ہوا موافق نہ پڑی ہو۔

والدہ محترمہ کا انتقال

جب آنحضرت ﷺ کی عمر چار برس ہوئی تو والدہ مکرمہ نے آنحضرت ﷺ کو اپنے پاس رکھ لیا۔ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک چھ برس کی ہوئی تو والدہ کا انتقال ہو گیا۔ اور دادا نے آپ ﷺ کی پرورش اور نگرانی اپنے ذمہ لے لی۔ (زاد المعاد)

جب آپ ﷺ کی عمر آٹھ برس دس دن ہوئی تو آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے بیاسی برس کی عمر میں وفات پائی۔ ابو طالب آپ ﷺ کے چچا تھے اور آپ ﷺ کے والد عبداللہ کے حقیقی بھائی، اب وہ آنحضرت ﷺ کی نگرانی اور تربیت کے ذمہ دار بنے۔

بحیرہ راہب کی ملاقات

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔ اکثر کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ جب بارہ سال کے ہوئے تو اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ تجارت شام کے سفر میں گئے تو بُصریٰ میں بحیرہ راہب نے آنحضرت ﷺ کو پہچان لیا کہ نبی موعود یہی نوجوان ہے۔ چچا سے کہا کہ اسے یہودیوں کے ملک میں نہ لے جاؤ وہ اسے پہچان کر کہیں گزند نہ پہنچائیں۔ شفیق چچا نے آنحضرت ﷺ کو بُصریٰ ہی سے واپس کر دیا۔

حقیقت روایت

اس روایت کے بارے میں ترمذی میں جو حدیث ہے کہ چچا نے بلال رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ واپس بھیجا تھا۔ ابن القیم ؒ فرماتے ہیں کہ یہ صریح غلطی ہے۔ اول تو اس وقت بلال ؓ نہ ابو طالب کے پاس تھے، نہ ابو بکر ؓ کے پاس، دوسرے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ان دنوں موجود ہی نہ ہوں۔ (زاد المعاد)

علامہ شبلی نعمانی ؒ لکھتے ہیں۔ تعجب یہ ہے کہ اس روایت سے جس قدر عام مسلمانوں کو شغف ہے، اس سے زیادہ عیسائیوں کو ہے۔ سر ولیم میور، ڈریپر، مارگو لوس وغیرہ۔ سب اس واقعہ کو عیسائیت کی فتح عظیم خیال کرتے ہیں۔ اور اس بات کے مدعی ہیں کہ رسول ﷺ نے مذہب کے حقائق و اسرار اسی راہب سے سیکھے اور جو نکتے اس نے بتا دیئے تھے، انہی پر آنحضرت ﷺ نے عقائد اسلام کی بنیاد رکھی۔

(نعوذ باللہ من ذالک)

عیسائی مصنفین

عیسائی مصنفین اگر روایت کو صحیح مانتے ہیں تو اسی طرح ماننا چاہیئے، جس طرح روایت میں مذکور ہے۔ اس میں بحیرا کی تعلیم کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ قیاس میں بھی نہیں آسکتا کہ دس بارہ برس کے بچے کو مذہب کے تمام دقائق سکھا دیئے جائیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ روایت ناقابلِ اعتبار ہے۔ اس روایت کے سب طرق مرسل ہیں۔ یعنی راویٔ اول واقعہ کے وقت موجود نہ تھا اور اس راوی کا نام نہیں بیان کرتا جو شریک واقعہ تھا۔

اس روایت کا سب سے زیادہ مستند طریقہ یہ ہے کہ جو ترمذی میں مذکور ہے۔ اس کی تین باتیں قابلِ لحاظ ہیں۔

1. ترمذی نے اسے حسن اور غریب کہا ہے۔ حسن کا مرتبہ صحیح حدیث سے کم ہوتا ہے۔ جب غریب ہو تو اس کا رتبہ اور گھٹ جاتا ہے۔

2. اس حدیث کا ایک راوی عبدالرحمان بن غزوان ہے۔ اس کو بہت سے لوگوں نے اگرچہ ثقہ بھی کہا ہے، لیکن اکثر اہل فن نے اس کی نسبت بے اعتباری ظاہر کی ہے۔ علامہ ذہبی ؒ ”میزان الاعتدال“ میں لکھتے ہیں کہ۔ عبدالرحمان منکر حدیثیں بیان کرتا ہے۔ جن میں سب سے بڑھ کر منکر روایت وہ ہے جس میں بحیرا کا واقعہ ہے۔

3. حاکم نے مستدرک میں اس روایت کی نسبت لکھا ہے کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق ہے۔ علامہ ذہبی ؒ نے تلخیص المستدرک میں حاکم کا ہی یہ قول نقل کر کے لکھا ہے کہ میں اس حدیث کے بعض واقعات کو موضوع، جھوٹا اور بنایا ہوا خیال کرتا ہوں۔

4. اس روایت میں مذکور ہے کہ سیّدنا بلال ؓ اور سیّدنا ابو بکر صدیق ؓ اس سفر میں شریک تھے، حالانکہ اس وقت سیّدنا بلال ؓ کا وجود بھی نہ تھا اور سیّدنا ابو بکر صدیق ؓ بچے تھے۔

5. اس حدیث کے اخیر راوی سیّدنا ابو موسیٰ اشعری ؓ ہیں۔ وہ خود شریک واقعہ نہ تھے اور اوپر کے راوی کا نام نہیں بتاتے۔ ترمذی کے علاوہ، طبقات ابن سعد میں جو سلسلہ سند مذکور ہے، وہ مرسل یا معضل ہے۔ یعنی جو روایت مرسل ہے اس میں تابعی جو ظاہر ہے کہ شریکِ واقعہ نہیں ہے۔ کسی صحابی کا نام نہیں لیتا ہے۔ اور جو روایت معضل ہے اس میں راوی اپنے اوپر کے دو راوی جو تابعی اور صحابی ہیں دونوں کا نام نہیں لیتا۔

6. حافظ ابن حجر ؒ روایت پرستی کی بناء پر اس حدیث کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ سیّدنا ابو بکر صدیق ؓ اور سیّدنا بلال ؓ کی شرکت بداہۃً غلط

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اس لیے مجبوراً اقرار کرتے ہیں کہ اس قدر حصہ غلطی سے روایت میں شامل ہو گیا ہے۔ عبدالرحمان بن غزوان کے بارے میں حافظ ابن حجر ؒ نے "تہذیب التہذیب" میں لکھا ہے کہ وہ خطا کرتا تھا اس طرف سے اس وجہ سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اس نے ممالیک کی روایات نقل کی ہیں۔ ممالیک کی ایک روایت ہے۔ جس کو محدثین جھوٹ اور موضوع خیال کرتے ہیں۔

(حوالہ سیرۃ النبی جلد اول، علامہ شبلی ؒ)

خلاصہ بحث

عیسائی پادری صاحبان اس روایت سے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ نے نعوذ باللہ عیسائی راہب بحیرا کی شاگردی کی تھی، یہ بالکل غلط ہے۔ حضور ﷺ کا ایک ہی استاد ہے اور وہ ہے اللہ کی ذات۔ خدا کے سوا حضور ﷺ نے کسی کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکے، کسی کے سامنے زانوئے تلمذ طے نہیں کیا۔ اگر عیسائی بضد ہیں کہ حضور ﷺ نے بحیرا سے تعلیم پائی تھی۔ تو سیدھے طریقے سے اس تعلیم کو مان لیں کہ خدا ایک ہے تین نہیں ہیں۔ یہ مان لیں کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر نہیں لٹکائے گئے بلکہ زندہ آسمان پر اٹھا لیے گئے۔ یہ مان لیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کسی کے لیے کفارہ نہیں بنے ہیں۔ بقول تمہارے حضور ﷺ ہمارے بحیرا سے تعلیم یافتہ ہیں، تو بحیرا کی تعلیم بذریعہ محمد ﷺ یہی ہے۔ علامہ منصور پوری ؒ فرماتے ہیں کہ بحیرا راہب کی داستان ناقابل اعتبار ہے۔

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ واپس بھیجنے والی بات اس لیے بھی جھوٹی ہے کہ جب حضور ﷺ بارہ برس کے تھے تو سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ طبرانی اور دیگر اہل سیر نے لکھا ہے کہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ بعثت نبوی ﷺ سے اٹھائیس

سال قبل پیدا ہوئے تھے۔ یعنی واقعہ بحیرا کے وقت وہ دنیا میں آئے بھی نہ تھے۔

تجارت کا خیال

جب نبی ﷺ جوان ہوئے تو آپ ﷺ کا خیال پہلے تجارت کی طرف ہوا۔ مگر گھر کا سرمایہ پاس نہ تھا۔ مکہ مکرمہ میں نہایت شریف خاندان کی ایک بیوہ عورت خدیجہ تھیں۔ وہ بہت مالدار تھیں۔ اپنی رقم تجارت میں لگائے رکھتی تھیں۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خوبیاں سن رکھی تھیں کہ یہ نوجوان سچا ہے۔ دیانتدار ہے۔ سلیقہ شعار ہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خود درخواست کر دی کہ اس کے روپے سے تجارت کریں۔ آپ ﷺ اس کا مال لے کر تجارت کو گئے، اس میں بہت نفع ہوا۔ اس سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ بھی تھا۔ واپسی پر میسرہ نے حضور ﷺ کی سب خوبیوں کا ذکر خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ تو یہ اوصاف حمیدہ سن کر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے نکاح کی پیشکش کر دی آپ ﷺ کی عمر مبارک پچیس برس تھی اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس برس تھی۔ نکاح ہو گیا۔ ورنہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس سے پہلے کئی سرداروں کے رشتے ٹھکرا دیئے تھے۔

قیام امن اور نگرانی حقوق کی انجمن

انہی دنوں میں آنحضرت ﷺ نے اکثر قبائل کے سرداروں اور سمجھدار لوگوں کو ملک کی بد امنی، راستوں کا خطرناک ہونا، مسافروں کا لٹنا، غرباء پر زبردستوں کا ظلم بیان کر کے ان سب باتوں کی اصلاح پر توجہ دلائی۔ آپ ﷺ کی کوششوں سے بالآخر ایک انجمن قائم ہو گئی جس میں بنو ہاشم، بنو عبدالمطلب، بنو اسد، بنو زہرہ، بنو تمیم قبائل شامل ہوئے۔ اس انجمن کے ممبران درج ذیل عہد و اقرار کیا کرتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1. ہم ملک سے بدامنی دور کریں گے۔
2. ہم مسافروں کی حفاظت کیا کریں گے۔
3. ہم غریبوں کی امداد کرتے رہیں گے۔
4. ہم زبردست کوزیردست پر ظلم کرنے سے روکا کریں گے۔

یہ عظیم الشان کارنامہ آپ ﷺ نے وحی نازل ہونے سے پہلے سرانجام دیا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے سینہ مبارک میں ایک دھڑکتا ہوا دل تھا۔ آپ ﷺ محض مسجد و مدرسہ کی چار دیواری میں محدود پیغمبر نہ تھے جو لوگوں کو چند مراسمِ عبادت سکھاتے، بلکہ صحیح معنوں میں زندگی کے تمام شعبوں میں پیغمبر انقلاب تھے۔

آپ انفرادی اصلاح تک مقید نہ تھے بلکہ اجتماعی اصلاحِ عالم (قبل نزول وحی) کے لیے بے چین تھے۔ جب وحی کا سلسلہ غارِ حرا میں شروع ہوا تو نماز میں تنہائی کی عبادتیں چھوٹ گئیں اور تنہائیوں سے نکل کر بیچ معاشرے کے کھڑے کر دیئے گئے کہ بگڑی دنیا کی اصلاح کریں۔ اگرچہ اس فرض کی انجام دہی میں طرح طرح کے الزام سننے پڑے یا پتھروں سے زخمی ہونا پڑا۔ یا دانت مبارک شہید کروانے پڑے۔ بہرحال، اصل کام یہ ہے کہ نظامِ باطل کو جڑوں سے اکھاڑ دو اور نظامِ حق قائم کردو۔

خیر آپ ﷺ نے اعلانِ نبوت سے قبل اجتماعی اصلاح کو پیش نظر رکھ کر ایک مؤثر انجمن بنوائی جبکہ اسی طرح کی سوچ اہل مغرب میں صدیوں بعد پیدا ہوئی جو اجتماعی امن وسلامتی قائم کرنے کا عزم کرے۔ ہماری مراد انگلستان میں نائٹ ہڈ کا آرڈر ہے۔ جس کے ممبران قریباً یہی اقرار کیا کرتے تھے جو حضور ﷺ کی قائم کردہ انجمن کے ممبران اقرار کرتے تھے۔ اس سلسلے میں کوئی معروف انسائیکلو پیڈیا

(Knighthood) کے تحت دیکھیے۔

قوم حضور ﷺ کو صادق و امین کا لقب دیتی ہے

ایسے ہی نیک کاموں کی وجہ سے ان دنوں لوگوں کے دلوں پر آنحضرت ﷺ کی نیکی اور بزرگی کا اتنا اثر تھا کہ وہ آپ ﷺ کا نام لے کر نہیں بلاتے تھے۔ بلکہ اَلصَّادِقُ (سچائی کا پیکر) یا اَلْاَمِیْنُ (امانت دار) کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

اپنے بڑے بزرگوں کا نام لے کر پکارنے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ پکارنے والے کے دل میں ان کے لیے کوئی احترام نہیں ہے یا خود غرور و تکبر کے مارے ہوئے ہیں جو بزرگوں کے احترام سے خالی دل لیے پھرتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی عمر پینتیس برس کی تھی، جب قریش نے کعبہ کی عمارت کو از سر نو تعمیر کیا۔ کیونکہ کعبہ پہاڑوں کے درمیان نشیب میں تھا اور بارشوں وغیرہ سے جب سیلاب آتا کعبے کی دیواریں پھٹ جاتیں یا گر جاتی تھیں۔ قرآن کریم کی رو سے خانہ کعبہ کی پہلی تعمیر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے ہمراہ اپنے فرزند ارجمند اسماعیل علیہ السلام کے ہمراہ کی تھی۔ پھر بنی جرہم، پھر عمالقہ، قصی اور قریش نے اپنے اپنے زمانے میں اس کی تجدید کی تھی۔ تعمیر کی ضرورت مرورِ زمانہ کے اثرات یا سیلابی صدمات کی وجہ سے پیدا ہو جاتی تھی۔

خانہ کعبہ کا امتیاز

خانہ کعبہ کی حفاظت کا معاملہ اللہ نے ایسا کیا ہے۔ کہ پانچ ہزار سال گزر جانے کے باوجود کسی غیر قوم نے قبضہ کیا نہ حملہ کر کے اسے تباہ و برباد کیا۔ جبکہ ہیکل یروشلم کے ساتھ بارہا ایسے واقعات پے در پے ہوتے رہے۔ اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ مگر خانہ کعبہ کو یہ شرف اور اعزاز حاصل ہے۔ کہ کسی غیر قوم حتی کہ "ابرہہ"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسے ظالم بادشاہ کو بھی حملہ آور ہونے کی ہمت نہ ہوئی بلکہ الٹا ابابیلوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اس کے لشکر کو تباہ کر دیا تھا۔

خیر! حضور ﷺ کی موجودگی میں کعبہ کی تعمیر نو کے وقت سب قبائل شامل تھے۔ لیکن جب حجرِ اسود کے قائم کرنے کا موقع آیا تو سخت اختلاف ہوا۔ کیونکہ ہر ایک چاہتا تھا کہ یہ کام اسی کے ہاتھ سے سرانجام پائے۔ چار دن تک برابر یہی جھگڑا ہوتا رہا۔ آخر ابوامیہ بن مغیرہ نے جو قریش میں سب سے بڑی عمر کا تھا، یہ رائے دی کہ کسی کو اپنا حکم (جج) بنا کر اس کے فیصلے پر عمل کریں۔ اس رائے کو سب نے مان لیا اور فیصلہ ہوا کہ کل جو کوئی سب سے پہلے حرم میں آئے گا وہی سب کا حکم سمجھا جائے گا۔ اتفاقاً آنحضرت ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ کو دیکھنا تھا کہ هٰذَا الْأَمِيْنُ رَضِيْنَاهُ کے نعرے لگ گئے (امین آ گیا ہم اس کے فیصلے پر سب رضامند ہیں)

ضمناً یہ بات یاد رہے۔ کہ حجر اسود کو کیوں نصب کیا گیا تھا؟ دراصل سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور اولادِ ابراہیم علیہ السلام کا دستور تھا کہ کھلے میدان میں جہاں عبادت کرتے تو ایک لمبا پتھر ان گھڑ قسم کا اپنے آگے ستون کی طرح گاڑھ لیتے۔ جیسے حضور ﷺ کھلے میدان میں نماز پڑھتے وقت اپنی چھڑی یا نیزہ وغیرہ گاڑ لیتے تھے۔ جسے حدیث وفقہ کی کتابوں میں سُتْرَةُ الْمُصَلِّي کہتے ہیں۔ گذشتہ انبیاء علیہم السلام بطور سترہ پتھر سامنے نصب کر لیتے تھے حوالے کے لیے کتاب پیدائش (Genesis) باب 12، درس 8,7۔ باب 13، درس 18۔ باب 26، درس 25 وغیرہ دیکھیں۔ لہٰذا حجر اسود بھی اسی قسم کا پتھر ہے۔ اور یہ بھی اس امر کی ایک شہادت ہے کہ کعبہ بنائے ابراہیمی ہے۔ اب حجر اسود کونے میں نصب کرنے سے

یہ کام دیتا ہے کہ طواف کا شروع اور ختم کرنا اس پتھر سے ہے۔ ایک دفعہ سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سنانے کے لیے حجر اسود کو مخاطب کر کے کہا تھا۔

”تو ایک پتھر ہے، نہ کسی کو نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔“ (بخاری)

مزید ایک بات: حضور ﷺ کے صادق وامین لقب پانے پر صرف کفارِ مکہ شاہد نہیں ہیں بلکہ بائیبل کے سب سے آخر میں مکاشفات یوحنا کی کتاب ہے۔ (Revelation) کے باب 3 اور آیت 14 میں صاف الفاظ ہیں:

(The Faithfull and True Witness) امانت دار اور سچا کہلاتا ہے۔

آیئے پھر حضور ﷺ کی معاملہ فہمی اور حسنِ تدبیر کی طرف: جب آپ ﷺ حرم شریف میں سب سے پہلے آئے تو قبائل کا جھگڑا ختم کرنے کے لیے آپ ﷺ نے ایک چادر بچھائی۔ اس پر پتھر اپنے ہاتھ سے رکھ دیا۔ پھر ہر قبیلے کے سردار کو کہا: آیئے چادر پکڑ کر اٹھائیں۔ اسی طرح حجر اسود کو وہاں تک لائے جہاں قائم کرنا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے اٹھا کر کعبہ کے کونے میں طواف کے سرے پر نصب کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس مختصر تدبیر سے ایک خونخوار جنگ کا دروازہ بند کر دیا۔

قربِ زمانۂ بعثت

بعثت سے سات برس پہلے ایک روشنی اور چمک سی نظر آنے لگی تھی۔ (بخاری ومسلم) آپ ﷺ اس روشنی کو معلوم کرنے سے خوش ہوا کرتے تھے (سفر السعادۃ) اس چمک میں کوئی آواز نہ ہوتی تھی۔ بعثت کا زمانہ جس قدر قریب ہوتا گیا۔ آنحضرت ﷺ کے مزاج میں خلوت گزینی کی عادت بڑھتی جاتی تھی۔ آپ ﷺ اکثر ستو اور پانی لے کر شہر سے تین میل دور سنسان جگہ کوہِ حرا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جبلِ نور) کے ایک غار میں جس کا طول چار گز، عرض پونے دو گز تھا جا بیٹھتے اور عبادت کیا کرتے، اس عبادت میں تحمید و تقدیسِ الٰہی کا ذکر بھی شامل تھا اور قدرتِ الٰہیہ پر تدبر و تفکر بھی۔

سید ابو الاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ نے اس مقام پر بہت عمدہ پیراگراف لکھا ہے کہ:

چالیس برس کے قریب اس طرح پاک صاف اور اعلیٰ درجہ کی شریفانہ زندگی بسر کرنے کے بعد یہ شخص اس تاریکی سے جو اس کے چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی گھبرا اٹھتا ہے۔ جہالت، بداخلاقی، بدکرداری، بدنظمی اور شرک و بت پرستی کا یہ ہولناک سمندر جو اس کو گھیرے ہوئے تھا، اس سے وہ نکل جانا چاہتا ہے۔ کیونکہ یہاں کوئی چیز بھی اس کی طبیعت کے مناسب نہیں۔ آخر وہ آبادی سے دور ایک پہاڑ کے غار میں جا جا کر تنہائی اور سکون کے عالم میں کئی کئی دن گزارنے لگتا ہے۔ فاقے کر کر کے اپنی روح اور اپنے دل و دماغ کو اور زیادہ پاک صاف کرتا ہے۔ سوچتا ہے، غور و فکر کرتا ہے اور کوئی روشنی ڈھونڈتا ہے جس سے وہ اس چاروں طرف پھیلی ہوئی تاریکی کو دور کر دے۔ ایسی قوت و طاقت حاصل کرنا چاہتا ہے جس سے وہ اس بگڑی ہوئی دنیا کو توڑ پھوڑ کر پھر سے سنوار دے۔ (بحوالہ دینیات)

بعثت و نبوت

جب آنحضرت ﷺ کی عمر چالیس سال قمری پر ایک دن اوپر ہوئی تو 9، ربیع الاول 14 میلادی (مطابق 12، فروری 610ء) کو بروز پیر جبرائیل امین علیہ السلام اللہ کا حکم نبوت لے کر آنحضرت ﷺ کے پاس آئے۔ اس وقت آپ ﷺ غارِ حرا میں تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: اے محمد ﷺ! بشارت قبول فرمائیے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں۔"

اس واقعہ کے بعد نبی ﷺ فوراً گھر آئے اور لیٹ گئے۔ بیوی سے کہا کہ مجھ پر کپڑا ڈال دو۔ جب طبیعت میں ذرا سکون ہوا تو بیوی سے فرمایا کہ میں ایسے واقعات دیکھتا ہوں کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہو گیا ہے۔

(سفر السعادة بحواله، رحمة للعالمين)

سیّدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی شہادت، آنحضرت ﷺ کے اعلیٰ اخلاق پر

سیّدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے کہا، نہیں آپ کو ڈر کس بات کا ہے؟ میں دیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ رشتہ داروں پر شفقت فرماتے ہیں سچ بولتے ہیں۔ رانڈوں، یتیموں، بے کسوں کی دستگیری کرتے ہیں۔ مہمان نوازی فرماتے اور مصیبت زدہ لوگوں سے ہمدردی کرتے ہیں۔ اللہ آپ کو کبھی بے سہارا نہیں چھوڑے گا۔

اب سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خود بھی اپنے اطمینان قلب کی ضرورت ہوئی۔ اس لیے وہ نبی ﷺ کو ساتھ لے کر اپنے رشتے کے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں۔ ورقہ عیسائی عالم تھا۔ عیسائیت عرب میں قیصرِ روم اور نجاشی حبشہ کی کوشش سے داخل ہو چکی تھی۔ خیر خدیجہ رضی اللہ عنہا کی درخواست پر نبی ﷺ نے ورقہ کے سامنے جبرائیل علیہ السلام کے آنے کی بات بتائی۔ وہ فوراً بول اٹھا! یہی ہے وہ ناموس جو موسیٰ علیہ السلام پر اترا تھا۔ کاش! میں جوان ہوتا، کاش! میں اس وقت تک زندہ رہتا جب قوم آپ کو نکال دے گی۔

حضور ﷺ نے حیرت سے پوچھا: کیا قوم مجھے نکال دے گی؟ ورقہ بولا ہاں! اس دنیا میں جب کسی نے ایسی تعلیم پیش کی، اس سے شروع میں عداوت ہی ہوتی رہی ہے۔ کاش میں ہجرت تک زندہ رہوں اور حضور ﷺ کی نمایاں خدمت کروں۔

اس واقعہ کے چند روز بعد ورقہ فوت ہو گیا۔ وہ بہت کمزور ہو چکا تھا، نظر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

جاتی رہی تھی۔ ممکن ہے ورقہ نے آنحضرت ﷺ کی ہجرت کے بارے میں، یسعیاہ 42 باب پڑھا ہوا ہوگا۔

نزولِ قرآن کا آغاز

اوپر ذکر ہوا ہے کہ پہلی بار جبرائیل علیہ السلام، حضور ﷺ کے پاس پیغامِ نبوت لے کر جب آئے تو مہینہ ربیع الاول کا تھا پھر چھ ماہ تک سچے خواب آتے رہے فرشتہ نہ آیا۔ بالآخر سورۃ العلق کی ابتدائی پانچ آیات لے کر فرشتہ آیا۔ یہ آیات ربیع الاول میں اس لیے نہیں ممکن ہیں کہ قرآن خود کہتا ہے کہ وہ ماہ رمضان میں نازل ہوا۔ ابتدائی آیات میں فرشتہ کہہ رہا تھا۔ اِقْرَاْ پڑھ۔ آپ ﷺ جواب میں فرما رہے تھے۔ مَا اَنَا بِقَارِئٍ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں یعنی لکھنا پڑھنا سیکھا ہی نہیں، امّی ہوں۔ پھر کہا: پڑھ، اپنے پروردگار کے نام سے جس نے پیدا کیا ہے، الخ۔

بعض بے خبر یا شر پسند مغربی مفکرین اسلام کے خلاف یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ اسلام ایجوکیشن کے خلاف ہے۔ حالانکہ آپ نے دیکھا کہ قرآن کی پہلی وحی "اقراء" ہے کہ پڑھ۔ یعنی ابتداء ہی پڑھنے سے ہو رہی ہے۔ اسلام دراصل ایسی تعلیم کے واقعی خلاف ہے علامہ اقبال رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ۔ یا جس تعلیم سے زن نازن ہو جائے وغیرہ۔ کیونکہ اسلام حقیقت میں ایسی تعلیم دیتا ہے جس سے انسانی شکل کا جانور اعلیٰ اخلاق و کردار اپنا کر حیوانیت و بہیمیت سے نکل کر ملکوتی صفات ہو جاتا ہے۔ ورنہ نزولِ قرآن اور آخری نبی ﷺ کے آنے سے پہلے دیکھیں، دنیا کیسے بھٹکی ہوئی تھی؟

آپ ﷺ نے انسانوں کو حق کی روشن اور صاف شاہراہ پر ڈال دیا۔

کلام شیریں بزبانِ نبوت ﷺ

عموماً محدثین جنہوں نے حدیث شریف کی کتابیں فقہی ترتیب سے تالیف کی ہیں، ان کتب کو سنن کہتے ہیں۔ مثلاً سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ وغیرہ۔ ان کتب کی ابتداء طہارت اور پاکیزگی کے باب سے کی گئی ہے۔ اسی طرح فقہاء کرام نے فقہ کی کتب کی ابتداء بھی کتاب الطہارۃ سے کی ہے۔ اس وقت ہمارے پیش نظر، مرعاۃ المفاتیح، شرح مشکوٰۃ المصابیح ہے۔ مشکوٰۃ شریف تمام مدارس دینیہ میں پڑھائی جانے والی حدیث کی ابتدائی کتاب ہے۔ مشکوٰۃ کے تراجم اور شرحیں کافی علماء نے لکھی ہیں۔ عربی زبان میں وقیع شرح ملا علی قاری رحمہ اللہ کی "مرقاۃ المفاتیح" کئی جلدوں میں ہے۔ اور "مرعاة المفاتيح" عربی شرح نو جلدوں میں بازار میں میسر ہے، مگر ابھی یہ شرح زیر تکمیل ہے۔ یعنی مشکوٰۃ کا تیسرا حصہ تقریباً شرح ہوئی ہے۔ اگر اسی انداز سے اللہ نے علامہ عبیداللہ مبارکپوری کو توفیق دیئے رکھی تو مزید اٹھارہ جلدیں اور متوقع ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

لکھتے ہیں! طہارت کا لغوی معنی ہے نظافت و نزاہت ہر محسوس و غیر محسوس عیب سے۔ شرعی معنی ہے، نجاستِ حکمی سے بدن کو صاف کرنا یعنی حدث اکبر اور حدث اصغر سے۔

شریعت اسلامی میں سب طہارتیں مطلوب ہیں یعنی بدن، کپڑے، جگہ وغیرہ کو گندگی سے پاک کرنا۔ یہ پاکیزگی کا عمل تابع ہے علم کے۔ یعنی عمل سے پہلے علم کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

ضرورت ہے اسی لیے صاحب مشکوۃ نے کتاب الطھارۃ سے پہلے کتاب العلم کا ذکر کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں۔ کہ ''علم امام کا درجہ رکھتا ہے اور عمل مقتدی کا۔'' موصوف مبارکپوری رقمطراز ہیں کہ بدنی عبادتوں میں سب سے افضل عبادت نماز ہے اور نماز تک پہنچنے کے لیے طہارت ضروری ہے۔ ہر طالب دین کے لیے لازم ہے کہ دین کے اسرار ورموز کی معرفت حاصل کرے۔ اس سلسلے میں علامہ ابن القیم رحمہ اللہ کی ''اعلام الموقعین'' شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی ''حجۃ اللہ البالغۃ'' اور امام غزالی رحمہ اللہ کی ''احیاء علوم الدین'' نہایت مفید کتابیں ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

''قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ''

''صفائی آدھا ایمان ہے۔''

بعض روایات میں آیا ہے، ''وضو آدھا ایمان ہے۔'' ''شطر الایمان'' آدھا ایمان بتایا کہ طہارت کی زیادہ سے زیادہ رغبت اور شوق بڑھے، ثواب کی عظمت وکثرت کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی طہارت کا اتنا ثواب ہے کہ ایمان کے نصف درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔

※ ایمان لانے سے کبیرہ اور صغیرہ سب گناہ معاف ہوتے ہیں اور وضو سے صرف صغیرہ گناہ دھلتے ہیں، اس لحاظ سے وضو اور طہارت نصف ایمان ہے۔

※ ایمان سے مراد نماز بھی ہے۔ یعنی طہارت کے بغیر نماز ادھوری رہ جاتی ہے۔ جبکہ مکمل اور درست نماز تب ہے جب پورے شرائط وآداب سے ادا کی جائے۔ طہارت تمام شرائط نماز سے زیادہ کڑی شرط ہے۔ یعنی نماز کے

سارے آداب وشرائط کا درجہ نصف، اور اکیلی طہارت کا درجہ نصف ہے۔

※ یہاں طہارت سے مراد یہ بھی ہے۔ کہ آدمی گمراہ کن عقائد سے صاف ہو جائے، برے کردار سے پاک ہو جائے، ہر طرح کے جرائم اور گناہوں سے بچ جائے، ہر غلاظت سے صاف ہو جائے۔

※ ایمان کا حاصل یہ ہے کہ بری حرکتوں سے اجتناب ہو اور اعلیٰ صفات کا شیدائی ہو۔

امام غزالی رحمہ اللہ، جو تلقین غزالی سے متصف ہیں۔ فرماتے ہیں! طہارت کے چار (4) درجے ہیں۔

1. بدن کو ظاہری حدث ونجاست سے پاک کرنا۔
2. دوسرا درجہ اپنے تمام اعضاء کو خطاؤں سے مبرا کرنا یعنی آنکھ برائی دیکھنے سے بچے، کان برا سننے سے بچے، زبان برا کہنے سے بچے، ہاتھ پاؤں برائی کو لمس کرنے سے بچیں۔
3. طہارت کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ دل ودماغ میں موجود برائیوں کو صاف کرے، یعنی شیطانی وسوسوں اور حسد وبغض وغیرہ سے صفائی ہو جائے۔
4. طہارت کا چوتھا درجہ یہ ہے کہ باطن کو غیر اللہ سے پاک کرے یعنی اللہ کے سوا کسی کی محبت دل میں باقی نہ رہے۔ دل صرف اللہ کا ہو جائے۔

(بحوالہ احیاء علوم الدین)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اپنی معروف تصنیف ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں نکتہ سنج ہیں۔

طہارت کے ذریعہ مقصود ہے کہ انسان بہیمی وحیوانی صفات سے آزاد ہو کر،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

ملکوتی صفات کا حامل ہو جائے۔ یعنی فرشتے ہر غلاظت سے منزہ ہیں تو انسان طہارت وعبادت کے ذریعہ فرشتوں کی خوبیاں اپنا لے۔ جیسے جیسے انسان نفیس طبع ہوتا جائے گا اللہ کے محبوب بندوں کی صف میں شامل ہوتا جائے گا۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں! اگر کوئی سوال کرے کہ پیٹ سے ہوا خارج ہوئی پیٹھ کے راستے سے، تو بجائے پیٹھ دھونے کے، وضو کے لیے ظاہری اعضاء کیوں دھوئے جائیں؟

جواب! دراصل یہ اللہ کی شانِ کریمی ہے کہ شریعت کو بندوں کے لیے آسان کر دیا۔ ورنہ عقل کا تقاضا یہی تھا کہ اعضائے ظاہری کے بجائے اعضائے باطنی دھوئے جاتے۔ چونکہ ہاتھ، چہرہ اور پاؤں یہ عموماً کھلے رہتے ہیں۔ دوسروں کے سامنے جانے پر یہی اعضاء پیش پیش ہوتے ہیں۔ ذکر وعبادت اور کام کاج کے لیے تو انہی ظاہری اعضاء کو پاک صاف کرنے سے طہارت ونفاست حاصل ہو جاتی ہے۔ دونوں ہاتھ پکڑتے ہیں تو ان کی نظافت مطلوب ہے۔ چہرہ پر آنکھیں، ناک، کان، منہ وغیرہ اعضائے حسیہ ہیں، ان کی صفائی ضروری ہے۔ سر سارے بدن کے بلند مقام پر ہے، جس میں دماغ سوچنے کا کام کرتا ہے۔ رحمت الٰہی نے مسلمانوں کو سر دھونے کا حکم نہیں دیا صرف سارے سر کا مسح کر لیں کہ دھونے کی مشقت سے بچ جائیں۔

ظاہری اعضاء کو دھونے سے ہی روحانی خوشی نصیب ہو جاتی ہے۔ کیونکہ خالق کا حکم یہی تھا۔ درحقیقت قلبی فرحت، اطاعتِ الٰہی اور رسول ﷺ سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ عقلی گھوڑے دوڑانے سے۔ جیسا کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم، وضو کا بدل ہے۔ اسی تیمّم سے طہارت حاصل ہوئی اور نماز جائز ہوئی۔

حالانکہ عقلاً دیکھا جائے تو منہ اور ہاتھوں پر مٹی ملنے سے بظاہر طہارت نظر نہیں آتی۔ مگر بحالتِ مجبوری تیمّم کرنے والا روحانی شادمانی سے سرشار ہو کر مصروفِ عبادت ہوتا ہے۔ آخری بات یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ پر ایمان اور ان کے حکم کی اطاعت میں دل کو سکون ملتا ہے۔ اگر دل ایمان سے خالی ہو تو ظاہری طور پر جتنا بھی اعضاء کو چمکا لیا جائے وہ روحانیت کہاں میسر آتی ہے؟ (ماخوذ از اعلام الموقعین جلد دوم)

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ

آپ ﷺ نے فرمایا! الحمدللہ کہنا ترازو کو بھر دیتا ہے۔ یعنی الحمدللہ کے ثواب کو اگر جسم عطا ہو جائے تو میزان اور ترازو کو پر کر کے رکھ دے۔ اس ایک ہی جملے کے اجروثواب کی عظمت دیکھ لیں کس قدر ہے۔ آپ ﷺ کے اس فرمان کے مطابق، ہر زبانی بات، کوئی عمل اور کوئی معنی ایسا نہیں ہے کہ جس کو روزِ محشر تولا نہ جا سکے۔ یعنی جو چیز قول وعمل کی شکل میں جسم نہیں رکھتی، اس کا بھی وزن ہو گا۔ یہ بات حضور ﷺ نے صدیاں پہلے بتا دی جبکہ کمپیوٹر اور ویڈیو کیمرے ایجاد نہ ہوئے تھے۔ آج کی حیرت انگیز سائنسی ایجادات نے ثابت کر دیا کہ معمولی چیز کا وزن ممکن ہے۔ ورنہ نئی ایجادوں سے پہلے، عقل کے ماروں نے پیغمبر اسلام ﷺ کی بات کو خلاف عقل قرار دیکر مسترد کیا تھا۔

مگر رسولِ برحق ﷺ کا فرمایا ہوا ہر حال میں سچ نکلا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ، أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنا، یہ دونوں جملے بھر دیتے ہیں (یا یہ جملہ بھر دیتا ہے) زمین و آسمان کے وسیع خلا کو۔''

روایت میں ''او'' کا لفظ شک ہے راوی کا، یعنی راوی حدیث سیدنا ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی زبان مبارک سے یہ حدیث سنی تو انہیں شک گزرا کہ آپ ﷺ نے تملآن فرمایا تھا یا تملأ فرمایا تھا۔ یعنی دونوں لفظوں میں سے ایک ضرور فرمایا تھا۔ یہ ہے وہ اعلیٰ درجے کی دیانت کہ صحابی رسول ﷺ نے واضح کر دیا ہے کہ مجھے دو لفظوں میں شک ہے کہ تملآن فرمایا یا تملأ فرمایا۔ جب کہ مفہوم کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ ''او'' کا استعمال دلیل ہے کہ راویان حدیث کس قدر محتاط تھے فرامین رسول ﷺ کو بیان کرنے میں۔ ورنہ ہماری طرح کے بے احتیاط ہوتے تو شک والا لفظ ذکر کیے بغیر ایک ہی لفظ ذکر کر کے اپنے علم کی دھاک بٹھاتے۔ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ ڈرتے تھے کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے۔

((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))

(صحیح بخاری، باب العلم، کتاب الجنائز)

''جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ سمجھے۔''

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ کافر جو اللہ پر جھوٹ باندھے، اس کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی حضور ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرے۔ اسی حکم نبی ﷺ سے ہر ماہر حدیث ڈرتا تھا۔ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے یہ گوارا کر لیا کہ کوئی مجھے تو کہہ لے کہ اپنے حافظے میں تملآن اور تملأ میں سے ایک لفظ کو یاد نہ رکھ سکے۔ کوئی مجھے تو کہہ لے حافظہ کمزور تھا۔ مگر کوئی یہ نہ کہے کہ فرمانِ

رسول ﷺ میں شک ہے۔

حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ اگر سبحان اللہ اور الحمد للہ کے ثواب کو جسم بخش دیا جائے تو فضائے بسیط اور خلائے زمین و آسمان کو پر کر کے رکھ دے۔ اس سے ان دو جملوں کی شان بلند کا اظہار ہوتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ محض زبان سے یہ جملے ادا کرنے بہت آسان ہیں ایک لحہ میں آدمی کہہ سکتا ہے۔ کیا اتنا ہی مقصود ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس طرح کے فقرات جو ذکر الٰہی میں استعمال ہوتے ہیں ان کی فکری گہرائی بہت زیادہ ہے۔ مثلاً، لا اله الا الله، الله اكبر، سبحان الله، الحمدلله وغیرہ۔ یہ توحیدی نغمات ہیں اور غیر اللہ کے لیے ضرب کاری ہیں۔ یعنی لا اله الا الله اعلان بغاوت ہے ہر دنیا کی قوت کے خلاف۔ لا اله کہنے والا جب شعور قلب سے کہتا ہے تو للکارتا ہے کہ میں نہیں مانتا کسی کو خدا، سوائے اللہ کے، نہیں مانتا کسی کو طاقتور سوائے اللہ کے، نہیں مانتا کسی کو قانون ساز سوائے اللہ کے، نہیں مانتا کسی کے قانون کو سوائے اللہ کے، نہیں مانتا کسی کو پوجا پاٹ کے لائق سوائے اللہ کے، نہیں جھکاتا اپنا سر کسی کے آگے سوائے اللہ کے، نہیں مانتا کسی کا اقتدارِ اعلیٰ سوائے اللہ کے۔

اس شعور سے جب یہ ذکرِ الٰہی ہوتا ہے تو کھرے اور کھوٹے عاشق الٰہی کی پہچان ہو جاتی ہے۔ کھرے عاشق کو راہ باری تعالیٰ میں جو مشکلات آئیں وہ حب الٰہی سے سرشار ہو کر سب بخوشی سہہ جاتا ہے اور جو نرا زبانی ورد کا قائل ہو وہ کھوٹا سکہ اپنی ملمع سازی کھو بیٹھتا ہے۔ اوپر چاندی کا کوٹ تھا مگر اندر سے لوہا نکل آتا ہے۔ اس نے صرف لبادہ چاندی کا اوڑھا ہوا تھا اندر سے لوہا تھا۔ یہی مفہوم ہے '' اللہ اکبر '' کا کہ اللہ سے بڑی کوئی سپر پاور نہیں ہے۔ اگر کوئی سپر پاور ہونے کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعویٰ کرتا ہے تو وہ جھوٹا ہے اور ''اللہ اکبر'' کہنے والا کسی جھوٹے کی سپر پاور کو نہ خود مانتا ہے بلکہ ماننے والوں کو بھی اللہ کی طرف بلاتا ہے۔ یہی مفہوم "سبحان اللہ" کا ہے کہ دنیا میں جتنے جھوٹے خدائی دعویدار ہیں انہیں ہزاروں بیماریاں اور کمزوریاں لاحق ہیں۔ یہ مخلوق ہیں، مجبور ہیں، بیمار ہیں، گندگیوں سے بھرے ہوئے جسم رکھتے ہیں۔ صرف ایک اللہ ہی ہے جو اندر سے بھی نور ہے، باہر بھی نور ہے، تمام خامیوں اور کمزوریوں سے پاک صاف ہے۔ الحمد للہ کا مفہوم اس شعور کے تحت یہ ہے کہ پوری کائنات میں حقیقی تعریفوں کا مالک صرف ایک اللہ ہے۔

اسی شعور سے حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ان جملوں کا ورد کرتے تھے اور کفر سے پنجہ آزما رہتے تھے۔ اور انسانوں پر ایک خدا کی خدائی عملاً قائم کر کے دنیا سے رخصت ہوئے۔ یہی ذمہ داری آج ہر کلمہ گو مسلمان کی ہے۔

وَالصَّلٰوۃُ نُوْرٌ

آپ ﷺ نے فرمایا، نماز نور ہے، روشنی ہے۔ ''صاحبِ مرعاۃ'' لکھتے ہیں۔
نماز کے نور ہونے کا مطلب یہ ہے۔ کہ نماز پڑھنے سے دل منور ہوتا ہے، شرح صدر حاصل ہوتا ہے، کتنے ہی علوم و معارف اور حقائق دل پر منقش ہوتے ہیں۔

- نماز کی روشنی، اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں اور سفلی جذبات سے بچاتی ہے۔ بے حیائی اور برائی سے بچاتی ہے، سیدھے راستے کی رہنمائی کرتی ہے۔
- نماز کا نور قیامت کی ہولناک تاریکیوں میں کام آئے گا۔
- نماز کا نور قبر کے گھپ اندھیروں میں روشنی کا کام دے گا۔
- نمازی کے چہرے پر قیامت کے روز نور برسے گا۔
- نمازی کے چہرے پر دنیا میں بھی بشاشت اور رونق ہوتی ہے بخلاف اس

کے، بے نمازی کے چہرے پر نحوست ہوتی ہے، اسے نہ قلبی سکون حاصل ہوتا ہے، نہ چہرے پر قدرتی خوشی نظر آتی ہے۔

چہروں پہ جو سرخی نظر آتی ہے سر شام
یا غازہ ہے یا ساغر و مینا کی کرامات

(اقبال رحمہ اللہ)

وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ

آپ ﷺ نے فرمایا! صدقہ دینا دلیل ہے۔ یعنی جب کوئی مومن راہ الٰہی میں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے مال خرچ کرتا ہے تو یہ واضح ثبوت ہوتا ہے۔ کہ اس کا دعویٰ ایمان محض زبانی بات نہیں بلکہ صدقے کا عمل اس دعوے کی دلیل و برہان بن جاتا ہے کہ واقعی یہ بندہ حقیقی مومن ہے۔ یہ دعوے کا جھوٹا نہیں ہے۔

- قیامت کے دن جب مال کے بارے میں پوچھا جائے گا تو دنیا میں دیا ہوا صدقہ بطور دلیل اور گواہ کے پیش ہو کر بندے کی نجات کا سبب بنے گا۔

علامہ سمرقندی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''کان ابراهيم عليه السلام اذا اراد ان يتغدى ولم يجد من يتغدى معه سار الميل والميلين فى طلب من يتغدى معه''

''سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو جب بھوک لگتی تو ساتھ مل کر کھانے والے کو تلاش کرتے کرتے بعض دفعہ میل دو میل تک چلے جاتے کہ کوئی ملے جسے ساتھ بٹھا کر کھائیں۔'' (تنبیہ الغافلین)

حضور ﷺ نے فرمایا! اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو جو اپنا خلیل یعنی جگری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

دوست بنایا تو صرف کھانا کھلانے، سلام کو عام کرنے، اور رات کی خفیہ نماز پڑھنے کے سبب بنایا تھا۔ (حوالہ مذکورہ)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے،

"ماتصدق رجل بصدقة الا وقعت في يد الرب قبل ان تقع في يد السائل وهو يمنحها في يد السائل، قال، وهو في القران فقرأ عبدالله ﴿ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ ﴾ (سوره التوبه ، 104 ، بحواله كتاب الزهد)

"سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، صدقہ کرنے والا آدمی جب صدقہ کرتا ہے تو حاجت مند کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے، اللہ کے ہاتھ پر وہ صدقہ پہنچ جاتا ہے۔ حالانکہ بظاہر دینے والا سائل کو دے رہا ہوتا ہے پھر سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ توبہ کی یہ آیت تلاوت کی۔"

"کیا انہیں معلوم نہیں ہے۔ کہ وہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی خیرات کو قبولیت عطا فرماتا ہے۔"

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے صحیح حدیث نقل کی ہے:

"ان الله يقبل الصدقة و يأخذ بيمينه، فيربيها لاحدكم كما يربي احد كم مهره، حتى ان اللقمة لتكون مثل احد"

(تفسیر ابن کثیر)

"بے شک اللہ صدقہ وخیرات کو قبول فرماتا ہے اور اپنے دائیں ہاتھ سے لیتا ہے پھر صدقہ دینے والے کے لیے اسے یوں بڑھائے جاتا

ہے جیسے گھوڑی کا بچھیرا جلد جوان ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ صدقے کا ایک لقمہ احد پہاڑ کے برابر اجر پا سکتا ہے۔"

وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ

آپ ﷺ نے فرمایا! صبر روشنی ہے، یعنی صبر وتحمل کا جذبہ فرمانبرداری کی راہ پر ڈال دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچاتا ہے۔ مومن سختیاں برداشت کرنے کا عادی ہونا چاہئے۔ وہ مشکلات کو دیکھ کر گھبراتا نہیں ہے۔ صبر کو ضیاء فرمایا، کیونکہ ضیاء نور سے قوی تر ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا،

﴿ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاۗءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا ﴾ (یونس: 5)

"وہی ہے جس نے سورج کو ضیاء اور چاند کو نور بخشا۔"

اب دیکھ لیا جائے کہ کیا فرق ہے ضیائے شمس اور نور قمر میں۔ حضور ﷺ نے نماز کو "نور" فرمایا اور صبر کو "ضیاء" فرمایا ہے۔ یعنی نماز کی روشنی چاند کی طرح ہے اور صبر کی روشنی سورج کی طرح ہے۔ اس لحاظ سے صبر نماز سے زیادہ اہم ہے کیونکہ تمام واجبات کو ادا کرنے اور تمام ممنوعات سے بچنے کے لیے صبر درکار ہے۔ بلکہ امورِ دین کی بنیاد صبر ہے۔

- صبر، قابلِ تعریف اور قابلِ محبت ہے شرع میں۔ صابر ہمیشہ روشنی پانے والا، ہدایت پانے والا، مستقل راہِ راست پر رہتا ہے۔
- صبر روزے کی طرح نفس کو کنٹرول کرتا ہے۔ نفسانی خواہشات کو لگام دیتا ہے اس کی بدولت دل منور ہوتا ہے۔
- حضور ﷺ نے صبر کو ضیاء فرمایا تو سورج بھی دن کے وقت نکلتا ہے اور روزہ بھی دن کے وقت رکھا جاتا ہے۔ صبر اور روزے کا باہم گہرا تعلق ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْ عَلَيْكَ

آپ ﷺ نے فرمایا! قرآن تیری حمایت میں دلیل بنے گا یا تیری مخالفت میں۔یعنی اگر تو نے قرآنی ہدایات کے مطابق عمل کیے تو تجھے نفع حاصل ہو گا۔اور اگر اس قرآن سے بے رخی کی اور احکام قرآنی کے مطابق عمل نہ کیے تو تیرے خلاف روزِ محشر عدالتِ الٰہی میں گواہ بن کر پیش ہو گا۔دنیا کی کامیابی و ناکامی کے معیار اور ہی ہیں۔بلکہ دنیا میں یہ بات مشہور ہے،''دام بنائے کام'' جس کے پاس دولت ہے اس کے سب کام بخوبی حل ہو جاتے ہیں۔لیکن قیامت کا معاملہ اس دنیا سے بالکل مختلف ہے۔وہاں نہ دام ہو گا، نہ کام بنے گا۔آج جو دنیا کی رونقیں اور ترقیاں ہمیں نظر آتی ہیں۔یہ سب کچھ قیامت برپا ہونے پر یکسر برباد ہو جائے گا۔اور سب انسان کنگال حال قبروں سے برہنہ اٹھائے جائیں گے، معمولی کپڑا ستر ڈھانکنے کو نہ ہو گا۔کپڑے کی ملیں اور فیکٹریوں کا نام ونشان نہ رہے گا، کپڑے کے اسٹوروں کا وجود نہ ہو گا، کپڑے سینے والے درزی نہ ہوں گے۔بلکہ کاٹن فیکٹریوں اور ٹیکسٹائل ملوں کے مالکان، خود ننگے ہوں گے، ان کی ہوائیاں اڑی ہوں گی، سراسیمگی کا عالم ہو گا، مارے خوف کے ہر نفس بے ہوش نظر آئے گا جبکہ یہ بے ہوشی کسی نشہ آور شے کا نتیجہ نہ ہو گی۔یہ سب قیامت کی ہولناکی ہو گی، اس قدر دنیا کانپ رہی ہو گی کہ ہر ماں کو اپنا شیر خوار بچہ بھول جائے گا، خاوند بیوی کو بھول جائے گا حتی کہ حاملہ عورت کا حمل اس دہشت سے گر جائے گا سورج سوا نیزے پر ہو گا، ہر فرد اپنے شامت اعمال کی بدولت پسینے میں غرق ہو گا۔سخت گرمی، سخت پیاس میں، اگر کوئی سایہ، میدان حشر میں ہو گا تو صرف اللہ تعالیٰ کے عرش کا سایۂ رحمت ہو گا۔اگر پورے میدان حشر میں کہیں پیاس بجھانے کا سامان

ہو گا تو صرف حضور ﷺ کا حوض کوثر ہو گا۔لیکن یہ سایہ عرش اور حوض کوثر کا پانی صرف انہی خوش قسمت انسانوں کو حاصل ہو گا جنہوں نے اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی کتاب سے محبت کی، اس کے مطابق اپنی زندگی گزاری۔یہی قرآن حشر کے مشکل مراحل میں سفارشی بنے گا، حمایت میں گواہ بنے گا، ان کے لیے جو اس کا کہا دنیا میں مانتے رہے۔کوثر کا پانی سنت رسول ﷺ پر مر مٹنے والوں کو نصیب ہو گا۔

فَكُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ، فَبَائِعٌ نَفْسَهُ، فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا

آپ ﷺ نے فرمایا، ہر فردِ بشر صبح جب اٹھتا ہے تو اپنے نفس کا سودا کرتا ہے۔اس سودے میں اپنی جان کو آزاد کرتا ہے یا برباد کرتا ہے۔''

علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔کہ ہر انسان اپنے نفع ونقصان کا خود مالک ہے۔انسانوں میں سے کچھ لوگ اپنی جان اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں بیچ ڈالتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور اس کے عذاب سے اپنے آپ کو نجات دلاتے ہیں۔ان کے برعکس، کچھ لوگ اپنے آپ کو شیطان کے حوالے یا اپنی نفسانی خواہشات کی آگ میں جھونک دیتے ہیں یوں اپنی تباہی کا خود روزانہ سامان کرتے ہیں۔

ان دو قسم کے بیوپاریوں کا ذکر قرآن یوں کرتا ہے:

① کامیاب گروہ:

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ ۣ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ وَ الْقُرْاٰنِ ۭ وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

﴿فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝﴾
(التوبہ: 111)

’’حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال، جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے، مارتے اور مرتے ہیں۔ ان سے جنت کا وعدہ اللہ کے ذمہ ہے، تورات و انجیل اور قرآن میں، اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا ہو؟ پس خوشیاں مناؤ اپنے سودے پر جو تم نے اللہ سے چکا لیا ہے۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔‘‘

سید مودودی رحمہ اللہ اس آیت کی شرح یہ فرماتے ہیں:

یہاں ایمان کے اس معاملے کو جو اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ہوتا ہے بیع سے تعبیر کیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ایمان دراصل معاہدہ ہے جس کی رو سے بندہ اپنا نفس اور اپنا مال اللہ تعالیٰ کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے اور اس کے معاوضہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس وعدے کو قبول کر لیتا ہے کہ مرنے کے بعد دوسری زندگی میں وہ اسے جنت عطا کرے گا۔

② ناکام گروہ:

﴿وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۫ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (البقرہ: 102، 103)

’’اور انہیں خوب معلوم تھا کہ جو اس چیز کا خریدار بنا، اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، کتنی بری متاع تھی جس کے بدلے انہوں نے اپنی

جانوں کو بیچ ڈالا، کاش انہیں معلوم ہوتا! اگر وہ ایمان اور تقویٰ اختیار کرتے تو اللہ کے ہاں اس کا جو بدلہ ملتا، وہ ان کے لیے زیادہ بہتر تھا۔ کاش انہیں خبر ہوتی۔‘‘

مذکورہ دونوں گروہوں کی بیع کا اللہ نے قرآن میں ذکر فرمایا تو اسی کے مطابق حضور ﷺ کا ارشاد ہوا۔

’’کہ ہر فردِ بشر صبح جب اٹھتا ہے تو اپنے نفس کی بیع کرتا ہے، اس بیع میں چاہے وہ اپنے آپ کو آزاد کروالے یا گرفتار بلا کر دے۔‘‘

(رواہ مسلم)

اس حدیث کو امام مسلم نے کتاب الطہارۃ میں روایت کیا ہے۔

امام احمد نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے کتاب الدعوات میں ذکر کیا۔

نسائی نے کتاب الزکوۃ میں

اور ابن ماجہ نے کتاب الطہارۃ میں ذکر کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زخم کھا کر پھول برسائے

کارِ دعوت و نبوت کا دسواں سال ہے۔ دس سال کی محنت کے بعد بھی مکہ مکرمہ کے سردار اور عوام، اس بات کے لیے تیار نہیں کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کی بندگی اختیار کریں، اس کے رسول ﷺ کی اطاعت قبول کریں۔

بلکہ اب تو وہ داعی حق ﷺ کو ہی ختم کر دینے کا سوچ رہے ہیں۔ اب کدھر کا رخ کریں؟ بالآخر طائف کا سوچتے ہیں۔ ادھر کا رخ کرتے ہیں۔ مکہ مکرمہ سے قریب یہی آباد شہر ہے۔ زمین زرخیز، پانی وافر، باغات سے مالا مال، شاید کہ وہاں کے سردار اور امراء اس دعوت کو قبول کر لیں۔

راستہ دشوار گزار، پہاڑیوں اور وادیوں سے بھرا ہوا، گرمی کا موسم، اور وہ بھی عرب کی تپتی ہوئی گرمی، پچاس (50) سال کی عمر ہے، جوانی کا زمانہ نہیں کہ دشوار سفر آسان ہو۔ سفر کے لیے سواری کا بندوبست نہیں، ساری پونجی کارِ دعوت میں صرف ہو چکی۔ چنانچہ پیدل صرف دو چپلوں پر سارا راستہ طے ہوتا ہے۔ ساتھ صرف سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، منہ بولا بیٹا کے۔

طائف پہنچ کر آپ ﷺ بنوثقیف کے تین سرداروں، عبد یالیل، مسعود، اور حبیب کے پاس جاتے ہیں۔ ان کے سامنے دعوتِ حق پیش کرتے ہیں۔ دس سال مکہ مکرمہ میں ٹھکرائے جانے کے بعد، جو امیدیں طائف سے ہو سکتی تھیں، وہ چکنا

چور ہو جاتی ہیں۔ جب امارت و دولت، اور اقتدار کے نشہ میں چور، یہ تین سردار بھی اس دعوت کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ ان کے جواب سننے کے لائق ہیں۔ ٹوٹے ہوئے دل پر پہلا تیر یہ لگا۔

1. اللہ کو تمہارے سوا رسول بنانے کے لیے اور کوئی نہیں ملا کہ جسے سواری کے لیے گدھا تک میسر نہیں۔
2. دوسرا بولا، کعبہ کے پردے تار تار ہوں اگر اللہ نے تمہیں رسول بنایا ہے۔
3. تیسرا بولا، میں آپ سے بات نہیں کرتا، اگر واقعی رسول ہو تو میں بات کرنے کا حق دار نہیں، اگر رسول نہیں ہو، تو میرا بات کرنا میری ذلت ہے۔

آپ ﷺ زخمی دل کے ساتھ سرداروں کی محفل سے نکل کر باہر آ جاتے ہیں۔

طائف کے سردار شہر کے لچے لفنگے لوگوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیتے ہیں۔

یہ آپ ﷺ پر پتھروں کی بارش کر دیتے ہیں، تاک تاک کر آپ ﷺ کے ٹخنوں اور ایڑیوں پر پتھر مارتے ہیں۔ جب چوٹوں کی تکلیف سے مجبور ہو کر آپ ﷺ بیٹھ جاتے ہیں، تو آپ ﷺ کو پکڑ کر پھر زبردستی کھڑا کر دیتے ہیں۔ دو میل کے راستہ پر اسی طرح سنگ باری کے نتیجہ میں آپ ﷺ زخموں سے چور لہولہان ہو جاتے ہیں۔ طائف کی بستی سے نکل کر ایک باغ میں پناہ لیتے ہیں۔

گھٹنے زخمی، پنڈلیاں مجروح، کپڑے لال ہو گئے، نوعمر رفیق سفر (زید رضی اللہ عنہ) نے، سڑک سے بیہوشی کی حالت میں جس طرح بن پڑا، آپ ﷺ کو اٹھایا۔ پانی کے گڑھے کے کنارے لایا۔ جوتیاں اتارنا چاہیں، تو خون کے گوند سے، جو تلوے کے ساتھ اس طرح چپک گئی تھیں کہ ان کا چھڑانا مشکل تھا۔

❁ ایک بار سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ پر غزوہ احد سے بھی زیادہ سخت دن کبھی آیا ہے؟

فرمایا، تیری قوم سے جو تکلیفیں پہنچیں سو پہنچیں، مگر سب سے بڑھ کر، سخت دن وہ تھا، جب میں نے طائف کے سردار کے سامنے دعوت توحید رکھی اور اس نے رد کر دیا۔

سفر کے ساتھی سیّدنا زید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ! ان ظالموں کے لیے بد دعا کیجئے۔ رحمت مجسم ﷺ نے فرمایا! میں ان لوگوں کے لیے کیوں بد دعا کروں؟

اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لائے تو مجھے امید ہے کہ ان کی نسلیں ضرور رب العالمین کی پرستار ہوں گی۔

باغ سے نکل کر، آپ ﷺ مکہ مکرمہ کی راہ لیتے ہیں۔ راستے میں سیّدنا جبرائیل علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔ حضور ﷺ! اللہ نے وہ سب کچھ سن لیا، جو آپ ﷺ کی قوم نے آپ سے کہا، اور جو آپ کی دعوت کا جواب دیا۔ یہ اللہ نے پہاڑوں کا فرشتہ آپ کے پاس بھیجا ہے۔ جو چاہیں اسے حکم دیں، ملک الجبال سلام عرض کرتا ہے اور اجازت طلب کرتا ہے، کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ کو پورا اختیار ہے۔ ارشاد ہو تو ان پہاڑوں کو اٹھا کر جن میں طائف شہر محصور ہے، انہیں پیس کر رکھ دوں۔

ذرا دیکھئے! حضور ﷺ، لوگوں کے پتھروں کا جواب، پہاڑوں سے دے سکتے تھے، مگر آپ ﷺ نے فرمایا! میں مایوس نہیں ہوں کہ ان کی پشتوں سے اللہ ایسے لوگ پیدا کرے، جو اللہ وحدہٗ لاشریک کی بندگی کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو ساجھی نہ بنائیں۔

حضرات قارئین! اپنوں سے تو سب ہی محبت کرتے ہیں، دشمنوں سے کتنے محبت کرتے ہیں؟ اچھی بات کا تو سب ہی اچھا جواب دیتے ہیں، کتنے ہیں جو گالیوں اور پتھروں کا جواب، دعاؤں اور پھولوں سے دیتے ہیں؟

آپ ﷺ میں جذبۂ انتقام نہیں، نفرت نہیں، غیظ و غضب نہیں، گالیاں نہیں، مقابلے کے چیلنج نہیں، طاقت کا غلط استعمال نہیں، بلکہ دلسوزی ہے، ہمدردی ہے، شفقت ہے، رحمت ہے، زندگی کا پیغام ہے، طاقت بقدرِ ضرورت استعمال کی، کہ فتنہ ختم ہو، نہ کہ فتنہ اور پھیل جائے۔ سب سے زیادہ فکر اور تڑپ یہ ہے کہ دل جیت لیں، کیونکہ آپ ﷺ کی لڑائی مرض سے ہے، مریض سے نہیں۔ برائی سے ہے، برے سے نہیں، گناہ سے ہے، گناہگار سے نہیں۔

کیا یہ دلسوزی، یہ خیر خواہی، یہ حوصلہ، یہ صبر و استقامت ہمیں بھی نصیب ہے؟ کہ گالیاں اور پتھر کھائیں، اور جواب میں پھول برسائیں۔ بد خواہوں کو دعائیں دیں۔ توڑنے والوں کو جوڑیں۔ ظلم کرنے والوں کو معاف کریں۔ محروم کرنے والوں کو عطا کریں۔ برائی کا جواب بھلائی سے دیں۔ حقیقت یہ ہے، یہ قیمتی دولت اس کو ملتی ہے جو بڑا خوش قسمت ہو۔ قسمت والا وہ ہے جو صبر و شکر کرنے والا ہو۔ صبر و شکر اسے نصیب ہوتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت سے سرشار ہو۔

اللہ کریم! ہمیں زندگی کا ایسا ہی کردار اپنانے کی توفیق عنایت عطا فرمائے۔

آمین!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم اُمی امت ہیں، (یعنی جو لکھنا پڑھنا نہ جانے)

﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ۝﴾ (الجمعة: 2)

"وہی ہے جس نے اُمیوں کے اندر ایک رسول ﷺ خود انہی میں سے اٹھایا، جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے، ان کی زندگی سنوارتا ہے، اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔"

تشریح:

یہاں اُمی کا لفظ یہودی اصطلاح کے طور پر آیا ہے اور اس میں ایک لطیف طنز پوشیدہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جن عربوں کو یہودی حقارت کے ساتھ اُمی (ان پڑھ) کہتے ہیں اور اپنے مقابلے میں ذلیل سمجھتے ہیں، انہی میں اللہ غالب و دانا نے، ایک رسول اٹھایا ہے۔ جو یہودیوں کے طنز کا جواب ہے۔ یعنی اگر وہ اہلِ کتاب ہیں تو ان اُمیوں کو بھی کتاب الٰہی (قرآن کریم) سے نواز کر، بے علم کے بجائے، علم وحکمت والے بنا دیا ہے، اور ان کی جہالت کے خاتمے کا بندوبست کر دیا گیا ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ علم وحکمت کے وہ رہنما اصول انہیں دیئے گئے ہیں کہ ان انقلاب انگیز اور ابدی عالمگیر اصولوں کی بدولت، ساری دنیا کی قیادت کر سکتے

ہیں۔ اللہ مزید فرماتا ہے:

﴿وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝﴾

(الجمعة: 3)

"(اور اس رسول ﷺ کی بعثت) ان دوسرے لوگوں کے لیے بھی ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں۔"

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ پر سورۂ جمعہ نازل ہوئی جب آپ ﷺ نے ﴿وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ پڑھی تو ایک آدمی نے سوال کیا، "مـن هـؤلاء يـا رسـول الـلـه!" حضور ﷺ ان سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ ﷺ خاموش رہے۔ دوسری یا تیسری مرتبہ سوال پر، آپ ﷺ نے جواب دیا۔ سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی وہیں تھے، حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک، سلمان پر رکھا اور فرمایا!

((لَوْ كَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِّنْ هٰٓؤُلَآءِ))

(بخاری کتاب التفسیر الجمعة، مسلم فی فضائل الصحابة)

"اگر ایمان ثریا کی بلندیوں پر بھی ہوا تو ان لوگوں میں سے، کچھ وہاں بھی اسے جا کر پا لیں گے۔"

یہ دلائل ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی امت کو ان پڑھ اور جاہل نہ رہنے دیا۔ بلکہ اسلامی عبادات تک میں اعداد وشمار داخل ہوئے، مثلاً،

﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ﴾

(التوبہ: 36)

"یقیناً، اللہ کی کتاب میں مہینوں کی تعداد بارہ ہی ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچ نمازوں کی تعداد اور اوقات مقرر ہوئے، زکوٰۃ کا نصاب مقرر ہوا کہ کتنے سونے میں، کتنی چاندی میں کیا کیا زکوٰۃ ہے؟ اونٹوں اور بھیڑ بکریوں، گایوں میں کتنی زکوٰۃ ہے؟ اسی طرح اجناس وغیرہ میں بھی مقدار مقرر ہے۔

تقسیمِ میراث کے حصے کیا کیا ہیں؟ حج کا مہینہ، رمضان کا مہینہ، چاند دیکھنے کے اصول، مہینے کے دنوں کی تعداد، رمضان کے آخری دس (دن، حتیٰ کہ تسبیحات جو انگلیوں پر گن گن کے کرنی ہیں۔ سبحان اللہ 33 بار، الحمدللہ 33 بار، اللہ اکبر 34 بار، وغیرہ۔

عربوں کے ہاں حضور ﷺ کے زمانے میں دونوں ہاتھوں کی انگلیوں اور پوروں پر شمار کا عجب طریقہ تھا۔ ہم دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو دس شمار کرتے ہیں یا انگلی کے پوروں کو اٹھائیس (28) تک شمار کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ اپنی پوروں پر دس ہزار کی گنتی شمار کر لیتے تھے۔ بلکہ تشہد میں بیٹھ کر حضور ﷺ، جو شہادت کی انگلی کو حرکت دیتے تھے وہ بھی اسی طریقہ کا زاویہ نمبر 53 بنتا تھا۔ فرمایا، آپ ﷺ نے: خدا کا محبوب ترین عمل بروقت نماز ہے۔ یعنی نماز کے اوقات کی خبر، تعدادِ رکعات کا علم، عیدالفطر کی نماز، عیدالاضحیٰ کی نماز کا وقت وغیرہ۔

یہ سب کچھ اس زمانے میں موجود تھا، وقت، دن، مہینے اور سال وغیرہ جب گھڑیاں نہیں تھیں۔ کیلکولیٹرز نہ تھے، کمپیوٹرز نہ تھے۔ نمازوں کے اوقات کے لیے سورج کو گھڑی بنا دیا، رمضان کے آغاز و انجام کے لیے چاند کو گھڑی بنا دیا۔ سحر و افطار کے لیے سورج کو گھڑی بنا دیا۔ وہ دائمی و ابدی گھڑیاں قیامت تک کے لیے درست وقت بتاتی ہیں، جبکہ ہماری مصنوعی گھڑیاں غلط بھی ہو جاتی ہیں۔ یعنی (Standarad Time) معیاری وقت کے لیے آج ترقی یافتہ دور میں بھی وہی شمس و قمر اصل معیار ہیں۔

شمس و قمر اور گھڑیاں

زمانے کی ترقی کے باعث آج گھڑیوں نے چاند اور سورج کی جگہ لے لی ہے۔ مساجد کے اندر یا گھروں میں ہوتے ہوئے کون باہر نکل کر دیکھتا ہے کہ پوہ پھٹ گئی ہے اور صبح صادق کا وقت فجر کی نماز کے لیے ہو گیا ہے؟ یا کون دوپہر کے وقت باہر نکل کر زوالِ شمس کو چیک کرتا ہے، یا کون نماز عصر کے لیے ایک یا دو مثل سایہ دیکھتا ہے؟ کون سرِ شام باہر افق پر سورج کا آخری کنارہ ڈوبنے کا نظارہ کرتا ہے؟ کون افطار کے لیے یونہی سورج کو ڈوبتے دیکھتا ہے؟

مسلمانوں کی اکثریت کلائی پر بندھی یا دیواری گھڑی کو دیکھتی ہے۔ اسی پر انحصار ہے، حالانکہ حضور ﷺ کے زمانے میں یہ گھڑیاں بالکل نہ تھیں۔ یہ بہت بعد کی ایجاد ہیں۔ یعنی سورج کی رفتار کو پوری طرح جانچ کر گھڑیوں کے اوقات مقرر کر لیے گئے ہیں۔ اب محکمہ موسمیات کا خاص اہتمام ہے۔ سب کو اس پر اعتماد کرنا پڑتا ہے۔ کوئی دنیا کا مفتیِ اسلام خود ساختہ گھڑیوں یا موسمیات کے خلاف فتویٰ نہیں دیتا، کہ یہ معاملہ یقین کی حد کو پہنچ چکا ہے۔

محکمہ موسمیات اور محکمہ فلکیات

نبی آخرالزماں ﷺ کے علم و حکمت کی بدولت، جدید آلات اور سائنسی تحقیقات، مسلمانوں کے لیے شجرِ ممنوع نہیں ہیں۔ جب محکمہ موسمیات کے بتائے ہوئے معیاری وقت کے مطابق، ہم اپنی گھڑیوں کو ملاتے ہیں اور انہی کے مطابق اوقاتِ نماز اور روزہ افطار کرتے ہیں، تو فلکیات کے بتائے ہوئے نظام کے تحت، رؤیت ہلال کو بھی تسلیم کر سکتے ہیں، جبکہ یہ یقینی ہو جائے جیسا کہ محکمہ موسمیات یقینی ہو گیا ہے۔ رؤیت ہلال پر اگر مسلمان حکومتیں اتفاق رائے کر کے، اس ترقی یافتہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(Advanced) زمانے میں، ساری دنیا کے رمضان کا آغاز، ایک دن کرڈا دیں تو یہ اتحادامت کے سران کا احسان ہوگا۔ ان میں بالخصوص وہ حکومت، جو مکہ و مدینہ کے نظام کا شرف رکھتی ہے، وہ سب سے زیادہ مؤثر کردار ادا کرسکتی ہے۔ رؤیت بصری وغیر بصری کے نزاعات، پرانی کتبِ فقہ میں موجود ہیں، مگر زمانے کے ساتھ ساتھ، اسلام نے اجتہاد کا دروازہ کھلا رکھا ہوا ہے۔ رؤیتِ ہلال پر کوئی بھی اتحادِ امت کا فارمولا اپنانے سے شریعتِ اسلامیہ مانع نہیں ہے۔ جو لوگ دور بینوں اور فلکیات کے حساب سے، زاویے بنا بنا کے، رؤیت بصری وغیر بصری کے چکر میں مسلمانوں کے ٹکڑے کرتے ہیں۔ یہ بنی اسرائیل کی طرح پر تکلف باریک بینیوں کے شغل سے باز آجائیں تو بہت بہتر ہے۔ اس طرح بال کی کھال اتارنے کا اسلام حکم نہیں دیتا ہے۔

سائنس اور وحی

مولانا ابوالکلام رحمہ اللہ، تحریر فرماتے ہیں: سائنس عالم محسوسات سے سروکار رکھتا ہے۔ مذہب ماوراء محسوسات کی خبر دیتا ہے۔ دونوں میں، دائروں کا تعدد ہوا، مگر تعارض نہیں ہوا۔ جو کچھ محسوسات سے ماوراء ہے، ہم اسے معارض ومخالف سمجھ لیتے ہیں۔ اور یہیں سے ہمارے دیدۂ کج اندیش کی ساری درماندگیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ (ملاحظہ ہو ایمان اور عقل)

مولانا رحمہ اللہ کے بارے میں رفیق چودھری لکھتے ہیں۔ ''دماغِ مشرق، خطیبِ معجز بیان، ادیب سحر طراز، مفسرِ قرآن، مجتہدِ بالغ نظر، متکلم اسلام، کوہِ عزم وثبات، محسنِ مہجور، امام الہند، محی الدین احمد، مولانا ابوالکلام آزاد ذوالحجہ، 1305ھ، بمطابق 1888ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ راقم کے خیال میں سرزمینِ مکہ کی روحانیت، موصوف کے خمیر میں جھلکتی تھی۔ کاش! کوئی ان کی معروف کتاب ''تذکرہ'' پڑھے۔

اسلام امن کا علمبردار ہے، نہ کہ دہشت گردی کا

مسٹر ایڈ کوچ (Ed Koch)

'' والسلام علی من اتبع الھدی''

آپ کا تحریر کردہ مضمون (Rewarding, Terrorism won't Bring peace. مورخہ 27 اپریل 2001ء ہماری نظروں سے گزرا جسے پڑھ کر حیرت ہوئی کہ آپ جیسے تعلیم یافتہ، قانون دان، سابق میئر بلدیہ نیویارک، ریڈیو واخبارات میں شو پیش کرنے والے، اسلام اور قرآن کے بارے میں اتنے بے خبر ہیں۔ قرآن کریم ایسی نایاب کتاب تو نہیں کہ جسے حاصل کر کے، براہ راست صحیح معلومات حاصل کرنا مشکل ہو۔ عدل و انصاف یہ ہے کہ کسی کتاب کا حوالہ دیا جائے تو اس کتاب کو ضرور دیکھا جائے۔

ورنہ کہیں گے لوگ جہالت کی بات ہے

آپ نے کسی اخباری آرٹیکل کے ذریعے قرآن کا حوالہ دیا کہ ''فلسطین آزاد کروانے کے لیے ایک یہودی کو قتل کرنے پر تم فوراً جنت میں جاؤ گے اور بہتر حوروں سے جنسی خواہش پوری کرو گے۔'' ہم اس فقرے کا جھوٹ چار طرح سے واضح کرتے ہیں۔

1 جب قرآن کریم نازل ہو رہا تھا اس وقت فلسطین پر قبضہ یہودیوں کا نہیں تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

بلکہ قیصر روم عیسائی بادشاہ کا تھا اس لیے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا کہ فلسطین آزاد کروانے کے لیے یہود کو مارنے کا حکم دیا جاتا۔ یہ بات تاریخی طور پر غلط ہے۔

2. قرآن کریم دنیا کی واحد کتاب ہے جو روز اول سے لے کر صدیاں بیت جانے پر آج تک اس کے الفاظ میں کوئی تبدیلی نہیں کی جا سکی اس لیے قرآن کریم میں یہ حکم کہیں نہیں دیا گیا کہ یہود کو قتل کرو۔ آپ سارے قرآن کریم میں یہ حکم نہیں دکھا سکتے۔

3. قرآن کریم قتل ناحق سے منع کرتا ہے۔ (سورہ المائدہ: 33)

4. بہتر حوروں کا ذکر پورے قران میں کہیں نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کا دوسرا معتبر ذریعہ حدیث رسول ﷺ ہے۔ کسی صحیح حدیث میں بھی بہتر حوروں کا ذکر نہیں ہے۔ البتہ ایک روایت میں جو بہتر حوروں کا ذکر ہے وہ روایت ویسے ہی ضعیف اور مشکوک (Week & Doubtful) ہے۔ ضعیف روایت اسلام میں حجت نہیں ہے۔ تفصیل آگے دیکھیں۔

خالق کائنات اپنے فرمانبرداروں اور وفاشعاروں کو خوش ہو کر عظیم الشان انعامات سے نوازے گا۔ اپنے نافرمانوں اور باغیوں کو سخت سزا دے گا۔ عقل بھی چاہتی ہے کہ نیک و بد کے معاملے میں انصاف ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عادل ہے وہ یقیناً عدل کرے گا کسی سے زیادتی نہیں ہونے دے گا۔ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں اندھیر نگری نہیں ہو گی جیسا کہ دنیا کی عدالتیں کرتی ہیں۔

گلاب کے پھول کا تعارف کیا ہو سکتا ہے؟

گلاب کے پھول کا تعارف یہ نہیں ہوتا کہ گلاب کی ٹہنیاں خاردار ہوتی ہیں،

اس کی شاخ سخت ہوتی ہے۔ شاخ کو چھونے سے ہاتھوں میں کانٹے چبھ جاتے ہیں، ہاتھوں کو ایسا زخم لگتا ہے کہ خون تک بہنے لگتا ہے اور دیر تک اس زخم کا درد محسوس ہوتا رہتا ہے۔ حقیقتاً یہ گلاب کا تعارف نہیں ہے، آپ کسی انصاف پرور اور ذوق جمالیات رکھنے والے سے پوچھ سکتے ہیں کہ گلاب کی یہ تعریف نہیں بلکہ اس کے تعارف کا تمسخر اور مذاق ہے۔ مزید اس کی فطری تخلیق پر ظلم ہے۔

ہاں اس سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا کہ گلاب کا پھول جس شاخ پر چہکتا ہے، اس شاخ کی یہ خصوصیات ہوتی ہیں جو اوپر ذکر ہوئی ہیں مگر گلاب کا اصل تعارف یہ ہے کہ گلاب کا پھول دیکھنے سے نظر کو راحت ملتی ہے۔ اس کا منظر دلکش ہوتا ہے۔ یعنی

1. دیکھیں تو نگاہوں کو سرور ملتا ہے۔
2. سونگھیں تو دل و دماغ کو معطر کرتا ہے اور خوشبو بساتا ہے۔
3. چھوئیں تو ہاتھوں کو نرم و گداز لگتا ہے۔
4. توڑیں تو حسینوں کے گلے کی زینت بنتا ہے۔
5. یا گل قند بنتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح اسلام کا تعارف محض جہاد پھر دہشتگردی سے کروانا ظلم ہے۔

اسلام کی مثال گلاب کی سی ہے

اسلام پورے نظام زندگی پر محیط ہے۔ بین الاقوامی معاملات، ہمسایوں کے حقوق، والدین کے حقوق، بیوی بچوں کے حقوق، رشتہ داروں کے حقوق، شوہروں کے حقوق، حکمرانوں کے حقوق، ملکی باشندوں کے حقوق، غیر مسلموں کے حقوق،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

بیوگان کے حقوق، یتیموں، مسکینوں کے حقوق، مہمانوں کے حقوق، خادموں کے حقوق، رفقائے سفر کے حقوق، بیماروں کے حقوق، کمزوروں کے حقوق، حیوانات کے حقوق، میدان جنگ میں دشمنوں کے حقوق وغیرہ۔

جس مذہب نے سارے شعبہ ہائے حیات کی رہنمائی کرنی ہو اس مذہب کے تمام شعبوں پر پردہ ڈال کر اس کے ایک ہی شعبۂ جہاد کو اتنا اجاگر کر دینا کہ شاید یہ مذہب دنیا میں محض جنگ و جدل کا پیغام لے کر آیا ہے اور اس کا کوئی کام نہیں ہے۔ یہ سوچ محققانہ نہیں ہے، منصفانہ نہیں ہے۔ جس طرح گلاب کی منفی تعریف غلط ہے، اسی طرح اسلام کی تعریف صرف جنگ سے کرنا درست نہیں ہے۔ جنگ ہر قوم کے لیے آخری اور ناگزیر مرحلہ ہوتا ہے۔ اسلام شوقیہ جنگ کا علمبردار نہیں بلکہ حقیقی امن کا علمبردار ہے۔ جب دنیا میں اسلام کی حکومت تھی تو اس وقت کی دنیا کے امن کا نظارہ تاریخ سے کریں۔

مثبت سوچ کی ضرورت

اگر آپ کے نقطۂ نظر سے دیکھیں تو، تورات کی درج ذیل عبارت سے کیا یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ یہودی مسلمانوں سے زیادہ بڑے دہشتگرد ہیں؟ مثلاً

موجودہ تورات کے دو پیرا گراف بطور نمونہ

پہلا پیرا گراف:

"سو خداوند ہمارے خدا نے اسے ہمارے حوالے کر دیا اور ہم نے اسے اور اس کے بیٹوں کو اور اس کی سب قوم کو ہلاک کیا اور ہم نے اسی وقت اس کے سارے شہروں کو لے لیا اور مردوں، عورتوں اور بچوں کو ہر ایک شہر میں قتل کیا اور کسی کو باقی نہ چھوڑا سوائے چارپایوں کے جنہیں ہم نے اپنے مال غنیمت سمجھ کر

پکڑا اور ان کا مال جو ہم نے شہروں میں لوٹا۔"

(Pentateuch, Deuteronomy Ch. II: 33-35)

دوسرا پیرا گراف:

"اور ہم نے ان کو یعنی ان کے مردوں، عورتوں اور لڑکوں کو ہر ایک شہر میں حسبون کے بادشاہ سیحون کی طرح حرم (قتل) کیا لیکن سارے مواشی اور شہروں اور مال و اسباب کو ہم نے اپنے واسطے لوٹ لیا۔"

(Deuteronomy: Chap: 3/6)

ہمیں دونوں عبارات میں بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے پر سخت اعتراض ہے کیونکہ عقل اور دیانت اس بات کا تقاضا کرتی ہے۔ کہ جنگ کے دوران دشمن کے لڑاکا لوگوں سے مقابلہ کرنا اور انہیں مارنا تو جنگ میں ضروری ہوتا ہے، لیکن صنف نازک خواتین اور معصوم بچوں کو قتل کرنا اس کی اجازت کوئی الہامی اور آسمانی مذہب نہیں دے سکتا بلکہ یہ قتل و غارت گری انسانیت کے درجے سے بہت فروتر ہے۔

اسلام کی حقانیت اور برتری

پورے قرآن کریم کا مطالعہ کر لیجیے۔ کہیں بھی یہ حکم آپ کو نہیں ملے گا کہ دوران جنگ بچوں اور خواتین کو قتل کرو بلکہ اسلام کے دوسرے بڑے ذریعہ صحیح احادیث میں بھی یہ حکم کہیں نہیں ملتا۔ صرف لڑنے والوں سے لڑنے کا حکم ہے اور اسلام لڑنے کا جو حکم دیتا ہے تو مظلوم انسانیت کی حمایت میں۔

(دیکھیں سورۃ النساء، 57)

ظلم کا جواب دینے کے لیے۔ (سورۃ الحج، 40،39)

جنگ، حدود جنگ میں رہ کر نہ کہ بے لگام ہو کر۔ (سورۃ البقرہ، 194)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

اسلام آفاقی مذہب ہے، نسلی امتیاز کا قائل نہیں

﴿ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴾ (الانبیاء : 105)

’’زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔‘‘

یعنی زمین کی وراثت نہ سیّدنا محمد ﷺ کے خاندان کی ہو گی نہ عرب قوم کی ہو گی بلکہ ہر وہ نیک بندہ جو چاہے عیسائیت سے آئے، یہودیت سے آئے، ہندو یا بدھ مذہب سے آئے اور اسلام کے پرچم تلے آئے تو کسی سے امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔ ان میں صالح لوگ زمین کے حقیقی وارث ہیں ’’کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں سوائے تقویٰ کے۔ (مسند احمد)

مگر تورات کہتی ہے

’’اے بنی اسرائیل! زمین کنعان (فلسطین) میں داخل ہو جاؤ، اس کے باشندوں کو بھگا دو، وہاں خود بس جاؤ کیونکہ میں نے وہ سرزمین تم کو دی ہے اس کے مالک بنو۔ (Numbers: Chap 33/50-54)

یعنی صرف بنی اسرائیل کو زمین کا مالک اور وارث قرار دینا یہ نری نسل پرستی (Racialism) ہے۔ یہ کھلا امتیازی سلوک (Discrimination) ہے جو انسانیت کے لیے زہر قاتل ہے۔ اسلام اس اونچ نیچ کو مٹاتا ہے جو لوگوں نے خود بنا لی ہے۔ اسلام کی جہاں حکومت قائم ہوئی وہاں زیردستوں کو بالا دست کر دیا گیا۔ اس کی مثالیں سیرۃ النبی ﷺ، خلافت راشدہ بلکہ بعد کے ادوار میں بھی عام ملتی ہیں۔

تورات کے بارے میں منصفانہ سوچ

مذکورہ عبارات سے ہمارا مقصد یہ نہیں ہے۔ کہ خدانخواستہ ساری تورات میں

کوئی صحیح چیز نہیں ہے بلکہ بہت سے اچھے احکام بھی ہیں۔ اسی طرح سارے یہودی برے نہیں ہیں ان میں اچھے لوگ بھی ہیں۔

نظر انصاف سے دیکھیں تو قرآن پاک میں قوانین جنگ کے علاوہ کتنے زیادہ احکام، زندگی کے دیگر شعبوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی جائزہ لے کر دیکھیں کہ مسلمانوں میں شرابیوں، زانیوں کا تناسب کیا ہے؟ اور دیگر قوموں میں شرابیوں، زانیوں کا تناسب کیا ہے؟ اس جائزے سے خوب معلوم ہو سکتا ہے کہ مسلمان زیادہ دہشتگرد ہیں یا دیگر قومیں زیادہ دہشتگرد ہیں؟

مسلمانوں کی اکثریت شراب اور زنا سے کیوں بچتی ہے؟ کہ ان کے رب نے انہیں منع کیا ہے۔ اسی طرح ان کے رب نے دہشتگردی سے روکا ہے۔ وہ اس سے بھی بچتے ہیں۔

جنت میں شراب کی حقیقت

جس قرآن میں آپ شیریں ترین شراب کا ذکر کر کے، قارئین کو اسلام کے خلاف نفرت دلا رہے ہیں۔ اسی قرآن میں لکھا ہے۔ کہ ’’وہ شراب پینے والوں کے لیے لذت ہو گی، نہ ان کے جسم کو اس سے کوئی ضرر پہنچے گا اور نہ ان کی عقل اس سے خراب ہو گی۔‘‘ (الصافات، 47,46)

تشریح:

یعنی وہ شراب ان دو قسم کی خرابیوں سے خالی ہو گی جو دنیا کی شراب میں ہوتی ہیں۔ دنیا کی شراب میں ایک قسم کی خرابی یہ ہوتی ہے کہ آدمی کے قریب ہوتے ہی۔

1 پہلی قسم

1 پہلے تو اس کی بدبو اور سڑانڈ ناک میں پہنچتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2 پھراس کا مزا آدمی کے ذائقے کو تلخ کرتا ہے۔

3 پھر حلق سے اترتے ہی وہ پیٹ پکڑ لیتی ہے۔

4 پھر دماغ کو چڑھتی ہے اور سر چکرانے لگتا ہے۔

5 پھر وہ جگر کو متاثر کرتی ہے۔

6 آدمی کی صحت پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

7 پھر جب نشہ اترتا ہے تو آدمی خمار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہ سب جسمانی ضرر ہیں۔

2 دوسری قسم

1 دوسری قسم کی خرابی یہ ہوتی ہے کہ آدمی اسے پی کر بہکتا ہے۔

2 اول فول بکتا ہے، شوروغوغا کرتا ہے۔ یہ شراب کے عقلی نقصانات ہیں۔

نتیجہ:...... دنیا میں انسان محض عارضی سرور کی خاطر، شراب کے یہ سارے نقصانات برداشت کرتا ہے۔ شارح فرماتا ہے کہ جنت کی شراب میں سرور و کیف تو پوری طرح ہوگا۔ (لذۃ للشاربین)

لیکن ان دونوں قسم کی خرابیوں میں سے کوئی خرابی اس میں نہ ہوگی۔

(تفہیم القرآن)

تورات اور جنت

ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے۔ کہ تورات، قیامت اور آخرت، جنت اور دوزخ کے تصور سے ہی خالی ہے۔ جس مذہب میں بے نصیبی سے جنت نہیں ہے انہیں جنت کی لذتوں کا کیا علم ہوسکتا ہے؟ تورات میں صرف یہ لکھا ہے۔ کہ ''خدا مقدس ہے تم بھی مقدس بنو'' مگر یہ نہیں بتلایا کہ مقدس بننے

سے ان کو کیا فائدہ ہوگا؟ (تقابل ثلاثہ، مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ)

کتاب پیدائش میں ہے ''اور خداوند خدا نے آدم کو حکم دیا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل بلا روک ٹوک کھا سکتا ہے۔'' (Chapter II-16)

اس حکم سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں کھانے کے درخت بہت سے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس جنت سے مراد، جنت ارضی ہے یا جنت آسمانی۔ بقول علمائے مسیحیت:

انجیل اور جنت

سیّدنا مسیح علیہ السلام نے عشاء ربانی کے واقعے میں حواریوں سے ارشاد فرمایا:

''میں تم سے کہتا ہوں کہ انگور کا یہ شیرہ پھر کبھی نہ پیئوں۔ اس دن تک کہ تمہارے ساتھ اپنے باپ کی بادشاہی میں نہ پیئوں''

(Mathew: Chp 26/29)

آخرت کی جنت میں بھی جسمانی لذتیں ہوں گی، جو مذکورہ عبارت میں ہیں۔

اسی طرح انجیل میں ایک اور جگہ یوم آخرت کا بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔

''اور مغرب و مشرق، شمال و جنوب سے لوگ آ کر خدا کی بادشاہی کی ضیافت میں شریک ہوں گے۔'' (Luke: Chap 13/29)

اگر جنت میں جسمانی لذتیں نہیں ہوں گی تو انگور کا شیرہ پینے اور خدا کی بادشاہی کی ضیافت میں شریک ہونے کے کیا معنی؟ یہی وجہ ہے کہ اکثر پرانے عیسائی علماء نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ جنت میں جسمانی اور روحانی دونوں قسم کی لذتیں ہوں گی۔ (اظہار الحق جلد دوم باب پنجم، 427)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

جنت کی حوریں اور احادیث

1. عام اہل جنت کے بارے میں بہتر حوروں والی حدیث ضعیف ہے۔
2. شہید فی سبیل اللہ کے لیے بہتر حوروں والی حدیث صحیح ہے۔

ان دونوں روایات کی تفصیل سے پہلے اہل مغرب اس کے بارے میں کیا لکھتے ہیں:

(i) Houri; Black eyed woman, a beautiful nymph of the Moslem paradise. (Webster's Dictionary)

حور: ...... سیاہ آنکھوں والی عورت، خوبصورت پری جو مسلمانوں کی جنت میں ہے۔

اس ڈکشنری نے یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ حور کا تصور صرف مسلمانوں کا عقیدہ ہے اور انہی کی جنت میں ہوگی۔ یعنی عیسائیت ایسی حور اور ایسی جنت سے لاتعلقی ظاہر کر رہی ہے۔

(ii) Houris; The black eyed nymphs of Paradise whose company according to the Koran is to be one of the rewards of the faithful. They are described as most beautiful virgins. Endowed with perpetual youth, and subject to no impurity. They dwell in beautiful gardens, by flowing streams, and the meanest of the faithful will have at least seventy-two of them.

(American International Encyclopedia)

حوریں: ......سیاہ آنکھوں والی جنت کی پریاں، جنہیں قران کے مطابق، مومن کو انعام کے طور پر دی جائیں گی۔ وہ نہایت خوبصورت کنواریاں ہوں گی۔

انہیں دائمی جوانی عطا رہے گی۔ وہ پاکیزہ ہوں گی۔ وہ دلکش باغوں میں رہتی ہیں، ان میں ندیاں بہتی ہیں۔ جنت میں ادنیٰ ترین آدمی کے لیے کم از کم بہتر حوریں ہوں گی۔"

اس پیراگراف میں ولیم ڈاج لیوس نے آخر پر بہتر حوروں کا ذکر، جنت کے کم ترین باسی کے لیے لکھ دیا ہے۔ اس کی بنیاد وہ روایت ہے۔

"ادنی اهل الجنة الذی له ثمانون الف خادم، واثنتان و سبعون زوجة" (من ابی سعید مشکوٰة باب صفة اهل الجنة فصل ثانی)

"کہ کم ترین جنتی کو اسی ہزار خادم اور بہتر حوریں ملیں گی۔"

اس روایت کی سند میں رشدین بن سعد ضعیف ہے۔ اور یہ قرآن میں ذکر ہے ہی نہیں۔

1. اس بات کی تحقیق کے لیے (شرح السنۃ امام بغوی رحمہ اللہ کا حاشیہ، باب صفۃ الجنۃ صفحہ 218 جلد 15 کو دیکھیں۔ اور تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی ابواب صفۃ الجنۃ، باب ماجاء فی کلام الحور العین کے تحت دیکھیں) تہذیب التہذیب میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اکثر محدثین کے حوالے سے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ اسی طرح علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے "میزان الاعتدال جلد دوم میں" اکثر محدثین کے اقوال و شہادات پر، رشدین کو ضعیف قرار دیا ہے۔"
2. اب آیئے شہید فی سبیل اللہ کے بارے میں بہتر حوروں والی حدیث کی طرف۔ ہمیں گزشتہ دنوں ایک متعصب یہودی ایڈ کاچ کے جھوٹے اور نفرت انگیز اخباری مضمون پر تعاقب کرنا تھا۔ ہمارے اس جوابی مضمون میں عجلت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے شہید والی روایت کو چیک کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ اب وقت نکال کر اس روایت کی تفصیل تلاش کی ہے۔ اللہ معاف فرمائے۔

علامہ منذری رحمہ اللہ نے سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور سیّدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے دو روایتیں نقل کی ہیں۔ کہ شہید کو بہتر حوروں سے ملا دیا جاتا ہے۔ اس حدیث کو امام احمد، ترمذی وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

مسند احمد جلد 13 حدیث نمبر 17116، کا حاشیہ ملاحظہ ہو، لکھا ہے اسنادہ صحیح۔ اسی طرح علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ نے هذا حديث صحيح غريب لکھنے پر اکتفا کیا ہے۔

حاصل کلام

الف: بہتر حوروں والی حدیث جو عموماً اہل جنت کے اوصاف میں آتی ہے وہ ضعیف ہے۔ صرف دو حوروں والی حدیث صحیح ہے۔

ب: جو حدیث شہید کے بارے میں بہتر حوروں والی ہے۔ وہ صحیح ہے جو جہاد کے باب میں ذکر ہوئی ہے۔

ایک سوال کا جواب

بعض دفعہ مسلمان عورتیں جو نیک اور خدا ترس ہوتی ہیں۔ وہ یہ سوچنے لگتی ہیں کہ مردوں کو حوروں وغیرہ کے وعدے دیئے گئے ہیں اور ہمیں جنت میں کیا ملے گا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جیسی جنت نیک، مردوں کو نصیب ہوگی ویسی ہی جنت نیک عورتوں کو بھی ملے گی۔ یعنی بہترین باغات، چشمے، عالی شان محلات وغیرہ یہ سب کچھ مردوں اور عورتوں کے لیے برابر ہوگا۔ پھر جیسی نیک سیرت حوریں مردوں کو ملیں گی، ویسے ہی نیک سیرت خاوندان کو ملیں گے۔ قرآن کریم نے مرد و

زن، دونوں کے لیے ازواج مطہرۃ کہا ہے۔ یعنی پاکیزہ جوڑے (Spouses) ہوں گے۔ دونوں ایک دوسرے سے دلی محبت کرنے والے ہوں گے۔ الفت اور سرور انتہا کا ہوگا اور ہمیشہ یہ الفت اور سرور قائم و دائم رہے گا۔ باہمی محبت میں کبھی کمی نہ آئے گی۔ شباب اور جوانی بھی ہمیشہ رہے گی۔ پھر دنیا کی بیوی جنت کی حور پر سردار بنائی جائے گی اور یہ حور سے بھی زیادہ حسین ہوگی۔ جیسا کہ اکثر مفسرین قرآن نے

﴿اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۝ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۝﴾

(الواقعہ 36,35)

کی تفسیر میں تفصیل سے لکھا ہے، ملاحظہ ہو فتح البیان، نواب صدیق حسن رحمہ اللہ، روح المعانی، قرطبی، ابن جریر، رازی وغیرہم۔ ہماری اردو زبان میں شستہ و سلیس دیکھیں تفسیر سید مودودی رحمہ اللہ، جو عرق ہے گذشتہ تفاسیر کا۔

ترجمہ آیات: ان کی بیویوں کو ہم خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور انہیں باکرہ بنا دیں گے۔"

تشریح:...... اس سے مراد دنیا کی وہ نیک خواتین ہیں جو اپنے ایمان و عمل صالح کی بنا پر جنت میں جائیں گی۔ اللہ ان سب کو وہاں جوان بنا دے گا۔ خواہ وہ کتنی ہی بوڑھی ہو کر مری ہوں۔ نہایت خوبصورت بنا دے گا، خواہ دنیا میں وہ حسین رہی ہوں یا نہ رہی ہوں۔ باکرہ بنا دے گا، خواہ دنیا میں وہ کنواری مری ہوں یا بال بچوں والی ہو کر۔ ان کے شوہر بھی اگر ان کے ساتھ جنت میں پہنچیں گے تو وہ ان سے ملا دی جائیں گی۔ ورنہ اللہ کسی اور جنتی سے ان کو بیاہ دے گا۔ عرباً (اپنے شوہروں کی عاشق) یہ لفظ عربی زبان میں عورت کی بہترین نسوانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

خوبیوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ اس سے مراد ایسی عورت ہے جو طرحدار ہو، خوش اطوار، خوش گفتار ہو، نسوانی جذبات سے لبریز ہو، اپنے شوہر کو دل و جان سے پیار کرے، اس کا شوہر بھی اس کا عاشق ہو۔ (تفہیم القرآن، جلد پنجم)

انہی آیات کی تشریح میں مزید سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور سے پوچھا: حضور ﷺ! حورعین افضل ہوں گی یا دنیا کی عورتیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ دنیا کی عورتیں حوروں سے افضل ہوں گی۔

ان کی فضیلت کس وجہ سے ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ان کی نمازیں، ان کے روزے، ان کی دیگر عبادتیں انہیں حوروں سے بلند ترین کر دیں گی۔

(الترغیب والترہیب)

اس روایت میں سنداً سقم ہے۔ مگر قرآن و حدیث پر غور کرنے سے یہ بات پختہ ہو جاتی ہے۔ لہٰذا آدم کی بیٹیوں کو کسی احساسِ کمتری کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ دنیا میں نیک بن کر خاتمہ ایمان کے ساتھ اگلے جہان پہنچیں تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں بھری جنت میں انہیں کوئی پریشانی اور غم نہ ہوگا۔ ساری مصیبتیں دور اور ہمیشہ راحت ہی راحت وہاں ہوگی۔

جنت میں کوئی خاوند اپنی بیوی کو نہ کبھی جھڑکی دے گا، نہ گھریلو کام ہوں گے، امورِ خانہ داری سب ختم، صرف عیش و عشرت ہوگی اور لطف و کرم ہوں گے، ہمیشہ سارے خوش رہیں گے، خوف اور غم کا مکمل خاتمہ ہو جائے گا۔ اس لیے اس جنت کے حصول کی تیاری پوری کوشش سے کریں۔

یہ بالکل اسلام نہیں

اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے جو فرد، فیملی، سوسائٹی، حکومت اور بین الاقوامی معاملات، سب شعبہ ہائے زندگی کی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ مذہب اپنوں ہی کی بے مروتی سے غلط فہمیوں کا شکار ہوا۔ جب لوگ اسلام کے بارے میں لکھتے ہیں تو بہت ساری چیزیں ویسی ہی لکھ دیتے ہیں، جیسی وہ مسلمانوں میں رواج پا گئی ہیں۔ حالانکہ وہ رسوم و رواج اسلام سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ وضاحت کے طور پر مصنف ان مروجہ چیزوں کا ذکر کرتا ہے جو مسلم قوم میں رواج تو پا گئیں لیکن درحقیقت وہ اسلام میں سے نہیں ہیں۔ خلافِ اسلام۔ تعلیمات اور اعمال کی اسلام نے حوصلہ شکنی کی ہے۔ مصنف چاہتا ہے کہ جو چیزیں اسلام نہیں ہیں ان کی وضاحت کرے، اور اسلام کی اصلیت سے واقف ہو۔ لہٰذا درج ذیل ان چیزوں کا ذکر ہے جو اسلام نہیں ہیں۔

1. اسلام ویسا مذہب نہیں ہے جیسا کہ اہلِ مغرب نے اسے سمجھا ہے۔ کہ چند مذہبی فرائض ہی اسلام کا حصہ ہیں۔ اسلام دراصل ریاست اور مذہب کو بیک وقت ساتھ ساتھ لے کر چلتا ہے کیونکہ یہ مکمل دستورِ زندگی ہے۔
2. اسلام کا نام محمڈنزم (محمدی مذہب) بھی نہیں ہے۔ اسلام کے پیروکاروں کو محمدی کہنا بھی غلط ہے۔ اسلام ایک عربی لفظ ہے جس کا مادہ سِلم یا سَلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس کا لغوی معنی ''امن'' سلام کہنا یعنی ''سلامتی کی دعا دینا'' اور ''اللہ کی فرمانبرداری ہے۔''

جو کوئی چاہے کہ خود بھی، اس کی فیملی بھی، اس کی سوسائٹی اللہ تعالیٰ کے ساتھ پرسکون زندگی گزارے تو ایسے شخص کو ''مسلم'' کہتے ہیں۔

جو کوئی چاہے کہ اپنی خواہش کو جھکا دے، فرمانبردار بن جائے، اپنی پرائیویٹ اور پبلک لائف میں اللہ کے احکام کے تحت جیتا رہے تو ایسے شخص کو مسلم کہتے ہیں۔ یہ یاد رہے کہ مسلمان کبھی اپنے پیغمبر محمد ﷺ کی بندگی اور عبادت نہیں کرتا بلکہ ان کے طریقے (سنت) پر چلتا ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ اسلام کے بانی نہیں ہیں، بلکہ اللہ خود اس کا بانی ہے۔ حضور ﷺ کوئی غیر انسانی مخلوق نہیں ہیں اور نہ ہی وہ غیر فانی ہیں۔ اسلام کے پیروکار مسلم کہلاتے ہیں نہ کہ محمڈن۔ ہمارا مذہب اسلام ہے نہ کہ محمڈنزم۔

3 لفظ ''مسلم'' جو ہے یہ عرب کے مترادف یا ہم معنی نہیں ہے۔ جو کوئی عربی زبان بولے، پڑھے اور سمجھے وہ عرب کہلائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا!

''عربی ایک زبان ہے''

اس لیے آپ عرب عیسائی، عرب یہودی، عرب مسلم پائیں گے۔ عرب ایک نسل ہے نہ کہ ایک مذہب۔ پوری دنیا میں مسلمانوں کی تعداد قریباً ڈیڑھ بلین ہے، ان میں سے صرف پندرہ فیصد عرب مسلم ہیں۔

4 اسلام نہ ملائیت (Theocray) ہے، نہ کوئی فرد یا کوئی گروہ، اللہ تعالیٰ کی زمین پر بلاشرکتِ غیرے اللہ تعالیٰ کا نمائندہ ہے۔ اسلام میں کوئی پوپ (Pope) معصوم ہونے کا مدعی نہیں ہے۔ نہ اسلام میں یہ کسی کو اختیار حاصل

ہے کہ حالاتِ زمانہ کے مطابق، اس میں تبدیلی یا ترمیم کرتا رہے۔

اور نہ ہی یہ کسی کو حق حاصل ہے کہ مذہبی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی قوانین خود بناتا پھرے۔ یہ اسلام کی ضد ہے۔ یعنی اسلام خدا کی فرمانبرداری کا نام ہے، نہ کہ خود خدائی کرنے کا نام۔ اسلام کسی کو یہ حق نہیں دیتا کہ وہ اپنی طرف سے من مانی تشریحات وتعبیرات کرتا پھرے۔ اسلام کی تشریحات اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اسوۂ کامل حضرت محمد ﷺ کر چکے ہیں۔

5 اسلام نہ ہی (Theology) قیاسات پر مبنی دین ہے۔

اور نہ ہی اسلام (Theosophy) فلسفیانہ دین ہے۔ اسلام تو مکمل زندگی کا طریقہ ہے جو معاشرت، تعلیم، اقتصادیات، سیاسیات اور مذہب وغیرہ پر عمل کرواتا ہے۔ اسلام میں رب العالمین ایک ہی ہے جس کی بندگی کی جاتی ہے۔ اسلامی قوانین اللہ کے عطا کردہ ہیں۔

6 قرآن کریم مسلمانوں کی مقدس کتاب ہے یہ محض کوئی تحریر نہیں ہے بلکہ اللہ نے جناب جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ براہِ راست حضور ﷺ کے دل پر وحی کیا ہے۔ (وحی کانوں یا آنکھوں یا محسوسات کے ذریعہ دل تک نہیں پہنچتی، بلکہ حواس سے ہٹ کر ڈائریکٹ دل پر پہنچتی ہے)۔ مسلمانوں کے لیے قانون سازی کا اول ذریعہ قرآن کریم ہے۔ دوسرے نمبر پر قانون سازی کا ذریعہ حضور ﷺ کے اقوال (فرامین)، افعال (سنت نبوی ﷺ)، حضور ﷺ کی وضاحتیں، آپ ﷺ کی تشریحات اور آپ ﷺ کی زندہ سیرت ہے۔ تیسرے نمبر پر آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار، سیرتیں اور فیصلے اسلامی قوانین کا ذریعہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

7 اسلام میں مردوں اور عورتوں کی رہبانیت کا کوئی تصور نہیں ہے۔ کہ تارکِ دنیا بن بیٹھیں۔ بلکہ مسلمان بطور انسان اپنی زندگی سے لطف اندوز ہوتا ہے، جہاں تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو۔ زمین پر بسنے والے بالآخر بشر ہیں، فرشتے نہیں نہ ہی جانور ہیں۔ مسلمان اپنے حقوق وفرائض اسلام کے نقشے کے مطابق انجام دیتے ہیں۔

8 اسلام میں پیدائشی طور پر گناہ گار ہونے کا کوئی تصور نہیں ہے اور نہ ہی ناکردہ گناہ کا اقبالِ جرم کرنے کی ضرورت ہے۔

9 اسلام میں مذہب کسی کی میراث نہیں ہے۔ کہ دینی رہنما کا بیٹا، پھر اس کا پوتا، وراثت میں گدی نشین ہوتے رہیں۔ پادریوں کی طرح اسلام میں (Saint) پیری اور شیخیت نہیں ہے۔ کوئی شخص گناہ کر کے کسی ولی یا بزرگ کے مزار پر گناہ بخشوانے جائے تو یہ (Polytheisms) شرک کے برابر ہے۔ یعنی ایک خدا کے بجائے کئی خداؤں کا نظریہ (عیسائی بھی پادری سے گناہ بخشواتے ہیں)

10 کسی ہستی میں اللہ کی صفات ماننے کا نظریہ اسلام میں نہیں ہے۔ ہر فرد بشر ہے اور خدائی مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔ بس وہ بندہ ہی ہے۔

11 اسلام میں فرقے بازی نہیں ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں سے یہ مطالبہ ہرگز نہیں کرتا کہ سنی یا شیعہ ہوں۔ کیونکہ محمد ﷺ بذات خود ان دونوں گروہوں میں سے نہیں تھے۔

نہ میں سنی نہ میں شیعہ   میرا دونہا توں دل سڑیا ہو

(سلطان باہو ؒ)

حتی کہ حضور ﷺ کے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بھی ان دو گروہوں میں سے نہ تھے۔ مزید برآں، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے دونوں پیارے فرزند سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ وسیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نہ شیعہ تھے نہ سنی تھے۔ وہ صرف مسلمان تھے۔ وہ سب حضور ﷺ کے پیروکار تھے۔

12 اسلام میں (Monarchy) ملوکیت یعنی مطلق العنان بادشاہت کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اسلام نے کبھی اپنے دیس میں ملوکیت کو گوارا نہیں کیا۔ مگر بد نصیبی سے یہ بادشاہت ابھی تک سعودی عرب، اردن، کویت، عرب امارات، قطر، بحرین، عمان اور مراکش میں جی رہی ہے۔ یہ عراق، لیبیا، یمن، ایران اور مصر میں بھی جاری رہ چکی ہے۔ ان ممالک کی زیادہ تر حکومتیں جنہوں نے ملوکیت کا تختہ الٹا تھا، اب یہ خود ملوکیت سے بھی بدتر ہیں۔ کیونکہ یہ ملٹری کے جابر آمروں کے قبضہ میں آ چکی ہیں۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا کہ آمریت یا ملٹری اور مارشل لاء قبضہ جمالے۔

13 اسلام درج ذیل نظام ہائے زندگی سے نہ اب اتفاق کرتا ہے نہ آئندہ کرے گا، سیاسی واقتصادی اجارہ داری، اشتمالیت (Communism) کہ ساری پراپرٹی کی مالک ایک جماعت بن بیٹھے، اشتراکیت (Socialism) کہ سب کچھ قومی ملکیت میں آ جائے، قومیت پرستی، لادین جمہوریت، سرمایہ دارانہ نظام، ریاستی اجتماعیت کہ ساری قوم ایک ہی پارٹی کے تحت زندہ رہے۔ یہ سارے نظام اسلام کی ضد ہیں۔ اسلامی طرزِ حکومت تو صرف اسلام کی بنیاد پر ہوتا ہے، اس میں دوسرے نظاموں کے ساتھ مخلوط سسٹم نہیں چلتا۔ اسلام اپنا مثالی نظام رکھتا ہے سیاست، سماج، معاش، تعلیم اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہب وغیرہ میں۔ کوئی مسلم ملک اگر دیگر نظاموں کو بھی ساتھ چلاتا ہے تو یہ اسلام کے خلاف حرکت ہے۔

14 اسلام میں پارٹی سسٹم بھی نہیں ہے۔ یعنی اس میں حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف نہیں ہوتے، بلکہ ہر مسلمان اسلامی ریاست میں پہرے دار ہوتا ہے کہ وہ مسلم امت کے انتظامی امور پر کڑی نظر رکھے۔ کبھی کوئی خرابی واقع ہو تو فوراً ہر مسلمان اسے اپنے زورِ بازو اور زبان سے درست کرنے کی کوشش کرے۔ مسلمانوں کی ترقی کے لیے ہر مسلمان، نصیحت، تجویز، تعاون کا حق رکھتا ہے۔ اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی، جب برائی (منکر) دیکھے تو اسے قوتِ بازو سے بدلے، اگر قوتِ بازو نہ ہو تو زبان سے اسے روکے، یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے۔ مسلمان نہ پارٹی ممبر ہوتے ہیں نہ اپوزیشن گروپ ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ دونوں یعنی حکومت اور رعایا مل کر بیک وقت اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے طالب ہوتے ہیں، نہ کہ ذاتی خواہشوں کے پجاری ہوتے ہیں۔

ہر مسلمان کو عملاً اور مثبت طریقے سے مسلم امت کے معاملات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔ اللہ قرآنِ کریم کی سورۂ آل عمران میں فرماتا ہے۔ ”تم میں سے کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی ہونے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم کریں اور برائیوں سے روکتے رہیں۔ جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔“

15 Fanaticism کٹرپن اور تعصب، اسلام میں روا نہیں ہے۔ اسلام تشدد و

تعصب سے پاک مذہب ہے۔ اسلامی روایت یہ ہے کہ سادہ، آسان اور درست انطباق، حقیقت پسندی اور عمل کی دنیا میں نظر آئے۔ اسلام وارننگ سے بڑھ کر، بشارتوں اور خوشخبریوں کا مذہب ہے۔ حضور ﷺ نے جب اپنے دو سفیر یمن بھیجے تھے تو انہیں نصیحت کی تھی کہ لوگوں کو بشارتیں سنانا، سادہ اسلام پیش کرنا، لوگوں کو آسانیاں بتانا۔

16 مسلمان باتونی نہیں ہوتے، انتہا پسند نہیں ہوتے، لکیر کے فقیر نہیں ہوتے، متعصب نہیں ہوتے، فسطائی نہیں ہوتے جو اٹلی کی محبانِ وطن جماعت کی طرح مخالفین پر ٹوٹ پڑیں۔ مزید برآں وہ منفعل نہیں ہوتے کہ خاموشی سے دوسرے کے اثرات قبول کرتے رہیں کہ جمود کی کیفیت طاری رہے، وہ خوفزدہ نہیں ہوتے، وہ خوابیدہ نہیں ہوتے کہ عمل سے فارغ ہوں، نہ وہ ظلمِ ناروا برداشت کرنے والے ہوتے ہیں، نہ کسی دوسرے پر ظلم ہوتا دیکھ کر خاموش رہتے ہیں۔ نہ انتہا پسندانہ روحانیت کو قبول کرتے ہیں، نہ مادہ پرستی میں غرق ہوتے ہیں۔ وہ تو امتِ وسط مقرر کیے گئے ہیں۔

”اسی حوالے سے اللہ قرآنِ کریم کی سورۃ البقرہ میں فرماتا ہے۔ اور اسی طرح ہم نے تم مسلمانوں کو ایک امتِ وسط بنایا ہے تا کہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول ﷺ تم پر گواہ ہو۔“ (البقرۃ: 143)

فائدہ از مترجم:

بقول سید ابوالاعلیٰ رحمہ اللہ المودودی، ”اس سے مراد یہ ہے کہ آخرت میں جب پوری نوعِ انسانی کا اکٹھا حساب لیا جائے گا، اس وقت اللہ کے ذمہ دار نمائندے کی حیثیت سے رسول کریم ﷺ تم پر گواہی دے گا کہ فکرِ صحیح اور عمل صالح اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

نظامِ عدل کی جو تعلیم ہم نے اسے دی تھی، وہ اس نے تم کو بے کم و کاست پوری کی پوری پہنچا دی اور عملاً اس کے مطابق کام کر کے دکھا دیا۔ اس کے بعد رسول کے قائم مقام ہونے کی حیثیت سے تم کو عام انسانوں پر گواہ بن کر اٹھنا ہوگا اور یہ شہادت دینی ہوگی کہ رسول نے جو کچھ تمہیں پہنچایا تھا، وہ تم نے انہیں پہنچانے میں، اور جو کچھ رسول نے تمہیں عمل کر کے دکھایا تھا وہ تم نے انہیں عمل کر کے دکھانے میں، اپنی حد تک کوئی کوتاہی نہیں کی۔" انتہی

17 اسلام میں، دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔ یعنی کسی کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ کسی کو مجبور کر دینا کہ زبردستی سے وہ کسی کا دین قبول کر لے، یہ نظریہ اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ قرآن حکیم زور دیکر یہ بات کہتا ہے کہ زبردستی کوئی نظریہ منوانا اور تبدیل کروانا بالکل غلط ہے۔ صحیح بات غلط خیالات سے الگ چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے۔ اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لائے، اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا، جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔" (البقرۃ:256)

فائدہ از مترجم:

بقول سید مودودی رحمہ اللہ، "لغتِ عرب کے اعتبار سے ہر اس شخص کو طاغوت کہا جائے گا جو اپنی جائز حد سے تجاوز کر گیا ہو، طغیانی پر اتر آیا ہو۔ قرآن کی اصطلاح میں طاغوت سے مراد وہ بندہ ہے جو بندگی کی حد سے تجاوز کر کے خود آقائی و خداوندی کا ڈنکا بجانے لگے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں سے اپنی بندگی کروائے۔" انتہی

خیر، کسی کا استیصال کر کے، اسے مجبور کر کے، مذہب تبدیل کروانا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ مذہبی آزادی اساسِ اسلام میں سے ہے۔ چنانچہ عیسائی

اور یہودی، مسلم ممالک میں ترقیاں پاتے رہے اور آج بھی پا رہے ہیں۔ اس پر پوری تاریخِ اسلام گواہ ہے۔ کسی کا زبردستی دین، مسلم حکمرانوں نے نہیں بدلا۔

18 بے گناہ لوگوں کا، دھوکے سے قتلِ عام کرنا بھی اسلامی تعلیمات کیخلاف ہے۔ ذاتی اختلافات کی بنیاد پر، ایک دوسرے کو قتل کرنے سے بھی، اسلام بری ہے۔ باہمی علمی اختلافِ رائے تو قوتِ حیات، قوتِ حرکت و عمل اور صحت و تندرستی کی آزاد فضاؤں کی علامت ہے۔ جب کوئی شخص کسی کا قتلِ ناحق کرتا ہے تو یوں سمجھئے جیسے اس نے، تمام انسانیت کا قتل کیا ہو۔ اس سلسلے میں اللہ اپنے کلامِ پاک میں فرماتا ہے۔

"اسی وجہ سے بنی اسرائیل پر ہم نے یہ فرمان لکھ دیا تھا کہ جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا، اس نے گویا تمام، انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی کو زندگی بخشی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی۔" (5:32)

جو کوئی کسی بے گناہ کو قتل کرے، تو اسے مقتول کے بدلے میں سزائے موت دی جائے یا صلح ہونے پر مقتول کے ورثاء کو دیت ادا کرے۔

19 Coup d'Etat: اچانک فوجی انقلابِ حکومت، اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ حضور ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں، ایسا اچانک تبدیلی اقتدار کا طریقہ اختیار نہیں فرمایا۔ آپ کو سوسائٹی میں معاشرتی تبدیلی لاتے لاتے تیرہ برس مکہ مکرمہ میں بیت گئے، بلکہ ہجرتِ مدینہ کے بعد، مدینہ شریف میں بھی دس برس گزر گئے، تب جا کے آپ ﷺ مکمل انقلاب برپا کر سکے۔ آپ ﷺ کے برپا کردہ انقلابِ اسلامی کو کہا جا سکتا ہے کہ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتدریج فطرتی طریقے سے قائم ہوا۔ آپ ﷺ کو، افراد اور سوسائٹی کے کردار کو سنوارنے میں بہت سخت محنت کرنا پڑی۔ حضور ﷺ کے اندازِ انقلاب نے، معاشرتی، تمدنی وثقافتی، اخلاقی، مذہبی، تعلیمی اور سیاسی دھارا بدل کے رکھ دیا۔

فائدہ از مترجم:

بعض لوگ اہل مغرب کی مسلط کردہ، لا دین جمہوریت کے عاشق ہیں اور تقلیدِ مغرب کی ہمنوائی میں، فوجی انقلاب کو برا کہتے ہیں۔ اگر نظر انصاف سے، اسلام کی روشنی میں دیکھا جائے تو دونوں سسٹم (Coup and Democracy) فوجی انقلاب اور لا دین جمہوریت، مسلم امت کے لیے زہرِ قاتل ہیں۔ دونوں کا حال دیکھیں یہ چلے کہاں سے ہیں؟

1 لا دین جمہوریت

Government of the people by the people for the people. As in the small republics of ancient Greece.

لوگوں کی حکومت، لوگوں کے ذریعہ، لوگوں کی خاطر، جیسا کہ قدیم یونان کی چھوٹی چھوٹی جمہوریاؤں میں تھی۔

2 فوجی انقلاب

Coup d'etat' A sudden decisive blow in politics, especially when such exertion is supported by armed force.

اچانک فیصلہ کن سیاسی امور پر حملہ، خاص طور پر جب مسلح فوج کی مدد سے

انقلاب کی کوشش ہو۔ یعنی جمہوریت، مغربی ڈکشنری یا انسائیکلوپیڈیا میں، یونان سے چلی ہے، نہ کہ مکہ اور مدینہ سے۔ اسی طرح فوجی انقلاب کے لیے لفظ Coup خود بتاتا ہے کہ یہ فرانسیسی ہے، یہ لفظ بھی مکی اور مدنی نہیں ہے۔ لہٰذا ایسے نظاموں کے پیچھے دوڑتے پھرنا یہ اسلام نہیں ہے۔ اسلامی طرزِ حکومت وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے، خدائی ہدایات کے مطابق قائم کیا اور پھر خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے اسے بامِ عروج تک پہنچایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتدریج فطرتی طریقے سے قائم ہوا۔ آپ ﷺ کو، افراد اور سوسائٹی کے کردار کو سنوارنے میں بہت سخت محنت کرنا پڑی۔ حضور ﷺ کے اندازِ انقلاب نے، معاشرتی، تمدنی و ثقافتی، اخلاقی، مذہبی، تعلیمی اور سیاسی دھارا بدل کے رکھ دیا۔

فائدہ از مترجم:

بعض لوگ اہل مغرب کی مسلط کردہ، لادین جمہوریت کے عاشق ہیں اور تقلیدِ مغرب کی ہمنوائی میں، فوجی انقلاب کو برا کہتے ہیں۔ اگر نظر انصاف سے، اسلام کی روشنی میں دیکھا جائے تو دونوں سسٹم (Coup and Democracy) فوجی انقلاب اور لادین جمہوریت، مسلم امت کے لیے زہرِ قاتل ہیں۔ دونوں کا حال دیکھیں یہ چلے کہاں سے ہیں؟

1 لادین جمہوریت

Government of the people by the people for the people. As in the small republics of ancient Greece.

لوگوں کی حکومت، لوگوں کے ذریعہ، لوگوں کی خاطر، جیسا کہ قدیم یونان کی چھوٹی چھوٹی جمہوریاؤں میں تھی۔

2 فوجی انقلاب

Coup d'etat' A sudden decisive blow in politics, especially when such exertion is supported by armed force.

اچانک فیصلہ کن سیاسی امور پر حملہ، خاص طور پر جب مسلح فوج کی مدد سے

انقلاب کی کوشش ہو۔ یعنی جمہوریت، مغربی ڈکشنری یا انسائیکلوپیڈیا میں، یونان سے چلی ہے، نہ کہ مکہ اور مدینہ سے۔ اسی طرح فوجی انقلاب کے لیے لفظ Coup خود بتاتا ہے کہ یہ فرانسیسی ہے، یہ لفظ بھی مکی اور مدنی نہیں ہے۔ لہٰذا ایسے نظاموں کے پیچھے دوڑتے پھرنا یہ اسلام نہیں ہے۔ اسلامی طرزِ حکومت وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے، خدائی ہدایات کے مطابق قائم کیا اور پھر خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے اسے بام عروج تک پہنچایا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

دینِ اسلام اور ماڈرن مجتہدین

ویسے تو پاکستان میں بھی جدید تعلیم یافتہ طبقہ دینِ اسلام کے بارے میں انوکھے انداز کے اجتہادات گھڑ کے شگوفے بناتا رہتا ہے۔ مگر امریکہ میں تو آئے روز مزید نرالے اجتہادی لطیفے سننے کو ملتے ہیں۔ یہاں ان حضرات کو معلوم ہے کہ جو خرافات بھی دین کے نام پر پیش کریں گے، عوام دینی عدمِ واقفیت پر خراجِ تحسین پیش کرتے رہیں گے۔ چونکہ علومِ اسلامی کی صحیح معلومات رکھنے والے علمائے حق یہاں موجود نہیں ہیں۔ لہٰذا اندھوں میں کانوں کا راج چل رہا ہے۔

میرے لیے ایک نیا انکشاف یہ ہے کہ کرایہ پر جگہ حاصل کر کے جہاں نماز با جماعت اور جمعہ وغیرہ پڑھے جائیں، اس جگہ کو ''مسجد'' کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ بلکہ ''اسلامک سنٹر'' نام رکھنا چاہیے۔ مجھے تو بہر حال اس تخیل بلند پرواز پر ہنسی آتی ہے کہ ایسی عبادت گاہ کو مسجد کا نام نہ دیں اگرچہ سارے مسجد والے کام اس میں ہوں۔ یہ دھوکہ اور فراڈ امریکیوں کو دیا جاتا ہے، یا مسلمانوں کو، یا نعوذ باللہ! اللہ کو؟

※ قرآن نے جہاں بھی مسلم عبادت گاہ کا ذکر کیا، اسے مسجد کا نام دیا۔ دیکھیں سورۃ البقرہ آیات 217,196,191,150,149,144 سورۃ المائدہ آیت 2، سورۃ الاعراف آیات 31,29، سورۃ الانفال آیت 34، سورۃ التوبہ آیات 108, 28, 19,7 سورۃ الاسراء آیات 7,1 سورۃ الحج آیت 35، سورۃ الفتح آیت 27,25،

حتیٰ کہ منافقین مدینہ کی تعمیر کردہ عبادت گاہ کو بھی مسجد کہا گیا۔ اگرچہ وہ ضرار (خطرناک) تھی۔ بحوالہ سورۃ التوبۃ آیت 107، یہاں تک کہ اصحاب کہف کے جائے قیام کو عبادت گاہ بنانے والے لوگوں کی تجویز کو، اللہ نے ''مسجد'' کا لفظ استعمال کیا۔ مزید مساجد کو مسجد ہی کہا۔ دیکھیں سورۃ البقرہ آیت 114, 187، سورۃ التوبہ آیت 18,17، سورۃ الحج آیت 40، سورۃ الجن آیت 18، اب بتائیے قرآن نے کس مقام پر اسلامی عبادت گاہ کو ''اسلامک سنٹر'' کہا ہے؟ کوئی ایک ہی دلیل پیش کی جائے۔ مگر ہم نے ستائیس (27) آیاتِ قرآنی کے حوالے نقل کر دیئے ہیں۔

※ اب آئیے حدیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں،

1 ''قال رسول اللہ ﷺ جعلت لنا الارض کلها مسجدا''
(رواہ مسلم)

''حضور ﷺ نے فرمایا، ہمارے لیے ساری زمین مسجد بنا دی گئی ہے۔''

''کُلُّهَا'' میں ہر طرح کی زمین مسجد ہے۔ جس میں نماز ہو سکے۔ اس کل میں Rented Place (کرایہ کی جگہ) اور (وقف للہ) Religious endowment سب شامل ہیں۔ بخاری کی روایت میں صرف ''جعلت الارض مسجدا'' مذکور ہے۔

2 ''قال رسول اللہ ﷺ احب البلاد الی اللہ مساجدها، وابغض البلاد الی اللہ اسواقها'' (مسلم)

''اللہ کو محبوب جگہیں، مسجدیں ہیں اور بری جگہیں بازار اور منڈیاں ہیں۔''

اس حدیث میں دو قسم کے مقامات کا ذکر کیا ہے۔ مسجد اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جگہ اور بازار وغیرہ اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ جگہ، اس حدیث میں تیسرا کوئی نام ہی ذکر نہیں ہوا جسے ہمارے متجددین، "اسلامک سنٹر" کہتے ہیں۔

3 ''قال رسول اللہ ﷺ من بنیٰ للہ مسجدا بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ'' (مشکوٰۃ، بحوالہ بخاری و مسلم)

''حضور ﷺ نے فرمایا، جس نے مسجد بنائی، اللہ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔''

اس حدیث پر معروف شارح حدیث علامہ عبیداللہ مبارکپوری لکھتے ہیں۔

"من بنیٰ" حقیقۃً او مجازا "للّٰہ" یعنی جو بنائے مسجد حقیقی یا مجازی (عارضی) اللہ کے لیے، اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔ دیکھئے مرعاۃ المفاتیح (جلد دوم) شرح مشکوۃ المصابیح۔ اس حدیث میں وقف للہ جگہ میں مستقل مسجد بنانا اور بغیر وقف عارضی مسجد بنانا دونوں اس بشارت کے حقدار ٹھہرتے ہیں۔

4 ''قال رسول اللہ ﷺ اذا دخل احدکم المسجد فلیقل، اللھم افتح لی ابواب رحمتک'' (مسلم)

''فرمایا حضور ﷺ نے، جب تم مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھا کرو۔ یعنی مسجد میں داخلے پر دعا کا حکم ہوا نہ کہ "اسلامک سنٹر" میں داخل ہونے پر۔''

5 ''ان النبی ﷺ قال فی مرضہ الذی لم یقم منہ، لعن اللہ الیھود والنصاریٰ، اتخذوا قبور انبیائھم مساجد''

''حضور ﷺ نے اپنے مرض الموت میں فرمایا۔ یہود اور نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہو جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنالیا۔ یعنی مسجد کو

غیر شرعی طور پر استعمال کرنے پر بھی مسجد ہی کہا گیا۔ جہاں بندگی بجالائی جائے چاہے اللہ تعالیٰ یا غیر اللہ کی۔'' (متفق علیہ)

اب دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ کن مقامات کو مسجد بنانا جائز نہیں یا وہاں عبادت درست نہیں۔

1 ''قال النبی ﷺ، الا فلا تتخذوا القبور مساجد انی انھٰکم عن ذلک'' (رواہ مسلم)

''قبرستان میں مسجد نہ بناؤ۔ میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔''

منع کی وجہ ایک تو یہود و نصاریٰ کی مشابہت ہوتی ہے پھر قبر پرستش گاہ نہیں ہو سکتی۔ اس سے اندیشۂ شرک ہے۔ آج عیسائیوں کو اگر قبر عیسیٰ علیہ السلام میسر نہیں تو ہر کلیسا میں عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ، ہر عیسائی کے گھر میں عیسیٰ علیہ السلام کا مصنوعی مجسمہ پڑا ہے اور اسے پوجتے ہیں۔

2 ''قال رسول اللہ ﷺ الارض کلھا مسجد الا المقبرۃ والحمام'' (رواہ ابو داؤد)

''حضور ﷺ نے فرمایا، ساری زمین مسجد ہے سوائے قبرستان اور غسل خانے کے۔''

اس حدیث میں قبرستان میں مسجد ممنوع کہ یہ شرک باللہ ہے اور غسل خانے شیطانوں کے ڈیرے ہیں۔

فائدہ: ......حمام پبلک مقام پر ایسے غسل خانے جو مرد و خواتین کے لیے اکٹھے ہوں۔

3 ''نھی رسول اللہ ﷺ ان یصلی فی سبعۃ مواطن، فی المزبلۃ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والمجزرة، والمقبرة، و قارعة الطريق، و فی الحمام، و فی معاطن الابل، و فوق ظهر بيت الله ''(رواه الترمذی وغیره)

''حضور ﷺ نے سات مقامات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ غلاظت میں، ذبح خانے میں، قبرستان میں، شارع عام پر، غسل خانے میں، اونٹوں کے باڑے میں، بیت اللہ کی چھت پر یعنی کعبہ شریف کی چھت پر۔''

اس کے برعکس سیّدہ عائشہ ؓ نے فرمایا:

''امر رسول الله ﷺ ببناء المسجد فی الدور، و ان ينظف ويطيب'' (رواه ابو دائود وغيره)

''آپ ﷺ نے گھروں میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا۔''

گھر کی مسجد سے مراد یہ کہ گھر میں نماز کے لیے ایک جگہ خاص کر لی جائے۔ مرد وہاں نفل اور سنتیں پڑھیں اور فرض محلّہ کی مسجد میں۔ خواتین گھر کی مسجد میں فرض و نفل سب پڑھیں۔

اب آیئے کہ ماڈرن مجتہدین کو مغالطہ کہاں سے ہوا کہ کرایہ کی جگہ کو مسجد نہیں کہا جا سکتا؟ حضور ﷺ کا فرمان ہے! برائے وقف۔

''لايباع ولا يوهب ولايورث'' (رواه البخاری)

''کہ وقف کو نہ فروخت کیا جا سکتا ہے، نہ ہبہ کیا جا سکتا ہے، نہ وراثت بنائی جا سکتی ہے۔''

یہ حدیث عموماً حدیث وفقہ کی کتابوں میں مذکور ہے۔ باب الوقف کے تحت۔ یعنی جو جگہ مسجد کے لیے وقف کر دی جائے، اسے فروخت کرنا، ہبہ کرنا، وراثت

بنانا ممنوع ہے۔ کیونکہ وہ اللہ کے نام پر وقف ہو چکی ہے۔ اس حدیث کی رو سے وقف مسجد کو ہمیشہ مسجد ہی رہنا چاہیے، اسے تبدیل یا منتقل نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن اس وقف کا اطلاق کرائے کی جگہ پر نہیں ہو گا۔ اس کے لیے محدثین وفقہاء نے الگ عنوان ''باب الاجارة'' کے نام سے مقرر کیا ہے۔ کرائے کی شرائط میں مالک و کرایہ دار کی رضا مندی ہو تو اس جگہ عارضی مسجد بنائی جا سکتی ہے۔ اس کے ممنوع ہونے کا کوئی شرعی حکم نہیں ہے۔ عارضی مسجد ظاہر بات ہے مستقل مسجد تو نہیں ہے کہ جسے بدلا نہ جا سکے۔

بلکہ مصالح امت کی خاطر کسی مجبوری کے تحت مستقل مسجد کو بھی منتقل کیا گیا ہے خلافتِ راشدہ کے دور میں۔ کوفہ کے بیت المال پر نگران سیّدنا عبداللہ بن مسعود ؓ نے خلیفہ دوم سیّدنا عمر ؓ کو لکھا کہ بیت المال میں نقب لگ گئی ہے۔ تو خلیفہ ثانی نے حکم ارسال کیا کہ جس جگہ پر مسجد ہے وہاں سے مسجد منتقل کر کے یوں بناؤ کہ بیت المال مسجد کے قبلہ رخ پر آ جائے۔ تو سیّدنا ابن مسعود ؓ نے مسجد کو منتقل کر دیا۔ بلکہ علامہ ابن تیمیہ ؒ نے لکھا ہے کہ یہ مسجد تیسری جگہ منتقل ہوئی تھی۔ دیکھیے فتاویٰ ابن تیمیہ جلد 30 باب الوقف، آج جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ کرایہ کی جگہ کو مسجد نہیں کہنا چاہیے کیونکہ جب وہ جگہ ترک کی جائے گی تو مسجد نہیں رہے گی۔ جب کہ مسجد کو غیر مسجد نہیں بنایا جا سکتا۔ تو ایسے لوگ خلافتِ فاروقی کے فیصلہ پر کیا کٹ حجتی پیش کریں گے؟ کیا یہ کھلی جہالت نہیں ہے کہ عارضی جگہ کو، مسجد کے بجائے اسلامک سنٹر کہو؟

نومبر 1997ء میں میری ملاقات مفتی اعظم سعودی عرب سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز ؒ سے، ان کے مکان واقع مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ ہماری مسجد ''البدر'' کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

تعارف میں جب بتایا گیا کہ ماہانہ -/1650 ڈالر کرایہ دیا جاتا ہے تو حیرت اور دلچسپی سے شیخ نے بار بار پوچھا کہ یہ کرایہ ماہانہ دیا جاتا ہے، سالانہ نہیں ہے؟ اگر کرائے کی جگہ کو مسجد کہنا ناروا ہوتا تو مفتی اعظم وہیں اصلاح کرتے کہ کرائے کی جگہ کو مسجد مت کہو۔ حسنِ اتفاق سے ان دنوں حیدر آباد دکن انڈیا سے حضرت مولانا محمد حمید الدین عاقل حسامی امریکہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ وہ ایک جید عالم دین، ہندوستان بھر میں معروف ہستی بہت بڑے دارالعلوم کے بانی ہیں۔ میں نے ان سے ذکر کیا کہ یہاں کے متجددین کہتے ہیں کہ کرائے کی جگہ کو مسجد نہیں کہہ سکتے بلکہ اسلامک سنٹر کہیں۔ تو مولانا مسکرائے اور فرمایا، عارضی مسجد ہو سکتی ہے اس میں کونسی شرعی ممانعت ہے۔

ایک ہوتا ہے جہل مفرد، ایک ہوتا ہے جہل مرکب۔ جیسے سود مفرد اور سود مرکب۔ جہل مفرد تو مطلقاً ان پڑھ کو کہتے ہیں جو کچھ علم نہ رکھتا ہو۔ مگر جہل مرکب وہ شخص ہوتا ہے جو پڑھا لکھا تو ہو مگر شریعت کو جانتا نہ ہو۔ بس چند اردو، انگلش کتب پڑھ کر، اردو یا انگریزی میں تحریر و تقریر کر لے اور سمجھے کہ میں عقل کل ہوں میرا فرمایا ہوا مستند ہے تو ایسے جہل مرکب امریکہ میں کافی ہیں۔ یہ جہل مفرد سے زیادہ خطرناک ہیں۔ ان سے جہاں تک ہو سکے پرہیز کیا جائے ورنہ۔

خود تو ڈوبے ہیں صنم
تجھ کو بھی لے ڈوبیں گے

اسلام میں افواہیں پھیلانا جائز نہیں

دین اسلام کی بنیاد یقین پر ہے۔ شک پر نہیں ہے۔ جیسے قرآن کا ابتدائی جملہ ہی یہ ہے۔

﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ﴾ (البقرہ: 2)

''یہ اللہ کی کتاب ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام شکوک وشبہات سے بالاتر مذہب ہے۔

* اہل ایمان کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا﴾

(الحجرات: 15)

''حقیقت میں تو مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے پھر انہوں نے کوئی شک نہ کیا۔''

* مزید ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ۝﴾ (التوبہ: 45)

''ایسی درخواستیں تو صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو اللہ اور روزِ آخر پر ایمان نہیں رکھتے، جن کے دلوں میں شک ہے اور وہ اپنے شک ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

میں متردد ہو رہے ہیں۔''

* مزید ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ۝﴾ (الحجرات: 6)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔''

* مزید ارشاد ہے:

﴿وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا ۛ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ﴾ (المائدہ: 41)

''یا ان میں سے ہوں جو یہودی ہیں، جن کا حال یہ ہے کہ جھوٹ کے لیے کان لگاتے ہیں، اور دوسرے لوگوں کی خاطر، جو تمہارے پاس کبھی نہیں آئے، سن گن لیے پھرتے ہیں۔''

افواہیں، احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں

* ''قال رسول الله ﷺ، كفى بالمرء اثما ان يحدث بكل ماسمع''

حضور ﷺ نے فرمایا۔ آدمی کے گناہگار ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات کو آگے پھیلاتا پھرے۔

یہ صحیح مسلم کی حدیث ہے۔ اسی کتاب میں دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ ''كفى بالمرء كذبا'' کہ آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا کافی

ہے کہ ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کرتا پھرے۔''

* حضور ﷺ نے اپنے خواب کی تفصیلات ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ (نبی کا خواب وحی کا درجہ رکھتا ہے) مجھے دونوں فرشتوں نے کہا آگے چلیں، میں ان کے ساتھ آگے بڑھا تو ہم ایک ایسے آدمی کے پاس پہنچے جو چت لیٹا ہوا ہے اس پر ایک نگران لوہے کی کنڈیاں لے کر کھڑا ہے۔ ایک کنڈی اس کے منہ میں ڈال کر گال کو چیرتا ہوا گدی تک لے جاتا ہے پھر دوسرے میں ڈال کر یونہی رخسار کو چیرتا ہوا پیچھے گدی تک لے جاتا ہے یہ سزا مسلسل جاری ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ بتایا گیا!

''فانه رجل يخرج من بيته فيكذب الكذبة، فتبلغ الآفاق''

یہ وہ آدمی ہے جو دنیا میں اپنے گھر سے نکلتے ہی جھوٹ پھیلانا شروع کر دیتا تھا حتی کہ وہ جھوٹ پھیلتے پھیلتے پورے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا۔''

(تنبیہ الغافلین)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

اسلام دہشت گردی کا مذہب نہیں ہے

دلائل قرآن کریم کی روشنی میں

﴿ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴾

"تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے۔"

جو مذہب بندے کو اپنے پروردگار کی حمد اور تعریف سکھائے وہ دہشتگردی کا مذہب نہیں ہوسکتا۔ بلکہ وہ دہشتگرد ہے جو اپنے پرو... اقدر... ناشکرا ہو۔

﴿ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴾

"نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔"

جو مذہب بندے کو اپنے خالق ہی سے رحمتوں، آسو... سہارا عطا کرے، وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہوسکتا۔ بلکہ وہی دہ... سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے دور اور بے خبر ہو۔

﴿ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴾

"وہ روزِ جزا کا مالک۔

جو مذہب بندے کو اللہ تعالیٰ ی... لگام نہیں ہونے دیتا، بلکہ زندگی کے عملوں کی جزا

مذہب دہشتگرد نہیں بننے دیتا۔ دہشتگرد وہی ہوگا، جس کا عقیدۂ آخرت کمزور ہوگا۔

﴿ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴾

"ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں"

جو مذہب بندے کو اپنے اصلی آقا کی وفاداری سکھائے، جو مذہب بندے کو اپنے رب کے سوا، سب سے بے نیاز کردے، بھلا وہ مذہب دہشتگرد بناتا ہے؟

﴿ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴾

"ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔"

جو مذہب زندگی کی صاف شفاف اور سیدھی شاہراہ پر چلائے وہ مذہب دہشتگرد نہیں، بلکہ جو ٹیڑھی راہوں پر (Zigzag) چلے وہ دہشتگرد ہے۔

﴿ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚۖۛ فِیۡہِ ۚۛ﴾ (البقرہ)

"... اللہ کی کتاب ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔"

بات ... خدائی دستورِ حیات، نہایت ہی معتبر پیش کرے، جس میں مشکوک ب... دہشتگرد نہیں ہے، بلکہ دہشتگرد وہ ہے جس کے پاس خدائی

نورز...

(البقرہ)

...وں کے۔

، بلکہ اس سے راہنمائی پاکر

...گردی نہیں سکھاتی۔ دراصل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”جولوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔“

جو مذہب بن دیکھی حقیقتوں (اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، فرشتوں، وحی، جنت، دوزخ وغیرہ) سے آشنا کرے، وہ مذہب دہشتگرد نہیں، بلکہ جو نظر نہ آنے والی حقیقتوں سے بے خبر ہو، وہ دہشتگرد ہے۔

﴿وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ﴾ (البقرہ)

”اور نماز قائم کرتے ہیں۔“

جو مذہب اپنے پیروکاروں کو، شب و روز میں پانچ بار با جماعت سجدہ ریزی کا حکم دے، وہ دہشتگرد کیسے ہوسکتا ہے؟ بلکہ دہشتگرد وہ ہے جو اپنے مالک کے سامنے پابندی سے سجدہ ریز ہونے سے گریزاں یا غافل ہو۔

﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ (البقرہ)

”جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔“

جو مذہب دوسروں پر خرچ کرنے کا حکم دے، وہ دوسروں کے حقوق چھین لینے کی کب اجازت دے گا؟ بلکہ جو خود غرض ہوگا وہی دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈال کے، دہشتگرد بنے گا۔ اسلام فیاضی سکھاتا ہے، خود غرضی نہیں۔ سودی نظام لالچی بناتا ہے، اس لیے اسلام نے سود سے منع کر دیا، تاکہ انسان، انسان کے بے لوث کام آئے۔

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ (البقرہ)

”جولوگ قرآن اور گزشتہ آسمانی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں۔“

جو مذہب سب آسمانی و الہامی کتابوں پر ایمان لانے کی ہدایت کرے، وہ دہشتگرد نہیں ہوسکتا۔ بلکہ جو آسمانی کتابوں میں سے کسی کا بھی منکر ہو، وہ دہشتگرد

ہوتا ہے۔

﴿وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ﴾ (البقرہ)

”اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔“

جو مذہب بندے کو عقیدۂ آخرت سے، باندھ کر رکھ دے، وہ سرکش گھوڑا کیسے ہوسکتا ہے؟ ایسا شخص تو ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھے گا، کہ معمولی لغزش، اسے صراطِ مستقیم سے دور نہ پھینک دے۔ جو بچ بچ کر چلے گا وہ دہشتگرد کیسے ہو سکے گا؟ بلکہ دہشتگرد وہ ہوگا جو سوچے کہ

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

وہ انگلش محاورے سے نابلد ہیں۔

God's mill grinds slow but sure

﴿اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (البقرہ)

”ایسے لوگ اپنے رب کی طرف سے راہِ راست پر ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔ یعنی جو گزشتہ ذکر کردہ اوصاف کے حامل ہیں، وہ سیدھی راہ پر ہیں۔“

نہ یہ دہشتگرد ہیں نہ دہشتگردی کے جرم میں گرفتارِ بلا ہوں گے۔ بلکہ نیک اوصاف کی وجہ سے کامیاب قرار پائیں گے۔ آخرت میں بہرحال سرخرو ہوکر نکلیں گے۔ چاہے دنیا میں مصیبت زدہ ہوں۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾

”جن لوگوں نے (ان تمام باتوں کو تسلیم کرنے سے) انکار کر دیا، ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

لیے یکساں ہے، خواہ تم انہیں خبردار کرو یا نہ کرو، بہرحال وہ ماننے والے نہیں ہیں۔"

انکارِ حق آدمی کو ہر فہمائش اور نصیحت سے محروم کر دیتا ہے۔ جب نصیحت سے محرومی ہوگی تو انسان، درجۂ انسانیت سے گر کر، درجۂ حیوانیت تک پہنچ جاتا ہے، پھر حیوانوں کی طرح ہر طاقتور، کمزور کو دبوچتا ہے۔ اور یہی دہشتگردی ہے، جس سے اسلام بچاتا ہے۔ درندوں کی سی سنگدلی سے، دین اسلام محفوظ کرتا ہے۔ حق سے برگشتہ لوگ دنیا میں شر و فساد مچاتے ہیں۔ جو راہِ حق کے مسافر ہیں وہ انسانیت کو راحت و سکون بخشتے ہیں۔ وہ فتنہ گری سے خود بھی بچتے ہیں اور باقی لوگوں کو بھی بچاتے ہیں۔

﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَ عَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ٞ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۷﴾ (البقرہ)

"اللہ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے، اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے، وہ سخت سزا کے مستحق ہیں۔"

یعنی جو حق سے ضد باندھ لے، اس کے سوچنے سمجھنے اور سننے دیکھنے کی صلاحیت سلب ہو جاتی ہے۔ جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے، اور انسان، خداداد خوبیوں سے بے بہرہ ہو تو پھر وہ فتنہ و فساد ہی برپا کرے گا۔ وہ دہشتگرد ہی بنے گا۔ وہ دوسروں کے لیے مفید ثابت نہیں ہوگا۔

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۸﴾ (البقرہ)

"بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے ہیں۔ حالانکہ درحقیقت وہ مومن نہیں ہیں۔"

اسلام ایسے کردار سے نفرت دلاتا ہے، جس میں جھوٹ ہو، دروغ گوئی ہو، کیونکہ جھوٹا دہشتگرد ہوتا ہے۔ سچائیوں کو اپنانے والا دہشتگرد نہیں ہوتا۔

﴿يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ۹﴾ (البقرہ)

"وہ اللہ اور ایمان لانے والوں کے ساتھ، دھوکہ بازی کر رہے ہیں، مگر وہ دراصل خود اپنے آپ کو دھوکے میں ڈال رہے ہیں اور انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔"

اس آیت کے ذریعے اسلام، دھوکہ دہی، ڈپلومیسی (Diplomacy) اور منافقت (Hypocricy) سے نفرت دلاتا ہے کہ ایسا کرنے والا دہشتگرد ہوتا ہے، جس کے دل میں کچھ ہو اور زبان سے کچھ اور کہے۔ مگر مسلمان کا دل اور زبان یکساں ہوتے ہیں اس لیے یہ دہشتگرد نہیں ہو سکتا۔ بقول علامہ اقبال ؒ

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

لہٰذا جو مذہب سچائی اور صداقت کا سبق دے، وہ دہشتگردی کا مذہب نہیں ہو سکتا۔

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۲۱﴾ (البقرہ)

"لوگو! بندگی اختیار کرو، اپنے اس رب کی جو تمہارا اور تم سے پہلے جو لوگ ہو گزرے ہیں، ان سب کا خالق ہے۔ تمہارے بچنے کی توقع اسی صورت سے ہو سکتی ہے۔"

جو مذہب اپنے خالق کی بندگی کا حکم دے، وہ دہشتگرد کیسے ہو سکتا ہے؟ بلکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دہشتگرد وہ ہے جو اپنے خالق کے بجائے، دوسروں کا اطاعت گزار ہو۔

A man cannot serve two masters.

کائنات کے بادشاہ کی وفاداری، دہشتگردی نہیں، بلکہ اس کی سرکشی دہشتگردی ہے۔

﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ﴾ (البقرہ)

''ڈرو اس آگ سے، جس کا ایندھن بنیں گے انسان اور پتھر۔''

جو مذہب اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچائے، اس کے دوزخ اور اس کی سزاؤں سے بچنے کا حکم دے، وہ دہشتگردی کا مذہب نہیں ہے۔ بلکہ دہشتگردی یہ ہے کہ انسان اپنے رب کو ناراض کرتا پھرے۔

﴿وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ﴾

''اور جو ایمان لے آئیں، اور اپنے عمل درست کریں، انہیں جنت کی بشارت دو۔''

جو مذہب ایمان اور عمل صالح کا حکم دے، اور ان کے نتیجے میں، اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت بتائے، وہ دہشتگردی کا مذہب نہیں ہے۔ ایمان سے خالی اور نیک کاموں سے محروم آدمی ہی دہشتگردی کا گرویدہ ہوسکتا ہے۔

﴿وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا﴾ (البقرہ)

''تھوڑی قیمت پر، میری آیات بیچ نہ ڈالو۔''

یعنی معمولی دنیوی فائدے کی خاطر، حق فروشی نہ کرو۔ جو احکامِ الٰہی کے بجائے دنیوی فائدوں کو گراں جانے گا، وہی دہشتگرد ہوگا۔ بقول اقبالؒ

اگر ملک ہاتھوں سے جاتا ہے جائے
تو احکامِ حق سے نہ کر بے وفائی

دنیوی مفادات کے بندے، کبھی حق کے پرستار نہیں ہو سکتے۔

﴿وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾

(البقرہ)

''باطل کا رنگ چڑھا کر، حق کو مشتبہ نہ بناؤ، اور جانتے بوجھتے حق کو چھپانے کی کوشش نہ کرو۔''

یعنی کھرا اور کھوٹا الگ الگ رہنے دو۔ مگر جو حق و باطل کو خلط ملط کرے گا۔ وہی دہشتگرد ہوگا۔ اور جو حق کا علمبردار ہوگا وہ دہشتگرد نہیں ہوسکتا۔

﴿وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ﴾ (البقرہ)

''نماز اور صبر سے مدد لو۔''

جو مذہب صبر و تحمل اور عبادت کا درس دے، وہ دہشتگرد نہیں ہوتا۔ جو بے صبرا ہو، وہ دہشتگردی پھیلاتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے والا نہ ہو وہ دہشت عام کرتا ہے۔

﴿كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ﴾ (البقرہ)

''جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں عطا کی ہیں، وہ کھاؤ۔''

جو مذہب پاکیزہ اور حلال کھانے کا حکم دے، وہ دہشتگردی کا مذہب نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جو حرام کھائے گا، وہی دہشتگرد ہوگا۔

﴿وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا﴾ (البقرہ)

''ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔''

جو مذہب ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دے، وہ دہشتگردی کا مذہب نہیں ہے۔ بلکہ جو بوڑھے والدین سرکاری عمارتوں میں پڑے زندگی کے آخری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایام، بے بسی سے گزار رہے ہیں اور ان کے بیٹے، بیٹیاں سال میں ایک باریومِ والدہ (Mother Day) رسماً مناتے ہیں اور ماں ترستی ہے کہ میرا بیٹا سال میں ایک بار مجھے اپنا چہرہ دکھا دے، مگر بیٹے کو اپنی عیاشی سے سال بھر میں ایک بار بھی ماں کو دیکھنے کی فرصت نہیں۔ کیا یہ دہشتگردی نہیں ہے؟

جو مذہب بتائے کہ جنت ماں کے قدموں میں ہے اور ماں کے چہرے کو خوشی سے دیکھنا بہت بڑا اجر ہے، گویا کہ اس نے حج وعمرہ کر لیا۔ کیا وہ مذہب دہشتگردی کا مذہب ہے؟

﴿وَذِي الْقُرْبٰى﴾ (البقرہ)

"رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔"

جو مذہب خونی رشتوں کو مضبوط کرے، ان سے حسن سلوک کا حکم دے وہ مذہب دہشتگردی کا مذہب نہیں ہے، بلکہ جو معاشرہ خاندانی نظام کو برباد کرے وہ دہشتگرد ہے۔

﴿وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ﴾ (البقرہ)

"یتیموں اور مسکینوں سے نیک سلوک کرنا۔"

جو مذہب معاشرے کے یتیموں اور مسکینوں کو بے سہارا نہ رہنے دے۔ بلکہ غیر مسلم بھی اگر اسلامی ریاست میں بھیک مانگے تو، اس کا وظیفہ مقرر کر کے، اسے بے نیاز کرے۔ انفرادی طور پر ہر صاحبِ حیثیت، یتیم اور مسکین کے حقوق ادا کرے۔ بتائیے یتیموں اور مسکینوں کے حقوق ادا کرنے والا دہشتگرد ہے یا ان کے حقوق دبا جانے والا دہشتگرد ہے؟

﴿وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ (البقرہ)

"لوگوں سے بھلی بات کہنا۔"

جو مذہب آدابِ گفتگو عمدہ سکھائے، بولنے کا سلیقہ بتائے، وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہو سکتا۔ جو انسانوں پر درندوں کی طرح دھاڑنے والے ہیں، وہی حقیقت میں دہشتگرد ہیں۔

﴿فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا﴾ (البقرہ)

"تم عفو ودرگزر سے کام لو۔"

جو عام حالات میں عفو ودرگزر اور رواداری کا حکم دے، وہ دہشتگردی کا مذہب نہیں ہے۔ بلکہ جو جوشِ انتقام میں اندھا ہو کر بربادی کرے وہ دہشتگرد ہے۔

﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ﴾ (البقرہ)

"تم بھلائیوں کی طرف آگے بڑھو۔"

جو مذہب نیکیوں میں مسابقت کروائے، وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہوتا۔ بلکہ جو جوئے پر گھڑ دوڑ کروائے اور دنیا کی ریس (Race) لگائے وہ دہشتگرد ہے۔

﴿وَيُزَكِّيْكُمْ﴾ (البقرہ)

"اور تمہاری زندگیوں کو سنوارتا ہے۔"

جو مذہب انسان کی اندرونی و بیرونی گندگیوں کو صاف کرے، انسان کا ظاہر و باطن صاف ستھرا کر دے، وہ مذہب دہشتگردی کا مذہب نہیں ہے۔

﴿وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (البقرہ)

"تمہیں کتاب الٰہی اور حکمت الٰہی کی تعلیم دیتا ہے۔"

جو مذہب الٰہی علم کے زیور سے آراستہ کرے، اور حکمت و دانائی کے گر سکھائے، وہ مذہب دہشتگردی کا مذہب نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ ﴾ (البقرہ)

''اور نیک لوگ وہ ہیں جب عہد کریں تو اسے وفا کریں۔''

جو مذہب وعدہ وفائی کا حکم دے، وہ دہشتگرد نہیں ہے، بلکہ جو وعدہ خلافی کرے اور معاہدہ توڑے، وہ دہشتگرد ہے۔

﴿ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ ﴾ (البقرہ)

''تمہارے لیے قتل کے مقدموں میں قصاص کا حکم لکھ دیا گیا ہے۔''

جو مذہب دنیا میں عدل و انصاف قائم کرنے کی خاطر، مظلوم کی دادرسی کرے اور مجرم کو کیفر کردار تک پہنچائے، تاکہ جرائم کا انسداد ہو اور انسانیت سکھ کی نیند سوئے، وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہے۔ البتہ جو ظالم کی پشت پناہی کرے، اسے سزا سے بچا کر، اس کی حوصلہ افزائی کرے، تاکہ اور ظلم ڈھائے اور مظلوم کی آہوں، سسکیوں اور آنسوؤں کو کوئی انصاف دینے والا نہ ہو، تو یہ دہشتگردی ہے۔

﴿ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ ﴾

(البقرہ)

''تم اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ لڑو جو تم سے لڑتے ہیں، مگر زیادتی نہ کرو۔''

یہ حکم میدانِ جنگ میں ہے نہ کہ عام حالات میں، تم صرف ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔ یعنی بے گناہ شہریوں کو قتل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ صرف رضائے الٰہی کے لیے لڑو، اپنی آتشِ انتقام کو ٹھنڈا کرنے کے لیے مت لڑو۔ جیسا کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے دشمن کے سینے پر بیٹھ کر، اس پر قابو پا کر، اسے چھوڑ دیا، اس وجہ سے کہ دشمن نے سیّدنا کے چہرہ پر تھوکا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا

کہ تیرے میرے درمیان، رضائے الٰہی کی بجائے، میرا نفس آ گیا تھا۔ دشمن یہ سن کر حیرت زدہ ہوا، اور مسلمان ہو گیا۔

لہٰذا مومن کی جنگ، فساد کے لیے نہیں بلکہ امن قائم کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ یہ دہشتگردی نہیں، مگر جو قومیں لڑائی اندھا دھند لڑتی ہیں اور ظلم کے پہاڑ توڑتی ہیں۔ بے گناہ شہریوں کا قتل عام کرتی ہیں۔ عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور عبادت خانوں کو تباہ و برباد کرتی ہیں یہ قومیں حقیقت میں فسادی اور دہشتگرد ہیں۔ یہ قومیں اپنی انا کی خاطر لڑتی ہیں، مگر مسلمان اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے لڑتا ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ راضی نہ ہو، مومن وہاں جنگ روک لیتا ہے۔

﴿ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٩٩﴾ ﴾ (البقرہ)

''اور اللہ سے معافی چاہو، یقیناً وہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔''

جو مذہب انسان کو، اللہ سے اپنی خطاؤں کی بخشش مانگنے کا درس دے، وہ دہشتگرد نہیں ہوتا۔ اور جو غرور و تکبر اور گناہوں میں لت پت رہے، وہی دہشتگرد ہوتا ہے۔

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ ﴾ (البقرہ)

''اے ایمان لانے والو! تم پورے کے پورے اسلام میں آ جاؤ۔''

جو مذہب اپنے پیروکاروں کو پورا پورا اسلام میں داخل ہونے کا حکم دے وہ پھر اپنی یا کسی اور کی مرضی پر نہیں چل سکتا۔ یعنی اس کی پوری زندگی کی باگ ڈور، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جہاں چاہے اسے آگے بڑھنے دے، جہاں چاہے اسے روک لے، جہاں اللہ تعالیٰ چاہے وہیں بیٹھے، جہاں وہ نہ چاہے وہاں نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹھے۔ مگر جس مذہب کے پیروکار، مذہب کو پرائیویٹ معاملہ سمجھتے ہیں، وہ زمین میں دہشتگردی پھیلاتے ہیں۔

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾ (البقرہ)

”دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔“

یعنی کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ تاریخ اس بات پر گواہ ہے۔ کہ سینکڑوں برس ہندوستان پر مسلمانوں کی حکومت رہی مگر زوالِ سلطنت مغلیہ تک، مسلمان اکثریت نہ حاصل کر سکے، اگر جبری مسلمان بنائے جاتے تو بعداز زوال مغلیہ سلطنت، ہندو اکثریت میں نہ ہوتے۔ اسی طرح اسپین میں سینکڑوں برس، مسلم حکومت رہی، مگر زوال کے بعد آج دیکھیں اکثریت کس کی ہے؟ اور جبری مسلمان بنائے ہوتے تو ہسپانیہ کی اکثریت مسلم ہوتی۔ ان مثالوں سے واضح ہوا کہ مذہبی آزادی جو اسلام نے دی ہے وہ کسی اور مذہب نے نہیں دی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اسلام دہشتگردی کا مذہب نہیں ہے۔ اسلام بزورِ شمشیر نہیں بلکہ اپنی فطری و آفاقی اور عملی و دعوتی صورت میں آگے بڑھتا ہے۔ اس کے روشن دلائل علم کی دنیا میں ہلچل مچاتے ہیں اور فطرتِ سلیمہ انہیں قبول کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ﴾

(البقرہ)

”اے ایمان والو! جب کسی مقرر مدت کے لیے تم آپس میں قرض کا لین دین کرو، تو اسے لکھ لیا کرو۔“

جو مذہب معاملات زندگی میں عدل و انصاف کے تقاضے پورے کروائے وہ

دہشتگردی کا مذہب نہیں ہے۔ لکھنا اس لیے ہے کہ کوئی نہ کسی کو دھوکہ دے، نہ کسی سے دھوکہ کھائے۔

﴿وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ﴾ (البقرہ)

”گواہی ہرگز نہ چھپاؤ۔“

جو مذہب شہادت اور گواہی کو چھپانے نہ دے، بلکہ گواہی کا حکم دے وہ مذہب دہشتگردی کا نہیں ہوسکتا۔

﴿لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ﴾ (البقرہ)

”ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے۔“

یعنی ہم سب رسولوں کا احترام کرتے ہیں۔ سب رسولوں کو ماننے والے دہشتگرد نہیں ہوسکتے۔ دہشتگرد وہ ہوتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام میں سے بعض کو مانیں اور بعض کو نہ مانیں۔

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۭ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝﴾

(آل عمران: 14)

”لوگوں کے لیے مرغوباتِ نفس۔ عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، عمدہ گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں۔۔۔ بڑی خوش آئندہ بنا دی گئی ہیں، مگر یہ سب دنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں، حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا ہے وہ تو اللہ کے پاس ہے۔“

یعنی جو شخص ان دنیاوی مرغوبات میں مگن ہو جائے گا۔ وہی دہشتگردی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھیلائے گا۔ جو اسے عارضی سامان سمجھ کر، خدا تک رسائی جاری رکھے گا وہ نفیس انسان بنے گا۔ لہٰذا اسلام نے سادگی کی زندگی اپنانے پر زور دے کر، مسلمانوں کو دہشتگرد بننے سے بچایا ہے۔

﴿اَلصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْمُنْفِقِيْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ۝﴾ (آل عمران : 17)

''یہ لوگ صبر کرنے والے، سچ بولنے والے، سخاوت کرنے والے، رات کی آخری گھڑیوں میں، باری تعالیٰ سے مغفرت کی دعائیں مانگنے والے ہیں۔''

جو مذہب، صبر و ثبات، صدق و صفا، جودوسخا، آخرِ شب دست بہ دعا ہونا سکھائے، وہ مذہب دہشتگردی کا مذہب نہیں ہوتا۔ بلکہ جو ان اعلیٰ اوصافِ انسانیت سے عاری ہو، وہ دہشتگرد ہو سکتا ہے۔

﴿قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ﴾

''اے نبی ﷺ کہو، اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں۔''

جو مذہب دیگر آسمانی مذاہب کے ماننے والوں سے، یوں بات کرے، جیسے وہ اپنے ہیں، اور غیر نہیں ہیں۔ تو یہ اسلام کی آفاقیت کی دلیل ہے، جو کسی سے نفرت نہیں، بلکہ وہی دعوتِ حق دے، جو ان کے انبیاء کرام علیہم السلام نے پیش کی۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف دعوت۔

﴿وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا﴾ (آل عمران: 103)

''اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے۔ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اس نے تمہارے دل جوڑ دیئے، اور اس کے فضل و کرم سے تم بھائی بھائی بن گئے۔''

جو مذہب عرب کے جنگجو اور بدو لوگوں کو، امنِ عالم کا علمبردار بنا دے، وہ لوگ کہ باہم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے، معمولی بات پر تلواریں نکال لیتے تھے۔ ایسے گنواروں کو اسلام کی تعلیمات نے دنیا کا امام بنا دیا۔ دشمنوں کو جگری دوست بنا دیا۔ جو مذہب دشمنی کو محبت میں بدل دے، وہ دہشتگردی کا مذہب نہیں ہو سکتا۔

﴿وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝﴾

(آل عمران : 104)

''تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی ہونے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں، اور برائیوں سے روکتے رہیں۔ جو لوگ یہ کام کریں گے، وہی فلاح پائیں گے۔''

جو مذہب اپنے پیروکاروں کو نیکی پھیلانے، اور برائی مٹانے کا حکم دے، وہ دہشتگرد نہیں ہو سکتا۔ امریکہ میں جرائم کے مرتکب لوگوں کو، جیلوں میں رکھنے والے محکمہ کو (Correction Department) ''اصلاحی محکمہ'' کہتے ہیں۔ پھر مذہبی لوگوں کو انہیں تعلیم دینے کا انتظام کرتے ہیں۔ تاکہ مذہب ہی کے ذریعے یہ مجرم، جرم چھوڑ کر، اچھے شہری بن جائیں۔ لیکن اسلامی تعلیمات، انسانوں کی اتنی اعلیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاقی تربیت کرتی ہیں کہ مجرم پیدا ہی نہ ہوں، اور نہ ان کے لیے جیل خانے بنانے پڑیں، نہ بھاری پولیس کی نفری مقرر کرنی پڑے۔ پیغمبرِ اسلام ﷺ کے زمانے میں، نہ قید خانے تھے، نہ پولیس کے غول کے غول تھے۔

﴿لَيْسُوا سَوَآءً ۗ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ﴾ (آل عمران: 113)

"مگر سارے اہل کتاب یکساں نہیں ہیں، ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو راہ راست پر قائم ہیں، راتوں کو اللہ کی آیات پڑھتے ہیں، اور اس کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔"

جو مذہب دوسرے مذاہب کے نیک لوگوں کی تعریف کرے، وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰٓوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً﴾ (آل عمران: 130)

"اے ایمان والو! یہ بڑھتا چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو۔"

کیونکہ سود خور سنگدل، ظالم اور خودغرض ہو کے رہ جاتا ہے، وہ مستحق اور مظلوم انسانیت پر، ترس نہیں کھاتا۔ لہٰذا جو مذہب رحم دلی کے گر سکھائے، وہ دہشتگرد نہیں ہوسکتا۔

﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ (آل عمران: 159)

"اگر کہیں آپ ﷺ تندخو اور سنگدل ہوتے، تو یہ سب تمہارے گرد و پیش سے چھٹ جاتے۔"

عربی شاعر کہتا ہے:

"عن المرء لاتسأل وسل عن قرينه"

"آدمی کے بارے میں، صرف اس کے دوست سے پوچھ۔"

اسی طرح انگلش محاورہ ہے:

A man is known by the company he keeps.

یعنی آدمی کی اصل پہچان، اس کے ساتھیوں سے ہوتی ہے کیونکہ ساتھی دوسروں سے زیادہ جانتے ہیں لہٰذا پیغمبر اسلام ﷺ کی پرکشش شخصیت کے احوال، آپ ﷺ کے صحابہ ؓ سے پوچھیں، جنہوں نے اپنی جانیں خطرے میں ڈال کر، آپ ﷺ کا ساتھ دیا، فاقہ مستی میں بھی آپ ﷺ کے حلقہ سے نہ نکلے۔ ثمامہ بن اثال ؓ نفرتوں سے لبریز دل لے کر، اسیر ہو کر، دربارِ نبی ﷺ میں آیا، تو حسنِ اخلاق سے متاثر ہو کر، حلقہ بگوش اسلام ہوا۔ سیّدنا صہیب رومی ؓ، سیّدنا بلال حبشی ؓ، سیّدنا سلمان فارسی ؓ سے پوچھیں کہ آپ ﷺ کی شخصیت کس قدر دل موہ لینے والی تھی! جس پیغمبر ﷺ کی پیاری اور دل آویز شخصیت سے دشمن بھی نقد دل ہار بیٹھے، وہ نبی ﷺ نعوذ باللہ دہشتگرد نہیں ہوسکتا۔ بلکہ دنیا کو امن و سلامتی اور محبت و الفت عطا کرنے والا پیغمبر ثابت ہوا، نہ وہ خود دہشتگرد تھے، نہ ان کا مذہب دہشتگردی کا تھا۔

﴿وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ (آل عمران: 161)

"جو کوئی خیانت کرے، تو وہ اپنی خیانت سمیت قیامت کے روز حاضر ہو جائے گا۔"

جو مذہب دیانتداری کا سبق دے، اور بد دیانتی کو اتنا بڑا جرم بتائے کہ روز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محشر اس کی سزا ملے گی۔ جس مذہب کی یہ تعلیم ہو، وہ دہشتگردی کا مذہب نہیں ہے۔

﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ﴾ (النساء: 11)

"تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تمہیں ہدایت کرتا ہے۔"

جو مذہب اولاد کی وراثت مقرر کر کے، ہر ایک کے حصے بیان کر دے، وہ مذہب دہشتگردی کا مذہب نہیں ہے۔

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ﴾ (النساء: 19)

"ان کے ساتھ بھلے طریقہ سے زندگی بسر کرو۔"

جو مذہب بیویوں سے حسنِ سلوک کا سبق دے تا کہ خاندانی نظام میں خوشیاں نصیب ہوں، ایسا مذہب دہشتگردی کا مذہب نہیں ہے۔

﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ﴾ (النساء: 32)

"اور جو کچھ اللہ نے تم میں سے کسی کو، دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ دیا ہے، اس کی تمنا نہ کرو۔"

یعنی کوئی خوبصورت ہے اور کوئی بدصورت، کوئی خوش آواز ہے اور کوئی بد آواز، کوئی طاقتور ہے اور کوئی کمزور، کوئی سلیم الاعضاء ہے اور کوئی جسمانی نقص لیے ہوئے۔ کسی کی جسمانی قوت زیادہ کسی کی کم، کوئی ذہنی صلاحیتوں میں بڑھا ہوا کوئی کند ذہن، کوئی بہتر حالات میں پیدا ہوا کوئی بدتر حالات میں، کسی کے ذرائع وسائل زیادہ کوئی بے سہارا۔ جو مذہب تمدن کی زندگی کو پر امن رکھنے کے لیے یہ تعلیم دے کہ اپنی اپنی نعمتوں پر خوش رہو تو وہ مذہب دہشتگردی کا مذہب نہیں ہے ورنہ اس تعلیم سے عاری انسان، حسد و بغض، رقابت و عداوت، مزاحمت اور کشاکش میں مبتلا ہو کر تمدن انسانی میں فتنہ و فساد برپا کرے گا۔ ان رذائل سے

اسلام معاشرے کو صاف کر کے، امن و سکون بخشتا ہے۔

﴿وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى﴾ (النساء: 36)

"اور پڑوسی رشتہ دار سے، حسن سلوک سے پیش آؤ۔"

﴿وَالْجَارِ الْجُنُبِ﴾ (النساء: 36)

"اور اجنبی ہمسائے سے بھی اچھا برتاؤ کرو۔"

حضور ﷺ نے فرمایا۔ الجیران ثلاثہ، ہمسایہ تین قسم کا ہے۔

1. جس کا ایک حق ہے
2. جس کے دو حق ہیں
3. جس کے تین حق ہیں

1. "فاما الجار الذی له حق واحد، فجار مشرك لارحم له، له حق الجوار"

"جو ہمسایہ رشتہ دار نہ ہو، اور ہو بھی مشرک، اس کا بھی ایک حق ہے کہ آپ کا ہمسایہ ہے۔" اس کے حق ہمسائیگی کا خیال رکھنا ہے، اس سے حسن سلوک کرنا ہے۔

2. وہ ہمسایہ جو مسلمان ہے، اس کا دہرا حق ہے۔ ہمسائیگی اور مسلمان ہونا۔

3. تیسرا وہ ہمسایہ جس کے تین حق ہیں، ہمسایہ ہے، پھر رشتہ دار ہے، پھر مسلمان ہے۔ (حوالہ تفسیر ابن کثیر)

حضور ﷺ نے فرمایا۔ اَلَا اِنَّ اَرْبَعِيْنَ دَارًا جَارٌ۔ (طبرانی وترغیب)

"خبردار! چاروں طرف چالیس چالیس گھروں تک، حق ہمسائیگی کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حد ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا، حقوق ہمسائیگی یہ ہیں، جب مدد مانگے مدد کر، جب قرض مانگے قرض دے، جب بیمار پڑے عیادت کر، جب اسے خوشی ملے تو مبارکباد دے، جب اس پر مصیبت آئے تو اظہار غم کر، جب مر جائے تو تجہیز و تکفین کر، اس کی اجازت کے بغیر اپنی دیوار اونچی نہ کر کہ اسے ہوا نہ لگے، تیری ہنڈیا کی مہک اس تک نہ پہنچے ورنہ اس کے لیے ہنڈیا کا سالن پانی ڈال کر بڑھا لے، اگر تو پھل خریدے تو اسے ہدیہ بھیج، اگر نہ کر سکے تو چھپا کر کھا، تیرا بیٹا پھل لے کر باہر نہ نکلے کہ اس کا بیٹا دیکھ کر محرومی سے پریشان ہو۔" (الترغیب)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے گھر بکری ذبح کی گئی تو بار بار پوچھا۔

"اهديتم لجارنا اليهودى؟ اهد يتم لجارنا اليهودى" (ترمذی)

"کیا ہمارے یہودی ہمسائے کے گھر گوشت بھیجا ہے؟"

لہٰذا جو مذہب اتنی خوبصورت تعلیم ہمسائے کے بارے میں دے، وہ دہشتگرد نہیں ہوسکتا۔ بلکہ دہشتگرد وہ ہوگا جو دوسروں سے لاتعلق ہو کر یہ کہے گا۔

جاؤ اپنا کام کرو، یعنی دوسروں کے کام میں

Mind your own business

دخل نہ دو، اسلام ایسی تنہا پردازی اور خلوت سے منع کرتا ہے۔

﴿وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ﴾ (النساء:36)

"پہلو کے ساتھی سے حسن سلوک کرو۔"

اس سے مراد ہم نشین دوست بھی ہے، یا کبھی کسی سے کہیں وقتی ساتھ ہو جائے، بازار جاتے وقت ساتھ چلنے والا، کسی دکان پر ساتھ بیٹھنے والا، خریدار اور

دکاندار، سفر میں ہمسفر، کوئی عارضی اور وقتی ہمسائیگی ہو، سب سے حسنِ سلوک کرنے کا حکم دینے والا مذہب دہشتگرد نہیں۔

﴿وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ﴾ (النساء : 38)

"اور وہ لوگ بھی اللہ کو ناپسند ہیں جو اپنے مال محض لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں۔"

جو مذہب ریاکاری سے بچائے، اور صرف اللہ کی رضا جوئی کا سبق دے وہ دہشتگرد نہیں ہے۔

﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا﴾

(النساء: 86)

"اور جب کوئی احترام کے ساتھ تمہیں سلام کرے، تو اس سے بہتر طریقہ کے ساتھ جواب دو، یا کم از کم اسی طرح۔"

اس حکم کی رو سے، سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"من سلم عليك من خلق الله فاردد عليه، و ان كان مجوسيا"

(ابن کثیر)

"خلق اللہ میں سے کوئی بھی تجھے سلام کہے، تو اس کا جواب دے، چاہے وہ مجوسی (آتش پرست) کیوں نہ ہو۔"

اس کے برعکس حضور ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ:

((اذا سلم عليكم اليهود فانما يقول احدهم السام عليكم فقل وعليك)) (بخاری و مسلم)

"یہودی جب تمہیں سلام کرتے ہیں تو السلام علیکم کے بدلے، السام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیکم کہتے ہیں۔ (یعنی تمہیں موت آئے) تم جواب میں وعلیک کہو، یعنی تم پر بھی ہو۔"

قرآنی حکم اور فرمانِ نبوی ﷺ میں بظاہر تضاد ہے، مگر ان میں مطابقت و توافق یہ ہے کہ جب مخلوط آبادیوں میں مسلم و غیر مسلم، خوشگوار حالات میں رہتے ہوں اور باہم ہمدردی کے جذبے موجزن ہوں، تو اس وقت، غیر مسلم اگر احترام سے سلام کرے، تو جواب میں اس سے بھی بڑھ کر شائستگی کا مظاہرہ کیجئے یا کم از کم اسی معیار کا جواب دیجئے۔

لیکن جہاں یہ حالات ہوں کہ کشیدگی کا عالم ہے۔ نفرتوں کے مظاہرے ہیں، وہاں صرف وعلیک کہنے پر اکتفاء کیجئے۔ یہاں ناخوشگوار ماحول میں بھی اسلام، بد دعا یا بدکلامی نہیں سکھاتا صرف وعلیک پر پابند کرتا ہے، تاکہ مومن کی زبان ناگوار حالات میں بھی صاف ستھری رہے۔ یعنی گالی کا جواب گالی نہیں، بدکلامی کا جواب بدکلامی نہیں ہے۔ اسلام کا طریقۂ سلام، یعنی السلام علیکم، دیگر اقوام کے مقابلے میں زیادہ معنی خیز ہے۔

1 یہ دعائیہ جملہ ہے کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی ہو۔

2 کہ سلام کہنے والا، اپنے مخاطب سے یہ اظہار کر رہا ہوتا ہے کہ میری طرف سے بے خوف رہو، میں آپ کے لیے کسی صورت میں خطرہ نہیں بلکہ سلامتی کا پیغام ہوں۔

3 بات یہ ہے کہ دس نیکیاں اللہ عطا کرتا ہے بقول فرمان نبوی ﷺ اتنی جامعیت نہ عربوں کے جملہ "صباح الخیر" میں ہے نہ انگریزوں کے "صبح کا سلام" (Good Morning) میں ہے۔

اسی طرح امریکی رواج میں یہ ہے کہ چھینک آنے پر، چھینکنے والا کچھ نہیں کہتا، البتہ سننے والا (God Bless you) "اللہ تجھ پر رحم کرے" کہتا ہے۔ مگر اسلام کی برتری دیکھئے جسے چھینک آتی ہے۔ وہ خود "الحمدللہ" کہتا ہے یعنی اللہ کا شکر ہے۔ کیونکہ اس کے دماغ کی شریانیں کھلنے پر اسے سکون ملا ہے۔ پاس سننے والا چھینکنے والے کو یہ دعا دیتا ہے یرحمك الله کہ اللہ تجھ پر رحم کرے، پھر چھینکنے والا، دعا دینے والے کو جواب میں دعا دیتا ہے۔" یھدیکم الله و یصلح بالکم "اللہ تمہیں ہدایت پر رکھے، اور تمہارے حالات بہتر کرے۔ ایک چھینک آنے پر جو مذہب ایک دوسرے کو دعاؤں کا تبادلہ سکھائے، وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہوتا۔

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾ (النساء : 36)

"یقین جانو، اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا، جو اپنے پندار میں مغرور ہو اور اپنی بڑائی پر فخر کرے۔"

جو مذہب غرور و تکبر کے بجائے عاجزی سکھائے، انکساری کا سبق دے، وہ دہشتگرد نہیں ہے۔

﴿الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ﴾ (النساء:37)

"اور ایسے لوگ بھی اللہ کو پسند نہیں ہیں جو کنجوسی کرتے ہیں، اور دوسروں کو بھی کنجوسی کی ہدایت کرتے ہیں۔"

بخل (Tightfistedness, Penny-Pinching)، آدمی کو خود غرض (Selfish) بناتا ہے۔ لالچی (Greedy) بناتا ہے۔ جب آدمی میں یہ وصف آئیں گے تو معاشرے کا مفید فرد نہیں بن سکتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے برعکس اسلام، آدمی کو وسیع الظرف اور فیاض بناتا ہے۔ جو ان خوبیوں کا مالک ہوگا وہ معاشرے کا مفید ترین فرد ہوگا۔ جو مذہب آدمی کو معاشرے کا مفید ترین فرد بنائے وہ دہشتگرد نہیں ہے۔

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ ﴾ (النساء: 135)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، انصاف کے علمبردار بنو، اور خدا کے واسطے کے گواہ بنو، اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد، خود تمہاری اپنی ذات پر، یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔''

جو مذہب عدل وانصاف میں، اپنی ذات اور رشتہ دار کو بھی معاف نہ کرے، وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہے۔ اپنے اور پرائے کا لحاظ کیے بغیر عدل پر فیصلہ، امن و سلامتی کی ضمانت ہے، بے انصافی کرنا دہشتگردی ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے سورۃ النساء کی آیت ساٹھ ﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ ﴾ کے تحت یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک نام نہاد (منافق) مسلمان، جس کا بشر نام تھا، اس کا ایک یہودی سے کوئی تنازعہ ہوا۔ یہودی نے کہا، آئیے نبی ﷺ سے فیصلہ کروائیں، منافق نے کہا، کعب بن اشرف سے فیصلہ کرواتے ہیں۔ (کیونکہ یہودی کو علم تھا کہ نبی ﷺ بغیر رشوت کے، صحیح فیصلہ کرتے ہیں، تبھی اس نے اپنے یہودی جج کو چھوڑا کہ وہ رشوت پر فیصلہ بے عدل کرتا ہے) بالآخر دونوں حضور ﷺ کی خدمت میں آئے۔ یہودی سچا تھا، آپ ﷺ نے فیصلہ اس کے حق میں کر دیا، نام نہاد مسلمان جھوٹا تھا، آپ ﷺ نے فیصلہ اس کے

خلاف دیا۔ (تفسیر روح المعانی جلد سوم)

﴿ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ﴾ (النساء: 157)

''انہوں نے نہ اس (عیسیٰ علیہ السلام) کو قتل کیا، نہ صلیب پر چڑھایا، بلکہ معاملہ ان کے لیے مشتبہ کر دیا گیا۔''

عیسیٰ علیہ السلام کو ماننے والوں کی اکثریت، یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی کو پھانسی پر چڑھایا گیا، مگر اسلام نے یہ حقیقت واضح کی کہ وہ زندہ آسمان پر اٹھا لیے گئے، ان کے ہم شکل کو صلیب پر چڑھایا گیا۔ ان دونوں عقیدوں کا موازنہ عقلاً بھی کر کے دیکھیں کہ کونسا عقیدہ زیادہ عظیم ہے؟

آیا عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھائے جانے میں عظمت ہے؟

یا زندہ آسمان پر اٹھائے جانے میں برتری ہے؟

عقل یہ ماننے پر مجبور ہے۔ عظمت زندہ اٹھائے جانے میں ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن ناکام ہوئے اور عیسیٰ علیہ السلام کے خدا نے، اپنے پیارے پیغمبر کو بحفاظت، ان کے ہاتھوں سے بچا کر، بذریعہ جبرائیل علیہ السلام اپنے پاس، عزت و احترام سے نوازا، اور دشمنان عیسیٰ علیہ السلام بری طرح ناکام ہوئے۔

لہٰذا جو مذہب اللہ تعالیٰ کے نبیوں کی جائز عزت بڑھائے، وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہوتا۔

﴿ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾

(المائدہ: 2)

''جو کام نیکی اور خداترسی کے ہیں، ان میں سب سے تعاون کرو، اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں ان میں کسی سے تعاون نہ کرو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو مذہب اچھائیوں کے تعاون (Help) کا حکم دے اور برائیوں کے عدم تعاون (Non Co-operation) کا حکم دے، وہ مذہب دہشتگردی کا مذہب نہیں ہوتا۔

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ﴾ (المائدہ: 3)

''تم پر حرام کیا گیا مردار، خون، سور کا گوشت۔''

جو مذہب خوراک کے ذریعے، انسانی صحت اور تندرستی کی رہنمائی کرے، وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾

(المائدہ: 6)

''اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو چاہیے کہ اپنے منہ اور کہنیوں سمیت ہاتھ دھولو، سروں پر ہاتھ پھیرلو، اور پاؤں ٹخنوں سمیت دھو لیا کرو۔''

مزید تفصیلات حدیث میں ملاحظہ ہوں۔ جو مذہب پانچ (5) وقتہ فرض، اور نفل عبادت سے پہلے، جسم اور کپڑوں اور جگہ کی صفائی کا حکم دے، وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہے۔

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا﴾ (المائدہ: 32)

''جس نے کسی انسان کو، خون کے بدلے، یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا، کسی اور وجہ سے قتل کیا، اس نے گویا انسانیت کو قتل کر دیا۔''

جو مذہب خونِ ناحق کرنے کو، پوری انسانیت کا قتل قرار دے، وہ مذہب ہمدردِ انسانیت ہے، نہ کہ دہشتگردِ انسانیت۔

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ ۖ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ﴾

(المائدہ: 91)

''شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے، اور تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز سے روک دے۔ پھر کیا تم ان چیزوں سے باز رہو گے۔؟''

جو مذہب شراب اور جوئے کو گندگی قرار دے کر اس سے بچنے کا حکم دے، وہ دہشتگرد نہیں ہے۔

﴿اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ وَأَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

(المائدہ: 98)

''خبر دار ہو جاؤ اللہ سزا دینے میں بھی سخت ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بہت درگزر اور رحم کرنے والا بھی ہے۔''

نیک اور بد کا انجام اگر ایک جیسا ہو تو یہ عقل کے بھی خلاف ہے اور عدل کے بھی۔ اللہ کریم فرمانبرداروں پر رحم و شفقت کرے گا اور نافرمانوں کو سزا دے گا، یہی عقل و عدل کے موافق بات ہے۔ جو مذہب عقل و عدل کا تقاضا پورا کرے وہ دہشتگردی نہیں ہے۔

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا﴾ (المائدہ: 104)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس قانون کی طرف جو اللہ نے نازل کیا ہے اور آؤ پیغمبر ﷺ کی طرف تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہمارے لیے بس وہی طریقہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔"

جو مذہب باپ دادا اور رسم و رواج کی اندھی تقلید کے بجائے تحقیق و جستجو اور علم و شعور کی دعوت دے، وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہوتا۔

﴿ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ﴾

(الانعام: 108)

"(اے مسلمانو!) یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں، انہیں گالیاں نہ دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بنیاد پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں۔"

بلکہ حضور ﷺ نے فرمایا:

((اذا اتاکم کریم قوم، فاکرموہ)) (شرح السنة: 13)

"جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے، تو اس کا احترام کرو۔"

جو مذہب دیگر اقوام کے رہنماؤں کا احترام سکھائے، وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہوتا۔

﴿ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ ﴾ (الانعام: 141)

"اور اللہ کا حق ادا کرو، جب ان کی فصل کاٹو۔"

یعنی غلہ وغیرہ اپنے گھر لانے سے پہلے حقداروں کو دو، جو مذہب فصل کاٹتے وقت ہی حقداروں کے حق ادا کرنے کا حکم دے، وہ دہشتگرد نہیں ہے۔

﴿ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ ﴾

(الانعام: 151)

"اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی"

جو مذہب اولاد کے اسقاط حمل (Abortion) اور بعد پیدائش، قتل سے منع کرے اور یہ ایمان عطا کرے کہ جو رب تمہیں روزی دینے والا ہے، وہ ان کو بھی روزی دینے والا ہے۔ وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہے۔

﴿ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ﴾

(الانعام: 151)

"اور بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ، خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی۔"

جو مذہب ظاہری اور باطنی بے حیائی (Immodesty) سے منع کر کے شرم و حیا (Coyness) کا خوبصورت زیور پہنائے، وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہوتا۔

﴿ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ﴾ (الانعام: 152)

"اور ناپ تول میں پورا انصاف کرو۔"

جو مذہب تجارت اور لین دین میں عدل و انصاف کا حکم دے، وہ دہشتگرد نہیں ہوتا۔

﴿ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ﴾ (الانعام: 152)

"اور جب بات کہو انصاف کی کہو، خواہ معاملہ اپنے رشتہ دار ہی کا کیوں نہ ہو۔"

جو مذہب اپنے پرائے کا امتیاز کئے بغیر، سب کے ساتھ انصاف کا حکم دے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.Kitabosunnat.com

وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہے۔ یعنی جھوٹ بولنا، نہ اپنوں سے جائز ہے نہ غیروں سے۔ اسلام ہی تفریق و امتیاز (Discrimination) سے بچاتا ہے۔

﴿وَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾

(الاعراف: 31)

"اور کھاؤ پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو، اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

جو مذہب دنیاوی نعمتوں کو جائز حد تک استعمال کرنے کا حکم دے، وہ مذہب دہشتگرد نہیں۔ جیسا کہ ٹریفک بتیوں کی حد میں رہ کر گاڑی چلانا دہشتگردی نہیں، بلکہ سرخ بتیوں (Red Lights) کو کراس کرنا دہشتگردی ہے۔ قوانینِ فطرت کی پابندی سے انسان کی آزادی (Freedom) سلب نہیں ہوتی بلکہ ان قوانین کی پابندی سے زندگی میں حسنِ ادب (Good Discpline) پیدا ہوتا ہے۔

﴿وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا﴾ (الاعراف: 56)

"زمین میں فساد برپا نہ کرو، جبکہ اس کی اصلاح ہو چکی ہو۔"

جو مذہب فساد فی الارض سے منع کر کے، زمین میں اصلاح و فلاح کا حکم دے، وہ دہشتگرد نہیں ہے۔

﴿اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ﴾

(الاعراف:81)

"تم عورتوں کو چھوڑ کر، مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو، حقیقت میں تم بالکل ہی حد سے گزر جانے والے لوگ ہو۔"

جو مذہب فطرت کے مطابق جنسی خواہش (Sexual-Appetite) کا حکم

دے، اور غیر فطری طریقوں سے بچائے، وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہے۔

﴿اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ﴾ (الاعراف: 128)

"بے شک زمین اللہ کی ہے۔"

جو مذہب حقیقت کے مطابق یہ نظریہ دے کہ زمین اللہ کی ہے، تم عارضی طور پر زمین پر آئے ہو اور چلے جاؤ گے۔ تم سے پہلے کروڑوں اربوں آئے اور گئے، بالآخر کوئی زمین پر ہمیشہ قابض و وارث نہ رہ سکا، تو مان لو یہ تمہاری نہیں، اللہ کی زمین ہے۔ جو زمین کا حقیقی مالک ہے، وہی تمہارا بھی مالک ہے، اسی کے وفادار بن جاؤ، اور ساری زمین میں بسنے والے، اسی حقیقی مالک کی ملکیت ہیں، کسی اور کی نہیں۔

﴿فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾

(الاعراف: 176)

"تم یہ حکایات ان کو سناتے رہو، شاید کہ یہ غور و فکر کریں۔"

یعنی تاریخ انسانی کے عروج و زوال، اور قوموں کی تباہی کے اسباب ذکر کر کے، ان کو یاد دلاتے رہو، شاید کہ عبرت حاصل کریں۔ جن جرائم میں وہ پکڑے گئے تھے، یہ ان سے بچ نکلیں۔

﴿فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّ لْيَبْكُوْا كَثِيْرًا﴾ (التوبہ: 82)

"اب چاہیے کہ یہ لوگ ہنسنا کم کر دیں اور روئیں زیادہ۔"

جو مذہب انسانوں کو بچگانہ حرکات سے نکال کر، سنجیدہ زندگی کا سبق دے، وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہوتا۔ کیونکہ نادانوں کی طرح زیادہ ہنسی، دل کو مردہ کر دیتی ہے۔

And the loud laugh that spoke the vacant mind.

(Goldsmith)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھلکھلا کے ہنستے پھرنا خالی دماغ کی دلیل ہے۔

﴿وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ﴾

(یونس: 36)

''حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ محض قیاس وگمان کے پیچھے چلے جا رہے ہیں، حالانکہ گمان حق کی ضرورت کو کچھ بھی پورا نہیں کرتا۔''

یعنی جنہوں نے مذاہب خود بنائے، فلسفے تصنیف کیے، قوانینِ حیات تجویز کیے، انہوں نے بھی یہ سب کچھ علم ویقین کی بنا پر نہیں، بلکہ وہم وگمان کی بنا پر کیا، اور جنہوں نے ان مذہبی اور دنیوی رہنماؤں کی پیروی کی۔ انہوں نے بھی شعور اور سمجھ کر نہیں، بلکہ محض اس گمان کی بنا پر، ان کا اتباع کیا کہ ایسے بڑے بڑے لوگ جب یہ کہتے ہیں، اور باپ دادا ان کو مانتے چلے آ رہے ہیں، اور ایک دنیا ان کی پیروی کر رہی ہے، تو ضرور ٹھیک ہی کہتے ہوں گے۔

مشامِ تیز سے ملتا ہے صحرا میں نشاں اس کا
ظن وتخمیں سے ہاتھ آتا نہیں آہوئے تاتاری

(اقبال، بال جبریل، 265)

جو مذہب وہم وگمان سے نکال کر، حقائق کی روشنی عطا کرے، وہ دہشتگرد نہیں ہوتا۔

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ﴾ (یونس: 57)

''لوگو! تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کی شفاء ہے۔''

جو مذہب انسانوں کے دلوں کو شفاء بخشے وہ دہشتگرد کیسے ہو سکتا ہے؟

﴿لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫﴾ (یوسف: 92)

''آج تم پر کوئی گرفت نہیں، اللہ تمہیں معاف کرے۔''

جو مذہب جانی دشمنوں پر غلبہ پا لینے کے بعد، انہیں عام معافی دے دے، وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہوتا۔ جیسا کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے جانی دشمنوں پر قبضہ حاصل کر کے، فتح مکہ کے روز، ان کے لیے معافی کا اعلانِ عام کروا دیا تھا۔ اسی طرح صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ بیت المقدس پر فتح پانے کے بعد، دشمن کی خواتین کو بے کسی کے عالم میں دیکھ کر، اشکبار ہوئے اور انہیں حسنِ سلوک کے ساتھ شہر سے بلا معاوضہ جانے دیا تھا۔

﴿رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝﴾

(ابراھیم: 40، 41)

''اے میرے پروردگار! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد سے بھی (ایسے لوگ اٹھا جو یہ کام کریں)۔ پروردگار! میری دعا قبول کر۔ پروردگار! مجھے اور میرے والدین کو، اور سب ایمان والوں کو، اس دن معاف کر دینا، جبکہ حساب قائم ہوگا۔''

جو مذہب اپنی ذات کے ساتھ ساتھ، اپنے سے اوپر والی نسل، اور اپنے سے نیچے والی نسل کی بھی خیر مانگنے کا سلیقہ سکھائے، وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہوتا۔ بلکہ دہشتگرد وہ ہو سکتا ہے جسے اپنے باپ دادا کی خبر نہ ہو، جسے اپنی اولاد کی خبر نہ ہو، اور جو صرف اپنی ہی عیاشیوں میں مگن ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ﴾

(النحل: 58)

"اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے، تو اس کے چہرے پر کلونس چھا جاتی ہے، اور وہ بس خون کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے۔"

جو مذہب عورت کو پستیوں سے نکال کر، بلندیوں تک لے جائے، وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہوتا۔ امام رازی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔ قیس بن عاصم نے پوچھا! اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے زمانۂ جاہلیت میں آٹھ بیٹیوں کو زندہ دفن کیا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا، یا رسول ﷺ! جب سے میں مسلمان ہوا ہوں، اسلام کی مٹھاس نصیب نہیں ہوئی، دورِ جاہلیت میں میری ایک بیٹی تھی میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اسے نہلا کر اچھے کپڑے پہنا دو، میں اس بیٹی کو لے کر نکل کھڑا ہوا دور جنگل میں اسے لے گیا، گہرا گڑھا کھودا اور اس میں اسے پھینک دیا، وہ پکارتی رہی، میرے ابا جان! آپ مجھے قتل کر رہے ہیں۔ حضور ﷺ! جب بھی مجھے اس کی فریادیں یاد آتی ہیں، میں پریشان ہو جاتا ہوں۔ کوئی چیز مجھے اچھی نہیں لگتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسلام قبول کرنے سے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر کبیر رازی، جلد 20)

جو مذہب جاہلیت کے ایسے سنگدلوں کو رحم دل بنائے، وہ دہشتگرد نہیں ہوتا۔

﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ (النحل: 125)

"اے نبی ﷺ! اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو اور عمدہ نصیحت

کے ساتھ، اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو۔"

جو مذہب حکمت (Wisdom) اور اچھی نصیحت کا حکم دے اور مباحثہ (Dialogue) احسن طریقے سے کرنے کا حکم دے، وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہوتا۔

مثلاً ثمامہ ایک مشرک دشمن تھا، اسلامی فوج کے ہاتھوں گرفتار ہوا، مسجد نبوی ﷺ میں قیدی کے طور پر باندھا گیا، حضور ﷺ تشریف لائے، آپ ﷺ نے پوچھا: ثمامہ! کیا خیال ہے؟ کہتا ہے ٹھیک ہے، اگر مجھے قتل کرو گے تو میرے خون کا بدلہ لیا جائے گا۔ اگر آپ احسان کریں گے تو ممنون ہوں گا۔ اگر دولت کے خواہاں ہو تو مانگیں جو چاہتے ہیں۔ حضور ﷺ خاموش ہو کر چلے گئے۔ اگلے روز آپ ﷺ نے پوچھا: ثمامہ! کیا خیال ہے؟ اس نے کل والا جواب دیا۔ حضور ﷺ خاموش چلے گئے۔ تیسرے روز بھی یہی سوال و جواب ہوئے۔ مگر حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ثمامہ کو رہا کر دو۔ مسجد سے باہر نکل کر قریبی چشمہ سے غسل کیا، واپس مسجد میں آ کر کلمہ شہادت پڑھا۔ کہنے لگا: حضور ﷺ! اس سے پہلے روئے زمین پر آپ کا چہرہ مجھے ناپسندیدہ نظر آتا تھا مگر اب (آپ ﷺ کے حسن اخلاق سے) آپ کا چہرہ مبارک روئے زمین پر سب سے زیادہ پیارا لگ رہا ہے۔ (بخاری، کتاب المغازی حدیث 4372)

مذکورہ واقعہ سے یہ بات واضح ہوئی کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حکمت سے دعوت دی، نہ ثمامہ کو مجبور کیا نہ اسے تلوار دکھائی، بلکہ حسن اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے متکبر دشمن کو رہا کر دیا۔ اور وہ آپ ﷺ کی محبت میں گرویدہ ہو گیا۔ کیا ایسے واقعات اخلاق، دہشتگردی ہیں؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ﴾

(بنی اسرائیل: 18)

”جو کوئی (اس دنیا میں) جلدی حاصل ہونے والے فائدوں کا خواہشمند ہو، اسے ہم یہیں دے دیتے ہیں، جو کچھ بھی جسے دینا چاہیں۔“

جو مذہب انسان کو کوتاہ اندیشی (Shortsightedness) سے بچائے وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہوتا۔ دنیا کے فرزانے اپنی حکومتوں کے طویل سے طویل منصوبے بناتے ہیں، کہیں پانچ سالہ منصوبہ، دس سالہ منصوبہ، پچاس اور صد سالہ منصوبہ اس کے لیے کیوں عقل کام کرتی ہے؟ کیوں نہیں آج کے منصوبوں تک قناعت کرتے؟ کیوں دنیاوی لمبی فکر میں غرق ہیں؟ اگر دنیاوی منصوبوں میں کوتاہ بینی اچھی نہیں، تو آخرت کے منصوبے پر کیوں کوتاہ بین ہوئے ہیں؟

﴿وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا﴾ (بنی اسرائیل: 19)

”اور جو آخرت کا خواہشمند ہو، اس کے لیے کوشش کرے، جیسی کہ اس کے لیے سعی کرنی چاہئے اور ہو وہ مومن، تو ایسے شخص کی سعی مشکور ہوگی۔“

آپ ﷺ نے فرمایا!

((الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَ عَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ))

”عقل مند وہ ہے جس نے اپنے نفس کو قابو کیا، اور موت کے بعد والی زندگی کے لیے عمل کیا۔“

یعنی جو شخص پانچ سے صد سالہ منصوبہ سے، ہزاروں سال آگے کی سوچے، وہی زیادہ عقل مند اور دور اندیش (Far-Sighted) ہوسکتا ہے۔ جو شخص موت

کے پار گزرنے والی نگاہ نہیں رکھتا، وہ دور بین نہیں ہوسکتا۔ جو موت کے جھروکے سے پار، حقائق دیکھ سکے وہی نگاہ دور رس رکھ سکتا ہے۔ ایسا شخص تنگ نظر نہیں ہوسکتا، جو تنگ نظر نہ ہو، بلکہ وسیع النظر (Well Informed) ہو، وہ دہشتگرد نہیں ہوسکتا۔

﴿اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾ (بنی اسرائیل: 23)

”(والدین میں سے) اگر تمہارے پاس کوئی ایک، یا دونوں، بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو۔ بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو۔“

جو مذہب والدین کو اف تک نہ کہنے دے، وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہوتا۔ بلکہ بدنصیب (Un-Lucky) اور بدنہاد (Ill-Natured) ہے وہ جو والدین کا گستاخ ہے یا انہیں سرکاری پرورش گاہوں (Nursing Homes) میں تڑپتے چھوڑ کر خود جوانی کی مستیوں میں عیاشیاں کرتے ہیں۔ ایسے لوگ دہشتگرد ہو سکتے ہیں۔

﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا﴾ (بنی اسرائیل : 26)

”فضول خرچی نہ کرو۔“

جو مذہب فضول خرچی (Extravagance) سے بچائے، وہ دہشتگرد نہیں ہوتا۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

((مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ))

”وہ کبھی کنگال ومحتاج نہ ہوا، جس نے میانہ روی اختیار کی۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى ﴾ (بنی اسرائیل: 32)

''زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو۔''

جو مذہب نسلِ انسانی کا محافظ ہو، وہ دہشتگرد نہیں ہوتا۔ بلکہ جو نسل انسانی میں آمیزش اور ملاوٹ (Adultration) کرے گا وہ دہشتگرد ہوگا۔ جسے آج کے فیشن میں جنسی آوارگی کا معاشرہ (Sex Free Society) کہتے ہیں، جس میں شادی سے پہلے لڑکے لڑکیاں معاشقے (Courtship) لڑاتے ہیں۔ ایسی بے ہودگیوں سے اسلام دور رکھتا ہے۔ ان کے قریب بھی نہیں جانے دیتا۔ حضور ﷺ جب لوگوں سے اسلام کی بیعت لیتے تھے، اس میں یہ عہد بھی ہوتا تھا کہ زنا نہیں کریں گے۔

سیّدنا مرثد غنوی رضی اللہ عنہ کو ان کے جاہلی دور کی دوست (Girl Friend) عناق، چاندنی رات کی تنہائی میں مکہ مکرمہ کے بازار میں دیکھ کر انہیں دعوتِ گناہ دیتی ہے۔ مگر اسلام قبول کرنے کے بعد مرثد انکار کر دیتے ہیں، جبکہ ان کی جان خطرے میں تھی اور وہ دشمن کے گھیرے میں تھے۔ وہ شور مچا دیتی ہے، مرثد بمشکل فرار ہو کر اپنی جان اور ایمان بچا لیتے ہیں۔ (ترمذی، تفسیر سورة النور).

﴿ وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴾

(بنی اسرائیل: 34)

''عہد کی پابندی کرو، بے شک عہد کے بارے میں تم کو جواب دہی کرنی ہوگی۔''

جو بھی وعدہ اور معاہدہ دو انسانوں کے درمیان ہو یا دو گروہوں یا دو قوموں کے مابین، سب کی وفا کا حکم ہے۔ خرید و فروخت، قسم و نذر، صلح و آشتی یا معاہدہ

نکاح وغیرہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ منافق کی چار (4) نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ (بخاری و مسلم)

''جب وہ وعدہ کرے تو اسے پورا نہ کرے۔''

مزید آپ ﷺ نے فرمایا:

((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ عِنْدَ اسْتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (صحیح مسلم)

''ہر عہد شکن کی پیٹھ پر قیامت کے روز غداری کا جھنڈا لہرائے گا۔''

یعنی ایسا ذلت کا نشان ہوگا کہ دور دور تک لوگ اس کی ذلت و رسوائی کو دیکھیں گے۔ حالتِ امن کے وعدوں سے لے کر، حالتِ جنگ تک، اسلام وعدے کی پابندی پر زور دیتا ہے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب کفار مکہ سے، حضور ﷺ نے معاہدہ کر لیا کہ ہمارا مفرور آپ واپس نہیں کریں گے، مگر ہم آپ کا مفرور واپس کر دیں گے۔ طرفین کے دستخط ہونے کے بعد سیّدنا ابو جندل رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ، دشمن کی قید سے بھاگ کر آئے، تو لہولہان تھے، مشرکین مکہ نے مطالبہ کیا کہ معاہدے کے مطابق اسے ہمارے حوالے کریں، چودہ سو مسلمانوں کی تلواریں اس کی مدد کو موجود تھیں، مگر ہادی برحق ﷺ نے اپنے سینے پر پتھر رکھ کر اسے واپس کر دیا، اور سارے صحابہ رضی اللہ عنہم لہو کے گھونٹ پی کر رہ گئے، کہ وعدے کی پاسداری ضروری ہے چاہے مشرک سے وعدہ ہو۔ (بخاری، کتاب الصلح)

جو مذہب وعدہ کی پاسداری کا اعلیٰ سبق سکھائے، وہ دہشتگرد نہیں ہوتا۔

﴿ وَ لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴾ (بنی اسرائیل: 37)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”زمین میں اکڑ کر نہ چلو، تم نہ زمین کو پھاڑ سکتے ہو، نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو۔“

جو مذہب انسانوں کو غرور و تکبر سے بچائے، اور انہیں عاجزی و انکساری سکھائے، وہ دہشتگرد نہیں ہوتا۔

تورات میں بھی لکھا ہے:

Pride Goeth before destruction (غرور کا سر نیچا)

حضور ﷺ نے فرمایا:

((الكبر بطر الحق و غمط الناس)) (مسلم)

”تکبر کے معنی ہیں، اللہ کے حق بندگی کو ادا نہ کرنا، اور اس کے بندوں کو حقیر جاننا۔“

یحییٰ بن حیان نے کہا:

” الشريف اذا تقوىٰ تواضع، والوضيع اذا تقوىٰ تكبر“

”شریف النفس آدمی جب طاقتور ہوتا ہے تو عاجزی اختیار کرتا ہے۔ کمینہ آدمی جب قوت والا ہوتا ہے تو تکبر کرتا ہے۔“

”کسی حکیم و دانا نے کہا، ”آدمی کو غرور و تکبر کیسے زیب دیتا ہے؟ جبکہ وہ عاجز مٹی سے پیدا ہوا، مادرِ رحم میں گندگی کھاتا رہا، پیشاب کی نالی سے گزر کر دنیا میں آیا۔“

کسی نے بکر بن عبداللہ سے درخواست کی کہ مجھے تواضع اور انکساری سکھائیں۔ انہوں نے جواب دیا۔

”جب تو اپنے سے بڑی عمر والے کو دیکھے تو اپنے آپ سے کہہ، یہ

آدمی اسلام اور نیک عمل میں، مجھ سے سبقت لے گیا، جب تو اپنے سے کم عمر کو دیکھے تو کہہ میں گناہوں اور برے اعمال میں اس سے بڑھ گیا۔“ یعنی یہ کم عمر ہے اس کے گناہ تھوڑے، میں اس سے عمر میں بڑا ہوں، میرے گناہ اس سے زیادہ ہیں۔“

(العقد الفريد جلد دوم، باب فی الكبر)

جو مذہب یوں عاجزی سکھائے وہ دہشتگرد کیسے ہوسکتا ہے؟

﴿وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا۝﴾

(بنی اسرائیل: 70)

”یہ تو ہماری عنایت ہے کہ ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور انہیں خشکی و تری میں سواریاں عطا کیں اور ان کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فوقیت بخشی۔“

جو مذہب انسان کی ابتداء عزت و شرافت پر بتائے وہ دہشتگرد نہیں ہوتا، بلکہ دہشتگرد وہ ہے جو انسان کو جانور بتا۔ ... نسان پہلے حیوان تھا ... لر کے انسان بنا۔ امام رازی رحمہ اللہ نے شرف ... انی طویل مباحہ ... ے ہیں۔

1 انسان ہاتھوں ۔ ... مخلوق منہ ۔

2 ہارون ال ... ت چمچ منگوا ... یوسف نے بتایا کہ ... ہم نے ا ... عطا کی ہے۔“ اس کا ... لمیاں ... سنتے ہی ہارون نے چمچ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3 بولنے کی تمیز اور نا معلوم چیز کا تعارف کروانا۔

4 انسان اگر گونگا بھی ہو تو اشاروں اور تحریر سے خوب کام لے لیتا ہے۔ سدھایا ہوا طوطا صرف چند جملے کہہ سکتا ہے مگر تمام چیزوں کو تفصیل سے نہیں سمجھا سکتا۔

5 قدرت نے اسے حسین و خوبصورت شکل عطا کی ہے۔ مثلاً آنکھ کو دیکھیں اللہ نے حدقۂ سیاہ (Iris) آنکھ کی پتلی (تل) بنایا۔ اس کے گرد آنکھ کی سفیدی بنائی، پھر اس کے گرد کالی پلکیں بنائیں، پلکوں کے گرد اوپر نیچے پپوٹے بنائے سفید بنائے، اور سفید پپوٹوں کے اوپر سیاہ بھنویں بنائیں، بھنوؤں کے اوپر چمکتی پیشانی بنائی، پیشانی کے اوپر، سر کے کالے بال بنائے، اسی طرح ایک ایک عضو انسانی کو غور کرتے جائیں۔

6 انسان کو ابدی بنایا، جبکہ باقی ساری موجودات فنا ہو جائے گی۔

7 خالق کی اطاعت سے انسان کا دل منور ہو جاتا ہے۔

8 اسے اللہ نے اپنے مبارک ہاتھ سے بنایا، باقی مخلوقات کو کن کہہ کے بنایا۔ (تفسیر کبیر)

□ حضور ﷺ نے فرمایا۔ فرشتوں نے کہا، اے ہمارے رب! تو نے بنی آدم کو دنیا دی، وہ کھاتے ہیں، پیتے ہیں، پہنتے ہیں، ہم صرف تیری تسبیح کرتے ہیں، نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، نہ کھیلتے ہیں ان کی طرح ہماری بھی دنیا بنا دے۔ اللہ نے فرمایا! نہیں، جسے میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے وہ ''کن'' سے پیدا شدہ مخلوق کی طرح نہیں ہو سکتی۔ (تفسیر ابن کثیر)

سید مودودی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ نوعِ انسانی کو، زمین

اور اس کی اشیاء پر یہ اقتدار، کسی جن یا فرشتے، یا سیارے نے نہیں عطا کیا، نہ کسی ولی یا نبی نے اپنی نوع کو یہ اقتدار دلوایا ہے۔ یقیناً یہ اللہ ہی کی بخشش اور اس کا کرم ہے۔ (تفہیم القرآن دوم)

جس مذہب نے انسان کو عزتوں اور شرافتوں سے نوازا، وہ مذہب دہشتگرد نہیں ہے۔

﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝﴾ (الکھف:45)

''اور اے نبی ﷺ! انہیں حیات دنیا کی حقیقت اس مثال سے سمجھاؤ کہ آج ہم نے آسمان سے پانی برسایا، تو زمین کی پود خوب گھنی ہو گئی، اور کل وہی نباتات بھس بن کر رہ گئی جسے ہوائیں اڑائے لیے پھرتی ہیں۔ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔''

یعنی وہ اللہ، زندگی بھی بخشتا ہے اور موت بھی، وہ عروج بھی عطا کرتا ہے اور زوال بھی۔ اس کے حکم سے بہار آتی ہے تو خزاں بھی آ جاتی ہے۔ اگر آج تمہیں عیش اور خوشحالی میسر ہے تو اس دھوکے میں نہ رہو کہ یہ حالت لازوال ہے۔ جس مالک کے حکم سے یہ کچھ تمہیں ملا ہے اسی کے حکم سے سب کچھ تم سے چھن بھی سکتا ہے۔ (تفہیم القرآن، سوم)

جو مذہب زندگی کی حقیقت، مثالوں سے واضح کر دے کہ خزاں رسیدہ فصلوں کی طرح تمہیں فنا ہے۔ ایسے مذہب پر ایمان رکھنے والا کیسے دہشتگرد ہو سکتا ہے۔

﴿وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَحْصٰىهَا ۚ﴾ (الکہف: 49)

''اور مجرم کہہ رہے ہوں گے کہ ''ہائے ہماری کم بختی، یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں جو اس میں درج نہ ہوگئی ہو۔''

انسانوں کے اپنے بنائے ہوئے کیمرے، اگر فلمیں بنا سکتے ہیں۔ اگر یہ انسان کمپیوٹر میں سب ریکارڈ محفوظ کر سکتے ہیں، تو خالق انسان، انسان کے سارے اعمال وحرکات کو کیوں نہ محفوظ کر کے انصاف کے دن پیش کرے گا۔

سڑک پر لگے ہوئے کیمرے سے، ڈرائیور ڈرتا ہے۔ کہ ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کی تو عدالت میں مکر نہیں سکتا، کیونکہ کیمرہ کی فلم، اس کے جرم کی شہادت ہے۔ دنیوی کیمرے اور عدالت کا ڈر ہے۔ مگر اسلام، انسان کے سینے میں ضمیر کو بطور پہرہ دار بٹھا دیتا ہے کہ تیری بھی کراماً کاتبین فلم بنا رہے ہیں۔ ایسے مذہب کو ماننے والا کیسے دہشتگردی کر سکتا ہے؟

﴿اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِىْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۚ﴾

(الانبیاء: 1)

''قریب آ گیا ہے لوگوں کے حساب کا وقت، اور وہ ہیں کہ غفلت میں منہ موڑے ہوئے ہیں۔''

جو مذہب غفلتوں سے بیدار کر کے، حقائقِ زندگی کی دعوت دے، وہ دہشتگرد نہیں ہوتا۔

﴿لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝﴾

(الانبیاء: 10)

''لوگو! ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب بھیجی ہے، جس میں تمہارا

ہی ذکر ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟''

جو مذہب ہر انسان کی رہنمائی کے لیے جامع کتاب پیش کرے، وہ دہشتگرد نہیں ہے۔

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (الانبیاء: 107)

''اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو دنیا والوں کے لیے رحمت بنا کے بھیجا ہے۔''

جس مذہب نے پوری انسانیت کے لیے نبی کو رحمت بنا کے بھیجا ہے وہ دہشتگرد نہیں ہے۔ یعنی راحت و رحمت بنا کے بھیجا نہ کہ امنِ عالم کو تہ و بالا کرنے والا بھیجا۔

دنیا کو آباد کرنے والا بھیجا نہ کہ برباد کرنے والا۔ انسانیت کا غمخوار بھیجا نہ کہ دل آزار بھیجا۔

آپ ﷺ کی سیرت کی وسیع تفصیلات کا مستند ذخیرہ موجود ہے، ہر کوئی تعصب کے بغیر پڑھ کر غور کر سکتا ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ... الخ﴾ (الحج: 5)

''لوگو! اگر تمہیں زندگی کے بعد موت کے بارے میں کچھ شک ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے، پھر نطفے سے، پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر گوشت کی بوٹی سے، جو شکل والی بھی ہوتی ہے اور بے شکل بھی (یہ ہم اس لیے بتا رہے ہیں) تاکہ تم پر حقیقت واضح کریں۔ ہم جس نطفے کو چاہتے ہیں ایک وقت خاص تک رحموں میں ٹھہرائے رکھتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.Kitabosunnat.com

ہیں، پھر تم کو ایک بچے کی صورت میں نکال لاتے ہیں (پھر تمہیں پرورش کرتے ہیں) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو، اور تم میں سے کوئی پہلے ہی واپس بلا لیا جاتا ہے اور کوئی بدترین عمر کی طرف پھیر دیا جاتا ہے، تاکہ سب کچھ جاننے کے بعد پھر کچھ نہ جانے۔"

جو مذہب تخلیق انسان کے سچے مراحل سے آشکار کر کے، اختتام زندگی کی مثال دے کر، شعور حیات بخشے، اور مرنے کے بعد کی زندگی پر متفکر کر دے، وہ دہشتگرد نہیں ہے۔

ایک قرآنی آیت پر غلط فہمی کا ازالہ

قرآن کریم میں سورۃ البقرہ میں ایک آیت نمبر 62 ہے، جس کا صرف سرسری ترجمہ دیکھنے والا اس کے مفہوم کو نہیں سمجھ سکتا۔ ترجمہ یہ ہے۔

"یہ تحقیقی بات کہ مسلمان اور یہودی اور نصاریٰ اور فرقۂ صابئین (ان سب میں) جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ (کی ذات اور صفات) پر اور روزِ قیامت پر اور کارگزاری اچھی کرے، ایسوں کے لیے ان کا حق الخدمت بھی ہے، ان کے پروردگار کے پاس اور (وہاں جا کر) کسی طرح کا اندیشہ بھی نہیں ان پر اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔" (ترجمہ قرآن، مولانا اشرف علی تھانوی)

آیت کے ظاہری معانی لینے والا خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسرے کو بھی گمراہ کرتا ہے۔ اور اپنی طرف سے مطلب یہ نکالتا ہے کہ ہر مذہب کے نیک لوگ جنت میں جائیں گے، چاہے مسلمان ہوں، چاہے یہودی، چاہے عیسائی یا صابی

❊ اسی طرح مغربی دنیا میں انگلش ترجمہ قرآن زیادہ تر، علامہ عبداللہ یوسف علی رحمہ اللہ کا پڑھا جاتا ہے۔ مذکورہ آیت کا ترجمہ دیکھیں۔

Those who believe (in the Quran), And those who follow the Jewish (scriptures), And the christians and the Sabians, Any who believe in Allah and the Last Day, and work righteausness, Shall have

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

their reward with their Lord on them Shall be no fear, nor shall they grieve.

اسی سے ملتے جلتے ترجمے اردو زبان میں اور انگلش میں ہیں۔ محمد مارڈیوک پکتھال کا ترجمہ بھی ایسا ہی ہے۔

لہٰذا ہم تشریحات مفسرین دیکھنے پر مجبور ہیں۔

* مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

اس اصل عظیم کا اعلان کہ سعادت ونجات ایمان سے وابستہ ہے، نسل و خاندان یا مذہبی گروہ بندی کو اس میں کوئی دخل نہیں۔ یہودی جب ایمان وعمل سے محروم ہوگئے تو نہ ان کی نسل، ان کے کام آئی نہ یہودیت کی گروہ بندی سودمند ہو سکی۔ اللہ کے قانون نے یہ نہیں دیکھا کہ وہ کون ہیں اور کس گروہ بندی سے تعلق رکھتے ہیں؟ بلکہ صرف یہ دیکھا کہ عمل کا کیا حال ہے؟ اور پھر جب آزمائش عمل میں پورے نہ اترے تو مغضوب ونامراد ہوگئے۔ (ترجمان القرآن جلد اول، 275)

اب غور فرمائیں

یعنی مذکورہ قرآنی آیت کا کیا یہی مطلب ہوا کہ، سب مذاہب کے نیک لوگ جنت میں جائیں گے؟

ہرگز نہیں! بلکہ دوسروں کو جنت میں لے جانے والے، بے عمل اور بدعقیدہ مسلمان کا جنت میں داخلہ بھی خطرے میں ہے جب تک وہ صحیح فکر وعمل والا نہ ہو۔ صرف مسلمان کہلوانا کافی نہیں، جیسے صرف یہودی، عیسائی کہلوانا کافی نہیں ہے۔

لہٰذا قرآنی آیات کی تشریح وہ کریں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے منشاء کے مطابق ہو، اسی صدمے سے مغموم علامہ اقبال رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

زمن برصوفی و ملا سلامے
کہ پیغام خدا گفتند مارا
ولے تاویلِ شاں در حیرت انداخت
خدا و جبرائیل و مصطفیٰ را

یعنی میری طرف سے صوفی اور ملا دونوں کی خدمت میں دست بستہ سلام پہنچے۔ کلام الٰہی کی ایسی ایسی تاویلیں نکالتے ہیں کہ میری تو حقیقت ہی کیا ہے۔ اللہ اور جبرائیل علیہ السلام اور سیدنا محمد ﷺ بھی حیران رہ گئے ہیں۔ (شرح، از یوسف سلیم چشتی)

قاضی بیضاوی رحمہ اللہ

قاضی عبداللہ بن عمر بن محمد رحمہ اللہ، مذکورہ آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

"من آمن بالله واليوم الآخر و عمل صالحا" من كان منهم في دينه قبل ان ينسخ، مصدقا بقلبه بالمبدء والمعاد، عاملا بمقتضى شرعه"

"یعنی مسلمانوں (مخلص ومنافق)، یہود ونصاریٰ وغیرہم میں سے ایمان اور نیک عمل کرنے والا تھا اپنے دین میں، جب تک کہ وہ منسوخ نہیں ہوا تھا۔ دل سے آغاز وانجام پر تصدیق کرنے والا، اپنی شریعت کے تقاضوں کے مطابق عمل والا تھا۔"

دوسری تشریح یہ ہے۔ کہ ان کافروں میں سے جو مخلص مومن ہوا اور اسلام میں سچائی سے داخل ہوا۔ (تفسیر بیضاوی اول، ص 85)

پھر غور فرمائیں

تفسیر بیضاوی سے یہ کہاں مفہوم نکلتا ہے کہ آج غیر مذاہب کے نیک جنت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جائیں گے؟ بلکہ یہ ہے کہ جن نیک لوگوں نے اپنے اپنے وقت کے پیغمبروں اور شریعتوں کے مطابق عمل کئے وہ خوف وغم سے بے نیاز ہوں گے۔ جب تک ان کی شریعت نئے نبی کے آنے تک منسوخ نہیں ہوئی۔

امام رازی رحمہ اللہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول لائے ہیں

آیۃ مذکورہ میں ''امنوا'' سے مراد، وہ لوگ ہیں، جو سیّدنا محمد ﷺ کی آمد سے پہلے یہود ونصاریٰ کے باطل افسانوں سے ہٹ کر سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے۔ مثلاقس بن ساعدہ، بحیریٰ الراہب، حبیب النجار، زید بن عمرو بن نفیل، ورقہ بن نوفل، سلمان فارسی، ابوذر غفاری، وفد نجاشی۔ (تفسیر رازی، جلد سوم، ص 97)

غور فرمائیں

مذکورہ تشریح رازی میں یہ نکتہ کہاں پیدا ہوتا ہے کہ آج کے غیر مذاہب غم و اندوہ سے بے نیاز ہوں گے؟ بلکہ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے والے مومن مخلص مراد ہیں۔ نہ کہ آخری پیغمبر ﷺ کے آنے کے بعد والے منکر لوگ۔

یہی تشریح قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ نے کی ہے۔ (دیکھئے تفسیر المظہری اول ص 77)

نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ

لکھتے ہیں کہ ''امنوا'' سے مراد، ولا یتصف بھذا الایمان الا من دخل فی الملة الاسلامیة ، ایمان کی خوبی یہ ہے کہ ملت اسلامیہ میں داخل ہوجائے۔ فمن لم یومن بمحمد، ولا بالقراٰن فلیس بمومن ، جو محمد ﷺ اور قرآن پر ایمان نہیں لایا، وہ مومن نہیں ہوسکتا۔

''ومن اٰمن بھما صار مسلما مومنا، ولم یبق یھودیا ولا نصرانیا ولا مجوسیا''

''جو ان دونوں پر ایمان لایا، وہ مسلم و مومن ہو گیا، پھر وہ یہودی، عیسائی اور مجوسی نہیں رہ سکتا۔''

غور فرمائیں

حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد کوئی یہودی، کوئی عیسائی، کوئی مجوسی، مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ محمد ﷺ اور قرآن پر ایمان نہ لائے۔

کیا اس تشریح سے یہ بات نکلتی ہے کہ آج بھی یہود و نصاریٰ عمل صالح کر کے آخرت کے خوف سے بچ جائیں گے؟ ہرگز نہیں! جب تک کہ وہ آخری پیغمبر ﷺ اور آخری کتاب کو نہیں مانتے۔ (تفسیر فتح البیان اول ص 185)

حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ

جنہاں آپو اپنے وقت اندر کر محکم دین کمایا
تے منّے سب رسول تے رب دا حکم نہ کجھ بدلایا

یعنی جنہوں نے اپنے اپنے وقت کے پیغمبروں سے پختہ دین اپنایا، سب رسولوں پر ایمان لائے اور اللہ کے احکام کو نہ بدلا۔

صابی کے بارے میں لکھا

پر ہن ایہہ کتے نہ لبھے بغوی لکھ سدھایا
بھی تفسیر اس آیت دے وچ بہتے قول لیایا

یعنی صابی فرقہ کے بارے میں بہت سے اقوال موجود ہیں۔ مگر امام بغوی رحمہ اللہ یہ فرماتے ہیں کہ اب اس فرقے کا نام ونشان دنیا میں نہیں ہے۔

(تفسیر محمدی منظوم پنجابی جلد اول، ص 57)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غور فرمائیں

تفسیر محمدی کی تشریح سے بھی یہی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی بعثت سے قبل جو لوگ، اپنے وقت کے نبیوں پر ایمان لائے، وہ روز محشر بے خوف و غم ہوں گے۔ یہ مراد بالکل نہیں کہ آج کے غیر مسلم نیک لوگ جنتی ہیں۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

کوئی ہو، جو کوئی ان میں سے خدا کے حکموں کو دل سے مانے اور قیامت کے دن کا یقین کرے اور عمل بھی شریعت محمدؐ کے مطابق اچھے کرے، پس ان لوگوں کی مزدوری بڑی ہی محفوظ ہے، ان کے مالک خداوند عالم کے پاس۔ (تفسیر ثنائی، ص 12)

غور فرمائیں

یعنی کسی مذہب سے ہو، ایمان خالص اور شریعت محمدی ﷺ کے مطابق نیک عمل کرنے والا ہی اللہ سے اجر پائے گا۔ نہ کہ ہر مذہب پر جمے رہنے والے لوگ مراد ہیں۔

پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

اس آیت میں اس امر کی وضاحت فرمائی جارہی ہے۔ کہ نجات کا دار و مدار، نسب اور قومیت پر نہیں ہے، بلکہ ایمان اور عمل پر ہے۔ یہود اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ ان کا عقیدہ کتنا بگڑا ہوا کیوں نہ ہو اور ان کے اعمال کتنے خراب کیوں نہ ہوں، جنت ان کی ہے اور ان کے علاوہ جتنی قومیں ہیں وہ کتنی پاکباز کیوں نہ ہوں سب دوزخ کا ایندھن ہیں۔ اللہ نے ان کی اس غلط فہمی کو نہایت صاف الفاظ سے دور کردیا۔

اور لطف یہ ہے کہ مخاطب مسلمانوں، یہودیوں، نصرانیوں اور صابیوں سب کو

بنایا۔ اور مسلمانوں کا ذکر پہلے کر کے انہیں تنبیہ فرمادی کہ مبادا تم بھی کہیں اپنی قومیت پر نازاں ہو کر، ایمان و عمل سے غفلت برتنے لگو۔ نجات و فلاح ایمان و عمل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکے گی۔ (ضیاء القرآن جلد اول، ص 62)

غور فرمائیں

یعنی مسلمان بھی اس دھوکے میں نہ رہیں کہ صرف مسلمان ہونا نجات کے لیے کافی ہے۔ جیسا کہ بعض جاہل کہہ دیتے ہیں کہ ہم اللہ کے فضل سے جنت میں جائیں گے، کیونکہ ہم نے کلمہ پڑھا ہے۔ یہ یہودیانہ سوچ ہے کہ آدمی بغیر علم و عمل کے جنت کا ٹکٹ اپنی جیب میں سمجھے۔ اور ایمان کے تقاضے پورے نہ کرے، عمل کی دنیا میں صفر ہو۔ یہود و نصاریٰ کی طرح یہ خود فریبی ہے۔

پیر صاحب کی تفسیر سے یہ بات کہاں ثابت ہوتی ہے کہ یہود و نصاریٰ کے نیک جنت میں جائیں گے؟ بلکہ یہاں تو خطرہ یہ ہے کہ محمد ﷺ پر ایمان لانے والا اگر حضور ﷺ کے نقش پا پر نہ چلے وہ بھی فلاح نہ پا سکے گا، چہ جائیکہ کوئی اور مذہب والا ہو۔

الشیخ ابوبکر الجزائری

"والایمان الصحیح لا یتم لاحد الا بالایمان بالنبی الخاتم محمد ﷺ ، والعمل الصالح لا یکون الا بما جآء به النبی الخاتم فی کتابه وما اوحی الیه، اذ بشریعته نسخ الله سائر الشرائع قبله"

"صحیح ایمان مکمل نہیں ہو سکتا، جب تک کہ آخری پیغمبر سیّدنا محمد ﷺ پر ایمان نہ لایا جائے اور عمل نیک اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری پیغمبر ﷺ پر نازل شدہ قرآنی احکام کے مطابق نہ ہو۔ اللہ نے نبی آخرالزماں ﷺ کو آخری شریعت (قانون زندگی) دے کر، گذشتہ سارے نبیوں کی شریعتیں منسوخ کرڈالیں۔"

(تفسیر ایسر التفاسیر اول، ص 65)

غور فرمائیں

یعنی یہود و نصاریٰ کا ایمان اور عمل، قابل قبول نہ رہا، جب کہ وہ آخری پیغمبر ﷺ اور آخری کتاب کے منکر ہوئے۔ کیونکہ آخری شریعت نے ان کی شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔ اب اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں کہ وہ اپنے اپنے طرز زندگی چھوڑ کر حلقہ اسلام میں آ کر عمل صالح کریں۔ اور آخرت کی فلاح پائیں۔

سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ

"فالعبرة بحقيقة العقيدة، لابعصبية جنس او قوم"

"عقیدے کی حقیقت کا اعتبار ہے، نہ کہ جنس وقوم کی عصبیت کا"

"وذلك طبعا قبل البعثة المحمدية"

"یہ بعثت محمدی سے قبل کی بات ہے۔"

"اما بعدها فقد تحدد شكل الايمان الاخير"

"لیکن بعثت محمدی کے بعد آخری ایمان کی شکل مقرر کر دی گئی ہے۔"

(تفسیر فی ظلال القرآن اول، ص 75)

غور فرمائیں

گذشتہ قوموں میں ایمان کی جو بھی کیفیت تھی وہ نامکمل تھی۔ اس کی تکمیل آخری پیغمبر ﷺ کے ذریعے کر دی گئی۔ پھر صرف گروہ بندی کی عصبیت اللہ کے

ہاں مقبول نہیں بلکہ صحیح عقیدہ کے مطابق نیک عمل قابل قبول ہے۔ غیر مسلموں کی فلاح آخرت بھی اسلام لانے پر موقوف ہے۔ نہ کہ اپنے اپنے مذہبوں کے جمود پر۔

مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

قانون کا حاصل یہ ہے۔ کہ ہمارے دربار میں کسی کی تخصیص نہیں، جو شخص پوری اطاعت، اعتقاد اور اعمال میں اختیار کرے گا۔ خواہ وہ پہلے سے کیسا ہی ہو ہمارے ہاں مقبول ہے، اس کی خدمت مشکور ہے۔ اور ظاہر ہے کہ نزول قرآن کے بعد پوری اطاعت، اطاعت محمدی ﷺ یعنی مسلمان ہونے پر منحصر ہے۔

(تفسیر معارف القرآن اول، ص 239)

غور فرمائیں

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی نزول قرآن کے بعد اطاعت محمدی ﷺ کو اطاعت مانتے ہیں۔ کسی اور کی اطاعت، مقبول و مشکور نہیں ہے۔

علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((من مات على دين عيسىٰ عليه السلام، ومات قبل ان يسمع بي فهو على خير، ومن سمع بي اليوم، ولم يومن بي، فقد هلك)) (تفسير طبری)

"جو دین عیسیٰ علیہ السلام پر مرگیا، میری نبوت اس کے کانوں تک نہیں پہنچی۔ پہلے ہی دنیا سے رخصت ہوگیا۔ وہ بھلائی پر رہا۔ جس نے آج میرے بارے میں سن لیا، پھر ایمان نہیں لایا، وہ یقیناً ہلاک و برباد ہوا۔"

علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ یہ آیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت منسوخ ہوگئی جب اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت نازل کی۔

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝﴾ (آل عمران: 85)

"جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا وہ دین قبول نہ کیا جائے گا۔ اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔"

(تفسیر طبری، جلد اول، ص 323)

غور فرمائیں

پیغمبر اسلام ﷺ سے بہتر کس کی تفسیر ہوگی! آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھ سے پہلے عیسائی دین عیسیٰ علیہ السلام پر مرنے والے بھلائی پا گئے لیکن میری آمد کے بعد مجھے نہ ماننے والے برباد ہوگئے۔" اب بھی کوئی کہے کہ غیر مذاہب کے نیک لوگ، فلاح اخروی پائیں گے۔ تو کیا یہ نبی ﷺ پر ایمان لانے کی دلیل ہے؟ حضور ﷺ فرمائیں وہ برباد ہوئے لیکن یہ کہیں نہیں کامیاب ہوئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے عظیم مفسر قرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وہ اس آیت کو منسوخ کہہ رہے ہیں۔ کیونکہ اس کے مقابلے میں یہ آیت آ گئی۔ "جو اسلام کے علاوہ دین تلاش کرے اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا۔" اس سے بڑھ کر، کھلی حقیقت کیا ہوگی؟ یعنی اللہ کے نزدیک مقبول دین صرف اسلام ہے نہ کہ یہودیت و نصرانیت۔

مولانا عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ

"الذین اٰمنوا" سے مراد، حقیقی اہل ایمان ہیں کہ جو زمانہ ماضی میں ایمان لا چکے۔ (تفسیر حقانی، اول، ص 172)

غور فرمائیں

یعنی ان اہل ایمان سے مراد، آج کے مومنِ یہودیت و عیسائیت نہیں ہیں۔

بلکہ حضور ﷺ سے پہلے کے مومن مراد ہیں۔

مولانا عبدالماجد دریا آبادی رحمہ اللہ

دورِ حاضر کی چلتی ہوئی گمراہیوں میں سے ایک سوال جو بار بار پیش ہوتا رہتا ہے یہ ہے کہ ایک شخص صاحبِ ایمان مگر بدعمل اور دوسرا شخص خوش عمل ہے، مگر ایمان سے خالی، تو ان دونوں میں سے نجات کس کی ہوگی؟

علماء اس کے مختلف جوابات دیتے رہتے ہیں۔ لیکن۔۔۔ سب سے سیدھا اور بے تکلف جواب یہ ہے کہ حسن عمل کا ایک لازمی عنصر تو خود ایمان ہی ہے۔ بغیر تصحیح ایمان کے بغیر حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے کوئی عمل، عملِ صالح کی تعریف میں آ ہی کب سکتا ہے۔ ایمان سے خالی شخص کا "حسن عمل" تو صرف شکل و صورت میں عمل ہوگا۔ ورنہ اس کی حقیقت (یعنی خالق کائنات کی رضا طلبی) تو اس سے خارج ہو گی۔ (تفسیر ماجدی، اول ص 153)

غور فرمائیں

خوشنما عمل بغیر ایمان کے کیسے حسن عمل بن سکتے ہیں؟ یعنی آخری نبی ﷺ اور آخری کتاب الٰہی کے بغیر ایمان اور عمل دونوں ناقص اور نامقبول ہو جاتے ہیں۔

علامہ زمخشری رحمہ اللہ

"من اٰمن" من ھؤلآء الکفرۃ ایمانا خالصا و دخل فی ملۃ الاسلام دخولا اصیلا" (تفسیر الکشاف، اول ص 146)

www.KitaboSunnat.com

"جو ان کافر لوگوں میں سے خالص ایمان لائے اور ملت اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو گئے۔"

غور فرمائیں

اس تشریح میں بات بالکل واضح ہے۔ کہ مسلم، یہودی، عیسائی، صابی لوگوں میں سے وہ فلاح اخروی پائے گا جو مخلص مومن اور پورا مسلمان ہو گا نہ کہ نام نہاد مسلمان، نہ یہودی نہ عیسائی نہ صابی۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ

"قبل النسخ یوجب الاجر، وبعدہ یوجب الحرمان"

"یعنی گزشتہ شریعتوں کی منسوخی سے پہلے ایمان باعث اجر تھا۔"

لیکن منسوخی کے بعد محرومی کا سبب ہے۔ "و عمل صالحا" اذ لا صلاح فی العمل بعدہ، نیک عمل کیا، یعنی منسوخی کے بعد، وہ عمل نیک نہ رہا۔ (تفسیر روح المعانی اول، ص279)

غور فرمائیں

گزشتہ مذاہب کے نیک اعمال، قبل بعثت محمدی ﷺ اجر کے مستحق تھے۔ مگر بعثت محمدی ﷺ کے بعد ان کی شریعتیں منسوخ ہوئیں۔ پھر ان کے نیک اعمال اجر سے محروم قرار دیئے گئے۔ اب وہ نیک والی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔ لہٰذا اہل کتاب حضور ﷺ کے تشریف لانے کے بعد نیک ہونے کے بجائے منکر اور مجرم قرار پا گئے۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

زیر بحث 62 آیت پر لکھتے ہیں۔

گزشتہ آیات میں جب اللہ نے ان لوگوں کا حال بیان کر دیا جو اس کے احکام کے منکر ہوئے۔ اس کی تنبیہات کے مرتکب ہوئے۔ جن کاموں کا اس نے حکم نہیں دیا۔ انہی کاموں میں آگے بڑھ گئے پھر ان پر عذاب آئے۔ اس کے بر عکس گزشتہ اقوام میں سے ان کا ذکر کیا، جنہوں نے فرمانبرداری کی، ان کے لیے بہترین جزا ہے۔ اسی طرح ابدی سعادت قیامت تک وہ لوگ پائیں گے، جنہوں نے نبی امی ﷺ کی پیروی کی۔

زیر بحث آیت کے متعلق امام سدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے اپنے رفقاءِ مسیح کے احوال ذکر کر رہے تھے۔ کہ وہ عیسائی لوگ، نمازیں پڑھتے، روزے رکھتے اور آپ ﷺ پر ایمان رکھتے تھے۔ اور گواہی دیتے تھے کہ عنقریب وہ نبی مبعوث ہونے والے ہیں۔ سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ جب ان کی تعریف سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا! یا سلمان! **هم من اهل النار** اے سلمان! وہ جہنمیوں میں سے ہیں۔ سلمان رضی اللہ عنہ کو شاق گزرا تو اللہ نے یہ آیت نازل کر دی۔ یعنی یہود کا ایمان یہ تھا کہ انہوں نے تورات کو مضبوطی سے پکڑا اور سنت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کی، حتی کہ عیسیٰ علیہ السلام آ گئے پھر جب عیسیٰ علیہ السلام آ گئے، تب بھی انہوں نے تورات کو پکڑے رکھا اور سنت موسوی پر جمے رہے، اسے نہ چھوڑا اور نہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی کی تو وہ برباد ہو گئے اور عیسائیوں کا ایمان یہ تھا کہ انہوں نے انجیل کو مضبوط پکڑا، عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی پیروی کی وہ اس وقت تک مقبول رہے۔ حتی کہ محمد ﷺ آئے انہوں نے آخری پیغمبر ﷺ کی پیروی اختیار نہ کی۔ عیسائیت پر ڈٹے رہے تو وہ بھی ہلاک و برباد ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

✼ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آیت زیر بحث کے بعد اللہ نے یہ آیت نازل کی ''اور جو اسلام کے علاوہ دین تلاش کرے گا، وہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا'' سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مزید کہتے ہیں۔

اللہ کسی سے کوئی طریقہ اور عمل قبول نہ کرے گا، جب تک کہ وہ شریعت محمدی ﷺ کے موافق نہ ہوگا۔ ہاں، قبل بعثت نبوی ﷺ جس نے اپنے زمانے کے رسول کی پیروی کی وہی ہدایت پر تھا۔ (تفسیر ابن کثیر اول، ص، 128,127)

غور فرمائیں

ابن کثیر کی تشریحات سے بات مزید واضح ہوگئی۔ کہ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے کے لوگ جو سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے پیروکار تھے۔ وہ سچے مومن تھے مگر سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آنے پر جنہوں نے نہ مانا وہ کافر ہوئے برباد ہوئے۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھنے والے مومن تھے۔ مگر آخری پیغمبر ﷺ کے آنے پر نہ ماننے والے کافر قرار پائے اور جہنمی ٹھہرے۔ اب بھی کوئی گنجائش رہ جاتی ہے کہ آج ہر مذہب کے نیک جنت میں جائیں گے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ

قرطبی رحمہ اللہ نے زیر بحث آیت کے تحت دو حدیثیں نقل کی ہیں۔

1 ((کل مولود یولد علی الفطرۃ، فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ)) (بخاری و مسلم)

''ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرتِ (سلیمہ) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین، اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔''

2 ((قال رسول اللہ ﷺ والذی نفس محمد بیدہ لا یسمع بی

احد من ھذہ الامۃ یھودی ولا نصرانی، ثم یموت ولم یومن بالذی ارسلت بہ الا کان من اصحاب النار))

(رواہ مسلم، کتاب الایمان)

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، کہ اس امت کا کوئی شخص ایسا نہیں ہے خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی، جو میری رسالت کی خبر سنے اور اس پیغام کو جو میں لایا ہوں نہ مانے، اور پھر دوزخیوں میں شامل نہ ہو۔'' (تفسیر قرطبی جلد اول، ص 437)

غور فرمائیں

امام قرطبی رحمہ اللہ کی تفسیر میں کہیں دور کا اشارہ بھی نہیں ہے۔ کہ یہودی و نصرانی آج بھی نیک ہو کر اجر پائیں گے بلکہ دونوں روایات ذکر کر کے امام نے ظاہر کیا کہ فرمان نبوی ﷺ کے مطابق ایسے لوگ جہنمی ہیں جو آخری پیغمبر پر ایمان نہ لائیں۔

حدیث مذکور کی شرح

نواب صدیق حسن رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

''فیہ نسخ الملل کلھا برسالتہ ﷺ''

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ گذشتہ ساری ملتیں اور مذاہب حضور ﷺ کے آنے پر منسوخ ہو گئے ہیں۔

مفہوم حدیث یہ ہے کہ میرے زمانے میں یا میرے بعد قیامت تک جسے بھی میرا پیغام رسالت پہنچے، اس پر میرے حلقہ اطاعت میں داخل ہونا واجب ہے۔

یہودی اور نصرانی کا ذکر کر کے اہل کتاب کے علاوہ مذاہب پر زیادہ تنبیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وارد ہوتی ہے کہ یہ دونوں آسمانی کتاب پانے کے باوجود نبی آخر الزماں ﷺ کو نہ مان کر جہنم میں جائیں گے۔تو جنہیں کتاب ہی نہیں ملی، ان کا کیا ٹھکانہ ہوگا؟

(السراج الوہاج شرح مسلم جلد اول، 128)

صحیح مسلم کا حدیث مذکور پر انگلش ترجمہ

The Prophet Muhammad (Peace be upon him) said: "By Him in whose hand is the life of Muhammad, he who amongst this nation, the jews or Christians hears about me but does not believe in that which I have been sent with, and dies in this state (of disbelief), he shall be one of the dwellers of Hell-fire."

(مختصر صحیح مسلم انگلش ترجمہ جلد اول، ص 50، حدیث نمبر 20)

ملا علی القاری رحمہ اللہ

"ھـــذہ الامۃ" اس امت سے مراد، تمام امتِ دعوۃ ہے۔یعنی ساری انسانیت، باقی جنہوں نے پیغام نبوت سنا اور ایمان لے آئے وہ جہنم کے بجائے جنت میں جائیں گے،یعنی یہ امت اجابت بن گئے۔(مرقاۃ اول، ص151)

الشیخ عبیداللہ مبارک پوری رحمہ اللہ

حدیث مذکور کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

حضور ﷺ نے یہود و نصاریٰ کا خاص ذکر اس لیے کیا کہ یہ لوگ نبی آخر الزماں ﷺ کو خوب جانتے تھے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ﴾

(البقرہ: 146)

"جن لوگوں کو ہم کتاب دے چکے ہیں، وہ آپ ﷺ کو یوں پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو۔"

﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ﴾ (الاعراف: 157)

جیسے وہ اپنے ہاں لکھا ہوا پاتے ہیں تورات اور انجیل میں۔

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا﴾

(السجدۃ: 22)

"اس سے بڑا ظالم کون ہوگا، جسے اس کے رب کی آیات کے ذریعے سے نصیحت کی جائے اور پھر وہ ان سے منہ پھیر لے۔"

حضور ﷺ کی نبوت تا قیامت کا زندہ معجزہ قران کریم ہے۔لہٰذا انہیں مانے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔(مرعاۃ المفاتیح اول، 53)

امام ابن عطیہ اندلسی رحمہ اللہ

آیت نمبر 62 سورۃ البقرہ جو زیر بحث ہے۔امام ابن عطیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

"مـن امـن باللہ" جو لوگ اللہ پر ایمان لائے۔اس سے مراد، حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے جو لوگ دین حنیف پر تھے۔مگر نبی ﷺ کو پا نہ سکے۔

1 جیسے زید بن عمرو بن نفیل 2 قس بن ساعدہ

3 ورقہ بن نوفل تھے۔

※ زید بن عمرو نے جب اپنے آبائی دین کی بغاوت کی تو یہ اشعار پڑھے۔

اربـــا واحـــدا ام الف رب

ادیـن اذا تـقسمت الامور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تركت اللات والعزى جميعا

كذالك يفعل الرجل البصير

کیا ایک رب بہتر ہے یا ہزار رب؟ وہ کیا دین ہے جس کے معاملات بکھر کے رہ جائیں؟ میں نے لات اور عزی جیسے، سب بتوں کو چھوڑ دیا ہے۔ اور صاحب بصیرت آدمی ایسے ہی کیا کرتا ہے۔

※ قس بن ساعدہ کے بارے میں یوں ذکر ہے۔ کہ جب ان کی قوم کا وفد آیا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ان سے قس کے بارے میں دریافت کیا۔ اس کے قبیلہ والوں نے بتایا کہ وہ فوت ہو چکا ہے۔ نبی ﷺ اسے یاد کر کے فرمانے لگے۔ وہ اب بھی میری نظروں میں یوں محسوس ہوتا ہے۔ جیسے عکاظ کے میلے میں سرخ اونٹ پر سوار لوگوں کو خطاب کر رہا ہے۔ لوگو! میری بات غور سے سنو! جو زندہ ہے اسے موت ضرور آئے گی جو مر گیا وہ فنا ہو گیا۔ جو مصیبت کی گھڑی آنے والی ہے وہ آ کے رہے گی۔ زمین میں کتنے ہی عبرت کے سبق ہیں۔ آسمان میں کتنی ہی خبریں ہیں۔ ستارے گردش کر رہے ہیں۔ سمندروں کا پانی اترتا نہیں ہے۔ آسمان کی چھت بلند کی گئی ہے۔ زمین بچھونا بنا دی گئی ہے۔ میں اللہ سچے کی قسم کھاتا ہوں! اللہ کا دین زیادہ پسندیدہ ہے بہ نسبت تمہارے دین کے۔ جو لوگ گزر گئے پلٹ کے نہ آئیں گے۔ کیا انہوں نے وہیں پکے ڈیرے جما لیے؟ یا انہیں سونے کے لیے چھوڑ دیا گیا ہے؟ راستہ شناسا ہے۔ لیکن عمل مختلف ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں، اس نے کچھ اشعار بھی کہے تھے مجھے وہ یاد نہیں۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے، حضور ﷺ مجھے یاد ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! پیش کرو۔

في الذاهبين الاولين من القرون لنا بصائر
لما رأيت مواردا، للموت ليس لها مصادر
ورأيت قومي نحوما، يمضي الاكابر والاصاغر
لايرجع الماضي ولا، يبقى من الباقين غابر
ايقنت اني لا محالة، حيث صار القوم صائر

گزشتہ زمانوں کے جانے والے لوگوں میں کتنی عبرتیں ہیں۔ میں نے جب ان کو موت کے گھاٹ پر جاتے دیکھا، تو ان میں سے واپس مڑ کے کوئی نہ آیا۔ اسی موت کی طرف میں نے اپنی قوم کو جاتے دیکھا، سب چھوٹے بڑے چلے جا رہے ہیں۔ گزرنے ولا واپس نہ آیا، پیچھے رہ جانے والوں میں کوئی بچ نہ سکا۔ میں نے یقین کر لیا کہ جہاں ساری دنیا چلی گئی، مجھے بھی ضرور چلے جانا ہے۔

آخر پر نبی ﷺ نے فرمایا:

((رحم الله قُسّاً انی لارجوا ان يبعث امة واحدة))

''اللہ قس پر رحم فرمائے، مجھے امید ہے کہ وہ امت وحدت سے اٹھایا جائے گا۔''

□ ورقہ بن نوفل نے نبی ﷺ کی بعثت پالی تھی، مگر آپ ﷺ کی رسالت اسے نصیب نہ ہوئی۔ اس نے وحی آنے پر حضور ﷺ سے دردمندی سے کہا۔ کاش اگر میں اس دن زندہ رہوں تو آپ ﷺ کی کھل کر مدد کروں۔

(تفسیر ابن عطیہ جلد اول، ص 324)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غور فرمائیں

دور جاہلیت میں بھی خال خال لوگ ایسے ملتے ہیں، جو حقائق تک رسائی رکھتے تھے۔ اور بگڑے ہوئے معاشرے میں شمع حق روشن رکھتے تھے۔ اور نبی اکرم ﷺ کی آمد کے منتظر اور آپ ﷺ کی نصرت کے خواہاں تھے۔ چونکہ الہامی مذاہب کے ماننے والوں نے آسمانی کتابوں میں تحریف کر ڈالی تھی۔ وہ سلیم الفطرت اس سے دلبرداشتہ تھے۔

یہی آیت قرآن کریم میں تین بار آئی

تھوڑے لفظی تغیر کے ساتھ یہی آیت قرآن مجید میں تین بار ذکر ہوئی۔ ملاحظہ ہو۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَادُوْا وَ النَّصٰرٰی وَ الصّٰبِـِٕیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝﴾ (البقرة: 62)

سورۃ المائدہ میں "والصابئون والنصارٰی" یعنی نمبر ایک آیت میں، نصارٰی پہلے اور صابئین بعد میں، لیکن یہاں صابئون پہلے اور نصارٰی بعد میں

❋ سورۃ الحج میں:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِـِٕیْنَ وَ النَّصٰرٰی وَ الْمَجُوْسَ وَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا ۖۗ اِنَّ اللّٰهَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۝﴾ (الحج: 17)

❋ اس آیت میں مومن، یہودی، صابی، نصارٰی کے بعد، مزید مجوس اور مشرکوں کا بھی ذکر ہے۔

پہلی دو آیات میں مومن، یہودی، صابی، اور نصارٰی چاروں کے نتائج و احوال ایک جیسے ذکر ہوئے۔

تیسری آیت سورہ حج والی میں چار کے بجائے چھ کا ذکر کر کے فرمایا کہ ان سب کے درمیان اللہ قیامت کے روز فیصلہ کر دے گا۔

پہلی دو آیات کی مجمل تشریح

گزشتہ صفحات میں مختلف مترجمین و مفسرین کے بیس کے قریب حوالے ہم نے ذکر کئے ہیں، قدیم و جدید تفاسیر سے، جن کا خلاصہ یہی ہے کہ اللہ کے ہاں وہی لوگ اجر پائیں گے اور غم و خوف سے بے نیاز ہوں گے، جو اپنے اپنے وقت کے نبیوں پر ایمان لا کر نیک عمل کریں گے نہ کہ منسوخ شریعتوں پر عمل کرنے والے۔ نبی آخر الزماں ﷺ کے آ جانے کے بعد کوئی گزشتہ شریعت قابل عمل (Practicable) نہ رہی۔ اور اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام و شرائع کا مکمل انکار کر ڈالا جائے۔ انبیائے سابقین علیہم السلام اور ان کی شریعتوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ لیکن ایمان کی حد تک عمل کے لیے صرف شریعت محمدی ﷺ قابل قبول ہے۔

بلیغ مثال

سید ابو الاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اگر کوئی سرکاری ملازم حکومت کے پہلے مقرر کردہ گورنر کے تحت عمدہ خدمات بجالاتا رہا، مگر حکومت نے پہلے گورنر کو فارغ کر کے نیا گورنر متعین کر دیا۔ لیکن ماتحت ملازم یہ کہے کہ میں تو صرف پہلے گورنر کا حکم مانوں گا، موجودہ گورنر کا انکاری ہوں۔ تو بتایئے ایسا سرکاری ماتحت ملازم خیریت سے نوکری کرتا رہے گا، یا ملازمت سے ہی برطرف کر دیا جائے گا؟ (تفہیمات جلد اول، ص 217)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کے لیے لازمی قرار پایا کہ جب آخری پیغمبر ﷺ آ جائے تو ان کی فرمانبرداری ضروری ہے۔ ورنہ رب کائنات کی حکومت کے باغی قرار پاؤ گے۔

قرآن کریم کی ابتدائی آیات میں ''متقین'' کی ایک خوبی یہ ذکر کی گئی:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ﴾

''جو کتاب تم پر نازل کی گئی ہے (یعنی قرآن)، اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں ان سب پر ایمان لاتے ہیں۔''

ایک حدیث نبوی ﷺ کا ایک حصہ یہ ہے:

((ثلاثة لهم اجران : رجل من اهل الكتاب، امن بنبيه، و امن بمحمد ﷺ ---الخ)) (بخاری و مسلم)

''تین آدمی ہیں، جن کو دوہرا اجر ملے گا، ایک وہ شخص جو اہل کتاب میں سے تھا، پہلے اپنے نبی کو تو مانتا ہی تھا اب محمد ﷺ پر ایمان لے آیا۔''

قرآن وحدیث کی مطابقت

حدیث مذکور کی تائید میں فرمان الٰہی ہے۔

جن لوگوں کو اس سے پہلے ہم نے کتاب دی تھی، وہ اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جب یہ ان کو سنایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ''ہم اس پر ایمان لائے'' یہ واقعی حق ہے ہمارے رب کی طرف سے، ہم تو پہلے ہی سے مسلم ہیں''۔

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ان کا اجر دوبار دیا جائے گا۔

اس آخری آیت کے الفاظ ﴿اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ﴾ صاف

واضح ہیں۔ (سورۃ القصص، آیت 51 تا 54)

تشریح

سید مودودی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ہجرت حبشہ کے بعد جب نبی ﷺ کی بعثت اور دعوت کی خبریں حبش کے ملک میں پھیلیں، تو وہاں سے بیس کے قریب عیسائیوں کا وفد، تحقیق حال کے لیے مکہ معظّمہ آیا اور نبی ﷺ سے مسجد حرام میں ملا۔ قریش کے بہت سے لوگ بھی یہ ماجرا دیکھ کر گرد و پیش کھڑے ہو گئے۔ وفد کے لوگوں نے حضور ﷺ سے کچھ سوالات کئے جن کا آپ ﷺ نے جواب دیا۔

پھر آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور قرآن مجید کی آیات ان کے سامنے پڑھیں، قرآن سن کر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور انہوں نے اس کے کلام اللہ ہونے کی تصدیق کی اور حضور ﷺ پر ایمان لے آئے۔

(تفہیم القرآن سوم، ص 645)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مدینہ منورہ میں حضور ﷺ پر ایمان لانے والے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، عیسائیت سے آئے اور سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ یہودیت سے آئے۔ پھر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کعب احبار رحمہ اللہ تابعی شام سے مسلمان ہوئے، یہ بھی یہودیت سے آئے۔ علی بن رفاعة قرظی سے روایت ہے۔ کہ دس (10) افراد اہل کتاب سے اسلام کی طرف آئے وغیرہ۔ (فتح الباری اول، کتاب العلم، ص 252)

❊ ابوحمزہ محمد بن کعب بن سلیم القرظی رحمہ اللہ، ان کے والد یہود مدینہ منورہ کے مشہور قبیلے بنو قریظہ کے قیدیوں میں شامل تھے۔ یہ اس وقت ابھی نابالغ تھے، قریباً محمد بن کعب 40ھ میں پیدا ہوئے، ثقہ تابعی تھے۔ کثیر الحدیث، پرہیز گار، عالم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن تھے۔ ربذہ کی مسجد میں رفقاء کے ساتھ بیٹھے تھے کہ زلزلے سے چھت گری، سب نیچے فوت ہو گئے۔ 108ھ میں فوت ہوئے۔ (تہذیب الکمال)

※ وہب بن منبہ رحمہ اللہ، ثقہ تابعی ہیں۔ منبہ ہرات افغانستان سے تھے۔ منبہ، حضور ﷺ کے زمانے میں مسلمان ہوئے مگر زیارت نصیب نہ ہوئی۔

سورۃ الحج کی آیت نمبر 17

اس آیت میں 6 عدد مذاہب کا ذکر ہوا، مومن، یہودی، صابی، نصاریٰ، مجوس (آتش پرست) مشرک۔ آخر پر فرمایا، بے شک اللہ ان (سب) کے درمیان فیصلہ کر دے گا، قیامت کے دن۔

تشریح

اس فیصلہ سے مراد عملی فیصلہ ہے۔ یعنی یہ کہ قیامت کے بعد مسلمان جنت میں داخل ہوں گے۔ اور منکرین اسلام دوزخ میں ورنہ جہاں تک دلائل کا فیصلہ ہے وہ فیصلہ تو آج ہو چکا ہے۔ (تفسیر ماجدی سوم، ص353)

※ "والمراد بالفصل القضاء ای بانه تعالیٰ یقضی بین المومنین، والفرق الخمسة المتفقة علی الکفر باظهار المحق من المبطل" (روح المعانی نهم، 130)

یعنی اللہ مومنوں اور پانچ کافر گروہوں کے درمیان فیصلہ کرے گا۔

※ "قال قتادہ و مقاتل، الادیان ستة، واحدلله تعالیٰ و هوالاسلام، و خمسة للشیطان"

(تفسیر رازی، جلد 23، ص17)

"قتادہ اور مقاتل نے کہا، مذاہب وادیان چھ (6) قسم کے اللہ نے

ذکر کئے ہیں۔ ان میں سے ایک ہی اللہ کا دین ہے اور وہ ہے اسلام، باقی پانچوں شیطان کے مذاہب ہیں۔"

※ قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں استدلال کے طور پر، یہ آیت ﴿أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ﴾ (35:68) لائے ہیں۔

(مظہری ششم، ص261)

کیا ہم فرماں برداروں کا حال مجرموں کا سا کر دیں؟ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، تم کیسے حکم لگاتے ہو؟

نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ لکھتے ہیں،

※ "عن عکرمه، فصل قضاء بینهم، فجعل الخمسة مشترکة، وجعل هذه الامة واحدة" (فتح البیان، نهم ص 26)

"یعنی عکرمہ مفسر نے کہا، قیامت کے روز اللہ پانچوں مذاہب سے ایک جیسا فیصلہ کرے گا اور اس امت کو الگ کرے گا۔"

※ ابن عطیہ رحمہ اللہ نے بھی قول قتادہ نقل کر کے چھ مذاہب کا انجام وہی ذکر کیا ہے جو تفسیر رازی نے ذکر کیا۔

"الادیان ستة، خمسة للشیطان، و واحد للرحمن"

(تفسیر ابن عطیه جلد دهم ص 243)

※ یہی ابن جریر طبری نے ذکر کیا۔ (تفسیر ابن جریر طبری، جلد دہم، 129)

※ الشیخ ابوبکر الجزائری لکھتے ہیں:

"فاهل دین الرحمن یدخلهم فی رحمته، واهل دین الشیطان یدخلهم النار مع الشیطان"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"رحمانی دین والے رحمت الٰہی میں داخل ہوں گے اور شیطانی دین والے ہمراہ شیطان دوزخ میں جائیں گے۔"

□ "كل الاديان هي من وحي الشيطان واهلها خاسرون، الا الاسلام فهو دين الله الحق و اهله هم الفائزون، اهله هم القائمون عليه عقيدة و عبادة و حكما و قضاء"

"تمام ادیان وحی شیطانی کی پیداوار ہیں اور گھاٹے میں ہیں۔ سوائے اسلام کے، یہی اللہ کا سچا دین ہے۔ اہل اسلام ہی کامیاب ہیں، جو اس پر قائم ہیں، عقیدے اور عبادت، حکم اور فیصلے کے حساب سے۔"

(تفسیر الیسر التفاسیر، سوم، ص461)

سید مودودی رحمہ اللہ سورۃ الحج کی آیت 17 کے تحت لکھتے ہیں

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا﴾ (الحج: 17)

"جو لوگ ایمان لائے، جو یہودی ہوئے، اور صابی، اور نصاریٰ......
آتش پرست، مشرک لوگ"

یعنی "مسلمان" جنہوں نے اپنے اپنے زمانے میں اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء علیہم السلام اور اس کی کتابوں کو مانا۔ اور محمد ﷺ کے زمانے میں جنہوں نے پچھلے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ، آپ ﷺ پر بھی ایمان لانا قبول کیا۔

آخر پر لکھتے ہیں: "یعنی خدا کے بارے میں جو جھگڑا ہے، اس کا فیصلہ قیامت کے روز ہوگا۔ کون حق پر ہے اور کون باطل پر؟ اگرچہ یہ فیصلہ اس دنیا میں، خدا کی کتابیں کرتی رہی ہیں۔ لیکن قیامت کے روز ایک فریق کے حق میں اور دوسروں

کیخلاف باقاعدہ ڈگری دے دی جائے گی۔" (تفہیم القرآن، سوم، 211،210)

حرف آخر

آخر میں ان حضرات سے گزارش ہے کہ جو بھولے پن سے غلط فہمی کا شکار رہے، وہ یہ یقین کرلیں کہ آخری پیغمبر ﷺ پر ایمان لائے بغیر کوئی صالح نہیں ہو سکتا۔ چاہے بظاہر کتنا ہی نیک نظر آئے۔ رہے وہ لوگ جو مسلمانوں کی صفوں میں کسی مجبوری کی بنا پر گھسے ہوئے ہیں۔ اور انہیں سخت اضطراب ہے کہ غیر مسلموں سے رواداری کے نام پر اسلام کا حلیہ بگاڑ رہے ہیں۔ ان کے بارے میں دعا کریں کہ اللہ انہیں ہدایت نصیب کرے۔ اور یہ لوگ اپنی مجبوریوں کے مطابق اسلامی احکام نہ بدلیں۔ دنیا میں نام پیدا کرنے کے اور بھی بہت سے طریقے ہیں۔ اسلام کو خدارا بدنام نہ کریں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارے اہل کتاب یکساں نہیں ہیں

قرآن کریم میں ارشاد ہے!

''سارے اہل کتاب یکساں نہیں ہیں۔ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں، جو راہِ راست پر قائم ہیں، راتوں کو اللہ کی آیات پڑھتے ہیں اور اس کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں، اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائیوں سے روکتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں سرگرم رہتے ہیں۔ یہ صالح لوگ ہیں اور جو نیکی بھی یہ کریں گے اس کی ناقدری نہ کی جائے گی۔ اللہ پرہیزگار لوگوں کو خوب جانتا ہے۔''

(آل عمران: 13) .

تشریحات

1 سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب عبداللہ بن سلام، ثعلبہ بن سعید، اسید بن سعید، اسد بن عبید نے اسلام قبول کیا اور کچھ مزید یہودی مسلمان ہوئے تو علمائے یہود اور اہل کفر نے کہا، دراصل ہمارے شریر لوگ محمد ﷺ کے پیروکار بنے۔ اگر یہ ہمارے سمجھداروں میں سے ہوتے تو کبھی آبائی دین ترک نہ کرتے اور نہ غیر کے ہو کے رہ جاتے، ان باتوں پر اللہ نے مذکورہ

آیت نازل فرمائی۔ (تفسیر ابن جریر)

2 جلیل القدر مفسر حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ یہ آیت چالیس اہل جیزان، بتیس اہل حبش، تین اہل روم کے بارے میں نازل ہوئی۔ جو پہلے عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر تھے۔ بعد میں انہوں نے محمد ﷺ کے دین کی تصدیق کی۔

(تفسیر رازی)

3 جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو یہود بھٹک گئے، مذکورہ آیت میں اشارہ ان لوگوں کی طرف ہے جو مسلمان ہوئے۔ (تفسیر ابن عطیہ)

□ امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں! اس آیت میں اللہ نے ''امۃ قائمۃ'' کی آٹھ (8) خوبیاں ذکر فرمائی ہیں۔

1 قائمہ، یعنی نماز قائم کرتے ہیں۔

2 دین حق پر جمے ہوئے ہیں۔

3 عدل و انصاف پر قائم ہیں، اور رات کی گھڑیوں کا انتظار کرتے ہیں کہ عبادت کریں۔

4 اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔

5 معروف کا حکم دیتے ہیں، یعنی اللہ کی توحید اور نبوت محمدی ﷺ کا اعلان و تبلیغ کرتے ہیں۔

6 منکر سے منع کرتے ہیں، یعنی شرک باللہ اور انکار نبوت محمدی ﷺ سے روکتے ہیں۔

7 نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں کہ کہیں موت نہ آ جائے اور نیکی رہ نہ جائے۔

8 یہ لوگ صالحین میں سے ہیں، یعنی ان کے عقائد اعلیٰ ہیں، ان کے اعمال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پسندیدہ ہیں اور لوگوں میں اصلاح کا کام کرتے ہیں، فساد سے بچتے اور بچاتے ہیں۔ (تفسیر رازی)

* ''امۃ قائمۃ'' کا مطلب کہ کتاب الٰہی پر کاربند ہیں۔ اس کے حدود و فرائض کا پورا خیال رکھتے ہیں۔ اور صراط مستقیم کی شاہراہ پر گامزن ہیں۔

(ابن جریر)

* ''امۃ قائمۃ'' یعنی یہود عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے پہلے تک راہ راست پر تھے۔ پھر یہ حکم عیسائیوں کی طرف منتقل ہو گیا کہ آخری پیغمبر محمد ﷺ کے آنے سے پہلے تک درست تھے۔ سارے نہیں بلکہ ان میں سے کچھ، یہی قرآن کہہ رہا ہے۔

* سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''سارے اہل کتاب یکساں نہیں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ یہود اور امت محمد ﷺ برابر نہیں ہیں۔

* ''بھلائیوں میں جلدی'' کرنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب انہیں مظلوم کی داد رسی کے لیے پکارا جائے، تو فوراً حاضر ہوتے ہیں۔ مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرنے میں دیر نہیں کرتے۔ مجبوروں کو جابروں سے چھڑانے میں مستعدی دکھاتے ہیں۔ اللہ کی بندگی کی طرف ہانک (آواز) لگے، تو اس کی طرف تیزی سے پہنچتے ہیں۔

* نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ،

شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ، وَ صِحَّتَكَ قَبْلَ سُقْمِكَ، وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَمَاتِكَ، وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ. (تفسير ابن عطيه)

مولانا حالی رحمہ اللہ نے اس حدیث کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

غنیمت ہے صحت علالت سے پہلے
فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے
جوانی بڑھاپے کی زحمت سے پہلے
اقامت مسافر کی رحلت سے پہلے
فقیری سے پہلے غنیمت ہے دولت
جو کرنا ہے کر لو کہ تھوڑی ہے مہلت

* نبی اکرم ﷺ نے اشج عبدالقیس سے فرمایا:

((ان فيك لخصلتين يحبهما الله، الحلم والاناة))

''بے شک تیرے اندر دو ایسی خوبیاں ہیں، جنہیں اللہ پسند فرماتا ہے۔ بردباری اور تحمل''

''حلم'' دراصل خطا معاف کرنے اور کسی کی لغزش نظر انداز کرنے کو کہتے ہیں۔

''اناۃ'' عجلت سے کام نہ لینا جسے آج کل "Donot be a nervous" کہتے ہیں، زود رنج نہ ہونا، نہ گھبرانا، بلکہ نہایت تحمل اور صبر سے کام لینا۔ جذباتی نہ ہونا۔

اس حدیث کا شان تکلم یہ ہے۔ کہ یہ وفد عبدالقیس حضور ﷺ کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ آیا۔ قافلے کے سارے لوگ سواریوں سے چھلانگیں لگا کر ایک دم بھاگ نکلے نہ سامان کی پرواہ کی، نہ سواریوں کو سنبھالا، نہ خود نہائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھوئے، نہ ذرا آرام کیا۔ پراگندہ حال حضور ﷺ تک پہنچے۔ صرف اشج جس کا نام منذر تھا۔ وہ ٹھہر گیا۔ اونٹ وغیرہ باندھے۔ سامان ٹھکانے لگایا۔ خود نہا دھو کر صاف ستھرا لباس پہن کر تحمل سے حضور ﷺ کی خدمت میں با ادب حاضر ہوا۔ تب نبی ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ تجھ میں دو خوبیاں اللہ کو پسند ہیں۔

مؤدبانہ شان سے اشج پہنچے تو حضور ﷺ نے اسے قریب بلایا اور اپنے پہلو میں بٹھا کر عزت افزائی کی۔ شان رسالت میں حاضری ہمیشہ با ادب محبوب ہوتی ہے اور اس کی قدر کی جاتی ہے۔

❊ مولانا مسعود عالم ندوی رحمہ اللہ نے اپنے سفرنامہ ''دیارِ عرب میں چند ماہ'' میں ایک اندلسی شاعر کے چند عربی اشعار ذکر کیے ہیں۔ جبکہ وہ روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کو جا رہا تھا۔

وَحِينَ دَنَوْنَا لِغَرَضِ السَّلَامِ
قَصَرْنَا الْخُطَا وَلَزِمْنَا الْوَقَارَا
فَمَا نُرْسِلُ اللَّحْظَ إِلَّا اخْتِلَاسًا
وَلَا نَرْفَعُ الطَّرْفَ إِلَّا انْكِسَارَا
وَلَا نُظْهِرُ الْوَجْدَ إِلَّا اكْتِتَامَا
وَلَا نَلْفِظُ الْقَوْلَ إِلَّا سِرَارَا
سِوَى أَنَّنَا لَمْ نُطِقْ أَعْيُنَا
بِأَدْمُعِهَا غَلَبَتْنَا الْفِجَارَا

حضور ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضری کے لیے جب ہم قریب پہنچے، تو ہم نے اپنی چال آہستہ کر لی، چھوٹے چھوٹے قدم، دبے پاؤں، وقار و ادب کے

ساتھ چلنے لگے۔ شرم و حیا کی وجہ سے ہماری نظریں جھک گئیں۔ کنکھیوں سے ہی دیکھتے تھے۔ دیدے پھاڑ کر بے باکانہ دیکھنے کے بجائے نظروں میں عاجزی تھی، انکساری تھی۔ اندر سے جذب و شوق اچھلتا تھا مگر ہم نے اسے قابو میں رکھا اور چھپا کے رکھا، کہیں جناب رسالت مآب ﷺ کی شان میں بے ادبی نہ ہو جائے، زبان پر پہرہ لگایا، بلند آواز سے نہ بولے، بلکہ سرگوشی کی کیفیت میں سلام پیش کیا، بولنے کے بجائے ہمارے بے بسی کے آنسوؤں نے ہمارے فرطِ محبت کے جذبات کی ترجمانی کر ڈالی۔

اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر ﷺ است

ایک اردو شاعر نے کیا خوب کہا!

آنسو نکل پڑے تو میری لاج رہ گئی
اظہار غم کا ورنہ سلیقہ نہ تھا مجھے

❊ مولانا حالی رحمہ اللہ نے، اپنے مسدس کے آخر پر، بجناب سرور کائنات ﷺ یوں عرض حال کیا ہے۔

اے خاصۂ خاصان رسل، وقت دعا ہے
امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت
شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلہ ہے
ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے، اگر حال برا ہے

❊ اسلام پوری انسانیت کے لیے سلامتی کا پیغام لایا ہے۔ حضور ﷺ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانے میں کتنے ہی یہودی اور عیسائی حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ جس فرد نے تعصب کی عینک اتار کر اسلام کا خود مطالعہ کیا، وہ اس کی حقانیت تسلیم کیے بغیر نہ رہ سکا۔ کاش پیدائشی مسلمان اپنا انداز فکر و عمل بدل لیں اور اسلام میں جو ملاوٹیں کی ہیں انہیں دور کر لیں، پھر خالص اسلام کا حسن دلکش دیکھیں، کیسے انسانیت کو اپنے دامن میں سمیٹ لے گا۔ آمین! ان شاء اللہ

بجواب مضمون ''ٹائم'' میگزین

ستمبر 98ء میں جو مضمون پاکستان اور اسلام کے حوالے سے انگلش میگزین ''ٹائم'' نیو یارک میں شائع ہوا۔ اس میں کئی باتیں غیر حقیقت پسندانہ ہیں ہم انہیں واضح کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔

1 مغربی و امریکی لکھاری اکثر اسلام سے خوفزدہ رہتے ہیں بلکہ اسلام کو تلوار کا مذہب قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ یہ سراسر خلافِ حق بات ہے۔ اسلام کو سمجھنے کے لیے موجودہ ادوار کے حکمرانوں اور مسلمانوں کو کسی صورت بطور اسلامی نمائندہ کے، نہ پیش کرنا مناسب ہے اور نہ انہیں آئیڈیل بنایا جا سکتا ہے۔ اسلام اور چیز ہے اور آج کے مسلمانوں کی اکثریت کچھ اور چیز ہے۔ لہٰذا ان دونوں کو گڈمڈ (Mix up) نہ کیا جائے۔

آپ لوگوں نے اگر حقیقت اسلام سمجھنی ہے تو آپ کو تعصب کی عینک اتار کر اسی طرح تحقیق کرنی چاہئے جیسے آپ سائنسی علوم میں ریسرچ کرتے ہیں۔ چھوڑیں آج کے مسلمانوں کو، رہنے دیں اپنے متعصب مخالفین اسلام کی باتیں۔ آیئے چلیں اس سرچشمہ پر جہاں سے اس دین کا آغاز ہوا ہے۔ وہاں تک پہنچنے کے لیے ہمارے پاس کتاب زندہ (قرآن کریم) بلا تحریف موجود ہے اور اس کتابِ زندہ کو پیش کرنے والے نبی کی زندہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیمات محفوظ طریقے سے موجود ہیں۔ یہ کتاب اور نبی دونوں ہی بنیاد ہیں اسلام کی۔ یہ اللہ کا خاص فضل و کرم ہے کہ دونوں اسلام کے معتبر ذرائع، تحقیقات کے لیے محفوظ ہیں۔ اس لیے ہمیں پریشانی نہیں ہونی چاہئے کہ کن ذرائع سے حقیقت تک رسائی ممکن ہے، پھر قرآن اور نبی، دونوں کا سرچشمہ اللہ کی ذات ہے۔ نبی آخرالزمان ﷺ کو اسی رب نے انسانی رہنمائی کے لیے بھیجا، اور انسانوں کی دنیا و آخرت کی بھلائی کے لیے دستور حیات نبی ﷺ کے ہاتھ میں تھما دیا کہ اس منزل من الله، دستور حیات کے مطابق فلاح انسانیت کا نظام قائم کریں۔ تو اس نبی برحق ﷺ نے عملاً اور بالفعل وہ نظام عدل و فلاح دنیا میں قائم کر کے دکھا دیا جس کی شان یہ ہے کہ تاقیامت اس آفاقی نظام کے بنیادی اصولوں میں ترمیم و اضافہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن ان بنیادی اصولوں کو ہر زمانے کے حالات کے مطابق منطبق کرنے کے لیے فراست مومنانہ درکار رہتی ہے۔ جیسا کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کو حاصل تھی۔

ہم امریکی و مغربی رائٹرز سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ اسلام کا آپ کم از کم اتنا مطالعہ ہی کر لیں جتنا یوسف اسلام (Cat Steven) یا جارج برنارڈ شا نے کیا تھا اور کچھ نہیں تو آپ امریکی مصنف مائیکل ہارٹ کی جتنی بھی معلومات اسلام کے متعلق ہیں حاصل کر لیں۔ جس نے ''سو عظیم آدمی'' کتاب لکھی، تو آپ دین اسلام کی خوشبو سے ذہناً اس قدر معطر ہوں گے کہ آپ متزلزل ہو کے رہ جائیں گے۔ اسلام کو پیش کرنے والے پیغمبر ﷺ نے بتایا۔ الدین النصیحة، دین ہمدردی و خیر خواہی کا نام ہے۔

اس اصولِ ہمدردی و خیر خواہی پر خود اس پیغمبر ﷺ نے عمل کر کے دکھایا۔ جو دشمن ننگی تلواریں لے کر اس نبی ﷺ کے گھر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے کہ آج ان کی گردن تن سے جدا کر دینی ہے۔ اس گھر سے جان بچا کے نکلتے وقت انہی خون کے پیاسوں کی امانتیں اپنے پاس تھیں، اپنے چچیرے بھائی علی رضی اللہ عنہ سے کہا، میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور میرے خون کے پیاسوں کی امانتیں بحفاظت ان تک پہنچا کر میرے پیچھے مدینہ آ جانا۔

اسی نبی ﷺ نے فرمایا، ''وہ منافق ہے جو لوگوں سے جھوٹ بولے، وعدہ خلافی کرے، خیانت کرے۔'' لہٰذا ہم جب اس نبی ﷺ کی زندگی دیکھتے ہیں تو 63 برس میں ایک بھی جھوٹ نہیں بولا، ایک بھی وعدہ خلافی نہیں کی۔ جب جان خطرے میں تھی اس وقت بھی دشمن کی امانت میں خیانت نہیں کی۔ صدیوں سے باہم لڑنے والے قبائل خصوصاً اوس اور خزرج، آپ ﷺ نے آپس میں محبت کرنے والے بنا دیئے۔ اخلاقی تعلیمات سے انسانی بھیس میں موجود بھیڑیوں کو انسانیت کے بلند مقام تک پہنچا دیا۔ انسان کو اندر سے بدل کر رکھ دیا۔

درفشانی نے تری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا، آنکھوں کو بینا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے رہبر بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

(اکبر الہ آبادی)

اسی نبی ﷺ نے فرمایا:

''وہ مومن نہیں جس کا ہمسایہ اس سے پریشان ہو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس اصول ہمسائیگی کو ایک گھر سے لے کر اقوام عالم تک وسیع کر دیا۔ نہ خود کسی ہمسائے کو حضور ﷺ نے کبھی پریشان کیا۔ نہ پریشان کرنے والے کو اچھا سمجھا۔ اس فرمان میں اطلاقی شان دیکھیں کہ یہ نہیں فرمایا کہ ہمسایہ کون ہو، مسلم یا غیر مسلم؟ صرف ہمسایہ، چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو اسے بھی امن سے رہنے دیں اور خود بھی امن سے رہیں۔ بلکہ ہمسایوں سے حسنِ سلوک کا حکم دیا۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بکری ذبح کروا کے حکم دیا کہ میرے ہمسائے فلاں یہودی کے گھر گوشت ضرور بھیجنا اور وہ بھیجا گیا۔

کاش آج کے مغربی و امریکی مصنفین کھلے دل و دماغ سے اللہ کے آخری پیغمبر ﷺ کا مطالعہ سیرت کر لیں۔ انہیں معلوم ہو کہ اسلام بربریت کا مذہب ہے یا کہ عدل و انصاف کا۔ اسلام کی صرف سزاؤں کو اچھالنا اور اسلامی تعلیمات پر پردے ڈالنا، یہ عدل نہیں ہے۔ عدالتیں اور سزائیں ہر ملک و قوم میں ہوتی ہیں تاکہ مجرموں کو پکڑیں اور جرائم کنٹرول ہوں۔ نہ کہ یہ نظام عدالت ہی سارے ملکی نظام اور مذہبی نظام کا غماز ہوتا ہے۔ یہ تو ہر معاشرے کی مجبوری ہے کہ پر امن معاشرے کو پروان چڑھانے کے لیے عدالت اور سزائیں موجود ہوں۔

2 پاکستان کو معاشی تباہی کے کنارے اسلام نے نہیں پہنچایا۔ درحقیقت ان حکمرانوں کے کرتوتوں کا نتیجہ ہے جو آپ کے یعنی امریکہ و یورپ کے ایجنٹ اور ذہنی غلام ہیں۔ یہ حکمران نام کے تو مسلمان ہیں مگر امریکہ و یورپ کے کام کے لوگ ہیں۔ یہ حکمران طبقہ مدتوں سے اسلام کے لیے بدنامی کا باعث بنا ہوا ہے۔ یہ اپنے اپنے ملکوں میں خدا بنے بیٹھے ہیں۔ ہم

نے دیکھا صدر امریکہ مسٹر کلنٹن دنیا کا مضبوط ترین انسان ہے۔ اس کی ایک ذاتی خطا کو کس قدر پریس نے اچھالا۔ بااختیار صدر مملکت ہوتے ہوئے اس کی عدالتوں اور جیوریوں میں پیشی ہوئی۔ کیا کبھی پاکستان کے پینسٹھ (65) سالوں میں ایک بھی حکمران مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے جو حکمران وقت ہوتے ہوئے عدالت میں پیش کیا گیا ہو؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ مسٹر کلنٹن کو پاکستان کا حکمران ہونا چاہیئے تھا جہاں ہر جرم کرنا حکمران کے لیے روا، اور وہ ملکی قانون سے بالاتر رہتا ہے۔ اگر کلنٹن وہاں ہوتے تو ان کے خلاف بات کرنے والا اغواء کروا دیا جاتا یا جان سے مروا دیا جاتا۔ یہ رسوائیاں نہ ہوتیں۔ خیر، پاکستان میں اسلام کا نظام فی الحال دور کی بات ہے۔ ہمیں تو امریکی نظام ہی مل جائے تو پاکستانی عوام کو سکھ کا سانس نصیب ہو اور غلط کار حکمرانوں کو قانون و عدالت کے زیر کیا جا سکے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستانی عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے حکمران مشکل وقت میں مذہب کا کارڈ استعمال کرتے ہیں۔

3 جہاں تک پاکستان میں بہتر فرقوں کا تعلق ہے، یہ اسلام نے تعلیم نہیں کیا۔ قرآن کہتا ہے۔

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آل عمران)

''اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقے نہ بناؤ۔''

اس فرقہ بندی میں اسلام کا قصور نہیں، یہ دنیا پرست فرقہ بازوں کا ایجاد کردہ نظام باطل ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں میں فرقہ بندی کی گمراہی اسی طرح پھیل گئی جیسے خود یہودی اور عیسائی مذہب کے، کئی کئی فرقے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ بہرحال، اسلام کا طرہ امتیاز دیگر مذاہب کی نسبت یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کے بنیادی ذرائع قرآن وسنت آج تک محفوظ ہیں۔ ان میں دوسرے مذاہب کی کتب کی طرح تحریفات نہیں ہوئیں۔ اس بات کی آپ کے غیر جانبدار مفکرین بھی تصدیق کرتے ہیں۔

4 پاکستان جن مسائل میں گھرا ہوا ہے۔ ہندوستان، ایران اور افغانستان کے درمیان، تو یہ بھی نااہل حکمرانوں کا کیا دھرا ہے۔ وہ صرف اپنے پیٹ کے وفادار ہیں، نہ ملک سے انہیں کوئی سروکار ہے نہ قوم سے۔ تو جب ہر طرف پیٹ کو آگے رکھ لیا جائے اور عقل وفہم سے کام نہ لیا جائے تو قومی وملکی ترقی کیا ہونی ہے۔ امریکہ کے صدر اقتدار میں آ کر وہ لوٹ مار نہیں مچاتے جو پاکستان کے حکمران مچاتے ہیں۔ گزشتہ حکمرانوں کو چھوڑیں۔ آپ موجودہ صدر امریکہ اور موجودہ وزیراعظم پاکستان کو لیں بلکہ ''ٹائم'' میگزین اگر دونوں شخصیتوں پر بے لاگ تبصرہ شائع کر دے تو ہم بہت ممنون ہوں گے یعنی دونوں صاحبان کے پاس اقتدار میں آنے سے پہلے کتنی دولت اور پراپرٹی تھی اور اقتدار میں آ جانے کے بعد آج دونوں کی دولت میں کس شرح سے اضافہ ہوا ہے؟ دونوں کی حیثیت اور اپنے وطن سے وفاداری کا ثبوت واضح ہو جائے گا۔

5 پاکستان میں مذہبی رقابتیں غنڈہ گردی کی حد تک پہنچ چکی ہیں۔ ٹھیک ہے، اس میں علمائے حق کی غفلت اور عوام کی جہالت نیز حکمرانوں کا نظریہ کہ لڑاؤ اور حکومت کرو کے عوامل کارفرما ہیں۔ یہ اسلام کی تعلیم ہرگز نہیں ہے۔ اسلام سلامتی اور امن کا مذہب ہے اس میں ظلم وجبر کی کوئی گنجائش نہیں

ہے۔ پاکستان کے تمام امراض کا شافی علاج حقیقی نفاذ اسلام میں ہے نہ کہ کھوکھلے نعروں میں۔

6 قرآن وسنت کا نظام جب صحیح معنوں میں چلاتا تھا تو خطرناک طویل راستے پُرامن ہو گئے تھے۔ ان راہوں پر تنہا عورت سونا اچھالتی ہوئی جاتی تھی۔ راستے میں کسی ڈاکو اور لٹیرے کا خطرہ نہ رہا تھا۔ جب یہ نظام عروج پر تھا تو لوگ اپنی زکوٰۃ لے کر مارے مارے پھرتے کوئی وصول کرنے والا حقدار نہ ملتا تھا۔ جب اسلام کا حقیقی راج تھا تو جنگلوں میں درندے بھیڑ بکریوں پر ظلم چھوڑ گئے تھے۔ دورِ فاروقی میں خلیفہ نے ایک بھکاری مدینہ میں دیکھا جو غیر مسلم تھا تو سیکرٹری خزانہ کو حکم دیا کہ یہ شانِ اسلام کے خلاف بات ہے کہ اسلامی ریاست میں کوئی غیر مسلم بھیک مانگے اس کا معقول وظیفہ سرکاری خزانے سے مقرر کروایا گیا۔

7 ''ٹائم'' نے جو اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ پاکستانی وزیراعظم اقوام متحدہ میں ایٹمی پابندی کے معاہدہ پر قرض وصول کرنے کے عوض دستخط کر دیں گے۔ آج 24 ستمبر 98 نیویارک ٹائمز نے موصوف کا بیان شائع کر دیا کہ مالی پابندیاں اٹھالی جائیں تو دستخط کرنے کو تیار ہیں۔ اس قرض کی قومی اسمبلی کی اکثریت شدت سے منتظر ہو گی کہ وہ قرض آئے اور بندر بانٹ کریں، ملک وقوم جائیں جہنم میں۔ جب ممبران اسمبلی دنیا کے پجاری ہو جائیں تو وہ اپنے وزیراعظم کو کسی امریکی صدر کی طرح کیسے لگام دے سکتے ہیں؟

8 سابقہ وزیراعظم صاحبہ، اسلامی بل سے بجا خائف ہیں کیونکہ وہ بھی تو مغرب کی شاگرد رشیدہ ہیں۔ جہاں سے، اور جیسی تعلیم پائی ہے وہ ویسی ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوچ سکتی ہیں اس سے ہٹ کر سوچنا وفاداری مغرب کے خلاف ہے۔ نیز پاکستانی حکمران دل سے اسلام اس لیے نہیں چاہتے کہ وہ خود قومی و ملکی مجرم ہیں۔ اگر نفاذ اسلام ہوتا ہے تو انہیں اپنی موت نظر آتی ہے۔ کیونکہ اسلامی نظامِ حکومت میں حکمران وقت کو، عدالت ویسے ہی کٹہرے میں کھڑا کر دیتی ہے جیسے ملک کا عام باشندہ ہو۔

9 تعزیرات اسلام سے جرائم رکتے ہیں، نہ کہ ساری قوم کے ہاتھ کٹ جاتے ہیں۔ جب مدینہ کو حضورﷺ نے اسلامی ریاست بنا کر یہ حدود نافذ کی تھیں بتایا جائے کہ کتنے لوگوں کے ہاتھ کٹے تھے اور کتنے لوگ سنگسار ہوئے تھے؟ اکا دکا واقعہ ہوا اور جرائم کا انسداد ہو گیا تھا۔ اسلام پہلے قوم کو اخلاقی تعلیمات دیکر انہیں دل سے پابند قانون بناتا ہے پھر حدود کا نفاذ ہوتا ہے۔ جب ابو بکرؓ کا دور خلافت تھا تو سیّدنا عمرؓ کو قاضی مقرر کیا گیا۔ ایک سال بعد سیّدنا عمرؓ نے استعفیٰ پیش کر دیا۔ خلیفہ وقت نے پوچھا وجہ کیا ہے؟ سیّدنا عمرؓ نے بتایا۔ اے خلیفہ! سال بھر میں، عدالت تک ایک بھی مقدمہ نہیں آیا۔ کیونکہ یہاں کے مسلم باشندے ایک دوسرے کے حقوق پہچانتے ہیں اور ادا کرتے ہیں۔ کوئی کسی پر زیادتی کرتا ہی نہیں ہے تو مقدمات کیسے عدالت میں آئیں۔ میرا یہ عہدہ فی الحال فضول ہے۔ کیا دنیا کی کوئی مہذب قوم ایسی نظیر پیش کر سکتی ہے کہ برسوں عدالت کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ اور لوگ آپس میں محبت سے رہیں کوئی کسی پر ظلم نہ کرے۔ ہے کوئی تو بتایا جائے؟

10 نظام طلاق کا مذاق اڑایا گیا ہے کہ زبانی تین بار طلاق کہنے سے شوہر بیوی

سے جان چھڑا سکتا ہے۔ ہم عرض کریں گے کہ چودہ صدیاں پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ طلاقوں کی شرح کا موازنہ، امریکہ و یورپ بمقابلہ مسلم ممالک کر لیا جائے۔ آئے روز ترقی یافتہ ممالک میں طلاقوں کی شرح اخبارات و جرائد میں شائع ہوتی رہتی ہے۔ اگر اصل اسلام کے ماننے والوں کی زندگیوں کو دیکھیں تو ان کے گھروں کا ماحول پر بہار رہتا ہے۔ پیغمبر اسلامﷺ پر زیادہ بیویاں رکھنے پر، مغرب اعتراض تو کرتا ہے کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ حضورﷺ نے گیارہ بیویوں میں سے کبھی ایک بیوی کو ایک بار بھی مارا ہو اور بتایا جائے کہ انہوں نے کتنی عورتوں کو طلاقیں دیں؟ حضورﷺ کی گھریلو ازدواجی زندگی پر آپﷺ کی گیارہ بیویاں گواہ ہیں کہ حضورﷺ کتنے مشفق تھے اپنی بیویوں پر۔ حضورﷺ سے ہٹ کر صحابہ کرامؓ میں بتایا جائے کہ طلاقوں کی کیا شرح تھی، امریکی و یورپی معاشرے کے مقابلے میں؟

11 داڑھی کا بھی مذاق اڑایا گیا ہے کہ افغانی کتنی لمبی داڑھی رکھتے ہیں اور ایرانی ایک سینٹی میٹر رکھنا سنت سمجھتے ہیں۔ یہ تمسخر اڑانے والے ذرا کسی یہودی عالم سے پوچھ کے بتا سکیں گے کہ موسیٰؑ کے چہرہ انور پر داڑھی تھی یا وہ شیو (Shave) کیا کرتے تھے؟ کیا کسی عیسائی عالم سے پوچھا جا سکتا ہے کہ عیسیٰؑ کلین شیو تھے یا داڑھی رکھے ہوئے تھے؟ اب اگر مسلمان انبیاء کرامؑ کی سنت تصور کر کے داڑھی رکھتا ہے تو اس سے نفرت کیوں ہے؟

12 شیعہ وسنی جھگڑے، دشمنان اسلام کی گہری سازش اور ہمارے اپنے دنیا دار مذہبی پیشواؤں کی نادانی سے پیدا ہوئے۔ یہ نادان کفر و باطل کو تقویت

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہیں اور ملت اسلامیہ کو کمزور کرتے ہیں۔ انہی فسادات کی بدولت پاکستانی حکمرانوں کے مزے ہیں۔ ورنہ اسلام تو اقلیتوں کو بھی پورا تحفظ دیتا ہے۔ جان و مال کا تحفظ نہ دے سکے تو غیر مسلموں سے وصول کیا ہوا جزیہ اسلامی حکمران واپس کر دیتا ہے۔

13 پاکستان میں مثال دیکر بتایا گیا ہے۔ کہ فلاں ملا نے دائیں ہاتھ ڈرائیونگ کا حکم دیا تو کاروں کے حادثات ہوئے، اور بعض جگہ گاڑیاں روک کر موسیقی کے کیسٹ توڑے جاتے ہیں۔ خیر، ایسے واقعات گاہے گاہے پبلک کی طرف سے جو رونما ہوتے ہیں وہ پاکستانی حکمرانوں کی بے دینی کی وجہ سے ردعمل کے طور پر ہوتے ہیں۔ کہ جب ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے تو آج تک اس ملک میں اساسی نظریے کو کیوں دیس نکالا دیا ہوا ہے؟ باقی صحیح قانون سازی تو ماہرینِ شریعت نے کر کے حکومت کے حوالے کر دی ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاقی شرعی عدالت نے اپنی ذمہ داری کو پورا کر ڈالا ہے۔ لیکن اس جدید طرز پر ڈھالے ہوئے قوانینِ اسلام کا نفاذ، نیت کے کھوٹے اور کمزور ہاتھوں سے ناممکن ہے۔ کوئی دیانتدار خوفِ الٰہی رکھنے والی ایڈمنسٹریشن ہی کر سکتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ مصنوعی خداؤں کو سجدہ ریز نہ ہو۔

14 ملکی حکمران شروع سے ہی یہ عذر تراشتے رہے کہ کون سا اسلام نافذ کریں یہاں تو کئی فرقے ہیں؟ اس عذر لنگ کا جواب ابتدائی سالوں میں ہی علماء کی طرف سے دے دیا گیا تھا۔ جب سید مودودی رحمہ اللہ کی کوششوں سے ملک کے ہر مسلک سے تعلق رکھنے والے مقتدر علماء کرام کا اجلاس زیر

صدارت سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ ہوا تھا۔ بائیس (22) نکاتی متفقہ فارمولا سب علماء کے دستخطوں سے حکومت کو پیش کیا گیا تھا کہ یہ اسلام کے بنیادی اصول ہیں۔ اسلامی ریاست کو چلانے کے لیے انہیں فی الفور نافذ کیا جائے۔ سب ملکی علماء اس پر متفق ہیں۔ مگر خوئے بد را بہانے بسیار، آج تک حکمرانوں نے اس متفقہ مسودے کو درخور اعتنا نہ سمجھا۔ بلکہ عمداً کوشش کی گئی کہ دس فیصد اختلافی فروعی مسائل کو اس قدر اجاگر کر دیا جائے کہ نوے فیصد متفقہ مسائل کی طرف توجہ ہی نہ جا سکے، اور نہ قوم کو حکمرانوں کی عیش پرستیوں کی سوچ فکر مند کرے۔ کبھی علمائے حق اسلامی نظام کے لیے مہم چلائیں تو غیر منطقیانہ پروپیگنڈا شروع ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ کرسی کے بھوکے ہیں۔ یعنی جو ساری عمر کرسی کے قریب نہیں گئے وہ تو کرسی کے بھوکے ہوئے، اور جو ہمیشہ سے کرسی کے ساتھ چمٹے رہتے ہیں اور چمٹے رہنا چاہتے ہیں چاہے پھانسی گلے میں آ جائے، فضاؤں میں بکھر کے رہ جائیں، چاہے کاسۂ گدائی لے کر غیر اللہ کے وائٹ ہاؤس کا طواف کریں۔ یہ بیچارے بالکل بھوکے نہیں، نہ انہوں نے ملک میں بھوک کا نام و نشان رہنے دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرے دین کی سرفرازی یا اپنی زندگی سے بے پروائی

- زندگی کا مقصد کیا ہے؟
- کیا کھانا پینا اور جنسی خواہشات پوری کرتے کرتے مر جانا ہی اعلیٰ مقصد حیات ہے؟
- کیا دولت دنیا سمیٹتے سمیٹتے ہلکان ہو جانے کا نام زندگی ہے؟
- کیا دوسروں کی حق ماری کر کے عیش دنیا میں مگن رہنا حقیقی زندگی ہے؟

اسی طرح کے دیگر کئی ایک سوالات کا جواب ہمیں مطلوب ہے۔

پہلا سوال یہ ہے کہ ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اس سوال سے پہلے یہ بھی سوال ہے کہ مقصد حیات ہونا ضروری بھی ہے یا کہ نہیں؟ ذرا یوں سوچیں آیا ہوائی جہاز بنانے والے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جہاز میں جانوروں کا گوبر اور گندگی کے ڈھیر لاد کر ایک ملک سے دوسرے ملک تک پہنچائے جائیں؟ کیا عمدہ سڑکیں اس لیے بنائی جاتی ہیں کہ بناتے ہی ٹریکٹروں سے ہل چلا کر انہیں اکھاڑ دیا جائے؟ کیا بجلی اس لیے گھر گھر سپلائی کی جاتی ہے کہ تمام بستے گھروں کو جلا کر خاکستر کیا جائے؟ کیا گھروں میں واٹر سپلائی اس لیے ہوتی ہے کہ آبادیوں کو غرقاب کر دیا جائے؟ کیا ریل گاڑیاں اس لیے بنائی جاتی ہیں کہ آپس میں گاڑیوں کو ٹکرائیں اور مسافروں کو ہلاک کریں؟ کیا غلے اور اناج اس لیے اگائے جاتے ہیں کہ انسانی

خوراک بنانے کے بجائے سمندروں میں بہا دیں؟ کیا جوتے اس لیے بنائے جاتے ہیں کہ ان کو پاؤں کے بجائے سر پر باندھ لیا جائے؟

حقیقت پسندی یہ ہے کہ ان سب سوالوں کا جواب نفی میں ہو گا۔ اسی طرز استدلال کو آگے بڑھائیں اور فرمائیں کہ انسان کی پیدائش کا بھی کوئی مقصد ہے یا کہ نہیں؟ اگر ہے تو وہ کیا ہے؟ تخلیق انسانی کا مقصد اعلیٰ جو انبیاء کرام علیہم السلام نے بتایا ہے وہی برحق ہو سکتا ہے۔ باقی تاریخ انسانی کے سب فلسفیوں سے یہ نکتہ حل نہیں ہو سکتا۔ وہ اعلیٰ مقصد یہ ہے کہ مخلوق اپنے خالق کی خوشی کے مطابق زندگی گزارے۔ خالق ہی اپنی مخلوق کے بارے میں بہتر جان سکتا ہے۔ وہی اس کے بھلے کی باتیں جان سکتا ہے۔ وہی صحیح رہنمائی کر سکتا ہے۔ خالق کو ہی اپنی مخلوق سے حقیقی ہمدردی ہو سکتی ہے کسی دوسرے کو نہیں۔ خالق و مخلوق کا رشتہ استوار کرنے کے لیے درمیانی کردار انبیاء کرام علیہم السلام نے ادا کیا اور بتایا کہ بندے کا کام اپنے آقا کی بندگی اور غلامی کرنا ہے۔ اگر بندہ اپنے آقا کی بندگی نہ کر پایا تو گویا وہ اپنے مقصد حیات کو کھو بیٹھا ہے۔ اس سے بڑی جہالت اور نادانی کوئی نہیں۔ علامہ اقبال رحمہ اللہ نے ایک نظم ''طفل شیر خوار'' میں لکھا ہے۔

میں نے چاقو تجھ سے چھینا ہے تو چلاتا ہے تو
مہرباں ہوں میں، مجھے نامہرباں سمجھا ہے تو
پھر پڑا روئے گا اے نووارد اقلیم غم
چبھ نہ جائے دیکھنا! باریک ہے نوک قلم
آہ! کیوں دکھ دینے والی شے سے تجھ کو پیار ہے
کھیل اس کاغذ کے ٹکڑے سے یہ بے آزار ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان اشعار پر غور کریں۔ کہ بچہ نادان ہوتا ہے اسے خبر نہیں ہوتی کہ اس کے ہاتھ سے چاقو چھیننے والا، اس کا ہمدرد ہے یا ظالم؟ وہ تو اسے ظالم سمجھتا ہے اور چیختا ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے۔

یہی حال عام نادان انسانوں کا ہوتا ہے کہ نبی ان کے لیے نہایت شفیق ہوتا ہے وہ ہر نقصان دہ چیز ان سے چھین کر انہیں ہلاکتوں سے بچاتا ہے مگر نادان الٹا چیختے ہیں کہ ہماری آزادیاں اور دلچسپیاں سلب ہو رہی ہیں۔ ہم ان کو اپنا خیر خواہ نہیں مانتے۔ پھر سوچ لیں کہ شیر خوار کے ہاتھ میں چاقو کا انجام کیا ہوگا؟ کیا وہ اپنے آپ کو زخمی نہیں کرے گا؟ کیا اپنے آپ کو ہلاک نہیں کرے گا؟

تری دعا ہے کہ ہو تری آرزو پوری
مری دعا ہے کہ تری آرزو بدل جائے

(اقبال)

اے نادان بچے کی سی سوچ رکھنے والے! کن آرزوؤں کے پیچھے پڑا ہوا ہے؟ دنیاوی بنگلے اور کوٹھیاں، دولت دنیا کی ہوس، بینک بیلنس، جائیدادیں، حکومتی اختیارات، بے مثال کاریں، عمدہ فرنیچر، بہترین کراکری وغیرہ یہ سب کیا ہیں؟ انہی کو مقصود حیات بنا لیا؟ انہی کے حصول میں شبانہ روز محنتیں؟ تھوڑا تدبر کریں تو ان کی حقیقت بچوں کے کھلونوں سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں ہے۔ لذیذ غذائیں، فرحت بخش مشروبات، جنسی خواہشات کے مزے، کیا یہ چیزیں زندگی کو دوام بخش سکیں گی؟ انہی اشیاء سے لطف اندوز ہوتے ہوتے گزر جانا انسانیت نہیں ہے، یہ نری حیوانیت ہے، جانور بھی کھاتے پیتے، بچے جنتے اور چرتے چگتے مر جاتے ہیں۔ کیا فرق ہوا انسان اور حیوان میں؟

لہٰذا اعلیٰ و ارفع مقصد زندگی وہی ہے جو ہمارے نبی ﷺ نے اپنایا کہ خود رب کے بندے اور رب کے پیارے بنے۔ پھر رب کے بندوں کو وہی گر سکھائے جس سے یہ بندے، رب کے پیارے بن گئے۔ علامہ قطب رحمہ اللہ نے یہ واقعہ لکھا ہے۔

"کسی نے حسن بصری رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ کیا آپ مومن ہیں؟ سیدنا بصری رحمہ اللہ نے جواباً فرمایا، ایمان دو طرح کے ہیں۔ اگر تو مجھ سے یہ پوچھتا ہے کہ اللہ پر ایمان، اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان، جنت دوزخ، دوبارہ جی اٹھنے اور حساب کتاب پر ایمان، تو ان پر میرا پختہ ایمان ہے۔ اگر تو مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھے "سچے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے" اور وہ اپنے رب پر اعتماد کرتے ہیں۔ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے ان میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ حقیقی مومن ہیں" تو اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ ان اہل ایمان میں سے ہوں کہ نہیں ہوں۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ کی تڑپ دیکھیں کہ حقیقی مومن ہونے کی کس قدر حسرت ہے؟ نہ کہ غرور علم اور بلند بانگ دعویٰ ایمانی۔ پھر بھی ان کا ہدف حقیقی ایمان تک پہنچنا ہے نہ کہ کھوکھلے دعوے، ہماری طرح۔ اعاذنا اللہ منہ!

ہمارا نفس شرارتوں سے بھرا ہوا ہے اسی لیے حضور ﷺ اپنے ہر خطبہ میں یہ جملہ بھی کہتے "ونعوذ باللہ من شرور انفسنا" ہم اپنے نفس کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی تالیف "الوابل الصیب من الکلم الطیب" میں حضور ﷺ کی ایک دعا ذکر کی ہے جس کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک جملہ یہ ہے۔ ''اے اللہ! میں اپنے نفس کی شرارتوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ یعنی اپنے نفس کی پاکیزگی بہت ضروری ہے۔ پھر قرآن کہتا ہے کہ پیغمبر اسلام کی ذمہ داری یہ بھی ہے ﴿وَيُزَكِّيهِمْ﴾ (البقرہ: 129)

وہ تمہاری زندگی کو سنوارتا ہے۔ سید قطب رحمہ اللہ اپنی تفسیر ''فی ظلال القرآن جلد اول'' میں اس لفظ کی تشریح یوں کرتے ہیں کہ نبی کا زندگی سنوارنا یہ ہے کہ ان کی روحوں کو شرک کی حماقت اور جہالت کی غلاظت سے صاف کرتا ہے۔ روح انسانی کو افکار باطلہ سے پاکیزہ کرتا ہے۔ نفسانی خواہشات و جذبات کو لگام دے کر گندگی کیچڑ میں ملوث ہونے سے بچاتا ہے۔ جنہیں اسلام سنبھالا نہ دے ان کی روحیں وبائی اور بدبودار اخلاق کے جوہڑوں میں آلودہ ہو کر ساری انسانیت کو عیب دار بناتی ہیں۔ نبی ان کی اجتماعی زندگی کو سود، حرام خوری، دھوکہ دہی اور لوٹ مار سے پاک کرتا ہے۔ ان کی حیات کو ظلم و جور اور بغاوتوں سے صاف کرتا ہے۔ اسلام کے زیر سایہ صاف ستھرا عدل و انصاف پھلتا پھولتا ہے جو کبھی تاریخ انسانی نے دیکھا نہ ہو۔ علامہ ابن جریر رحمہ اللہ نے ''یُزَکِّیھِمْ'' کے دو معنی لکھے (پاکیزہ کرتا ہے) اور ان کے جذبہ فرمانبرداری اور اخلاص کو نشوونما دیتا ہے۔

حضور ﷺ اپنے رفقاء کی کیسے تربیت کرتے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی الجامع الصحیح میں یہ روایت لائے ہیں۔ ایک بدو نے مسجد میں پیشاب کیا تو لوگ اس پر ٹوٹ پڑے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہا دینا۔ کیونکہ تم آسانیاں پیدا کرنے والے ہو۔ مشکلات میں ڈالنے والے نہیں ہو۔''

یہ ہے انداز اصلاح و تربیت کہ غلطی کرنے والے پر سختی نہیں کی نہ دوسروں کو

سختی کرنے دی، نرمی سے اصلاح ہو رہی ہے۔ کسی خطا کار پر غضب نہیں توڑا جا رہا، نہ اس کے خلاف دل میں نفرت ہے، نہ زبان پر کرختگی ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ حقیقی مصلح اور مربی ہیں۔ تبھی دلآویز کلام سے اصلاح کرتے ہیں۔ جو مصنوعی مصلح ہوتے ہیں۔ ان کی آنکھوں سے شرارے اڑتے ہیں اور منہ سے جھاگ برستی ہے اور خطا کار ان کی غضب ناکی سے سلامت نہیں رہ سکتا۔

ایک اور واقعہ ابوداؤد میں منقول ہے۔ کہ حضور ﷺ دوران سفر حجۃ الوداع میں العرج مقام پر پہنچے، سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمراہ تھے۔ وہاں بیٹھ کر غلام کا انتظار کرنے لگے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ غلام بغیر اس اونٹ کے آ رہا ہے جس پر ان کا زادِ سفر تھا۔ پوچھا اَیْنَ بَعِیْرُكَ؟ تیرا اونٹ کدھر ہے؟ کہا: کل رات سے گم ہے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ناراضی سے کہا، کیا ایک تیرا ہی اونٹ گم ہونا تھا۔ پھر غلام کو پیٹنے لگے۔ اور حضور ﷺ پاس بیٹھے مسکراتے رہے۔ اور فرمایا ''دیکھو یہ محرم کیا کر رہا ہے'' یعنی حالت احرام میں مار رہا ہے۔ بس آپ ﷺ نے اتنا ہی فرمایا اور مسکراتے رہے۔ حضور ﷺ بطور مربی لغزش کرنے والے پر غضبناک نہ ہوئے بلکہ ہنستے ہوئے توجہ دلا دی۔ فارسی مقولہ ہے۔ ''عاقل را اشارہ کافی است'' عقلمند کو اشارہ کافی ہے۔ اگر آج کا مصنوعی مربی ہوتا تو بھڑک اٹھتا کہ تو نے حالت احرام میں مارا ہے تیرا تو حج ہی نہیں ہوگا وغیرہ۔ آج کے اکثر سخت گیر علماء و مرشدین تو نفرتوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ معمولی معمولی بات پر مریدین پر غضب کے پہاڑ توڑ دیتے ہیں۔ فرقہ بازی کی لعنت دلوں کو جلا بخشنے کے بجائے زنگ آلود کرتی ہے۔ ایک دوسرے کے خلاف تعصب کوٹ کوٹ کر بھر دیتی ہے۔ ہر فرقہ اپنے آپ کو برحق تصور کرکے باقی فرقوں کو برسرباطل تصور کرتا ہے۔ نفرت

www.KitaboSunnat.com

کے بیج بوئے جاتے ہیں اور وہ بھی مذہب کے نام پر۔ تمام فرقوں کے معتدل احباب سے معذرت کے ساتھ عرض ہے۔ کہ اپنے اپنے متعصب افراد کو سمجھاتے رہیں کہ ایک دوسرے کے خلاف کفرسازی کا توپ خانہ پنپنے نہ دیں۔ نفرتوں کے بجائے محبتوں کی فضاءء پیدا کریں۔ یہی تربیت ہے، یہی تزکیہ ہے ہر جماعت اپنے کارکنوں میں حوصلہ پیدا کرے کہ اپنے خیالات سے ہٹ کر دوسروں کے خیالات سننے کے عادی ہو جائیں، طیش میں نہ آیا کریں۔ یہ سابقہ ہمیں ہر فرقہ میں پیش آتا ہے۔ مدعیان توحید باری تعالیٰ میں بعض سرپھرے متعصب، مقلدین پر دانت پیس کے رہ جاتے ہیں کہ بس چلے تو انہیں کچا کھا جائیں۔ بعض مدعیان عشق رسول ﷺ غیر مقلدوں کیخلاف یوں انتہا کی زہر اگلتے ہیں کہ وہابی سے ہاتھ ملانے پر نکاح ہی ٹوٹ جاتا ہے۔ بعض شیعہ متعصب سر بازار تعزیتی جلوس میں سینہ کوبی یوں کرتے ہیں جیسے آج کے سنیّوں نے سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے۔ اوران کے سر چڑھ کر ماتم کرتے ہیں۔ ان کا بس چلے تو جو چھریاں اپنے جسم پر مار کر وحشت و بربریت پھیلاتے ہیں، وہ سنیّوں کے سینوں میں اتار دیں۔ کیا یہ نبی رحمت ﷺ کا دین ہے؟ جب ہر فرقے کے مسلمان اسی ایک اللہ کے ماننے والے ہیں۔ ایک ہی سب کا نبی ﷺ ہے۔ ایک ہی قرآن سب کے لیے چشمہ ہدایت ہے۔ ایک ہی سب کا قبلہ ہے۔ تو کیوں نہیں متفق علیہ مسائل کو عام کرتے؟ کیوں معمولی اختلافی مسائل کو پہاڑ بنا دیا جاتا ہے؟ کیا آپ کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کے مختلف مسالک کے نوے فیصد مسائل متفق علیہ ہیں۔ صرف دس فیصد مسائل پر باہمی کشت وخون ہوتا ہے۔ قدرے علم وعقل رکھنے والا آدمی جب غور کرتا ہے۔ کہ شیعہ وسنی، مقلد وغیر مقلد، وہابی، دیو بندی، بریلوی، ان سب

میں جو اختلافات ہیں۔ ان کی بنیاد قرآن وسنت تو ہے نہیں، سارا جھگڑا تعصب کا ہے۔ ہر مکتب کے علماء وطلبہ کے ذہن اس قدر مسموم کر دیئے جاتے ہیں کہ غیر جانبدار مسلم یا غیر مسلم دیکھے تو اسے حیرت ہو بلکہ ہنسی آئے کہ کار طفلاں ہے۔ دین اسلام جو عظیم الشان مذہب ہے اسے بچوں کا کھیل بنا کے رکھ دیا ہے۔

افسوس کہ دین کے نام پر فرقہ ایک بت کی شکل اختیار کر گیا ہے اور اسے ماننے والے صنم پرستوں کی طرح ہی تنگ نظر ہو گئے ہیں۔ ہر فرد کسی نہ کسی بت سے وابستہ ہے الاماشاء اللہ! اپنے لیے خاص نام چن لیے ہیں۔ خاص خاص نشانیاں مقرر کر لی ہیں۔ ہر فرقے کے رہنماؤں نے اپنی اپنی ٹکلی بھیڑیں پال رکھی ہیں۔ ہر بھیڑ پر نشان لگایا ہوا ہے کہ کسی دوسرے کے ریوڑ میں شامل نہ ہو جائے۔ اور پال رکھی ہیں صرف اون اتارنے کے لیے۔ قرآن نے جو دین ہمیں دیا وہ اسلام ہے۔ مگر اسلام سے ہمیں پیار نہیں۔ ہمیں اپنے فرقے سے پیار ہے۔ قرآن نے ''امت مسلمہ'' نام دیا مگر ہمیں اپنی فرقے پر ناز ہے۔ قرآن نے ابراہیم علیہ السلام کو اعزازی نام ''مسلم'' دیا مگر ہمیں مسلم کے لفظ سے کوئی دلچسپی نہیں ہمیں تو مصنوعی القاب اچھے لگتے ہیں۔ اقبال رحمہ اللہ اسی المیے پر تنبیہ کرتے ہیں۔

یہ ہند کے فرقہ ساز اقبال آزری کر رہے ہیں گویا
بچا کے دامن بتوں سے اپنا غبارِ راہِ حجاز ہو جا

خیر، ہمارا موضوع ہے تزکیہ وتربیت، ابھی اللہ کا شکر ہے کہ ہر فرقے میں درد مند دل رکھنے والے بھی خال خال ہیں، سلیم الفطرت لوگ موجود ہیں۔ جن کا دل پوری امت کے مسائل کے ساتھ ساتھ دھڑکتا ہے۔ میں قسم کھانے کا عادی نہیں ہوں۔ لیکن جانتا ہوں کہ عام مسلمان آپس میں پیار ومحبت کے دلی طور پر تمنائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔مگر ان بے نصیب مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی لیڈر شپ انہیں اکٹھا نہیں ہونے دیتی۔ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے شاطر اپنی دکانِ زرگری بڑھاتے ہیں۔

حال ہی میں پاکستان نے ایٹمی دھماکہ کیا تو ہر مسجد و مکتب میں مسلمانوں نے خوشی کا اظہار کیا کیونکہ یہ مسئلہ پوری ملت پاکستان، بلکہ پوری ملت اسلامیہ کا تھا۔ سب کو حقیقی خوشی ہوئی۔سب کے مرجھائے ہوئے دل کھل اٹھے۔سب یک زبان و یک قلم ہوئے۔اللہ ایسی خوشیاں ساری امت کو قدم قدم پر دکھائے۔اللہ کرے سب کے دل ایک دوسرے کے لیے محبت و الفت سے بھر جائیں۔آمین! یہی رسم محبت ہمارے نبی مکرم ﷺ نے عام کی تھی۔اسی محبت کی تربیت کی فکر کریں اسی محبت کی بنیاد پر سب کا تزکیہ نفس کریں۔اپنی ذات کے بجائے، اسلام کی خاطر اپنی پسند و ناپسند کے معیار قائم کریں۔

www.KitaboSunnat.com

عظمتِ شہادت

عشق بڑھتا رہا سوئے دار و رسن
زخم کھاتا ہوا مسکراتا ہوا
حق و باطل میں ہر دم رہا معرکہ
خار زاروں میں گل، دل لبھاتا ہوا
اب ذرا ٹھہر کر اپنے دل تھام لو
ساحرانِ وطن سرفروش آ گئے
جونہی ایماں کی لو ان کے دل میں لگی
آیا فرعون ان کو ڈراتا ہوا
برملا ''فَاقْضِ'' کہہ کے فدا ہو گئے
اس سے روٹھے تو حق آشنا ہو گئے
لات دنیا کو ماری عجب تھا سماں
یہ کیسا نرالا تماشا ہوا
اہل مکہ نے پکڑا خبیب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ
اس کی سولی کے چرچے کئے چار سو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھنے مرد و زن آئے میدان میں
طائر خلد تھا، چہچہاتا ہوا
جس نے حبِ نبی ﷺ میں کہا، ظالمو!
جان میری فدا اپنے محبوب پر
تیر کھاتا رہا خون چلتا رہا
نام اسلام کا گنگناتا ہوا
حمزہ و مصعب و جعفر و حنظلہ رضی اللہ عنہم
کیسے کیسے حسیں خون میں نہلا گئے
ان شہیدوں کا قصہ مسلسل رواں
باطل اب تک بھی زور آزماتا ہوا
ارض مصر آج بھی خون آشام ہے
حسن بنآ کا گلزار خونبار ہے
خود امام حسن رحمہ اللہ قاہرہ چوک میں
گولیاں اپنے سینے میں کھاتا ہوا
اے سید قطب رحمہ اللہ تیری عظمت عیاں
جب وزارت شہادت پہ قربان کی
تو نے حق کا نہ باطل سے سودا کیا
دے گیا درسِ زیست تو جاتا ہوا
ایک بطل جلیل ارض لاہور میں
جس کا نسب گرامی ہے مودود سے

جبر، دارو رسن پر تھا لایا اسے
عزم آہن تھا چھکے چھڑاتا ہوا
کتنے ہیرے جواں آج کشمیر میں
آبیاری ملت میں خوں دے گئے
ان کو پروا نہیں عیش دنیا کی سن
کفر اب تک یہی گل کھلاتا ہوا
یہ لڑی موتیوں کی بہت خوب ہے
جو پرویا گیا وہ حسیں ہو گیا
وہ نگاہ خدا میں جلی ہو گیا
قسمت قوم کو جگمگاتا ہوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مقصد شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ

عصر حاضر میں روافض و نواصب کے غلو نے، ایسے لاطائل مباحث میں امت کو الجھا کے رکھ دیا ہے کہ آج بحث یہاں تک زبان زد عام ہے کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ برسرِ حق تھے یا یزید؟ اور ان بحثوں کی گرد و غبار میں مقصد شہادت کی طرف سے توجہ ہی ہٹ کے رہ گئی ہے۔ یہ طریق بحث نہ اہل سنت کو زیب دیتا ہے نہ اہل تشیع کو۔ مؤرخین پر طعن و تشنیع تک صبر نہیں ہوتا، بڑھ کر اکابر امت کی پگڑیاں اچھال کر تسکین قلب کرتے ہیں، یہ کونسی خدمت اسلام ہے؟ اکثر عوام الناس جو ان بحثوں میں لطف محسوس کرتے ہیں ان میں سے کتنے ہیں جو پانچ وقت نماز با جماعت ادا کرنے والے ہیں، کتنے ہیں جو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے پابند ہیں؟ کتنے ہیں جو بوقت سحر حضور حق میں اپنے گناہوں پر ندامت کے آنسو بہاتے ہیں؟ کتنے ہیں جو حلال و حرام کی تمیز کرتے ہیں؟ کتنے ہیں جو اسوہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق زندگی گزارنے کی فکر میں ہیں؟ کتنے ہیں جو کتاب الٰہی سے روزانہ اپنے دل کی صفائی کرتے ہیں؟ کتنے ہیں جو حدود اسلام کے اندر رہنا پسند کرتے ہیں؟ کتنے ہیں جو دین الٰہی کو دنیا میں غالب کرنے والے ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب لکھا ہے، واقعہ کربلا کے بعد خاندان نبوت نے اسلامی انقلاب کی ہمیشہ کوششیں جاری رکھیں۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بعد

ان کے پوتے زید بن علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے ہشام بن عبدالملک کے مقابلہ میں علم جہاد بلند کیا۔ اور 122ھ میں مصلوب و شہید ہوئے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں دس ہزار درہم بھیجے اور خود حاضر نہ ہو سکنے کی معذرت بھیجی۔ ان کے بعد بنی حسن سے سیّدنا محمد ذوالنفس الذکیۃ نے مدینہ طیبہ، اور ان کے مشورہ سے ان کے بھائی ابراہیم بن عبداللہ نے کوفہ میں منصور کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی حمایت میں تھے۔

مورخین اسلام میں متاخرین میں سے، علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''البدایہ والنہایہ'' میں ساٹھ سے زائد صفحات رقم کیے ہیں۔ احوال حسین رضی اللہ عنہ پر، ایک طرف لکھتے ہیں۔

''ولقد بالغ الشیعۃ فی یوم عاشوراء فوضعوا احادیث کثیرۃ کذبا فاحشا''

''یوم عاشوراء میں شیعہ نے بہت مبالغہ کیا ہے۔ کتنی ہی جھوٹی احادیث گھڑ ڈالیں۔''

دوسری طرف امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''وقد عاکس الرافضۃ والشیعۃ یوم عاشوراء النواصب من اھل الشام''

شام کے ناصبیوں نے روافض و شیعہ کے برعکس یہ کیا کہ عاشوراء کے روز انہیں چڑانے کے لیے دانے پکاتے ہیں، غسل کرتے ہیں، خوشبو لگاتے، فاخرہ لباس پہنتے ہیں، عید کا دن مناتے ہیں، طرح طرح کے کھانے بناتے ہیں، خوشی اور مسرت کے مظاہرے کرتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

امام ابن کثیر رحمہ اللہ بحث کو سمیٹتے ہوئے فرماتے ہیں:

''فکل مسلم ینبغی له ان یحزنه قتله رضی اللہ عنہ، فانه من سادات المسلمین، وعلماء الصحابة، ابن بنت رسول الله ﷺ التی هی افضل بناته، وقد کان عابدا وشجاعا و سخیا، ولکن لایحسن مایفعله الشیعة من اظهار الجزع والحزن الذی لعل اکثره تصنع و ریاء''

''ہر مسلمان کو قتل حسین رضی اللہ عنہ کا غم کھانا زیب دیتا ہے، کیونکہ وہ سادات مسلمین سے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علماء میں سے تھے۔ بنت رسول ﷺ کے فرزند تھے۔ وہ عبادت گزار، بہادر اور سخی تھے۔ لیکن یہ اظہار غم شیعہ کی طرح جزع وفزع والا نہ ہو، وہ اکثر تصنع اور ریا ہے۔''

حقیقت یہ ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ سے افضل تھے وہ بھی شہید ہوئے مگر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا ماتم نہیں ہوتا۔ اسی طرح سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے افضل تھے اہلسنّت کے نزدیک۔ اپنے گھر میں محصور قتل ہوئے، ان کا بھی ماتم نہیں ہوتا، ایسے ہی سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ وسیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ وسیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے افضل تھے۔ نماز فجر پڑھاتے ہوئے تلاوت قرآن کے دوران محراب مسجد نبوی ﷺ میں شہید ہوئے۔ ان کا بھی ماتم نہیں ہوتا۔

اسی طرح سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان سے افضل تھے، ان کا بھی ماتم نہیں ہوتا۔ ان کے یوم وفات پر۔ اور رسول ﷺ تو ساری مخلوق انسانی کے سربراہ ہیں، دنیا وآخرت میں۔ کسی نے حضور ﷺ کے یوم وفات کو ماتم کا دن قرار نہ دیا۔ یہ تھے علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کے خیالات۔ کس قدر توازن ہے روافض ونواصب

کے غلو میں۔ جد العلماء فی الهند سیّدنا شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ بھی، ایسے مبالغوں اور غلو سے یوں برائت کا اعلان فرماتے ہیں۔

''مذهبنا مابین الغالی والجانی''

''ہمارا مذہب افراط وتفریط کے درمیان میں ہے۔''

یہ بحثیں کہ تاریخ میں شیعوں کا زیادہ ہاتھ ہے۔ اس بنیاد پر عظمت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو رد کرنا انصاف نہیں ہے۔ آئمہ اربعہ کے مقلدین ذرا غور کریں کہ چاروں اماموں کی ہمدردیاں وقت کے جابر حکمرانوں کے ساتھ کبھی نہ ہوئیں۔ بلکہ ان کے دل بھی اہل بیت کی محبتوں سے سرشار تھے۔ غیر مقلد حضرات غور فرمائیں کہ محدثین نے اپنی کتب حدیث میں یہ باب باندھے۔ باب مناقب اهل بیت النبی ﷺ مشکوة، باب مناقب الحسن و الحسین رضی اللہ عنہما بخاری۔ باب فضائل الحسن والحسین (صحیح مسلم) وغیرذلک

یہ تو ماہرین حدیث کی عقیدت ہے اہل بیت کے ساتھ کہ خصوصی طور پر فضائل ومناقب کے سرعنوان مقرر کیے۔ کیا یہ بھی تاریخی کمزور روایات ہیں؟ کتب ستہ سے بڑھ کر معیار صحت کس کا ہے؟ کیوں ان معتبر کتب کی روایات کو شیعہ کے خلاف اندھے جوش میں نظر انداز کیا جاتا ہے؟ اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے کردار کو مسخ کرنے کی کوشش کہاں پہنچا کے چھوڑے گی؟ شہادت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ پر عظیم الشان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دل فگار تھے۔ جو صحابہ رضی اللہ عنہم ہمدردی سے انہیں مکہ مکرمہ میں روک رہے تھے کہ نہ جائیں کوفہ، وہی صحابہ رضی اللہ عنہم بعد از شہادت حسین رضی اللہ عنہ کیا کہتے ہیں۔

صحیح بخاری کی روایت ہے۔ ابو نعیم نے سنا جبکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی عراقی نے پوچھا کہ احرام والا شخص مکھی مارے تو گناہ ہے؟ فرمایا۔ عراقیوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا حسین ؓ کا خون ناحق کیا اور اب قتل ذباب کا مسئلہ پوچھتے ہیں۔

((وقد قال رسول اللہ ﷺ هما ريحا نتاى من الدنيا))

''حالانکہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا: وہ دونوں (حسن و حسین) اس دنیا سے میرے پھولوں کے گلدستے ہیں۔''

کیا یہ روایت بھی محل نظر ہے؟ جامع ترمذی کی روایت ہے:

((ان رسول الله "ابصر حسنا و حسينا فقال ، اللهم انى احبهما فاحبهما)) (حديث حسن و صحيح)

''حضور ﷺ نے سیّدنا حسن و حسین ؓ کو دیکھا تو دعا کی۔ الٰہی میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت رکھ۔''

کیا یہ روایت بھی ناقابل اعتبار ہے۔ کتنی صحیح احادیث کا قتل کر کے ہی کردار حسین ؓ مسخ ہو سکتا ہے۔

سیّدنا عمرو بن عاص ؓ نے کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے، حسین ؓ کو آتے دیکھا تو فرمایا۔

''هذا احب اهل الارض الى اهل السماء''

''یہ شخص آسمان والوں کو ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔''

امام حسین ؓ کی مکہ مکرمہ سے روانگی کے وقت سیّدنا عبداللہ بن زبیر ؓ بھی، انہیں روکنے والوں میں تھے۔ کیا انہیں یہ خیال تھا کہ سیّدنا حسین ؓ غلط جا رہے ہیں۔ اس خیال کا جواب، البدایہ والنہایہ، میں یہ ہے۔

جب سیّدنا ابن زبیر ؓ کو قتل سیّدنا حسین ؓ کی خبر پہنچی تو لوگوں میں امام کی حمایت کے خطابات شروع کر دیئے ''ويعظم قتل الحسين واصحابه

جدا''، قتل حسین ؓ کی زبردست تعظیم کرتے اور آپ کے جانثاروں کی عظمت بتاتے۔ اہل کوفہ پر نفرتیں بھیجتے جو انہوں نے حسین ؓ کی رسوائی کی۔ سیّدنا حسین ؓ پر ترس کھاتے اور قاتل حسین کو لعنتی کہتے اور فرماتے۔

''اللہ کی قسم رات کو طویل قیام کرنے والے، اکثر دنوں کے روزے دار کو انہوں نے قتل کیا۔''

یہ سب شواہد معیار ہیں اور منہ بولتا ثبوت ہیں کہ سیّدنا حسین ؓ نہ حق کے باغی تھے نہ بزدل تھے۔ بلکہ خلافت علی منہاج النبوۃ کی گاڑی ملوکیت سے ہٹا کر پھر اسی پٹڑی پر لانا چاہتے تھے جس پر حضور ﷺ نے اسے چھوڑا تھا۔ اگر نظام باطل کے سامنے ڈٹ جانا جرم ہے تو امام ابوحنیفہ ؒ نے کیوں نہ ابوجعفر منصور کا پیش کردہ منصب قضاۃ قبول کیا؟ کیوں تازیانوں کی سزا سہتے رہے؟ امام ؒ جانتے تھے کہ ایسی حکومت کے بڑے عہدے قبول کرنا جو غیر اسلامی ہو۔ اس کے مترادف ہے کہ اس کے تمام مظالم کو حق بجانب ٹھہرایا جائے۔ آپ کے تقرر سے، ساری غیر اسلامی فضا صحیح ٹھہرتی تھی اور حکومت وقت کہہ سکتی تھی کہ اگر ہماری حکومت غیر آئینی یا غیر اسلامی ہوتی تو امام ابوحنیفہ ؒ اس میں اتنے بڑے منصب پر کیوں فائز ہوتے۔

امام احمد بن حنبل ؒ کی سزاؤں کا واقعہ یاد کریں تو آنکھیں آنسوؤں سے بھر آتی ہیں۔ اگر نظام باطل کے سامنے جھکنا روا ہوتا تو (امام مدینہ) امام مالک ؒ، والی مدینہ جعفر سے، جبری طلاق کے ناروا کہنے پر، ستر کوڑے پیٹھ پر نہ کھاتے اور نہ اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں سے اترواتے، نہ گدھے پر سوار کر کے گلی گلی رسوا کئے جاتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر باطل حکومت کی ہاں میں ہاں ملانا ضروری تھا تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ مامون الرشید کے دربار شاہی میں چونتیس کوڑے کیوں کھاتے، اٹھائیس ہفتے کی قید کیوں کر قبول کرتے۔ اگر برائے نام مسلم حکمرانوں کی اطاعت ضروری تھی تو علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اندھے کنوئیں کی اسیری کیوں برداشت کرتے؟ اگر نام نہاد مسلم حکمرانوں کی اطاعت واجب تھی تو رئیس المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ شاہ بخارا کے ہاتھوں جلا وطنی کے دکھ کیوں کر سہتے؟ کبھی حاکمِ نیشاپور کا جبرو استبداد برداشت کیا۔ جگہ جگہ مسلم حکمرانوں نے جب پریشان کیا تو ایک روز بے ساختہ زبان سے دعا نکلی۔

"الٰہی تیری زمین وسعتوں کے باوجود میرے لیے تنگ ہو گئی ہے۔
اس لیے اب مجھے اپنے ہاں بلا لے۔" (تاریخ بغداد از خطیب بغدادی)

انہیں عظیم الشان اماموں کے نقش قدم پر چلنے والا، ہماری اس صدی کا سپوت، آل رسول ﷺ ہی سے، 1953ء میں پھانسی کی کال کوٹھڑی تک پہنچایا گیا۔ قصور اس کا بھی وہی تھا کہ ہماری بیعت کیوں نہیں کرتے۔ تمہیں جرأت کیسے ہوئی ہے ہماری بے دینی پر زبان کھولنے کی؟ لیکن سید مودودی رحمہ اللہ نے خاندان نبوت کی لاج رکھ لی۔ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

"موت اور زندگی کے فیصلے زمین پر نہیں آسمان پر ہوتے ہیں۔"

جو لوگ اسلام میں ملوکیت کے علمبردار بنے، ان کا کوئی ماضی نہیں ہے۔ ان میں سے کچھ دنیا طلبی کی خاطر ملوکیت کے آگے سر تسلیم خم کر گئے، کچھ عزیمت و جرات سے گھبرا کر گوشہ نشین ہو گئے۔ کچھ بزدل نکلے۔ اسی قحط الرجالی پر اقبال کف افسوس ملتے ہیں۔

قافلہ حجاز میں ایک حسین بھی نہیں
گرچہ ہے تابدار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات

یہاں حجاز سے مراد صرف سعودی عرب نہیں ہے۔ بلکہ قافلہ حجاز سے مراد پوری امت مسلمہ ہے جو خواب غفلت میں مدہوش ہے۔ ملت کی طویل نیند کے باوجود عصر حاضر میں دنیا کے گوشے گوشے سے بیداری ملت کی لہریں ابھر رہی ہیں۔ اور شہیدوں کے گرم و نرم لہو سے چمن میں روٹھی ہوئی بہار آنے کو ہے۔ ان شاء اللہ، لہٰذا خوش نصیب ہے وہ جو راہ حق میں تڑپایا گیا۔ اسی تڑپ سے باد بہاری چلے گی اور غلبۂ اسلام ہوگا۔ بے نصیب ہوں گے وہ لوگ جو معرکہ فرعون وکلیم میں جانبدار بن کر تماشہ دیکھیں گے۔

بلاتی ہیں موجیں کہ طوفاں سے کھیلو
کہاں تک چلو گے کنارے کنارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شہادت حسین ؓ کے بارے میں تین نظریے

1 ایک گروہ کا نظریہ یہ ہے کہ امام حسین ؓ کا خروج خلافِ حق تھا اور یزید حقیقی امیر تھا اس کی بیعت کرنا بھی شرعاً ضروری تھا۔ اس سلسلے میں اس گروہ نے کچھ کتابچے بھی شائع کئے اور یزید کی مدافعت پر اتنا زور صرف کیا کہ اسے رحمۃ اللہ علیہ کے درجے تک پہنچایا بلکہ اسکی فضیلت پر حدیث قسطنطنیہ کو کھینچ تان کر اس پر منطبق کیا۔ اس گروہ کی اگر آپ گذشتہ تاریخ پر نظر ڈالیں تو یہ گروہ ہر دور میں ملوکیت کا حامی رہا۔ ہر قسم کے برے اور ظالم حکمرانوں کا معاون رہا۔ یعنی جاہ پرستی کی تمنا میں مذہبی لبادہ اوڑھ کر جبر و استبداد کے پنجے مضبوط کرنا اس کا کام رہا۔ شاہی درباروں میں یہ طبقہ پیش پیش رہا۔ یہ لوگ راہِ عزیمت سے گریزاں، عافیت کوش اور فساق و فجار حکمرانوں کے مدح خوان رہے۔ جبکہ یہ راستہ اہلِ حق کا نہ تھا ، چاروں جلیل القدر آئمہ کا کردار اس کے برعکس ہے۔ ان عظیم بزرگوں نے وقت کے جبر سے کوئی مصالحت نہ کی بلکہ اس کی مخالفت کر کے تختۂ مشق ستم بنے۔ امام ابو حنیفہ ؒ کو جب سزائیں دی جا رہی تھیں تو کتنے علماء ان کے ساتھ تھے؟ بہت سارے درباری ملا تھے اور باقی کم ہمت چپ سادھ گئے تھے۔ امام ابو حنیفہ ؒ کی سزاؤں کو یاد کر کے امام احمد بن حنبل ؒ کی آنکھیں آنسو گراتی تھیں۔ امام مالک ؒ کو والی مدینہ جعفر کے حکم پر ستر کوڑے لگائے گئے اور آپ ؒ کے بازو شانوں سے اکھڑوائے گئے۔ کتنے علماء امام مدینہ کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر سزا

پاتے رہے؟ اکثر دربارِ ملوکیت کے مزے لوٹتے رہے۔ امام احمد بن حنبل ؒ کو مامون الرشید کے دربارِ شاہی میں چونتیس کوڑے مارے گئے اور اٹھائیس ہفتے جیل میں بند رہے۔ کتنے علماء وقت امام کے ہمراہ سزا پاتے رہے؟ سب رفتہ رفتہ کھسک گئے۔ کیا ان اماموں کے زمانے میں حکمران غیر مسلم تھے؟ ہرگز نہیں، بلکہ یزید کی طرح ہی نظامِ مملکت چلانے والے تھے۔ پھر کیوں آئمہ دین نے وقت کے مسلم حکمرانوں کے ہاتھ پر بیعت نہ کی؟ آئمہ برحق کی سیرتیں اس بات کا کھلا ثبوت ہیں کہ راستہ حسین ؓ والا ہی درست ہے نہ کہ یزید والا۔

2 گروہِ ثانی کا نظریہ یہ ہے کہ امام حسین ؓ کی شہادت پر سوگ منایا جائے، ماتم کیا جائے، حالانکہ میت پر نوحہ خوانی سے شریعت نے منع کیا تھا۔ مگر اس گروہ کے نزدیک سوز خوانی ایک ثواب ہے۔ نقلی دلائل سے ہٹ کر اگر عقلاً بھی دیکھا جائے تو نوحہ وشیون بزدلی کی علامت ہیں نہ کہ بہادری اور شجاعت کی۔ اسی لیے امام خمینی ؒ نے تعزیہ کے جلوسوں پر پابندی لگائی تھی ان کی زندگی میں پہلا تعزیتی جلوس ایران میں کچھ عزاداروں نے نکالا تو پاسداران نے جلوس پر لاٹھی چارج کر کے جلوس کو منتشر کیا تھا دنیا بھر میں شیعہ کا مرکز ایران ہے مگر وہ شیعہ صاحبِ علم ہیں اور برصغیر کے شیعوں کو وہ شیعہ نہیں مانتے بلکہ وہ انہیں عزادار کہتے ہیں۔ ایرانی شیعہ برصغیر کے عزاداروں کو بدعتی قرار دیتے ہیں۔ خیر، اس گروہِ دوم کا نظریہ بھی کوئی عظیم نظریہ نہیں ہے۔ حالانکہ شہادت حسین ؓ نام ہے حق کی خاطر اپنی جان پر کھیل جانے کا۔ مگر برصغیر کے اکثر لوگ اس نظریے کے حامل، گروہِ اول کی طرح جاہ پرست حکومتوں کے دلدادہ، حکمرانوں کے گرویدہ، ہر حکومت میں گھسے ہوئے نظر آئیں گے۔ اِلاّ ماشاء اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(3) تیسرا گروہ وہ ہے جو شہادت حسین ؓ کو اپنے لیے آئیڈیل تصور کرتا ہے، جیسا کہ اقبال ؒ فرماتے ہیں۔

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری

یہ گروہ قدیم زمانے سے چلا آ رہا ہے اور اس گروہ نے کبھی وقت کے جبر سے مصالحانہ رویہ اختیار نہیں کیا۔ وہ اپنے اپنے دور کے فرعونوں، نمرودوں سے ٹکرائے اور حق پرستی کی پاداش میں ہر ظلم کا نشانہ بنے۔ امام حسین ؓ، امام ابو حنیفہ ؒ، امام مالک ؒ، امام احمد بن حنبل ؒ، امام ابن تیمیہ ؒ اور عصرِ حاضر کے امام ابو الاعلیٰ المودودی ؒ، امام حسن البنا شہید ؒ، اس قسم کے دیگر زعمائے امت ساری ملتِ اسلامیہ کے لیے مشعل راہ ہیں۔ ٹھنڈے دل و دماغ سے اگر تاریخِ اسلامی کا تجزیہ کیا جائے تو یہی تیسرا گروہ برسرِ حق محسوس ہوتا ہے۔ وہ علماء جو آزمائش کے وقت باطل سے صلح کر لیں یا تقیہ کر لیں یا جیلوں میں معافی نامے لکھ کر رہائی پا جائیں، کبھی آئمہ اسلام کے راستہ پر نہیں ہو سکتے۔ پوری تاریخ گواہ ہے کہ جن آئمہ نے راہِ حق میں سختیاں برداشت کیں انہی کا نام روشن ہے اور جو حکومتوں سے مل گئے ان کا کوئی نام نہیں ہے۔ اس لیے شہادت حسین ؓ میں پہلے دو گروہوں کے خیالات دلیلِ کم نظری و کم ہمتی ہیں اور گروہِ ثالث کا کردار ہی خلافت علی منہاج النبوت کا علمبردار ہے۔ نرا چند مذہبی مراسم کے ادا کرتے رہنے سے اسلامی انقلاب کی توقع عبث ہے اس لیے بلند ہمتی شیوۂ مومن ہے۔

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

(اقبال)

نہ اس زمانے کے یزید نے نمازوں سے کسی کو روکا تھا نہ آج کے یزیدی حکمران کسی کو نماز سے روکتے ہیں۔ بس ان پر بھاری ہے تو کلمۂ توحید ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' یہ نہیں چاہتے کہ کرسی اقتدار سے اتر کر نیچے بیٹھیں اور کلمہ کو کرسی پر بٹھائیں۔ یہ کلمہ کی حکمرانی کے بجائے اپنی حکمرانی چاہتے ہیں۔ زبان سے تو کلمہ پڑھتے ہیں مگر دل سے کلمہ سے نفرت کرتے ہیں۔ ان سے بڑا مشرک کون ہوگا؟ ان سے بڑا ظالم کون ہوگا؟ ان سے بڑا بدعتی اور کون ہوگا؟ ان ظالموں سے ٹکرانا حسینیت ہے۔ ان ظالموں سے مل جانا یزیدیت ہے۔ وہ لوگ کوتاہ اندیش ہیں جو چھوٹے درجے کے شرک و بدعت پر جھگڑتے ہیں اور اس بڑے شرک و بدعت کے خلاف حرکت نہیں کرتے کیونکہ وہ زیادہ زور آور ہے۔ اس کے ہاتھ میں اقتدار ہے، جیلیں ہیں، کوڑے ہیں، جرمانے ہیں، طرح طرح کی سزائیں ہیں۔ ادھر کا رخ وہی کرے جو حسین ؓ کا سا حوصلہ رکھتا ہو جو آئمہ دین کی سی عزیمت رکھتا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندہ مومن......اور اس کے اوصاف

دنیا میں ہر ادارہ اپنے کارکنان کو خصوصی ٹریننگ کے مراحل سے گزارتا ہے۔ مثلاً فوج میں کمیشنڈ آفیسر جو بھرتی کیا جاتا ہے، تو اسے مشکل سے مشکل تربیت سے گزارا جاتا ہے۔ تربیت دو طرح سے ضروری ہوتی ہے۔

1. ایک تو جسمانی طور پر مضبوط اور طاقتور ہونا ضروری ہے۔ جسماً مضبوط نہیں ہو گا تو دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ فوجی اخلاق و آداب پوری طرح سکھائے جاتے ہیں۔

2. دوسری تربیت یہ ہوتی ہے کہ ذاتی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ وہ (Formation) فوجی تربیت اور نظم و نسق کا پابند ہو جائے۔ کمانڈر کے حکم کی تعمیل فوراً کرے۔ اس میں سستی اور غفلت نہ پائی جائے۔ تاکہ بروقت حرکت و عمل سے اور چستی سے اپنا ہدف پورا کرے۔

- اسلامی نقطۂ نظر سے قرآن و حدیث اور سیرت نبوی ﷺ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ کہ حضور ﷺ نے اپنے کارکنان کی تربیت کے یہ دونوں کام اعلیٰ درجے سے کیے تھے۔ یعنی ایک ایک صحابی کی فرداً فرداً تربیت کی، پھر ان تربیت یافتہ اصحاب کو منظم کر کے جماعت بنایا۔ اور یہ سب کچھ خدائی ہدایات کے مطابق ہوتا گیا۔

انفرادی خوبیاں

عقیدۂ توحید سے دل و دماغ کی صفائی کی، کہ خالق کائنات ایک ہی ہے، وہی معبود ہے، وہی رازق ہے، وہی مالک ہے۔ ہم سب اس کے بندے اور غلام ہیں۔ ہمارا اصل کام اللہ کی بندگی اور غلامی ہے۔ کسی اور کے ہم نہ بندے ہیں نہ غلام۔ جو ہمارا اصل آقا ہے اسی سے محبت کریں کہ وہ ارحم الراحمین ہے۔ اسی سے خوف کھائیں کہ اس کی پکڑ بہت زبردست ہے۔ عقیدۂ توحید سے آدمی غیر اللہ سے بے نیاز ہو جاتا ہے اس عقیدہ سے آدمی دلیر اور بہادر ہو جاتا ہے، دنیا کی کسی سپر پاور سے بھی وہ مرعوب نہیں ہوتا۔ وہ سپر پاور پوری کائنات میں صرف ایک اللہ ﷻ کو سمجھتا ہے۔ باقی سب اس کی نگاہ میں فانی طاقتیں ہیں۔ پھر محبت کا مرکز بھی اپنے خالق کو مانتا ہے۔ اسی کے اشاروں پر چلتا ہے۔ اللہ کا خوف اسے جھکائے رکھتا ہے۔ اس میں کبر و غرور پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ کی ناراضگی سے اتنا ڈرتا رہتا ہے کہ دوسروں کے حق نہیں مارتا بلکہ بعض دفعہ اپنا حق بھی چھوڑ دیتا ہے کہ کہیں مجھ سے زیادتی نہ ہونے پائے۔ کیونکہ آخرت میں میرے آقا نے حساب زندگی لینا ہے۔ کہیں اس روز نہ مارا جاؤں، جس روز جنت اور دوزخ کے فیصلے ہونے ہیں۔

اسے اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کا یہ فرمان ہمیشہ یاد رہتا ہے۔

- آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا، بتاؤ مفلس (کنگال) کسے کہتے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، حضور ﷺ! جس کے پاس روپے اور ضروریات زندگی نہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، میری امت کا اصل کنگال وہ ہوگا، جو قیامت کے روز ڈھیر ساری نمازیں اور روزے اور زکوٰۃ کے عمل لے کر آئے گا۔ مگر ساتھ ساتھ وہ بے نصیب برے عمل بھی لائے گا۔ کسی کو گالی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی۔ کسی پر تہمت لگائی۔ کسی کا مال کھایا۔ کسی کا خون بہایا۔ کسی کو مارا پیٹا وغیرہ۔
اللہ کی عدالت سے فیصلہ انصاف اور عدل پر ہوگا۔ کسی سے زیادتی نہ کی جائے گی۔ دنیا میں اس نیک نے کسی پر ظلم کیا تھا تو مظلوم کو اس نیک کی نیکیاں دے کر حساب برابر کیا جائے گا۔ ابھی حقدار باقی ہوں گے اور اس کی نیکیاں۔۔۔ تقسیم کرتے کرتے ختم ہو جائیں گی۔ عدالت الٰہی حقداروں کے گناہ، اس نام نہاد ''نیک'' پر ڈالتا جائے گا۔ بالآخر اسے جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ (رواہ مسلم)

- نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کی اتنی اچھی تربیت کی کہ دن کو میدانِ جہاد میں گھوڑوں کے شہسوار اور راتوں کو مصلّے کے سوار نکلے۔ دن کے اجالوں میں اسلام کے غلبہ کے لیے کوشاں اور رات کی تنہائیوں میں اپنے رب سے ڈرتے ہوئے، روتے ہوئے، گڑگڑاتے ہوئے پریشان، کہ کسی فرض میں کوتاہی نہ ہوگئی ہو، قیامت میں مجرم نہ بن جائیں۔
- جب حضور ﷺ نے فرمایا! اصل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں، تو صحابہ کرام ؓ ''رحماء بینھم'' کی تصویر بن گئے۔ اب کوئی کسی کو نہ ہاتھ سے گزند پہنچاتا ہے۔ نہ زبان سے زخمی کرتا ہے۔ جب آپ ﷺ نے فرمایا؛! زبان کو غیر ذمہ داری سے استعمال کرنے والے نتھنوں کے بل گھسیٹ کر آگ میں پھینکے جائیں گے تو صحابہ کرام ؓ یوں ہوگئے، جیسے ان کی زبانوں پر قفل چڑھا دیئے گئے ہوں۔ اب نہ کوئی کسی کی غیبت کرتا ہے، نہ بدکلامی کرتا ہے، نہ کسی کی توہین کرتا ہے۔ ہر کسی کو اپنی فکر پڑ گئی، کہ میرا کیا حشر ہوگا؟ میرا کیا بنے گا؟
- بہت سارے عبادت گزاروں کو شیطان اسی کھیل میں مشغول کر دیتا ہے،

کہ تو بہت نیک ہے باقی لوگ برے ہیں۔ تو عاشقِ رسول ﷺ ہے باقی لوگ گستاخِ رسول ﷺ ہیں۔ تو سنت کا پیروکار ہے باقی لوگ بدعتی ہیں۔ تو بڑا فیاض ہے فلاں بخیل ہے۔ تو ایماندار ہے باقی خائن ہیں، تو سچا ہے باقی لوگ جھوٹے ہیں۔ علی ہذا القیاس! غور کرتے جائیں۔ یہی وہ مرحلہ ہوتا ہے جہاں شیطان خوش ہوتا ہے کہ عبادت گزاروں کو کیسا چھکا لگایا، کہ سب نیکیاں برباد کر دیں اور وہ جنت کے بجائے، میرے ساتھ جہنم میں مل کر جائیں گے۔ اللہ ہم سب کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

حضور اکرم ﷺ نے ہر صحابی سے ایک ایک برائی نکال دی اور اس کا تزکیہ کیا، اسے روحانی اور جسمانی طور پر پاک صاف کر دیا۔

جب ان رفیقان نبوی ﷺ کی ذاتی اصلاح ہو گئی، پھر انہیں حکم دیا ''علیکم بالجماعة'' منظم جماعت بن کے زندگی گزارنا۔ تنہا تنہا نہ رہنا۔ کیونکہ مومن خدائی فوج کے سپاہی ہیں اور فوج ڈسپلن کے بغیر نہیں بنتی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرما دیا۔ اللہ ان کو پسند کرتا ہے، جو ''بنیان مرصوص'' بن کے راہ الٰہی میں جنگ لڑتے ہیں۔ اس کا مظاہرہ صحابہ کرام ؓ نے کیا جنگ بدر میں، جنگ احد میں، تھوڑے تھے مگر منظم تھے (Formation) فارمیشن میں تھے، تو دشمنان دین کو ہزیمتوں سے دوچار کرتے گئے۔ بالآخر اسلام کو غالب کر کے چھوڑا۔

تحریک اسلامی اور کارکن

اقامت دین کے لیے جیسے حضور ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کی انفرادی اور اجتماعی کردار سازی کی تھی، اسی طرح ہر زمانے میں مسلمانوں میں تربیتی ادارے قائم رہنے چاہئیں جو امت مسلمہ کے مقصد وجود کو پورا کرتے رہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے کارکنان میں دوسروں کی ہمدردی ہو، غمگساری ہو، ایثار ہو، جذبۂ احسان ہو، شفقت و رحمت ہو، عفو و درگزر ہو، خود اعتمادی ہو، حقوق آشنا ہوں۔ بدکلام نہ ہوں۔ چغل خور نہ ہوں۔ طعن و تشنیع کرنے والے نہ ہوں۔ دوسروں کے عیب جو نہ ہوں۔ تجسس نہ کرتے پھریں۔ دوسروں کا تمسخر نہ اڑاتے پھریں۔ لوگوں کی عزت سے نہ کھیلتے پھریں۔ دوسروں کو نظر حقارت سے نہ دیکھتے پھریں۔ بدگمانیوں میں نہ پڑیں۔ بہتان تراشی نہ کریں۔ ایذا رسانی سے بچیں۔ دل آزاری نہ کریں۔ دھوکا اور فریب نہ دیں۔ حسد و بغض میں نہ جلتے پھریں۔ لوگوں کے دکھ درد میں شرکت کریں۔ نصیحت سے کام لیں۔ ملاقاتیں کریں اور سلام کو عام کریں۔ مصافحے کریں۔ بیماروں کی عیادت کریں۔ خوش خوش رہیں۔ دوسروں کو خوشیاں بانٹیں۔ اچھے ناموں سے پکاریں۔ ہدیے اور تحفے ایک دوسرے کو دیں۔ شکر گزاری کریں۔ ساتھ مل کر کھائیں۔ دوسروں کو دعائیں دیں۔ جو ان خوبیوں کا حامل ہوگا وہ تحریک اسلامی کا کارکن ہے۔

بعض دفعہ مشاہدہ میں یہ بات آتی ہے کہ آج تحریک اسلامی کے کسی نہ کسی کارکن میں کردار کی خامیاں رہ جاتی ہیں۔ کیونکہ ان کو تربیت کے مراحل سے گزارے بغیر ان کی کردار سازی پوری نہیں ہو پاتی ہے اور وہ ناپختہ ہونے کی وجہ سے اور نادانی کی بنیاد پر تحریک کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ دشمنی سے نہیں، بلکہ نادانی سے ایسا کرتے ہیں۔ دلی طور پر مخلص بھی ہوتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھیے، کسی نے عمدہ اور پائیدار عمارت بنانی ہو، تو وہ ایسے بھٹہ خشت سے اینٹیں خریدے گا، جو اعلیٰ قسم کی پختہ ہوں۔ اگر ان اینٹوں میں کوئی کچی پلی اینٹ اٹھا کر دیوار میں لگا دی جائے، تو ابتدائی طور پر تو ٹھیک ہی نظر آئے گی، مگر رفتہ رفتہ وہ بکھرنا شروع ہو

جائے گی اور بکھرتے بکھرتے ختم ہو جائے گی اور دیوار کی مضبوطی اور حسن کو خراب کر دے گی۔

اس لیے ضروری ہے کہ خدائی فوج کے سپاہیوں کو بھرتی کرتے وقت خام کردار نہ چھوڑا جائے، بلکہ معیار پر لا کر انہیں شامل فوج کیا جائے۔ پھر فوج میں بھرتی ہو جانے کے بعد بھی ان کی ٹریننگ سے بے نیازی نہیں برتی جا سکتی، بلکہ انہیں فٹ رکھنے کے لیے روزانہ پریڈ کروائی جاتی ہے۔ یعنی تحریکی کارکنان ہر مرحلے پر ٹریننگ کے محتاج ہیں۔ انفرادی طور پر مطالعہ قرآن و حدیث، گھریلو درس و تدریس، اجتماعات میں باقاعدگی، نظم جماعت کی پابندی، ہر آن مستعدی اور چاق و چوبند رہنا۔

تحریک اسلامی کا ورکر بننا بہت بڑا اعزاز بھی ہے اور ذمہ داری بھی۔ غلبہ اسلام کا شعور ہر کسی کو نصیب کہاں؟ اسلام کا پرچم بلند کرنے کے بجائے اپنے فرقوں کے پرچم بلند ہو رہے ہیں۔ ایک اللہ کی بندگی کے بجائے مسلکوں کے لات و منات پوجے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف نام نہاد مسلم حکمران ہیں، جو خدائے واحد پر ایمان لانے کے بجائے ناپائیدار سپر پاورز کے سامنے رکوع و سجود میں مگن ہیں۔ انہیں خوف الٰہی کے بجائے غیر اللہ کا خوف ہے۔ ایسے بزدل ہیں کہ اپنے مسلمان بھائیوں پر دلیر اور شیر ہیں اور کفار کے سامنے بھیگی بلی بن جاتے ہیں۔ اس گئی گزری دنیا میں ایسے اسلام کے فداکاروں کی ضرورت ہے، جو اللہ کی توحید پر کامل یقین رکھ کر محمد رسول اللہ ﷺ کا زبانی نہیں، بلکہ عملی عاشق بن کر دین اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کے لیے آگے بڑھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش پا پر چل کر ہر جگہ حق کا بول بالا کریں اور طاغوت کو سرنگوں کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ جذبہ عطا کرے۔ (آمین)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دل کے جامع اوصاف

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمہ اللہ نے تزکیۂ نفس کے لیے، بیش قیمت جواہر ریزے اسرارِ شریعت میں سے، ہمارے جیسے گناہگاروں کی رہنمائی کے لیے پیش فرمائے ہیں۔

اللہ ان کی نیکیوں کو ہمیشہ بڑھاتا رہے۔ آمین! فرماتے ہیں۔

انسان کی پیدائش اور ترکیب میں قدرتی طور پر چار خلطیں (آمیزشیں) موجود ہیں۔

1 ربانی 2 شیطانی 3 سبعی 4 بہیمی

انسان ذاتی طور پر تو امر ربانی ہے۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا۔

﴿قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي﴾ (بنی اسرائیل: 85)

"کہو، یہ روح میرے رب کے حکم سے آتی ہے۔"

1 یعنی انسان اپنے طور پر تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ کی بارگاہ سے روح جیسی عظیم نعمت پانے کے بعد، اکثر یہ خود ہی ربوبیت کا دعویٰ کر بیٹھتا ہے۔ عبودیت (اللہ کی غلامی) اور تواضع سے بھاگ نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی آرزو یہ ہوتی ہے کہ تمام علوم کا ماہر ہو بلکہ علم و معرفت اور حقائق سے واقف ہونے کا مدعی ہوتا ہے۔ علم کی طرف اس کی نسبت ہو تو خوش ہوتا ہے۔ جہالت کی طرف نسبت کئے جانے سے ناراض ہوتا ہے۔ اب یہ

کیسے ممکن ہے کہ تمام امور کے حقائق پر یہ محیط ہو؟ ساری مخلوقات پر بڑائی کی تمنائے خام لیے پھرتا ہے جبکہ کبریائی صرف اللہ کی خوبی ہے۔ لیکن انسان میں اس کی حرص موجود ہے۔

2 انسان میں شیطانیت بھی ہے، جس کی وجہ سے یہ شریر کہلاتا ہے۔ اپنی تمیز کو شر کی صورتوں میں استعمال کرتا ہے۔ اپنی اغراض مکر و حیلہ و فریب سے حاصل کرتا ہے۔ خیر کے بدلے شر پھیلاتا ہے۔ یہ سب عادتیں شیطانوں کی ہیں۔

3 انسان میں غضب اور غصہ بھی ہے۔ یہ وصف، افعال سباع (درندوں) کا ہے۔ اس وجہ سے اس میں عداوت، دشمنی اور کینہ ہے لوگوں سے دھول دھپا، گالی گلوچ کرتا ہے۔ یعنی جیسے جنگل میں درندہ (پھاڑ کھانے والا جانور) کمزوروں پر جھپٹتا ہے۔ وہی چھینا جھپٹی غضب کی صورت میں حضرتِ انسان میں بھی ہے۔

4 انسان میں شہوت کا مادہ بھی ہے۔ یہ بہائم (چوپائے) کا وصف ہے۔ چارپایوں سے حرص و حسد اور طمع وغیرہ سرزد ہوتے ہیں۔ یعنی جانور کی طرح جب جی چاہا، جو جی چاہا کرلیا۔ کیونکہ اس کے لیے کون سے حدود و قیود ہیں؟ یہی وصف انسان میں بھی پایا جاتا ہے۔

الغرض، یہ چاروں اصول ہر آدمی میں موجود ہیں یعنی، ربانیت، شیطانیت، سبعیت، بہیمیت۔

امام غزالی رحمہ اللہ مزید تفصیل بیان کرتے ہیں۔

یہ چاروں مذکورہ اصول قلبِ انسانی میں جمع ہیں۔ گویا انسان کے روپ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چار چیزیں چھپی ہوئی ہیں۔

[1] خنزیر (سؤر) [2] کتا [3] شیطان [4] حکیم ودانا

[1] خنزیر شہوت رکھتا ہے۔ یہ اپنی شکل وصورت کی بنیاد پر برا نہیں ہے بلکہ شدت حرص اور بسیار خوری کی وجہ سے مذموم ہے۔

[2] کتا آدمی کا غضب ہے، کتا ایک پھاڑ کھانے والا درندہ ہے، یہ ٹانگوں کو کاٹتا ہے یہ بھی اپنی شکل وصورت کی وجہ سے نہیں کاٹتا بلکہ سبعیت (درندگی) کا وصف اس کے اندر موجود ہے تبھی تو دوسروں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اس میں عداوت پائی جاتی ہے، اسی طرح انسان کے باطن میں بھی تکلیف دہی اور غضب کا درندہ موجود ہے۔ لہٰذا، انسان میں حرص وطمع خنزیر جیسی ہے کہ وہ فحش، بے حیائی اور برائی کی طرف بلاتا ہے اور درندہ اپنے غضب کی بناء پر ہے جو ظلم اور ایذارسانی کی طرف مائل ہوتا ہے۔

[3] شیطان کا داؤ بھی حرص اور غضب پر لگتا ہے۔ وہ ان دونوں درندوں کو اکساتا رہتا ہے، اشتعال دلاتا رہتا ہے۔ ایک دوسرے کو بھڑکاتا رہتا ہے۔ لیکن شیطان کی استادی یہ ہے کہ حرص اور غضب کو، انسان کی آنکھ میں، بھلائی اور خیر کی شکل میں دکھاتا ہے۔ یعنی اسے یہ سوچنے ہی نہیں دیتا کہ میں درندوں کا سا کام کر رہا ہوں بلکہ بھلائی کا دھوکہ دیتا ہے۔

[4] عقلِ انسانی، حکیم ودانا کا کام کرتی ہے۔ عقل وحکمت کا تقاضا یہ ہے کہ شیطان کے مکر وفریب دفع کرے یعنی اپنی بصیرتِ کاملہ اور نورِ واضح سے اس کا مکر واشگاف کرے۔ پھر وہ عقل کے ذریعے ان تینوں، یعنی

خنزیر (حرص)، کتا (غضب)، شیطان (اشتعال انگیزی)، پر پورا پورا غلبہ اور تسلط حاصل کرے۔ انہیں مغلوب کر کے رکھ دے۔ ورنہ وہ حکیم (عقل) کو دبا لیں گے اور طرح طرح سے اسے رسوا کریں گے اور جگہ جگہ اسے کھینچے پھریں گے۔

اگر حقیقت کا پردہ اٹھ جائے

عجیب بات یہ ہے کہ ایسا آدمی بت پرستوں پر پتھر کی پوجا کا الزام دیتا ہے۔ اگر اس کا اپنا حجاب دور ہو جائے اور حقیقت حال اس پر واضح کر دی جائے، قدرتِ الٰہی اس کی صورتحال کو مجسم بنا کر بیداری یا خواب میں اسے دکھلا دے تو یہ معلوم ہوگا کہ شخصِ مذکور کبھی خنزیر کے سامنے سجدہ کرتا ہے، کبھی رکوع کرتا ہے، اور اس کے اشارے کا منتظر رہتا ہے، جب بھی خنزیر اپنی خواہش کی کوئی چیز مانگتا ہے تو فوراً اس کی تعمیل اور بجا آوری میں اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

یا یوں معلوم ہوتا ہے کہ خود ایک باؤلے کتے کی طرف مائل ہے۔ وہ اس کی عبادت اور اطاعت کر رہا ہے۔ اس کے التماس کو شوق سے سن رہا ہے۔ اس کی اطاعت میں گہری سوچ رکھتا ہے۔ ان باتوں سے اپنے شیطان کو خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے، کیونکہ شیطان اس کے سؤر اور کتے کو بھڑکاتا ہے، انسان سے اپنی خدمت لینے کے لیے ان کو برانگیختہ کرتا ہے، اس وجہ سے سؤر اور کتے کی عبادت نہیں بلکہ شیطان کی پرستش کرتا ہے۔

ان خطوط پر ہر شخص، اپنی حرکات وسکنات، سکوت ونطق، قیام وقعود کو پرکھا جائے اور اپنا آپ ملاحظہ کرے، اگر انصاف سے اپنی ذات کا جائزہ لے گا تو معلوم ہو جائے گا کہ تمام دن انہی چیزوں کی پرستش میں سعی کرتا رہتا ہے، اور یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہایت درجہ کا ظلم ہے کہ مالک کو مملوک کر دیا، آقا کو غلام بنا دیا اور غالب کو مغلوب ٹھہرا دیا۔ اس لیے کہ غلبہ اور سرداری کے قابل تو عقل تھی جس کو اس نے تینوں چیزوں کا مغلوب اور خادم کر دیا۔ ان کی اطاعت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے دل پر پے در پے ایسے جھکڑ اور آندھیاں چلیں گی جن سے دل زنگ آلود اور بے نور ہو جائے گا۔

- ☐ پھر اس سے بے حیائی، گندگی، اسراف، بخل، ریا کاری، دوسروں کی تحقیر، حرص، حسد، خوشامد، غضب، کینہ پروری وغیرہ صادر ہوں گے۔ یہ اطاعت خنزیر کے ثمر ہیں۔
- ☐ غضب کے کلب کی اطاعت کرنے سے یہ نتائج برآمد ہوں گے۔
جھوٹی دلیری، خود نمائی، خود ستائی، مغلوب الغضب ہونا، تکبر، استہزاء تحقیر خلق، ارادہ شر، خواہش ظلم وغیرہ۔
- ☐ شیطان کی اطاعت سے، مکر و فریب، حیلہ سازی، دغا بازی، خیانت، گھٹیا پن، دنائت، فحش کلامی اور گندی زبان، گالی گلوچ نصیب ہوتے ہیں۔

اس کے برعکس

اگر معاملہ اس کے برخلاف ہو یعنی اوپر جو رذائل ذکر ہوئے ہیں، اس کے الٹ کام ہو تو سب برائیوں کو ربانی صفت کی سیاست دبا لے گی۔ دل میں صفتِ ربانیت قائم ہوگی۔ یعنی علم، حکمت، یقین، معرفت حقائق، ماہیت اشیاء۔ قوت علم وعقل سے غلبہ نصیب ہوگا نیز اس صورت میں شہوت وغضب کی عبادت سے مستغنی ہو جائے گا۔ شہوت کے خنزیر کو لگام دینے سے حد اعتدال ہاتھ آئے گی، پھر شریفانہ صفات پیدا ہوں گی۔

مثلاً، عفت و پاکدامنی، قناعت، سکون، زہد، ورع اور تقویٰ، حقیقی خوشی اور

مسرت، حیا داری، حسن صورت، خوش مزاجی، ملنساری وغیرہ۔

اسی طرح قوتِ غضب (کتے) کے گلے میں پٹہ ڈال کر اسے کنٹرول کرنے سے یہ صفات پیدا ہوں گی۔ شجاعت، کرم، رفعت، ضبط نفس، صبر و حلم، عفو و درگزر، استقلال و پامردی، وقار و عزت وغیرہ۔

اس معاملہ میں دل کو آئینہ سمجھنا چاہئے جسے مذکور تینوں خطرناک چیزوں نے گھیر رکھا ہے۔ یہ آثارِ خبیثہ، دل پر بار بار اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔

مگر آثارِ محمودہ جن کا ابھی ذکر ہوا ہے، آئینہ قلب کو جلا بخشتے ہیں۔ ان سے نور اور چمک بڑھتی ہے یہاں تک کہ اس دل (ظرفِ نورانی) میں تجلی حق جلوہ گر ہوتی ہے۔ ایسے دل کی طرف حدیث شریف میں ارشاد ہے۔

((اذا اراد الله تعالیٰ بعبد خیراً جعل له واعظا من نفسه یامرهُ و ینهاه))

”حضور ﷺ نے فرمایا! ”جب اللہ کسی بندے سے بھلائی چاہتا ہے تو اس کے سینے کے اندر چھپے ہوئے دل کو، اس کا واعظ (ناصح) بنا دیتا ہے جو اسے نیکی کی رغبت اور برائی سے نفرت دلاتا رہتا ہے۔“

معیار روایت

جملہ معترضہ کے طور پر مذکور حدیث کنز العمال جلد گیارہ میں مل سکی ہے لیکن کنز نے بحوالہ فردوس دیلمی عن ام سلمہ ذکر کیا ہے۔ ”الفردوس“ میں مجھے یہ روایت نہیں مل سکی، ممکن ہے کسی اور نسخہ میں ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت موجود ہو۔ لیکن مفہوم کے اعتبار سے درست ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"والاثم ماحاك فی صدرك"

''اور گناہ کی نشانی یہ ہے کہ تیرے دل میں کانٹے کی طرح چبھتا رہے۔''

یعنی جسے اللہ نے قلب سلیم ومنیب عطا کیا ہو وہی دل اپنے ہی اندر سے صدائیں دیتا رہتا ہے۔ کہ یہ نیکی ہے اور یہ برائی ہے۔ اسے بزبان اقبال روشن ضمیری کہتے ہیں۔ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں افضل کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، کل مخموم القلب صدوق اللسان ،صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، حضور ﷺ! صدوق اللسان (سچی زبان والا) ہمیں معلوم ہے مگر مخموم القلب کون ہوتا ہے؟ فرمایا،

((هو التقي النقي لا اثم فيه ولا بغي، ولا غل ولا حسد))

ایسا صاف وشفاف اور پرہیز گار دل، جس میں نہ گناہ ہو نہ بغاوت، نہ کینہ ہو نہ حسد۔ (ابن ماجہ)

امام غزالی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں

جس شخص کے لیے اس کے دل میں واعظ موجود ہے اس کے لیے اللہ کی طرف سے نگہبان مقرر رہتا ہے۔ اور ایسے ہی دل میں یادِ الٰہی تازہ رہتی ہے۔

﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ۝ ﴾ (الرعد: 28)

''خبردار رہو! اللہ کی یاد ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوا کرتا ہے۔''

آئینۂ قلب پر آثار مذمومہ کا عکس

ان قابلِ مذمت آثار کا حال سیاہ دھوئیں کی طرح ہے، جتنا یہ دھواں آئینے پر پہنچتا ہے اتنا ہی وہ کالا اور میلا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دل بھی آثارِ مذمومہ سے

تاریک ہوتے ہوتے بالآخر اللہ سے محجوب اور گم ہو کے رہ جاتا ہے۔ اسی حجاب و پردہ کو طبع اور رین کہا گیا ہے۔ یعنی دل پر مہر لگنا اور زنگ چڑھنا، چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔

﴿ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ﴾ (المطففین: 14)

''ہرگز نہیں، بلکہ دراصل ان لوگوں کے دلوں پر ان کے برے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے۔''

اور فرمایا:

﴿ وَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ ﴾ (الاعراف: 100)

''اور ہم ان کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں، پھر وہ کچھ نہیں سنتے۔''

گناہوں کی کثرت کی وجہ سے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے۔ پھر وہ ادراک حق اور دین کی محبت سے اندھا ہو جاتا ہے۔ آخرت کے دن کو ہلکا سمجھنے لگتا ہے۔ دین کے کام کو برا جانتا ہے۔ شب وروز دوڑ دھوپ اسی دنیا کی خاطر رہتی ہے۔ کبھی آخرت کی بات کان میں پڑ جائے تو دوسرے کان سے نکال دیتا ہے۔ ذکر آخرت دل میں ٹھہرتا ہی نہیں ہے۔ اپنے دینی نقصان کی تلافی کی فکر سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ توبہ سے کوئی رغبت نہیں ہوتی۔ بقول اقبال:

رہرو درماندہ کی
منزل سے بیزاری بھی دیکھ

یہ ایسا تھکا ہارا مسافر ہے جو ابھی راستے میں بھٹک رہا ہے، اس کی منزل بہت دور ہے لیکن حال اس کا یہ ہے کہ بجائے تیز رفتار ہونے کے الٹا منزل سے روٹھ کے بیٹھ گیا ہے اور اپنی منزل کا شوق ہونے کے بجائے الٹا اس سے نفرت کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا ہے، تو پھر جائے گا کدھر؟

قرآن کریم ایسے منزل بیزاروں کے بارے میں کہتا ہے،

﴿قَدْ يَئِسُوا مِنَ الْآخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ۝﴾ (الممتحنہ: 13)

"وہ آخرت سے ایسے مایوس ہیں جیسے کافر لوگ اہل قبور سے۔"

یعنی مر گئے خاک میں خاک ہو گئے، یہ کیسے دوبارہ زندہ ہو سکتے ہیں؟ نعوذ باللہ! مایوسی ہی مایوسی ان کا مقدر ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا!

((ان العبد اذا اخطا خطيئة نكت فى قلبه نكتة سوداء، فان هو نزع واستغفر و تاب صقل قلبه، فان زيد فيها حتى تعلو قلبه، فهو الران الذى قال الله تعالىٰ، ﴿كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝﴾)) (رواه النسائى و احمد)

"جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ نقطہ نقش ہو جاتا ہے۔ جب توبہ کرتا ہے تو مٹ جاتا ہے پھر اگر دوبارہ گناہ کرتا ہے تو اس نقطہ میں زیادتی ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ہوتے ہوتے سارے دل پر سیاہی دوڑتی ہے اور اسی کا نام رین یعنی زنگ ہے۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((قلب المومن اجرد فيه سراج يذهر، و قلب الكافر اسود منكوس)) (رواه الطبرانى)

"مومن کا دل صاف ہوتا ہے اس میں چراغ روشن ہوتا ہے، اور کافر کا دل سیاہ اور اندھا ہوتا یعنی بے نور ہوتا ہے۔"

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

((العينان دليلان، والاذنان قِمعان، واللسان ترجمان، واليدان جناحان، والرِجلان بريدان، والقلب مِلك، فاذا صلح الملك صلحت رعيته واذا فسد المِلك فسدت رعيته)) (كنزالعمال جلد اول)

"آنکھیں راہبر (Guides) ہیں، کان محافظ (Guards) ہیں، زبان ترجمان (Translator) ہے، ہاتھ پر (Wings) ہیں یعنی دو لشکر ہیں، پاؤں قاصد (Ambassadors) ہیں، اور دل بادشاہ (King) ہے، اگر بادشاہ ٹھیک رہا تو ساری رعیت بھی عافیت سے رہے گی، اگر بادشاہ برا ہو گیا تو رعایا بھی خراب ہو جائے گی۔"

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے تمثیل قلوب میں یوں ارشاد فرمایا۔

((ان لِلّٰه تعالىٰ فى الارض اوانى، الا وهى القلوب، فاحبها الى الله ارقها واصفاها واصلبها، ارقها للاخوان، واصفاها من الذنوب، واصلبها فى ذات الله))

زمین میں اللہ کے برتن لوگوں کے دل ہیں۔

ان میں سے اس کو زیادہ محبوب وہ ہے جو نرم و ملائم ہو۔

صاف شفاف ہو۔

مضبوط ترین ہو۔ یعنی نرم و گداز ہو بھائیوں کے لیے۔

صاف ستھرا ہو گناہوں سے۔

مضبوط ترین ہو اپنے رب کے بارے میں۔" (کنز العمال، جلد اول)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی اصلاح آپ

سیّدنا یزید الرقاشی رحمہ اللہ اپنے آپ سے خطاب کر کے کہتے۔ افسوس اے یزید! تیرے مرنے کے بعد کون تیری طرف سے نماز پڑھے گا؟

کون تیری جگہ روزہ رکھے گا؟

کون تیری طرف سے تیرے رب کو راضی کرے گا؟

لوگو! تمہیں اپنی باقی زندگی پر پریشانی کیوں نہیں ہوتی، زندگی تھوڑی رہ جانے پر تمہیں رونا نہیں آتا۔ موت تمہاری تلاش میں ہے۔ قبر آپ کا گھر ہے۔ مٹی آپ کا بستر ہے۔ کیڑے مکوڑے آپ کے ہمنشین ہیں۔ بڑی گھبراہٹ کے دن آپ کا کیا حال ہوگا؟ یہی باتیں کرتے کرتے سیّدنا یزید رقاشی رحمہ اللہ غش کھا کے زمین پر گر جاتے تھے۔

سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ

مسلم امت کے پانچویں خلیفہ راشد، دنیا بھر کی واحد سپر پاور، عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ علماء کو اکٹھا کرتے، پھر موت، قیامت، آخرت کا ذکر چھڑ جاتا۔ ان غمزدہ لمحوں کو یاد کر کے ایسے پھوٹ پھوٹ کر روتے، جیسے درمیان میں کوئی میت پڑی ہوئی ہو۔

سیّدنا الدقاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں

- جو موت کو اکثر یاد کرتا ہے، اسے تین چیزوں کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

1. توبہ کرنے میں جلدی کرتا ہے۔
2. دل، صبر وقناعت سے لبریز ہو جاتا ہے۔
3. اللہ تعالیٰ کی بندگی میں چستی اور دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔

- جو اپنے مرنے کو بھول جائے، اسے تین سزائیں ملتی ہیں۔

1. توبہ کو ٹالتا رہتا ہے
2. دل ہمیشہ بے صبر رہتا ہے
3. کبھی عبادت کرے تو دل لگی سے نہیں کرتا

سیّدنا حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں

لوگوں نے اپنی خواہشوں کو اپنا رب بنا لیا ہے۔ اسی حال میں دنیا چھوڑ جاتے ہیں پلے ایک بھی نیکی نہیں ہوتی اور مرتے وقت کہتے ہیں، مجھے اپنے رب سے حسن ظن ہے۔ حالانکہ یہ نرا جھوٹ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن ہوتا تو اس کے مطابق حسنِ عمل بھی ہوتا۔ (التذکرۃ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی اخلاق و آداب

جس طرح ہر قوم و ملت کے اخلاق و آداب ہوتے ہیں، اسی طرح دین اسلام بھی اخلاق و آداب زندگی سے مالا مال ہے۔ بلکہ اقوام و ملل عالم سے اگر موازنہ کیا جائے تو اتنے نفیس اور بلند اخلاق اسلام کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہیں، حقیقت یہ ہے کہ مذہب اسلام جہاں خالق کی عبادت پر زور دیتا ہے وہیں زندگی گزارنے کا پورا نقشہ بھی عطا کرتا ہے، ایسا مکمل نقشہ کہ جس میں کہیں جھول نہیں۔ اللہ کریم نے اپنے فضل و کرم سے اخلاقیات کا بہترین نمونہ ہمیں اپنے پیارے نبی سیّدنا محمد ﷺ کی صورت میں عطا کیا۔ ہمارے رب نے اپنی کتاب ہدایت میں اس کا خاص طور پر ذکر فرمایا:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ (آل عمران، 164)

"درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے یہ لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے

ہوئے تھے۔"

اللہ نے قرآن کریم کے بارے میں منکرین کو چیلنج دے کر آج تک انہیں بے بس کیا ہوا ہے۔ ﴿فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ﴾ "اس قرآن جیسی ایک سورت ہی بنا کر دکھا دو۔" ایسے ہی ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ فرما کر چیلنج دیا کہ انسانیت کا بہترین جیتا جاگتا نمونہ ہم نے اپنے آخری نبی ﷺ کو بنایا ہے۔ اس جیسی ایک ہی صورت پیش کر کے دکھاؤ۔ سیّدنا بوعلی ؒ نے کہا:

مصحفے را ورق ورق دیدم
ہیچ سورت نہ مثل صورت اوست

میں نے قرآن کا ایک ایک ورق دیکھا ہے۔ کوئی سورت بھی تو ان کی صورت جیسی نہیں۔ یعنی کوئی سورت بھی تو تنہا ان کی تصویر نہیں کھینچتی۔ تیس (30) پارے جوڑنے سے ان کی خوبصورت تصویر بنتی ہے۔ جن کا نام مبارک محمد ﷺ ہے۔

قرآن مجید حضور اقدس ﷺ کی سیرت طیبہ پر سب سے مستند کتاب ہے۔ ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا۔

((كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ)) (بخاری شریف)

"آپ ﷺ کا کردار قرآن مجید ہے۔"

قرآن کریم میں جن باتوں کے کرنے کا حکم ہے، ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ حضور ﷺ یہ کام کرتے رہے اور قرآن نے جن برائیوں سے بچنے کی تلقین کی ہے، ہم یقین اور قطعیت سے کہہ سکتے ہیں کہ حضور ﷺ ان کاموں سے اجتناب کرتے رہے۔ پس نگاہ معرفت سے دیکھئے تو بسم اللہ سے لے کر والناس تک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام قرآن محمد رسول ﷺ کے کردار کی حکایت ہے۔

عبادات اور اخلاق

اب ہمیں عبادات اور آداب معاشرت کا تعلق شریعت میں تلاش کرنا ہے۔

آیا یہ دونوں چیزیں جدا جدا ہیں یا دونوں ایک دوسرے کے لیے ضروری ہیں؟ ایک مثال سے یہ بات طے ہو جاتی ہے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک مقدمہ پیش ہوا جس میں مدعی کے پاس دو گواہ تھے، ایک گواہ کے بارے میں تو انہیں علم تھا کہ وہ قابل اعتماد ہے، لیکن دوسرے گواہ کی ثقاہت کا حال انہیں معلوم نہیں تھا۔ آپ نے حاضرین سے پوچھا: تم میں سے کوئی شخص گواہی دیتا ہے کہ یہ شخص قابل اعتماد ہے؟ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ ثقہ آدمی ہے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ قابل اعتماد ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"هَلْ جَاوَرْتَهُ أَمْ صَحِبْتَ مَعَهُ فِي السَّفَرِ الَّذِي يُسْفِرُ عَنِ الْحَقِيقَةِ أَمْ عَقَدْتَ مَعَهُ عَقْدًا"

"کیا تو اس کے پڑوس میں رہا ہے یا اس کے ساتھ سفر کیا ہے جو انسان کی قلعی کھول دیتا ہے، یا اس کے ساتھ کوئی کاروباری معاملہ کیا ہے؟"

اس نے کہا ان میں سے تو کوئی بات نہیں ہوئی، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

"لَعَلَّكَ رَأَيْتَهُ خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَأَنْتَ لَا تَعْرِفُهُ"

"شاید تم نے اسے نماز کے بعد مسجد سے باہر آتے دیکھا ہے پس تم تو اسے (کردار کے لحاظ سے) نہیں جانتے ہو" (ازالة الخفاء)

یہ واقعہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے۔ کہ انسان عبادت گزار ہوتے ہوئے بھی نامقبول ہے جب تک اس کے کردار کی سچائی، اس کی عبادت پر گواہی نہ دے۔ قرآن کریم منصب نبوت کی ذمہ داری یہ بھی بتاتا ہے کہ ﴿وَيُزَكِّيهِمْ﴾ ﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ بلکہ ﴿يُزَكِّيهِمْ﴾ کو قرآن بار بار دہراتا ہے کہ حضور ﷺ کی صحبت سے تم پر اللہ کی رحمت وارد ہوتی ہے، جس سے جذبات دھلتے ہیں، روحوں کی سیاہیاں دور ہوتی ہیں، جذبات دھلنے کے بعد تمہاری عقل و ذہن میں کتاب اللہ ڈالتے ہیں، اگر برتن ہی گندہ ہو اور اس میں قرآن ڈال دیں تو قرآن جب باہر آئے گا تو گندگی سے آلودہ ہوگا۔ وہ آلودگی قرآن کی نہیں بلکہ اپنے نفس کی خباثت ہوگی، اس آیت میں یہ بہت بڑی حقیقت بتائی گئی ہے کہ جذبات کی تطہیر کے بغیر تعلیم کتاب وحکمت ناقص ہے، يُعَلِّمُهُمْ سے پہلے يُزَكِّيهِمْ کہا کہ وہ نبی پاک ﷺ تمہاری تطہیر کرتے ہیں، تمہارے دل کا برتن مانجھتے ہیں۔ پھر اس میں قرآن کا نور ڈالتے ہیں۔

ایک مغالطے کا ازالہ

ذکر و عبادت میں ہمیں عجیب وغریب طریقے دیکھنے میں آتے ہیں، غیر فطری چلہ کشی، مراقبے، لمبی چوڑی غیر مسنون دعائیں، بے ہنگم وظائف، اپنے جی سے گھڑے ہوئے طریقے کیا اس ہستی کی تعلیم ناکافی ہے جو اللہ کے محبوب ہیں؟ جن کا فرمان اقدس یہ ہے:

"عَلَّمَنِي رَبِّي فَأَحْسَنَ تَعْلِيمِي وَ أَدَّبَنِي رَبِّي فَأَحْسَنَ تَادِيبِي"

(الجامع الصغير للسيوطي)

"میرے رب نے مجھے علم عطا کیا اور بہت اچھا علم دیا، میرے رب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مجھے تہذیب سکھائی اور بہت اچھی تہذیب سکھائی''

تصوف وعشق کے نام پر غیر اسلامی حرکات سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اگر کوئی صاحب علم شریعت، اصلاح احوال کی کوشش کرتا ہے تو اندھی تقلید کے گرویدہ تڑپ اٹھتے ہیں کہ ہمیں مت چھیڑو ہم اپنے آبائی طریقوں سے ہٹنے کے نہیں۔ سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں یہ جراحی نہیں ہونی چاہیے، ٹھیک ہے پھر آپ ڈاکٹری میں سے بھی سرجری (Surgery) نکال دیں۔ اگر جسمانی طب کے لیے سرجری شفا کا باعث ہے تو روحانی طب کے لیے اس سے بھی زیادہ فائدہ مند ہے۔ یہی کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور مزکی (تزکیہ کرنے والا) کیے۔ چن چن کر عیب دور کیے، ربانی ہدایت کے مطابق سیّدنا شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے ''حزب البحر'' کی شرح میں بہت عمدہ بات لکھی ہے، ذکر بھی دواؤں کی طرح ہے، تریاق کی طرح اس کی بھی ایک خاص مقدار خوراک (Dossage) ہوتی ہے۔ اگر کوئی نادان کسی کیمسٹ کی دکان پر جائے اور بے تحاشا بوتلیں اٹھا اٹھا کر منہ میں انڈیلنے لگے، بے حساب دوائیں پیتا جائے تو اسے شفا کی بجائے سخت نقصان کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا طبیب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی رہنمائی میں جتنی مقدار بتائی ہے، اس حد سے گزرنے میں ہلاکت ہے۔ دوسری ضروری بات یہ ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں آج تک کوئی مرد کامل نہیں ملا، یہ بھی شیطان کا دھوکہ ہے یہ زمانہ تخصص (Specialization) کا ہے، جس صاحب فن سے کوئی چیز ملتی ہے اس سے لے لینی چاہیے، کوئی مربی و مزکی ہے، کوئی مفسر ہے، کوئی محدث ہے، کوئی مؤرخ ہے، کوئی ماہر تجوید القرآن ہے، کوئی زبان و ادب میں طاق ہے، ہر ایک کے در نیاز پر بڑے ادب سے حاضری دینی چاہیے اور جہاں تک ممکن ہو سکھنا

چاہیے۔ یہ سب خوبیاں کسی میں موجود ہوں تو کیا ہی بات ہے، ورنہ ہر چمن سے شہد کی مکھی کی طرح گل ہائے رنگا رنگ کا رس چوسیں تا کہ شہد تیار ہو سکے۔

ان تمہیدی کلمات کے بعد اب ہم اپنے نفس مضمون ''اسلامی اخلاق و آداب'' کی طرف آتے ہیں۔

□ ((عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كُنْتُ فِيْ مَجْلِسٍ فِيْهِ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَسَمُرَةُ وَ اَبُوْ اُمَامَةَ فَقَالَ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ لَيْسَا مِنَ الْاِسْلَامِ فِيْ شَيْءٍ وَاِنَّ اَحْسَنَ النَّاسِ اِسْلَاماً اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا))

''سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک مجلس میں تھا جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، میرے والد سمرہ اور ابو امامہ بیٹھے تھے، وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا بدگوئی اور بہ تکلف بدکلامی ان دونوں کا اسلام سے ذرا بھی تعلق نہیں ہے، بہترین کردار کے لوگ ہی بہترین مسلمان ہو سکتے ہیں۔''

(رواہ احمد والطبرانی و اسناد احمد جید و رواتہ ثقات)

اس حدیث پاک میں زبان کی پاکیزگی پر زور دیا گیا ہے۔ یعنی مومن ہمیشہ پاک زبان اور خوش کلام ہوتا ہے، اس کی زبان سے گالیاں، بے ہودہ باتیں، بے حیائی کی گفتگو سرزد نہیں ہوتی، مومن کی زبان سے کسی کو دکھ نہیں پہنچتا بلکہ زبان کی حفاظت میں یہاں تک محتاط ہوتا ہے کہ ہر لفظ تول تول کر بولتا ہے۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے سورہ ق کی آیت نمبر 18 کے تحت حیرت انگیز واقعہ لکھا ہے۔ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ''کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلتا جسے محفوظ کرنے کے لیے ایک حاضر باش نگران موجود نہ ہو، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھتے ہیں:

”ذکر عن الامام احمد رحمہ اللہ انہ کان یئن فی مرضہ، فبلغہ عن طاؤس انہ قال: یکتب الملک کل شیء حتی الأنین فلم یئن احمد حتی مات رحمہ اللہ“

”اولو العزم امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بارے میں ذکر ہوا۔ انہیں بیماری نے آلیا۔ بے بسی میں زبان سے کراہنے کی آواز ہائے ہائے نکلی تو امام طاؤس رحمہ اللہ نے انہیں بتایا کہ کراماً کاتبین فرشتے بندے کی ہر چیز لکھ رہے ہیں حتیٰ کہ آپ کا کراہنا بھی لکھا جا رہا ہے۔ یہ سن کر امام احمد رحمہ اللہ ایسے محتاط ہوئے کہ مرتے دم تک کبھی بیماری میں بھی ہائے نہ کیا۔“

ہم اپنی زبان کا قینچی کی طرح چلنا اور بے لگام چلنا دیکھ لیں کہ نوبت کہاں پہنچے گی؟

□ ((عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ اٰخِرُ مَا اَوْصَانِيْ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حِيْنَ وَضَعْتُ رِجْلِيْ فِي الْغَرْزِ اَنْ قَالَ يَا مُعَاذُ اَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ))

”سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جو آخری وصیت فرمائی تھی جب کہ میں اپنا پاؤں رکاب میں رکھ چکا تھا کہ اے معاذ! لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش آنا۔“

کسی بھی ہمدرد کے دنیا سے رخصت ہوتے وقت جو خیر خواہی کے کلمات کہے جاتے ہیں انہیں وصیت کہا جاتا ہے، اس حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر مقرر کر

کے الوداع کرتے وقت جو نصیحتیں کیں وہ وصیت کا درجہ رکھتی تھیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو رخصت کرتے وقت کہہ دیا تھا کہ اے معاذ رضی اللہ عنہ ممکن ہے آئندہ میری اور تمہاری ملاقات نہ ہو سکے۔ یہ فراق اور جدائی ہمیشہ کے لیے تھی کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور دیکھنا نصیب نہیں ہوگا۔

سب نصیحتیں پلے باندھیں اور زخمی دل کے ساتھ روتے ہوئے سوئے یمن جا رہے تھے۔ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کا اس حدیث کو بیان کرنا خود واضح کر رہا ہے کہ کیسے فرامین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حافظہ میں شوق و محبت کے ساتھ محفوظ کیا کہ میں اپنا پاؤں رکاب میں رکھ چکا تھا اور آخری نصیحت یہ فرمائی تھی۔ ادھر کمال شفقت تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو رخصت کرنے کے لیے مدینہ شہر کے باہر دور تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ کی سواری کے ساتھ ساتھ پیدل جا رہے تھے اور دل کی باتیں کر رہے تھے، دونوں کا ایک دوسرے سے جدا ہونے کو جی نہیں چاہ رہا تھا، مگر غلبہ اسلام کے لیے یہ جدائیاں کڑوا گھونٹ سمجھ کر پی گئے۔

؎ ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

ہمارے جیسا نام نہاد عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا تو کہہ دیتا: میں صدقے میں واری! میں جدائی کا غم نہیں سہہ سکتا۔ چاہے اسلام کے غالب ہونے کے راستے بند ہو جائیں، میں یہاں سے نہیں جا سکتا، لیکن اس سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دیکھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار چھوٹے، حضور کی مسجد کی نمازیں چھوٹیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا شہر مدینہ چھوٹا۔ بس حکم پیغمبر پر لبیک کہتے ہوئے سب فراق کی چوٹیں برداشت کر گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری نصیحت کیا تھی کہ لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آنا، یہ نصیحت زندگی کی تمام نصیحتوں کا نچوڑ ہے۔ ان لوگوں کے لیے خاص کر جو معمولی گھریلو ذمہ داریوں پر فائز ہوتے ہیں، حتیٰ کہ ملکوں کی زمام کاران کے ہاتھ میں آتی ہے ہر سطح کے ذمہ داروں پر اس حکم نبی ﷺ کا اطلاق ہوتا ہے۔ گھر کے ماحول سے لے کر مملکت کے ماحول تک حسن اخلاق کی بہار دکھائی دے یہ چہرہ مسکراتا نظر آئے۔

ہر کوئی دوسروں کے لیے جذبات محبت و ایثار دل میں رکھے اور انہیں عملی جامہ پہنانے کے لیے موقع کی تلاش میں رہے۔ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت موطا امام مالک میں ہے۔

□ ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَحَبَّکُمْ اِلَیَّ اَحَاسِنُکُمْ اَخْلَاقًا اَلْمُوَطَّئُوْنَ اَکْنَافًا اَلَّذِیْنَ یَاْلَفُوْنَ وَ یُؤْلَفُوْنَ))

”تم میں سے زیادہ قریب مجھ سے نشست میں وہ لوگ ہیں جو خلق میں اچھے ہیں جن کے پہلو دوسروں کے لیے نرم ہیں، لوگوں سے محبت کرتے ہیں۔ اور لوگ ان سے محبت کرتے ہیں۔“

؎ محبت ہی سے پائی ہے شفا بیمار قوموں نے

(علامہ اقبال رحمہ اللہ)

امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی معروف تصنیف ”احیاء العلوم“ میں ایک حدیث نقل کی ہے، سنداً ”اگرچہ ثقہ نہیں ہے، مگر مفہوماً درست ہے۔ کہ دو دینی بھائی ملتے ہیں تو ان کی مثال ایسی ہے جیسے دو ہاتھ ہوتے ہیں۔ تو ایک ہاتھ دوسرے کو دھوتا ہے، غور فرمائیں!

ایک ہاتھ کا دوسرے ہاتھ کی مدد کے بغیر دھلنا کتنا مشکل کام ہے اور

دوسرے ہاتھ یا دونوں ہاتھ ہی بہتر طور پر ایک دوسرے کو دھو سکتے ہیں، صاف کر سکتے ہیں، اس تمثیل میں حسن و خوبی کمال کو پہنچی ہوئی ہے، کہ تنہا نیک بننا مشکل ہے، جب تک کہ دوسرے لوگ نیکیوں کا سہارا نہ بنیں۔

□ ((قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُ کَالْجَمَلِ الْاَنِفِ حَیْثُمَا اُنْقِیْدَ انْقَادَ)) (اسناده قوی و صححه ابن حبان)

حضور ﷺ نے فرمایا: مومن نکیل دار اونٹ کی طرح ہوتا ہے، جہاں اسے جھکانا چاہیں وہ جھک جائے جہاں کھینچنا چاہیں کھینچتا چلا جائے۔“

اونٹ کی یہ خوبی کہ وہ اصیل ہو، مالک کے لیے خوشی اور فائدے کا سبب ہوتا ہے، اسی طرح ایک اور حدیث ہے۔

((قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ کَرِیْمٌ وَالْفَاجِرُ خِبٌّ لَئِیْمٌ))

(رواه احمد، وابوداؤد)

”مومن سادہ لوح اور شریف النفس ہوتا ہے اور فاجر مکار کمینہ ہوتا ہے۔“

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وَالْغِرُّ: هو الذی ینخدع لا نقیاده و لینه، و ضده الخبّ، یقول: ان المومن المحمود من کان طبعه و شیمته الغباوة و قلة الفطنة للشر، و ترك البحث عنه، ولایکون ذلك منه جهلا، ولکنه کرم و حسن خلق“

”غِرٌّ وہ ہے جو اپنی نرمی اور سادگی کی وجہ سے دھوکہ کھاتا ہے۔ یہ خبّ (عیار) کی ضد ہے۔ مومن کا یہ تساہل کہ کسی کو نقصان نہ دے۔ دراصل یہ اس کی قابل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعریف خوبی ہے، یہ جہالت کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ طبعاً وہ حسن اخلاق کا مالک ہوتا ہے۔"

مسلمان دوسرے مسلمانوں سے شفقت کرنے والا اور محبت کا علمبردار ہوتا ہے۔ اگر کوئی دوسرا ایسے مسلمان پر زیادتی کر بیٹھے تو وہ نظر انداز کر جاتا ہے، اینٹ کا جواب پتھر سے نہیں دیتا۔ بلکہ اچھا مسلمان دوسرے مسلمانوں سے محبت کی بناء پر عفو و درگزر کرنے والا ہوتا ہے۔ جیسے ایک انگلش شاعر اپنی محبوبہ کے بارے میں کہتا ہے۔

Be to her virtues very kind,
Be to her faults a little blind.

اس کی خوبیوں کو خراج تحسین پیش کر اور اس کی خامیوں پر آنکھیں بند کر۔ یہ کیفیت تبھی پیدا ہوتی ہے جب کسی سے مخلصانہ محبت ہو۔

شیکسپیئر بھی یہی کہتا ہے:

"There's Language in her eye, her cheek, her lip, nay, her foot speaks; her wanton spirits look out at every joint and motive of her body."

"اس کی آنکھ، اس کا رخسار، اس کا ہونٹ کوئی زبان رکھتے ہیں بلکہ اس کے پاؤں بولتے ہیں، اس کی شوخ روح باہر جھانکتی ہے۔ ہر ہر جوڑ اور ہر ہر حرکت جسم پر، یعنی ہر بند محبوبہ سے شاعر کو محبت ٹپکتی دکھائی دیتی ہے۔"

□ ((قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَلْخُلُقُ الْحَسَنُ يُذِيبُ الْخَطَايَا كَمَا يُذِيبُ

الْمَآءَ الْجَلِيْدَ وَ الْخُلُقُ السُّوْءُ يُفْسِدُ الْعَمَلَ كَمَا يُفْسِدُ الْخَلُّ الْعَسَلَ))

"حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بہترین اخلاق خطاؤں کو یوں پگھلا دیتا ہے جیسے برف کو پانی اور برا اخلاق نیکیوں کو یوں خراب کر دیتا ہے جیسے سرکہ شہد کو۔" (الترغیب والترہیب)

حسن اخلاق کی خوبی کس قدر موثر نسخہ ہے گناہوں کے دھلنے کا۔ لیکن اگر ٹی وی فلموں اور ڈراموں کے سین یہ دکھائے جائیں کہ دہشت گرد بن کر خوفناک شکل بنا کر بے ہنگم جھاڑیوں کی طرح بڑھے ہوئے بال، درندوں اور خون خواروں کی طرح دھاڑتے ہوئے کسی کمزور پر بندوق یا پستول تانے ہوئے، تو کیا انہی مناظر کے نقال بچے پروان نہیں چڑھیں گے؟ کب ان کے دلوں میں نرمی اور ہمدردی کے احساسات جنم لے سکتے ہیں؟ وہ تو آدم خور، آدم بیزار اور آدم آزار بن کے رہیں گے۔

حدیث کا دوسرا حصہ تنبیہ ہے ان بدخلق دینداروں کے لیے جو نیکیاں کر کے چور ہو چکے ہوں مگر سوئے خلق ان کی نیکیوں کو ساتھ ساتھ صاف کرتا جائے۔ بڑی محنت شاقہ سے نیک اعمال کمائے مگر بد اخلاقی ان اعمال کا کھاتہ صاف کرتی جائے، اس سے بڑی محرومی اور شقاوت کیا ہوگی؟ اللہ کریم نیکیوں کی بھرپور توفیق دے کہ حسن خلق سے وہ نیکیاں چمکدار اور آبدار ہوتی رہیں۔

□ ((قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اِنَّكُمْ لَنْ تَسَعُوا النَّاسَ بِاَمْوَالِكُمْ وَ لٰكِنْ يَسَعُهُمْ مِنْكُمْ بَسْطُ الْوَجْهِ وَ حُسْنُ الْخُلُقِ)) (الترغیب)

"حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنی دولت سے لوگوں کو رام نہیں کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتے البتہ اپنے مسکراتے چہرے سے لوگوں کے دل جیت سکتے ہیں۔"

کتنی بڑی چوٹ ہے سرمایہ داری پر۔ جو دولت کے بل بوتے پر لوگوں پر مسلط ہونے کی چالبازیاں کرتے ہیں، رعونت سے گردن اکڑا کے چلتے ہیں۔

حکایت ہے کہ کوئی سائل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے محافظوں سے تقاضہ کرتا ہے کہ میں نے بادشاہ سے ملنا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ بادشاہ میرا بھائی ہے، سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اسے اندر آنے دو، سائل کہتا ہے جناب آپ بھی آدم کے بیٹے ہیں میں بھی آدم کا بیٹا ہوں لہٰذا آپ میرے بھائی ہوئے، تو سلطنت میں سے بطور بھائی میرا حصہ ادا کرو۔ خلیفہ نے ایک درہم اسے دیا کہ یہ آپ کا حصہ ہے لیجیے، سائل حیران تھا کہ یہ کیا مذاق ہے؟ خلیفہ نے کہا! یہ ساری نسل انسانی آپ کی طرح آدم کی اولاد اور میرے بھائی ہیں، اگر سب کو ایک ایک درہم دوں تو تب بھی شاہی خزانہ پورا نہیں کر سکے گا۔ لہٰذا ایک درہم ہی آپ کا حصہ بنتا ہے، زیادہ نہیں۔ اس حکایت سے ہمارے نبی ﷺ کی بات کتنی درست ٹھہری کہ دولت سے دل جیتنا ناممکن ہے، لیکن خندہ پیشانی سے مخلوق کے دل نرم کر سکتے ہو، انہیں اپنا گرویدہ کر سکتے ہو۔

□ ((قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَامِنْ شَيْءٍ اِلَّا لَهُ تَوْبَةٌ اِلَّا صَاحِبَ سُوْءِ الْخُلُقِ فَاِنَّهُ لَا يَتُوْبُ مِنْ ذَنْبٍ اِلَّا عَادَ فِيْ شَرٍّ مِّنْهُ)) (الترغیب)

"حضور ﷺ نے فرمایا ہر خطا کار کو توبہ کی توفیق نصیب ہو سکتی ہے، مگر بداخلاق کو نصیب نہیں۔ بلکہ ایک خطا سے باز آتا ہے تو پھر اس سے بڑی خطا میں مبتلا ہو جاتا ہے۔"

یعنی بداطوار آدمی توبہ سے بھی محروم رہتا ہے، ہادی اعظم ﷺ اکثر اللہ سے

یہ دعا کرتے تھے۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَ سُوْءِ الْاَخْلَاقِ"

"اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں نفرتوں سے منافقت سے اور برے اخلاق سے۔" (رواہ ابوداؤد)

یعنی نفرتوں سے دل صاف ہو، نفاق کی بجائے حق پر استقامت ملے اور برے اخلاق نہ پیدا ہوں بلکہ حسن اخلاق نصیب کر۔ جس بری شے سے ہمارے پیغمبر ﷺ نے پناہ مانگی ہو، ہم اسی چیز کے اسیر ہوں تو نبی ﷺ سے وفا نہیں ہے، بلکہ بیوفائی ہے اور جو اپنے نبی ﷺ کا وفادار نہ ہو، اسے دربار الٰہی میں دھکے ہی نصیب ہوں گے، راحت میسر نہ ہوگی، زبانی عشق رسول کے دعوے اور عمل رسول کریم ﷺ کے خلاف، یہ کیسا عشق ومحبت ہے؟ ایک عربی شاعر کہتا ہے:

وَكُلٌّ يَّدَّعِيْ لِوَصْلِ لَيْلٰى
وَلَيْلٰى لَا تُقِرُّ لَهُمْ بِذَاكَا

"ہر ایک لیلیٰ سے ملنے کا دعویدار ہے لیکن لیلیٰ کسی کے وصل کو نہیں مانتی۔"

یہی حال ہم نام نہاد عاشقان رسول ﷺ کا ہے، روز محشر کہیں حضور ﷺ یہ نہ فرمادیں۔

((سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ)) (مشکوٰۃ)

"ان لوگوں کو میری نگاہوں سے دور کرو جنھوں نے میرے بعد میرے دین کو بدل ڈالا۔"

پتہ تو اس روز چلے گا کہ ہمارا ایمان اور عشق رسول کس درجے میں تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدائے برحق سب کلمہ گو مسلمانوں کو ان اعمال کی توفیق وافر دے دے جن کی بدولت میدان حشر میں سرخرو ہوسکیں، آمین۔

ہماری مذہبی عبادات کے اثرات بہت عمدہ کردار کی تشکیل کرتے ہیں، سیّدنا شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اپنی مشہور زمانہ کتاب "حجة الله البالغة" میں لکھتے ہیں۔

"آنحضرت ﷺ کی نظر میں نماز باجماعت پڑھنے کے تین (3) قسم کے فائدے تھے۔"

1: ایک وہ جس کا اثر خود نمازی کے جسم پر ہوتا ہے، اس میں تہذیب آجاتی ہے، قوت ملکی کا ورود ہوتا ہے اور حیوانی وبہیمی طاقت دب جاتی ہے۔

2: دوسرا فائدہ باجماعت نماز کا یہ کہ اس کا اثر لوگوں کی جماعت پر ہوتا ہے، مبارک روش ان میں پھیلتی ہے، لوگ اس میں ایک دوسرے سے زیادہ شوق کو ظاہر کرتے ہیں، اس سے ان میں تہذیب آتی ہے اور سب مل کر متفقہ برتاؤ کرتے ہیں۔

3: تیسرا فائدہ کہ جماعت سے نماز کا اثر، پوری ملت مصطفوی ﷺ پر پڑتا ہے، اس میں اصلی شادابی اور تروتازگی رہتی ہے، تحریف یا سستی اس میں نہیں مل سکتی۔

یہ تھے سیّدنا شاہ صاحب کے خیالات، آج ہماری ملت کے اکثر مذہبی لوگ مذکورہ صفات سے عاری نظر آتے ہیں، یہ بہت بڑی بدنصیبی کی بات ہے کوئی خوشی کی بات ہرگز نہیں ہے، جو شخص بھی تاریخ اسلامی میں اسلام کی رفعتوں اور عظمتوں سے واقف ہے، جو ملی سوچ رکھتا ہے، جو اسلام کو آفاقی اور عالمگیر مذہب جانتا ہے اس کا دل یقیناً اس حالت زار پر خون کے آنسو روتا ہے، البتہ جو جنونی مذہبی لوگ فرقوں کے تعصبات میں اندھے ہو چکے ہیں جن کی فکر رسا، کنویں کے مینڈک سے

زیادہ نہیں ہے، جنہیں عظمت اسلام کی بجائے اپنے اپنے من گھڑت فرقوں کا جنون ہے آج اسلام ان کے ہاتھوں میں کھلونا بن کے رہ گیا ہے۔

رکھیو غالب مجھے تلخ نوائی سے معاف
آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے

خیر ہمارا موضوع اسلامی آداب واخلاق ہے، اگر مثبت طریقے سے بات کسی کے ذہن پر دستک دے سکے، کسی کی فکر جھنجھوڑ سکے، کسی کا ضمیر جاگ اٹھے، کسی کی سوچ میں تغیر آئے، تو خالق حقیقی کا شکر واحسان ہمارے لیے سرمایہ آخرت ہے، بات شکر گزاری کی آئی تو اس کی ہلکی سی تفصیلی جھلک دلنوازی کے لیے عرض ہے، حقیقی شکریہ ہے کہ تمام تر کوشش اور دعا کے بعد بھی کامیابی حاصل ہو نہ ہو بندہ اپنے رب پر مطمئن رہے۔

﴿وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ج﴾ (النمل: 40)

"اور جو کوئی شکر کرتا ہے۔ اس کا شکر اس کے اپنے ہی لیے مفید ہے۔"

دولتمندوں کا شکریہ ہے کہ غریبوں کی مدد کریں، طاقتوروں کا شکریہ ہے کہ کمزوروں کی مدد کریں، بااختیار کا شکریہ ہے کہ حقداروں کو حق دلوائے، آپ کی میز پر انواع واقسام کے کھانے موجود ہوں، لیکن آپ کا ہمسایہ بھوکا ہے، ایسی حالت میں آپ ہزار بار الحمدللہ کہتے رہیں مگر آپ حقیقتاً ناشکرے ہیں۔

آیئے ذرا عشق رسول ﷺ کا نظارہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول سے کریں۔ فرمایا!

"اخشى ان تنزل عليكم حجارة من السماء اقول لكم قال رسول الله ﷺ و تقولون قال ابوبكر و عمر رضي الله عنهما" (سنن دارمی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مجھے اندیشہ ہے کہ آسمان پتھر برسائے جب میں حضور ﷺ کا فرمان پیش کروں اور آپ کہیں کہ نہیں ابوبکر اور عمر کا یہ فرمان ہے۔"

کتنی سادگی ہے عشق رسول میں۔ بقول سیّدنا علامہ اقبال رحمہ اللہ

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بے چارہ نہ مُلا نہ زاہد نہ حکیم

کیا مفسر قرآن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر فاروق رضی اللہ عنہما کے مقام و مرتبہ سے ناواقف تھے؟ ہرگز نہیں، دراصل وہ مقام نبوت سے بخوبی آگاہ تھے، جسے قرآن نے سِرَاجًا مُّنِيْرًا کہا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو ستارے ہیں مگر ستاروں کے پاس اپنی کوئی روشنی نہیں ہوتی۔ وہ تو سورج سے اکتساب نور کرتے ہیں، لہٰذا جب سورج کی روشنی موجود ہو تو ستارے بے نور ہوتے ہیں۔ کسی پنجابی شاعر نے کیا خوب کہا:

دن ہوندیاں جو دیوا بالے احمق ایس نوں کہیے
احمد ہوندیاں جو مرشد ڈھونڈے اس داناں کی لیئے

دوسری طرف عقل و مشاہدات پر ایمان لانے والے ہیں کہ جو ماوراء حقائق سے بے خبر ہیں، بلکہ منکر ہیں، ان کے نزدیک عقل ہی مقام و منزل ہے، جو عقل میں آئے مانتے رہو جو عقل میں نہ آئے انکار کر دو۔ بس عینی مشاہدات پر سارا مدار ہے، کیا نظر جو کچھ دیکھتی ہے؟ وہ ہمیشہ سچ ہوتا ہے۔ نہیں بھئی! نظر دھوکے کھا جاتی ہے۔ شیخ علی طنطاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں دوپہر کے وقت صحرا میں سفر کرتے وقت آنکھوں کو سراب بھی پانی دکھائی دیتا ہے۔

شیشے کے گلاس میں نصف پانی بھر لیں نصف خالی رکھیں پھر اس میں پنسل

کھڑی کریں تو پنسل ٹوٹی ہوئی نظر آئے گی۔ جن بھوتوں کی کہانیاں رات کو سن کر، آدمی جب کسی ویرانے سے گزر کر جائے گا تو راستے میں اسے جن بھوت دکھائی دیں گے بوجہ دل کی کمزوری کے جب کہ وہاں کچھ بھی نہیں ہوتا، مداری کرتب دکھائے گا، نظر کچھ اور آئے گا حقیقت کچھ اور ہوگی۔ معلوم ہوا کہ انسانی حواس سے غلطی کا امکان ہے، عقل مشاہدے میں دھوکہ کھا سکتی ہے۔ لہٰذا عقل کو دلیل راہ اور نشان منزل نہ سمجھا جائے، اسے منزل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ عقل و مشاہدات سے ماوراء حقیقتوں کو جاننے کے لیے وحی الٰہی اور دربار نبوت ﷺ کی چوکھٹ چومنا پڑتی ہے، ورنہ زندگی کے سمندر میں انسان یوں تھپیڑے کھاتا پھرے گا کہ ساحل نصیب نہ ہوگا اور موت آ دبوچے گی۔

اخلاق و آداب کے سلسلے میں صاحب عزیمت ہستیوں کا ظرف دیکھئے۔ وہ ہماری طرح سہل پسند نہیں بلکہ پہاڑوں سے ٹکرانے کا تہیہ کیے ہوتے ہیں۔ مثلاً ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ کوئی اپنا دامن پھولوں سے بھرنا چاہتا ہے، کوئی کانٹوں سے، اور دونوں میں سے کوئی بھی پسند کرے گا کہ تہی دامن رہے۔ جب لوگ کامجوئیوں اور خوش وقتیوں کے پھول چن رہے تھے، تو ہمارے حصے میں تمناؤں اور حسرتوں کے کانٹے آئے۔ انہوں نے پھول چن لیے اور کانٹے چھوڑ دیئے۔ ہم نے کانٹے چن لیے اور پھول چھوڑ دیئے۔ امت مسلمہ جو کہ بسترِ علالت پر ہے۔ کسی نے سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ سے پوچھا: مولانا صاحب! جس اسلامی انقلاب کی آپ بات کرتے ہیں، یہی ابوالکلام رحمہ اللہ کرتے کرتے تھک گئے اور یہ کٹھن راہ چھوڑ گئے۔ سید مودودی رحمہ اللہ نے جواباً فرمایا۔ وہ ڈاکٹر تھے، ڈاکٹر نے جب دیکھا کہ امتِ مسلمہ ایک لاعلاج مریض ہوگئی تو ڈاکٹر نے صحت یابی سے مایوس ہو کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب دے دیا۔ مگر میں ڈاکٹر نہیں ہوں، تیمار دار ہوں۔ تیمار دار اپنے مریض کے سرہانے سے نہیں اٹھ سکتا وہ چھوڑ کر کہاں جائے؟

اسلامی اخلاق کی یہ عظیم الشان مثالیں ہماری اس صدی کے گوہرِ نایاب پیش کر رہے ہیں۔ جبکہ دنیا کی اکثریت حرصِ دنیا میں غرق ہو کے رہ گئی ہے۔ یہ بھی کردار ہیں۔ آداب ہیں جیتی جاگتی زندگی کے، جن سے ہماری روح کانپتی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

شکر

اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَاشْكُرُوا لِي﴾ (البقرہ: 152)

''اور میرا شکر ادا کرو۔''

یہ فعل امر وجوب کے لیے ہے کہ اللہ کا شکر کرنا بندے پر واجب ہے۔ اب جو حکم واجب کا درجہ رکھتا ہے اسے سمجھنا بہت ضروری ہے۔

امام راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں، شکر کسی نعمت کے تصور اور اظہار کا نام ہے۔ شکر کی تین (3) قسمیں ہیں۔

1. دل سے شکر، یعنی نعمت کا تصور کرنا، خیال کرنا
2. زبان سے منعم کی تعریف کرنا۔
3. دیگر اعضائے بدن سے شکر کرنا، یعنی عملی مظاہرہ کرنا۔

اس کی تائید قرآنی آیت ہے:

﴿اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا﴾ (سباء: 13)

''اے آل داؤد، عمل کرو شکر کے طریقے پر۔ یعنی شکر گزار بندوں کی طرح کام کرو۔''

سورۃ لقمان میں ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ﴾ (14)

''میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجالا۔''

سورۃ آل عمران میں ہے:

﴿وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ﴾ (145)

''اور شکر کرنے والوں کو ہم ان کی جزاء ضرور عطا کریں گے۔''

سورۃ النمل میں ہے:

﴿وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ﴾ (40)

''اور جو کوئی شکر کرتا ہے، اس کا شکر اس کے اپنے ہی لیے مفید ہے۔''

سورۃ سبا میں ہے:

﴿وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ﴾ (13)

''میرے بندوں میں کم ہی شکر گزار ہیں۔''

□ اسی آیت میں یہ تنبیہ پائی جاتی ہے کہ اللہ کا کما حقہ شکر گزار ہونا بہت مشکل کام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے اپنے دوستوں میں سے شکر گزاری پر صرف دو پیغمبروں کی تعریف قرآن میں کی ہے۔

1 اول سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی

﴿شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ﴾ (النحل: 121)

''وہ اللہ کی نعمتوں کا شکر کرنے والا تھا۔''

2 دوم سیدنا نوح علیہ السلام کی

﴿اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا﴾ (بنی اسرائیل: 3)

''بے شک نوح علیہ السلام ایک شکر گزار بندہ تھا۔''

(مفردات القرآن اردو ترجمہ، اول)

امام ابن یعقوب فیروز آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

شکر کے پانچ ستون ہیں۔

1 اپنے محسن کے آگے دلی طور پر جھک جانا۔

2 اپنے محسن سے محبت کرنا۔

3 اس کی تعریف کرنا۔

4 جس چیز کو محسن ناپسند کرے، اسے استعمال میں نہ لانا۔

5 اس کی نعمت کا برملا اقرار کرنا۔

□ صحیح حدیث میں ہے۔ نبی ﷺ رات نفلی عبادت میں کھڑے ہوتے تو قدم سوج جاتے، آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ ﷺ ایسا کرتے ہیں جبکہ آپ ﷺ کے اگلے پچھلے قصور، اللہ نے معاف کر دیئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں اپنے محسن کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

(صحیح بخاری)

□ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: معاذ! مجھے تجھ سے محبت ہے، لہٰذا نماز کے بعد یہ دعا کبھی نہ بھولنا۔

((اللهم اعني على ذكرك و شكرك و حسن عبادتك))

''اے اللہ! میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کرتا رہوں، تیرا شکر بجا لاتا رہوں، تیری خوب عبادت کرتا رہوں۔'' (ابوداود)

□ آپ ﷺ کی مشہور دعاؤں میں سے یہ دعا بھی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((رب اجعلنی لک شکّارا، لک ذکّارا، لک رھّابا، لک مِطواعا، لک مُخبِتا، الیک اوّاھا مُنِیبا))

"اے میرے رب! مجھے صرف اپنا شکر گزار بنا لے، اپنی ہی یاد میں مگن کر دے، تجھی سے ڈرنے والا، تیرا ہی فرمانبردار، تیرا ہی خوف ہو، اپنے غم کی فریاد صرف تجھی سے کروں، تیری ہی طرف میری توجہ رہے۔" (ترمذی)

□ سیّدنا جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ حقیقی شکر کا جذبہ یہ ہے کہ آدمی اللہ کی نعمت پا کر یہ سمجھے کہ میں اس لائق تو نہ تھا، مگر میرے آقا نے کمال شفقت مجھ پر فرمائی ہے۔ (بصائر ذوی التمییز، سوم)

□ فقیہ ابن عبدربہ اندلسی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

"سلیمان تیمی رحمہ اللہ نے فرمایا! اللہ نے اپنے بندوں پر اپنی قدرت کے مطابق نعمتیں عطا کیں، اور بندوں کو ان کی طاقت کے مطابق شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔"

□ حدیث میں آیا ہے: جس نے نیکی کو پھیلایا وہ شکر گزار ہوا۔ جس نے نیکی کو دبایا اور چھپایا وہ ناشکرا ہوا۔

□ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ جب اپنے بندے کو نعمت سے نوازتا ہے، وہ پھر اس کا اظہار کرتا ہے تو اس کا نام "حبیب اللہ" خدا کا پیارا رکھا جاتا ہے۔

(العقد الفرید جلد اول)

□ محمد بن علان الصدیقی لکھتے ہیں: مال و دولت کا شکر یہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور رضا جوئی کے لیے خرچ کرے، علم کا شکر یہ ہے کہ اس پر

خود عمل کرے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔ (دلیل الفالحین دوم)

□ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اللہ فرماتا ہے: اپنے والدین کو راضی رکھ، میں تبھی خوش ہوتا ہوں۔ والدین کو ناراض کرو گے تو میں ناراض ہوں گا۔ اگر کوئی بندہ ہزار صدیقوں کے برابر نیک عمل کر کے قیامت کے دن حاضر ہوگا، مگر وہ تھا ماں باپ کا نافرمان، اللہ عالم اس کے نیک عملوں کو بالکل نہ دیکھے گا اور اس بے نصیب کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ دوسری طرف اگر کوئی مسلمان مرد یا عورت والدین کو خوش کرتا رہے گا، اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر کے اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (بستان الواعظین، ص87)

شیخ عثیمین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جب اللہ انسان کو مال و دولت کی نعمت سے نوازتا ہے تو انسان کی مرضی ہے اس نعمت کو حرام کرلے یا حلال۔

1. حرام کرنے کے طریقے یہ ہیں کہ سودی لین دین کرے، جھوٹ سے کمائے، خرید و فروخت میں دھوکہ دہی کرے۔ دوسروں کے مال ناجائز طریقے سے ہضم کر جائے۔ قرآن و حدیث میں ان ذرائع کی بہت مذمت آئی ہے۔

2. دوسرا رویہ یہ ہے کہ مال کی نعمت کو حلال طریقے سے استعمال کرے، بیچتے وقت چیز کا عیب بتا کے بیچے، دوسرے کی خیر خواہی پیش نظر رہے، سچائی کا دامن کبھی نہ چھوڑے۔ مال کماتے وقت حلال کا خاص خیال رکھے، جہاں رضائے مولا ہو وہیں خرچ کرے۔ اللہ کریم کے دیئے ہوئے مال پر اس کا ہمیشہ شکر گزار رہے۔ (شرح ریاض الصالحین، جلد دوئم، ششم)

□ حضور ﷺ اللہ کی نعمت ملنے پر سجدہ شکر کرتے تھے۔ (ابوداود)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

□ حضور ﷺ نے فرمایا:

''جب کسی بندے کا بچہ فوت ہوتا ہے تو اللہ فرشتوں سے پوچھتا ہے کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کی ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں ہاں! اے اللہ! کیا تم نے اس کے دل کا ٹکڑا اڑایا ہے؟ ہاں، اے اللہ! اس صدمے پر میرے بندے نے کیا کہا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں، یا اللہ! وہ بندہ تیرا شکر کر رہا تھا اور'' انا للہ و انا الیہ راجعون '' پڑھ رہا تھا۔ پھر اللہ حکم دیتا ہے میرے اس عظیم شکر گزار کا جنت میں گھر بنا دو۔ اس کے گھر کا نام بیت الحمد رکھو، یعنی حمد و شکر کا گھر۔ یعنی مومن بندہ خوشی میں اور غم میں ہر حال میں اپنے مالک کا شکر گزار رہتا ہے۔'' (ترمذی)

□ الشیخ تویجری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''نئی نعمت ملنے پر سجدہ شکر سنت نبوی ﷺ ہے۔ یعنی کسی کے ہدایت پانے کی بشارت ملے، کوئی اسلام قبول کرے، مسلمانوں کی فتح پر، بچے کی پیدائش پر، وغیرہ کسی مصیبت کے ٹل جانے پر، سجدہ شکر مسنون ہے، جیسے کوئی غرق ہونے سے بچ نکلا۔ جل مرنے سے نجات ملی، قتل ہونے سے بچ گیا، چور سے محفوظ ہوا وغیرہ۔''

سجدۂ شکر کی کیفیت

یہ ایک ہی سجدہ ہوتا ہے، بغیر تکبیر کہے، بغیر سلام پھیرے نماز کے علاوہ ہوتا ہے۔ حسب حال شکر کا سجدہ کر سکتا ہے، کھڑے کھڑے سجدہ میں گر جائے، بیٹھے ہوئے باوضو یا بے وضو، مگر باوضو افضل ہے۔ (مختصر الفقہ الاسلامی، ص 567)

□ سیدنا شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شکر، یقین کے درجوں میں سے ایک درجہ ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے ''جنت کے لیے سب سے پہلے شکر گزاروں کو بلایا جائے گا، جو غمی اور خوشی میں اللہ کا شکر کرتے رہتے ہیں۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے آخری حج سے واپسی پر وادی ضجنان میں پہنچ کر اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا: میں اس جنگل میں اپنے باپ خطاب کے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ میرا والد بہت سخت گیر تھا۔ میرے کام کی نگرانی کرتا تھا اگر مجھ سے قصور سرزد ہوتا تو مجھے سزا دیتا تھا۔ (حجۃ اللہ البالغہ عربی جلد 2 ص 245)

نبی ﷺ جب نیا کپڑا پہنتے تو یہ دعا پڑھتے:

''اللھم لك الحمد كما كسوتنيه، اسألك خيره و خير ما صنع له، واعوذ بك من شره و شر ما صنع له''

''الٰہی! تیرا شکر ہے، تو نے یہ کپڑا مجھے پہنایا۔ اس کپڑے میں جو بھلائی ہے وہ تجھ سے مانگتا ہوں۔ جو اس میں برائی ہے میں اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' (حوالہ مذکورہ، ص 515)

□ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اللہ بندے سے تب راضی ہوتا ہے جب وہ لقمہ کھائے یا پانی کا گھونٹ پیئے پھر وہ اس کا شکر کرے۔''

□ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ روز محشر سب اگلے پچھلے لوگوں کو جمع کرے گا، تو بلند آواز سے منادی پکارے گا۔''

[1] جو دنیا میں تہجد گزار تھے وہ الگ ہو جائیں، وہ کھڑے ہوں گے مگر تعداد ان کی تھوڑی ہوگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2 پھر منادی پکارے گا،''جو لوگ اپنی تجارت کرتے وقت ذکرِ الٰہی سے غافل نہیں ہوتے تھے، وہ کھڑے ہو جائیں، لیکن وہ بھی تھوڑے ہوں گے۔''

3 پھر منادی آواز لگائے گا،''جو لوگ غم اور خوشی میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے رہے وہ الگ ہو جائیں، مگر وہ بھی تھوڑے ہی نکلیں گے۔ ان کے بعد باقی مخلوق کا حساب لیا جائے گا۔''

□ سیّدنا سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اگر اللہ تعالیٰ تجھے دو نعمتوں سے نوازے تو اس کا شکر ادا کر، حکمران کے دروازے پر جانے سے بچنا، حکیم اور ڈاکٹر کے دروازے سے بچنا۔''

□ بکر بن عبداللہ المزنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جو آدمی مسلمان ہے اور جسم اس کا تندرست ہے تو اس نے دنیا اور آخرت کی عظیم الشان نعمتوں کو پا لیا۔ دنیا کی عظیم نعمت تندرستی ہے، آخرت کی عظیم نعمت اسلام ہے۔''

□ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اکثر لوگوں میں دو نعمتیں قابل رشک ہیں، 1 صحت 2 اور فرصت''

□ آپ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے مومن کے بارے میں خوشگوار حیرت ہے، اگر اسے بھلائی پہنچے تو شکر کرتا ہے۔ اگر برائی پہنچے تو صبر کرتا ہے۔ ہر حال میں اس کے لیے بہتری ہے۔''

□ علامہ سمرقندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حمد وشکر، اگلے پچھلے لوگوں کی عبادت ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی عبادت ہے۔ اہل زمین کی عبادت ہے۔ اہل جنت کی عبادت ہے۔ آدم علیہ السلام کو چھینک آئی، تو اس نے کہا الحمد للہ، یعنی یا اللہ! تیرا شکر ہے۔

قوم نوح علیہ السلام سیلاب میں غرق ہوئی تو حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے پیروکار نجات پا گئے، اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ بڑھاپے میں انہیں اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام بیٹے عطا کیے۔ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ انہیں مومن بندوں پر فضیلت عطا ہوئی۔

اہل جنت چھ (6) مراحل پر شکر کریں گے:

1 جب حکم ہوگا، اے مجرمو! آج علیحدہ ہو جاؤ۔

2 جب پل صراط عبور کر جائیں گے۔

3 جب آب حیات سے غسل کر کے جنت کو دیکھیں گے۔

4 جب جنت میں داخل ہوں گے۔

5 جب جنت کے گھروں میں قرار پائیں گے۔

6 جب وہاں کھانے سے فارغ ہوں گے۔

□ کسی دانا نے کیا خوب کہا ہے! میں تین (3) چیزوں پر غور کرتا ہوں تو شکر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

1 اللہ تعالیٰ نے ہزاروں مخلوقات پیدا کیں اور اولاد آدم علیہ السلام کو سب مخلوقات میں افضل بنایا اور مجھے اس انسانی مخلوق میں پیدا کیا۔

2 میں نے غور کیا کہ سب مذاہب میں افضل اور اللہ تعالیٰ کو پیارا مذہب اسلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اور مجھے مسلمان پیدا کیا۔

3. میں نے سوچا کہ ساری امتوں میں امت محمد ﷺ افضل ہے، اور مجھے حضور ﷺ کا امتی بنایا۔

□ فقیہ سمرقندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"تین چیزوں سے شکر کی تکمیل ہوتی ہے۔"

1. جب تجھے اللہ کوئی نعمت عطا کرے تو غور کر، تجھے دینے والی ہستی کون ہے؟ پھر تو اس کا شکر ادا کر۔
2. جو اس نے تجھے عطا کیا ہے اس پر خوش ہو جا۔
3. جب تک وہ نعمت تیرے ساتھ رہے اور تیرے جسم میں اس کی قوت جاری رہے، تو دینے والے کی نافرمانی نہ کر۔

□ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا:

"لوگوں میں سب سے زیادہ انعام یافتہ کون ہے؟ فرمایا جو جسم مٹی میں دفن ہو کر بھی امن و راحت میں ہو اور ثواب کا منتظر ہو۔"

(تنبیہ الغافلین ص 207)

□ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: عوام الناس کا شکر، عمدہ کھانے، عمدہ پینے، عمدہ لباس اور اچھی صحت پر ہوتا ہے۔ خواص کا شکر، عقیدۂ توحید نصیب ہونا، ایمان کا حاصل ہونا، دل کا مضبوط ہونا ہے۔ علامہ مزید لکھتے ہیں ایک بادشاہ کے کئی غلام تھے نگران میں سے ایک خاص تھا، جس پر خصوصی توجہ ہوتی تھی۔ حالانکہ سارے غلام ایک جیسے تھے اور وہ ان میں زیادہ خوبصورت بھی نہیں تھا۔ امتیازی سلوک پر مصاحبین نے کہا، اس پر خصوصی نظر کرم کیوں ہے؟

بادشاہ نے اس غلام کی فضیلت واضح کرنے کا ارادہ کیا۔ ایک روز بادشاہ اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ سوار ہو کر روانہ ہوا۔ دور ایک پہاڑ تھا جس پر برف پڑی تھی۔ بادشاہ نے برف کی طرف دیکھا پھر گردن جھکا لی۔ اس غلام خاص نے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ باقی لوگ اس کے گھوڑا دوڑانے کو سمجھ نہ پائے۔ کچھ دیر بعد وہ غلام پہاڑ سے برف لے کر بادشاہ کے سامنے حاضر ہوا۔ بادشاہ نے پوچھا: تجھے کیسے معلوم ہوا کہ میں برف چاہتا ہوں؟ غلام نے کہا: حضور! آپ نے برف کی طرف نظر اٹھا کے دیکھا تھا، اور بادشاہوں کا دیکھنا بے مقصد نہیں ہوتا۔

بادشاہ نے کہا: اسی وجہ سے یہ میرا خاص غلام ہے، جو میرے چشم ابرو تک کے اشاروں پر نظر رکھتا ہے۔ میری دلی مراد پا لیتا ہے۔ حالانکہ تم سب اپنا اپنا کام کرتے ہو۔ لیکن یہ خاص ہے۔

□ علامہ رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں۔ میں نے اپنے کسی بزرگ سے سنا ہے:

کسی بادشاہ کے دو(2) غلام ہیں، اس کے سامنے حاضر باش ہیں۔ ایک روز بادشاہ دونوں غلاموں کو حکم دیتا ہے، یہ میرا خط دشمن تک پہنچا کے آؤ۔ نیز ان کے احوال معلوم کر کے آؤ، یہ کرو اور وہ کرو، ان میں سے ایک فوراً بھاگ نکلتا ہے۔ اور دوسرا غلام کہتا ہے میں آپ کے دیدار سے محروم نہیں رہنا چاہتا۔ میں آپ کی جدائی کا صدمہ نہیں برداشت کر سکتا۔ اب آپ بتائیں یہ دوسرا غلام بادشاہ کا منظور نظر بنے گا یا اس کے غضب کا شکار ہوگا؟ اسے تو پہلا غلام پیارا ہوگا جو اس کے حکم کی تعمیل کرے گا۔ (مدارج السالکین، جلد 2)

□ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

زبان کا شکر یہ ہے کہ اللہ کی حمد و ثنا کرتا رہے۔ دل کا شکر یہ ہے کہ بھلائی کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارادہ کرتا رہے۔ اعضائے بدن کا شکر یہ ہے کہ اللہ کی نعمتوں کو اللہ کی فرمانبرداری میں استعمال کرے۔ آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ کسی مسلمان کا عیب دیکھ کر اس پر پردہ ڈالے۔ کانوں کا شکر یہ ہے کہ کسی کا عیب سن کر پردہ پوشی کرے۔

غزالی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں، ایک وفد سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس آیا۔ ایک نوجوان کھڑا ہو کے بات کرنے لگا، سیّدنا عمر رحمہ اللہ نے فرمایا۔ بڑے کو بولنے دو۔

نوجوان نے کہا: اے امیر المؤمنین! اگر بڑی عمر کا لحاظ ضروری ہے تو مسلمانوں کا خلیفہ بھی آپ سے بڑی عمر کا ہونا چاہیے۔ سیّدنا عمر رحمہ اللہ نے فرمایا: اچھا بیٹے! بات کرو۔ اس نے کہا، ہم آپ کے پاس نہ کسی لالچ سے آئے ہیں نہ خوف سے، آپ سے لالچ اس لیے نہیں کہ ہمیں ہمارے حقوق گھر بیٹھے آپ کی طرف سے مل رہے ہیں۔ آپ سے خوف اس لیے نہیں کہ آپ کے عدل وانصاف سے ہم پوری طرح امن وراحت میں ہیں ہمارا وفد آپ کی خدمت میں صرف آپ کا شکریہ ادا کرنے آیا ہے اور ہم واپس جا رہے ہیں۔ (مکاشفۃ القلوب، ص 180)

□ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں، ذرا حواس خمسہ پر غور کریں۔ آپ کو قوتِ شامہ دی۔ اس سے آپ سونگھتے ہیں۔ لیکن جو خوشبو آپ کی ناک تک پہنچتی ہے، آپ کو معلوم نہیں ہوتا کہ کس جانب سے آئی ہے۔ بصارت کی قوت دی۔ دور سے بذریعہ آنکھ آپ کسی چیز کو دیکھ سکتے ہیں۔ قوت سماعت دی۔ آپ آوازوں کو سن سکتے ہیں۔ قوت ذائقہ دی۔ آپ کسی چیز کو چکھ کر معلوم کر سکتے ہیں، کڑوی ہے یا میٹھی ہے۔

ان نعمتوں سے بڑھ کر آپ کو اللہ نے عقل دی ہے۔ عقل سے آپ کھانے

کی چیزیں معلوم کرتے ہیں تو عقل سے کھانا پکاتا ہے۔ کھانے کے اسباب تیار کرتا ہے۔ یہی کھانا پھر تیری صحت کا سبب بنتا ہے۔ یہ کمترین عقلی فوائد سے ہے اور عقل کی حقیقت کبریٰ، اللہ کی معرفت ہے۔

اس غذا کو حاصل کرنے کے لیے اللہ نے آپ کو مختلف اعضاء دیئے ہیں۔

دو (2) ہاتھ ہیں، ان میں جوڑ ہیں، لچکدار ہیں، لکڑی کی طرح سخت تختیاں ہیں۔ ہتھیلی ہے، انگلیاں ہیں، انگلیوں کے سرے ناخنوں سے مضبوط کر دیئے ہیں۔ پھر اسی ہاتھ سے آپ کھانا پکڑتے ہیں۔ لیکن ہاتھ سے براہ راست پیٹ تک پہنچانا ممکن نہیں ہے۔ اس کا ذریعہ منہ اور جبڑے بنائے ہیں۔ دونوں جبڑے ہڈی سے بنائے گئے ہیں۔ جبڑوں میں دانت لگائے ہیں، دانتوں کی ترتیب کھانے کے حساب سے ہے۔ کچھ دانت کاٹنے کے لیے، کچھ توڑنے کے لیے، کچھ پیسنے کے لیے۔ نیچے والا جبڑا گولائی میں حرکت کرتا ہے، اوپر والا جبڑا غیر متحرک بنایا۔ حالانکہ انسان جو پتھر کی چکی بناتا ہے۔ اس کا نیچے والا پاٹ غیر متحرک ہوتا ہے۔ اوپر والا متحرک ہوتا ہے۔ انسان کا اوپر والا جبڑا حرکت کرتا تو ناک، آنکھ، کان وغیرہ خطرے میں ہوتے۔

پھر زبان کی نعمت دیکھیں، منہ کے اندر گردش کرتی ہے۔ کھانے کو گھیر کر درمیان سے اٹھا کر، دانتوں کے نیچے کرتی ہے۔ جیسے بیلچہ دانوں کو چکی کی طرف دھکیلتا ہے۔ پھر اس زبان کو بولنے کی قوت بھی ملی ہے۔ کھانے کا خشک لقمہ آپ نگلنے پر قادر نہیں ہیں۔ زبان کے نیچے اللہ نے لعاب کا چشمہ پیدا کیا ہے۔ اس لعاب کی رطوبت سے لقمہ تر ہو کر حلق کی طرف بڑھتا ہے۔ کھانا خود بخود ہاتھ سے معدے تک نہیں پہنچ سکتا، منہ سے حلق اور پھر خوراک کی نالی کے ذریعہ معدے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک جاتا ہے۔حلق کے پیچھے سے کشش ہوتی ہے۔کھانا معدے میں اترتا ہے۔ معدہ اس کھانے کو الٹ پلٹ کرتا ہے۔ پھر یہ کھانا اندر جا کے یکدم گوشت، ہڈی، خون نہیں بنتا ہے۔ بلکہ پوری طرح معدے میں پکتا ہے۔معدے میں کھانا جانے کے بعد سارے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔مکمل حرارت سے پکتا ہے۔دائیں جانب جگر ہے، بائیں جانب تلی ہے۔آگے اس کے چربی کی جھلی ہے۔ پیچھے ریڑھ کی ہڈی کا گوشت ہے۔اس طرح اندر خوب حرارت میں کھانا پک کر مائع بن جاتا ہے، پھر خالی نالیوں میں پہنچ جاتا ہے۔آنتوں سے جگر تک جاتا ہے۔ پھر دوسری پکائی شروع ہوتی ہے۔ پھر مختلف اعضاء میں پھیل جاتا ہے۔فضلہ باقی رہ جاتا ہے۔ وہ اپنے راستوں سے نکل جاتا ہے۔

آدمی کے جسم میں بے شمار پٹھے اور رگیں ہیں، کوئی چھوٹی کوئی بڑی، کوئی باریک کوئی مضبوط، ہر ایک میں حکمتِ الٰہی ہے۔اے مسکین! اگر متحرک آنت رک جائے، یا ساکن آنت حرکت میں آ جائے، تو ہلاک ہو جائے۔غور کر کتنی نعمتوں سے، تجھے اللہ نے نوازا ہے تاکہ تو اس کا شکر کرے۔ تجھے صرف کھانے کی نعمت کا پتہ ہے۔جو کہ کمترین نعمت ہے۔

جب تجھے بھوک لگتی ہے تو کھاتا ہے۔اسی طرح جانور کو بھوک لگتی ہے تو کھاتا ہے۔تو تھک جاتا ہے تو سو کر آرام کرتا ہے۔نفسانی خواہش ابھرتی ہے، تو مباشرت کرتا ہے۔لیکن تیری یہ جستجو صرف گدھے کی طرح ہے۔ یہی کچھ وہ کرتا ہے۔اگر گدھے کی سی سوچ ہوگی تو اللہ کا شکر کیسے کر سکتا ہے؟

غذا کے عجائب

صرف گندم کے دانے پر غور کر، اگر تیرے کھانے سے ختم ہو جاتا تو بھوکا رہ

جاتا۔لہٰذا تو اس دانے کے اضافے کا محتاج ہے تاکہ تیری ضرورت پوری کرے۔ اسے کاشت کرنا ہے۔پھر اسے زمین میں دبائے، پانی دے۔صرف پانی مٹی کافی نہیں۔اگر سخت پتھریلی زمین میں کاشت کرے۔ایسی زمین میں ہوا نہ ہونے سے وہ اگ نہیں سکتا۔نرم زمین میں کاشت ضروری ہے جہاں ہوا سرایت کر سکے۔ سورج کی حرارت کی ضرورت ہے۔سخت سرد موسم میں نہیں اگ سکتا۔

پھر پانی پر غور کر، جو تجھے زراعت کے لیے چاہئے۔اللہ نے پانی کے چشمے بہائے ان سے نہریں بہتی ہیں۔اگر زمین کی سطح بلند ہو، جہاں نہر کا پانی نہ چڑھ سکے۔اللہ بادلوں کو اٹھاتا ہے، ہوائیں انہیں اڑاتی ہیں۔ضرورت مند زمین پر برسنے کا حکم ہوتا ہے۔

دیکھو، اللہ نے پہاڑوں کو پیدا کیا، جو پانی کے محافظ ہیں۔ان سے چشمے رفتہ رفتہ بہتے ہیں۔اگر پہاڑوں سے سارا پانی یکدم نکل پڑے، تو آبادیوں اور کھیتوں کو آنِ واحد میں برباد کر دے۔سورج کو کیسے بنایا اور مسخر کیا؟ زمین سے ایک خاص فاصلے پر رکھا۔وقتاً فوقتاً گرم کرتا ہے، جب ٹھنڈک کی ضرورت ہو ٹھنڈک دے۔جب حرارت کی ضرورت ہو تو حرارت دے۔سائنس دانوں کے حساب سے سورج زمین سے ایک سو ملین کلومیٹر دور ہے۔کرۂ ارضی سے نہ اتنا دور کہ روشنی اور حرارت حاصل نہ ہو سکے، نہ اتنا قریب کہ سب کچھ جلا کے رکھ دے۔

اللہ نے چاند کو پیدا کیا، اس کی خاصیت یہ ہے کہ رطوبت پہنچاتا ہے، جیسے سورج گرمی پہنچاتا ہے۔اس سے پھل پکتے ہیں، اپالو نمبر 9 چاند کے کرہ پر پہنچا تھا تو اس نے چار لاکھ کلومیٹر کی مسافت طے کی تھی۔ہر قسم کی غذائیں ہر جگہ پیدا نہیں ہوتیں۔اللہ نے تاجر لوگ پیدا کیے، ان میں مال جمع کرنے کی حرص ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ مال دنیا کے اطراف میں منتقل کرتے رہتے ہیں۔ مال منتقل کرتے وقت طرح طرح کے خدشات ہوتے ہیں کہ سمندر میں غرق نہ ہو جائے۔ ڈاکو نہ لوٹ لیں۔ خود دورانِ سفر انہیں موت نہ آ جائے۔ لیکن پھر بھی تبادلے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

نعمت کی قدر اس کے چھن جانے پر ہوتی ہے۔ آنکھوں والا دیکھنے کی نعمت کا شکر ادا نہیں کرتا، جب اندھا ہو جائے تو پھر کہتا ہے آنکھوں والے لوگو! آنکھیں بہت بڑی نعمت ہیں۔ ناشکری کی انتہا یہ ہے کہ کوئی دس ہزار میں آنکھیں بیچنے کو تیار نہیں۔ کوئی دس ہزار میں زبان فروخت کرنے کو تیار نہیں۔ کوئی ہاتھ پاؤں بیس ہزار میں دینے کو تیار نہیں۔ لیکن اللہ کا شکوہ یہی کرتا ہے کہ اس نے کون سی نعمت مجھے دی ہے۔ حالانکہ ہزاروں، لاکھوں کا جسم لیے پھرتا ہے۔

ذرا سوچیں کہ ہر بندے کو شکل وصورت کی نعمت دی، اخلاق اور خوبیاں عطا کیں، بیوی، بچے دیئے، گھر دیا، اپنا وطن دیا، دوست دیئے، رشتہ دار دیئے، عزت دی، مومن بنایا، کافر نہ بنایا، زندہ بنایا، مردہ پیدا نہ کیا، انسان بنایا، جانور نہ بنایا، مرد بنایا، صحت دی، بیماری نہ دی، پورے اعضاء دیئے، عیب دار نہ بنایا، لنگڑا، اندھا، کانا، بہرہ نہ بنایا۔

□ حضور ﷺ نے فرمایا: ”اپنے سے کم تر کو دیکھو، اپنے سے اونچے کو نہ دیکھو، اس سے قدر نعمت پیدا ہوگی۔“

□ قدرِ نعمت کے لیے کبھی ہسپتال میں جاؤ، طرح طرح کے مرض میں مبتلا مریضوں کو دیکھو عبرت ہوگی۔ عقوبت خانوں میں جاؤ، مختلف مجرموں کو کیا کیا سزائیں مل رہی ہیں؟ قبرستان میں جاؤ، مرنے والے دوبارہ زندگی نہ پا

سکے۔ لہٰذا یہ چیزیں دیکھ کر تو اپنی زندگی کا شکر گزار ہوگا۔

□ ایک آدمی نے حضرت سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ سے گلہ کیا کہ چور میرے گھر میں گھس آیا اور میرا سب کچھ چرا کے لے گیا۔ سیّدنا سہل رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ کا شکر کر، اگر شیطان تیرے دل میں داخل ہو کر تیرا ایمان لوٹ کر لے جاتا، پھر تو کیا کرتا؟ (مختصر منہاج القاصدین)

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے بہت خوبصورت عربی اشعار نقل کیے ہیں:

يَا مُنْتَهَى الْآمَالِ — أَنْتَ كَفِلْتَنِي وَ حَفِظْتَنِي
وَعَدَا الزَّمَانُ عَلَيَّ كَيْ — يَجْتَاحَنِي فَمَنَعْتَنِي
فَانْقَادَ لِي مُتَخَشِّعًا — لَمَّا رَآكَ نَصَرْتَنِي
وَكَسَوْتَنِي ثَوْبَ الْغِنَا — وَمِنَ الْمَطَالِبِ صُنْتَنِي
فَإِذَا سَكَتُّ بَدَأْتَنِي — وَإِذَا سَأَلْتُ أَجَبْتَنِي
فَإِذَا شَكَرْتُكَ زِدْتَنِي — فَمَنَحْتَنِي وَبَهَرْتَنِي
أَوْ إِنْ أَجُدْ بِالْمَالِ — فَالْأَمْوَالَ أَنْتَ أَفَدْتَنِي

(صيد الخاطر ص 274)

”اے میری امیدوں کے آخری سہارے، تو ہی میرا ضامن بنا اور تو نے ہی میری حفاظت کی، لوگوں نے مجھ پر ظلم کیا کہ مجھے ہلاک کر دیں، لیکن تو نے مجھے بچا لیا، جب زمانے نے دیکھا کہ تو نے میری مدد کی ہے تو وہ میرے سامنے جھک گیا۔ تو نے مجھے لباس استغنا سے نوازا ہے، اور دنیوی اغراض سے محفوظ رکھا ہے۔ میں جب خاموش ہوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو نے ہمتِ گویائی دی، جب میں نے تجھ سے سوال کیا، تو نے پورا کیا ہے۔ جب میں نے تیرا شکر ادا کیا، تو نے مجھے مزید نوازا ہے، تو نے اتنا دیا کہ مجھے بے نیاز کر دیا۔ جس مال سے میں فیاض بنا، وہ مال تو نے ہی تو مجھے دیا ہے۔"

□ امام غزالی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

سیّدنا بایزید بسطامی رحمہ اللہ کسی گلی سے گزر رہے تھے، اوپر سے کسی نے راکھ کی ٹوکری ڈال دی۔ سیّدنا نے فوراً سجدۂ شکر ادا کیا۔ لوگوں نے پوچھا: حضرت! یہ کیسا سجدہ ہے؟ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے تو اپنے گناہوں سے یہ ڈر تھا کہ مجھ پر عذاب الٰہی آگ کی شکل میں گرے گی، مگر شکر ہے کہ آگ کے بجائے صرف راکھ ہی گری ہے۔

□ امام غزالی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

"اعتراض کم کرنا، منعم کے سامنے باادب رہنا بھی شکر ہے۔ نعمتوں کو اچھی طرح قبول کرنا، چھوٹی سی نعمت کو بڑا جاننا بھی شکر میں داخل ہے۔" (احیاء العلوم، جلد 4)

□ مفتی احمد یار خان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

شکر، رب کی بڑی عبادت ہے، اس کے چند درجے ہیں:

1. ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ ہر نعمت کو رب تعالیٰ کی طرف سے جانے۔
2. اس سے بڑھ کر یہ کہ ہر نعمت پر رب تعالیٰ کی تعریف کرے۔
3. اس سے بڑھ کر یہ کہ گناہوں سے بچے۔
4. اس سے بڑھ کر یہ کہ رب تعالیٰ کی کسی نعمت کو گناہ میں خرچ نہ کرے۔

5. اس سے بڑھ کر یہ کہ ہر نعمت کو عبادت میں صرف کرے، یہ شکر کا اعلیٰ درجہ ہے۔

مفتی مرحوم نے مزید ایک حکایت لکھی ہے:

کسی نے ابو حازم سے پوچھا: آنکھ کا شکر کیا ہے؟ فرمایا: بھلائی دیکھ کر ظاہر کرو، اور برائی دیکھ کر چھپالو۔

پوچھا: کان کا شکر کیا ہے؟ فرمایا! اچھی بات سن کر یاد کرلو، بری بات بھول جاؤ۔

پوچھا: ہاتھوں کا شکر کیا ہے؟ فرمایا! ان سے وہ چیز نہ پکڑو، جس کے لیے وہ بنائے نہ گئے ہوں۔

پوچھا: پیٹ کا شکر کیا ہے؟ فرمایا! اس کے نچلے حصے میں کھانا، اور اوپر والے حصے میں علم ہو۔

پوچھا: شرمگاہ کا شکر کیا ہے؟ فرمایا! بیوی کے سوا کسی پر استعمال نہ کرو۔

پوچھا: پاؤں کا شکر کیا ہے؟ فرمایا! بے دست و پا کی خدمت کو چلو۔

جس میں یہ باتیں ہوں وہ پورا شکر گزار ہے۔ (تفسیر نعیمی جلد 2، ص 70,69)

□ علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

سیّدنا بایزید بسطامی رحمہ اللہ نے فرمایا: میں زندگی میں کبھی اتنا پریشان نہیں ہوا جتنا کہ بلخ شہر کے ایک نوجوان نے مجھے پریشان کیا۔ وہ مجھے حج کے موقع پر ملا اور اس نے پوچھا: حضرت! آپ کے نزدیک پرہیزگاری کی حد کیا ہے؟ میں نے کہا: مل جائے تو کھا لیتے ہیں، نہ ملے تو صبر کرتے ہیں۔ اس نوجوان نے کہا: ایسا تو ہمارے بلخ شہر کے کتے بھی کرتے ہیں۔ (میں سخت گھبرایا) پھر میں نے پوچھا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے نزدیک پرہیزگاری کی حد کیا ہے؟ نوجوان نے کہا: ان فقدنا، شکرنا۔ وان وجدنا آثرنا ۔یعنی نہ ملے تو شکر کرتے ہیں۔ مل جائے تو اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ (تفسیر قرطبی جلد 18، ص 30)

سید مودودی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: شکر کے اصل معنی اعتراف نعمت یا احسان مندی کے ہیں۔ اس کا تقاضا یہ ہے۔

1 آدمی احسان کو اسی کی طرف منسوب کرے جس نے دراصل احسان کیا ہے، کسی دوسرے کو احسان کے شکریہ اور نعمت کے اعتراف میں اس کا حصہ دار نہ بنائے۔

2 آدمی کا دل اپنے محسن کے لیے محبت اور وفاداری کے جذبہ سے لبریز ہو، اور اس کے مخالفوں سے محبت و اخلاص، اور وفاداری کا ذرہ برابر تعلق بھی نہ رکھے۔

3 وہ اپنے محسن کا مطیع و فرمانبردار ہو، اور اس کی دی ہوئی نعمتوں کو اس کے منشاء کے خلاف استعمال نہ کرے۔ (تفہیم القرآن اول، ص 412)

﴿ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللَّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ ﴾

"پھر کیا یہ لوگ (یہ سب کچھ دیکھتے اور جانتے ہوئے بھی) باطل کو مانتے ہیں اور اللہ کے احسان کا انکار کرتے ہیں۔"

باطل کو ماننا یعنی بے بنیاد اور بے حقیقت عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کی قسمتیں بنانا اور بگاڑنا، ان کی امیدیں بر لانا اور دعائیں سننا، انہیں اولاد دینا، ان کو روزگار دلوانا، ان کے مقدمے جتوانا اور انہیں بیماریوں سے بچانا، کچھ دیویوں، دیوتاؤں، جنوں، اور اگلے پچھلے بزرگوں کے اختیار میں ہے۔

"اللہ کے احسان کا انکار" اگرچہ مشرکینِ مکہ اس بات سے انکار نہیں کرتے تھے کہ یہ ساری نعمتیں اللہ کی دی ہوئی ہیں اور ان نعمتوں پر اللہ کا احسان ماننے سے بھی انہیں انکار نہ تھا، لیکن جو غلطی وہ کرتے تھے وہ یہ تھی کہ ان نعمتوں پر اللہ کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ وہ ان بہت سی ہستیوں کا شکریہ بھی زبان اور عمل سے ادا کرتے تھے، جن کو انہوں نے بلا کسی ثبوت اور بلا کسی سند کے اس نعمت بخشی میں داخل اور حصہ دار ٹھہرا رکھا تھا۔

اسی چیز کو قرآن "اللہ کے احسان کا انکار" قرار دیتا ہے۔ قرآن میں یہ بات بطور ایک قاعدہ کلیہ کے پیش کی گئی ہے کہ مشرکین کا اس طرح کرنا محسن کے احسان کا انکار کرنا ہے۔ اسی طرح قرآن یہ بات بھی اصول کے طور پر بیان کرتا ہے کہ محسن کے متعلق بغیر کسی دلیل اور ثبوت کے یہ گمان کر لینا کہ اس نے خود اپنے فضل وکرم سے یہ احسان نہیں کیا بلکہ فلاں شخص کے طفیل یا فلاں کی رعایت سے یا فلاں کی سفارش سے یا فلاں کی مداخلت سے کیا ہے، یہ بھی دراصل اس کے احسان کا انکار ہی ہے۔

یہ دونوں اصولی باتیں سراسر انصاف اور عقلِ عام کے مطابق ہیں۔ ہر شخص بادنیٰ تأمل ان کی معقولیت سمجھ سکتا ہے۔ فرض کیجئے، آپ ایک حاجت مند آدمی پر رحم کھا کر اس کی مدد کرتے ہیں، اور وہ اسی وقت اٹھ کر آپ کے سامنے ایک دوسرے آدمی کا شکریہ ادا کرتا ہے، جس کا اس امداد میں کوئی معمولی دخل نہ تھا۔ آپ چاہے فراخ دلی کی بنا پر اس کی اس بے ہودگی کو نظر انداز کر دیں اور آئندہ بھی اپنی امداد کا سلسلہ جاری رکھیں، مگر اپنے دل میں یہ ضرور سمجھیں گے کہ یہ ایک نہایت بدتمیز اور احسان فراموش آدمی ہے۔ پھر اگر دریافت کرنے پر آپ کو معلوم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو کہ اس شخص نے یہ حرکت اس خیال کی وجہ سے کی تھی کہ آپ نے اس کی جو کچھ بھی مدد کی ہے وہ اپنی نیک دلی اور فیاضی کی وجہ سے نہیں کی، بلکہ اس دوسرے شخص کی خاطر کی ہے، حالانکہ اصل حقیقت یہ نہیں ہے۔ تو آپ لازمی اسے اپنی توہین سمجھیں گے۔

اس کی اس بیہودہ تاویل کا صریح مطلب آپ کے نزدیک یہ ہوگا کہ وہ آپ سے سخت بدگمان ہے اور آپ کے متعلق یہ رائے رکھتا ہے کہ آپ کوئی رحیم اور شفیق انسان نہیں ہیں۔ بلکہ محض ایک دوست نواز اور یار باش آدمی ہیں۔ چند لگے بندھے دوستوں کے وسیلہ سے کوئی آئے تو آپ اس کی مدد ان دوستوں کی خاطر کر دیتے ہیں ورنہ آپ کے ہاتھ سے کسی کو کچھ فیض حاصل نہیں ہوسکتا۔

(تفہیم القرآن، 2، ص 556)

□ پیر کرم شاہ رحمہ اللہ گزشتہ آیت کے تحت لکھتے ہیں:

یہ قوت و صحت، یہ عقل و دانش، یہ دولت و ثروت، سب اسی کی بخشی ہوئی نعمتیں ہیں، تم اس کی نعمتوں کا انکار نہ کرو، بلکہ اس کا شکریہ ادا کرو، قول سے بھی اور عمل سے بھی۔ زبان سے بھی اور دل سے بھی۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ مزید رقمطراز ہیں:

اپنے مزید احسانات کی یاد دہانی کرائی جا رہی ہے، یعنی ہم نے تمہیں تنہا پیدا نہیں کیا، ایسی تنہائی جس میں غم کے لمحے بڑے بھیانک ہوتے ہیں، اور خوشی کی ساعتیں بڑی اداس، بلکہ ہم نے تمہیں اس زندگی کا راستہ طے کرنے کے لیے، ایک ساتھی بھی دیا (رفیقۂ حیات) اور مزید کرم یہ فرمایا کہ وہ تمہاری ہی جنس سے ہے۔ تاکہ تمہاری آرزوئیں اور تمنائیں، تمہارے جذبات اور خواہشات سب یکساں ہوں اور تم ایک دوسرے کے لیے باعثِ مسرت اور موجب اطمینان بنو۔

اس پر مزید کرم یہ کیا کہ تمہیں اولاد کی نعمت سے بہرہ ور کیا اور تمہیں پوتے اور پوتیاں بخشیں، اس طرح تمہارے دلوں کو مسرت اور تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائی۔

مزید برآں تمہیں کھانے کے لیے عمدہ سے عمدہ چیزیں مہیا کیں۔ ان گوناگوں، بیشمار احسانات کے باوجود اگر تم شرک سے باز نہ آئے تو تم سے بڑھ کر اور کون ناشکرا اور احسان فراموش ہوگا۔ (تفسیر ضیاء القرآن دوم، ص 584)

تسکینِ حیات

مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ زیر نظر آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"كلا نمد هٰؤلآء و هٰؤلآء من عطاء ربك، وما كان عطاء ربك محظورا"

"ان لوگوں کو بھی، اور ان لوگوں کو بھی (یعنی) اچھوں کو بھی اور بروں کو بھی، سب کو تمہارے پروردگار کی بخشش سے حصہ مل رہا ہے اور تمہارے رب کی بخشش کسی پر بند نہیں ہے۔"

بایں ہمہ فطرت نے کارخانۂ معیشت کا ڈھنگ کچھ اس طرح کا بنا دیا ہے اور طبیعتوں میں کچھ اس طرح کی خواہشیں، ولولے اور انفعالات ودیعت کر دیے ہیں کہ زندگی کے ہر گوشے میں ایک عجیب طرح کی دل بستگی، مشغولیت، ہماہمی اور سرگرمی پیدا ہوگئی ہے، اور یہی زندگی کا انہماک ہے جس کی وجہ سے ہر ذی حیات نہ صرف زندگی کی مشقتیں برداشت کر رہا ہے بلکہ انہی مشقتوں میں زندگی کی بڑی سے بڑی لذت و راحت محسوس کرتا ہے یہ مشقتیں جس قدر زیادہ ہوتی ہیں، اتنی ہی زیادہ زندگی کی دلچسپی اور محبوبیت بھی بڑھ جاتی ہے۔ اگر ایک انسان کی زندگی ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشقتوں سے خالی ہو جائے، تو وہ محسوس کرے گا کہ زندگی کی ساری لذتوں سے محروم ہو گیا اور اب زندہ رہنا اس کے لیے ناقابلِ برداشت بوجھ ہے۔

پھر دیکھو کارسازِ فطرت کی یہ کیسی کرشمہ سازی ہے؟ کہ حالات متفاوت ہیں طبائع متنوع ہیں۔ اشغال مختلف ہیں، اغراض متضاد ہیں، لیکن معیشت کی دل بستگی اور سرگرمی سب کے لیے یکساں ہے۔ اور سب ایک ہی طرح اس کی مشغولیتوں کے لیے جوش وطلب رکھتے ہیں۔ مرد وعورت، طفل و جوان، امیر وفقیر، عالم و جاہل، قوی وضعیف، تندرست و بیمار، مجرد ومتاہل، حاملہ و مرضعہ، سب اپنی اپنی حالتوں میں منہمک ہیں اور کوئی نہیں جس کے لیے زندگی کی کاوشوں میں محویت نہ ہو۔

امیر اپنے محل کے عیش ونشاط میں اور فقیر اپنی بے سروسامانیوں کی فاقہ مستی میں زندگی بسر کرتا ہے، لیکن دونوں کے لیے زندگی کی مشغولیتوں میں دل بستگی ہوتی ہے اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کون زیادہ مشغول ہے؟ ایک تاجر جس انہماک کے ساتھ اپنی لاکھوں روپیہ کی آمدنی کا حساب کرتا ہے، اسی طرح ایک مزدور بھی دن بھر کی محنت کے چند پیسے گن لیا کرتا ہے اور دونوں کے لیے یکساں طور پر زندگی محبوب ہوتی ہے۔ ایک حکیم کو دیکھو، جو اپنے علم و دانش کی کاوشوں میں غرق ہے اور ایک دہقان کو دیکھو، جو دوپہر کی دھوپ میں برہنہ سر ہل جوت رہا ہے اور پھر بتلاؤ کس کے لیے زندگی کی مشغولیتوں میں زیادہ دل بستگی ہے؟

پھر یوں دیکھیں بچے کی پیدائش ماں کے لیے کیسی جانکاہی و مصیبت ہوتی ہے؟ اس کی پرورش ونگرانی کس طرح خود فروشانہ مشقتوں کا ایک طویل سلسلہ ہے؟ تاہم یہ سارا معاملہ کچھ ایسی خواہشوں اور جذبوں کے ساتھ وابستہ ہے کہ ہر عورت میں ماں بننے کی قدرتی طلب ہے، اور ہر ماں پرورش اولاد کے لیے مجنونانہ

خود فراموشی رکھتی ہے، وہ زندگی کا سب سے بڑا دکھ سہے گی اور پھر اسی دکھ میں زندگی کی سب سے بڑی مسرت محسوس کرے گی۔ وہ جب اپنی معیشت کی ساری راحتیں قربان کر دیتی ہے اور اپنی رگوں کے خون کا ایک ایک قطرہ دودھ بنا کر پلا دیتی ہے تو اس کے دل کا ایک ایک ریشہ زندگی کے سب سے بڑے احساس مسرت سے معمور ہوتا ہے۔

ساری کائنات میں خلقت کے مناظر واشیاء کا اختلاف اور تنوع ہے۔ انسانی طبیعت کا خاصہ ہے کہ یکسانی سے اکتاتی ہے، اور تبدیلی وتغیر میں خوشگواری اور کیف محسوس کرتی ہے۔ اگر کائناتِ ہستی میں، محض یکسانی و یک رنگی ہی ہوتی تو دلچسپی اور خوشگواری پیدا نہ ہوسکتی، جو اس کے ہر گوشہ میں ہمیں نظر آ رہی ہے۔ اوقات کا اختلاف، موسموں کا اختلاف، خشکی وتری کا اختلاف، مناظرِ طبیعت اور اشیاء خلقت کا اختلاف، جہاں بے شمار مصلحتیں اور فوائد رکھتا ہے وہاں ایک بڑی مصلحت دنیا کی زیب وزینت اور معیشت کی تسکین وراحت بھی ہے۔

گلہائے رنگ رنگ سے ہے زینت چمن
اے ذوق اس جہاں میں ہے زیب اختلاف سے

(تفسیر ترجمان القرآن اول، از آزاد ص 116)

مال اور اولاد نعمت بھی اور آزمائش بھی

اللہ فرماتا ہے:

﴿وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾

"اور خوب جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد (سب) آزمائش ہے۔"

مال اور اولاد سے بڑھ کر سخت آزمائش اور کون سی ہے؟ ان کی محبت انسان کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بزدل بنا دیتی ہے اور بخیل بھی۔ حضور ﷺ کے پاس ایک بچہ لایا گیا، حضور ﷺ نے اسے بوسہ دیا اور فرمایا: یہ اولاد انسان کو بخیل بھی بنا دیتی ہے اور بزدل بھی۔ اور یہ اللہ کے پھول ہیں۔''

اب جو اس طبعی محبت کے باوجود احکام الٰہی کی تعمیل میں کوتاہی نہیں کرتا، یقیناً وہ کامیاب ترین انسان ہے۔ ایک دوسرے لحاظ سے بھی اولاد بڑی آزمائش ہے۔ بچوں کی صحیح تربیت ان کو صحیح مسلمان اور کامل انسان بنانا، ان کی لوحِ دل پر اقدارِ عالیہ کے نقوش ثبت کرنا، والدین کے لیے ایک کٹھن آزمائش ہے۔ اور یہی اللہ کی اس نعمت کا صحیح شکر ہے۔

جو کم نظر اپنی اولاد کے لیے دولت ہی اکٹھی کرتے رہتے ہیں اور انہیں لکشمی دیوی کی پرستش کا ڈھنگ سکھانا ہی اپنے حقوق پدری کی تکمیل جانتے ہیں انہوں نے اس نعمتِ عظمیٰ پر اپنے منعم حقیقی کا ہرگز شکر ادا نہیں کیا۔ اور نہ وہ اس آزمائش میں کامیاب ہوئے ہیں۔ (ضیاء القرآن، دوم، ص 143)

محسن انسانیت ﷺ اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نعمت

﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا﴾

''تو کیا آپ ﷺ (فرطِ غم سے) ہلاک کر لیں گے اپنی جان کو، ان کے پیچھے، اگر وہ ایمان نہ لائے۔''

ادھر کفار مکہ کے ظلم و ستم کا حال یہ ہے کہ کسی معقول بات پر بھی غور نہیں کرتے، بلکہ الٹا مذاق اڑاتے ہیں۔ ادھر رأفت و رحمت کی یہ کیفیت ہے کہ ہر قیمت پر انہیں ہلاکت کے گرداب میں گرنے سے بچانے کا خیال ہر وقت بے چین رکھتا ہے۔ مسجد حرام کے صحن میں، بازارِ مکہ کی ہنگامہ پرور فضاؤں میں، ان کی

نشست گاہوں میں اور ان کے خلوت کدوں میں جا جا کر انہیں سمجھایا جا رہا ہے۔

وہ بار بار جھڑکتے ہیں، ناراض ہوتے ہیں، بپھرتے ہیں لیکن اخلاص و محبت کا چشمہ رواں ہی رہتا ہے۔ جب رات کی خاموشی چھا جاتی ہے، ساری مخلوق کی آنکھیں محوِ خواب ہوتی ہیں۔ تو یہ محسن انسانیت ﷺ اٹھتا ہے، اپنا سرِ نیاز بارگاہِ بے نیاز میں جھکاتا ہے اور اللہ سے رو رو کر، ان کی ہدایت کے لیے درد و سوز میں ڈوبی ہوئی التجائیں کرتا ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی ہدایت کی روشنی سے محروم رہا تو اس کی جان پر بن آئے گی۔

اللہ اپنے محبوب ﷺ کی اس بے چینی اور اضطراب کو دیکھتا ہے، جس میں کوئی ذاتی منفعت نہیں، وہ ان آہوں کے سوز سے واقف ہے۔ وہ ان آنسوؤں کو جانتا ہے جو اس کے محبوب ﷺ کی چشمِ مازاغ کی پلکوں پر جھلملاتے ہیں۔ اور پھر اس کے حضور اس کی رحمت کی بھیک مانگنے کے لیے گر پڑتے ہیں۔ یہ بے خوابیاں، یہ بے تابیاں کن کے لیے ہیں؟ ان کے لیے جو جان کے دشمن اور خون کے پیاسے ہیں۔ اللہ اپنے حبیب کو تسلی دیتا ہے کہ اتنا غم نہ کیجئے۔

(ضیاء القرآن سوم، ص 11)

ہم نام نہاد مسلمانوں نے اپنے محسن پیغمبر ﷺ کی کیا قدر کی ہے؟ اتنا عظیم الشان ہادی ﷺ، اتنا مہربان مرشدِ کامل ﷺ جسے نصیب ہو جائے وہ تو اللہ تعالیٰ کے سامنے شکر کے سجدے بار بار بجا لاتا رہے۔ کیونکہ یہ پیغمبر نہ آتے تو ہم ہندو یا سکھ رہ جاتے، ہم مندروں میں بتوں کے پجاری بن کے رہتے۔ ہمیں کون اپنے خالق و رازق کا راستہ دکھاتا، ہمیں کون معرفتِ الٰہی سے سرشار کرتا؟ ہمیں کون جانوروں سے انسان بناتا؟ ہمیں کون سنگدل سے نرم دل بناتا؟ ہمیں کون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنگدل سے فراخ دل بناتا؟ ہمیں کون اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا؟ ہمیں جاہلی رسموں کی زنجیروں سے کون آزاد کرواتا؟ ہمیں کون اعلیٰ اخلاق سکھاتا؟ ہمیں کون اندازِ بندگی بتاتا؟ ہمیں کون حریت فکر ونظر عطا کرتا؟ ہمیں کون صفائی اور ستھرائی سکھاتا؟ ہمیں کون مقدس محرموں کے رشتوں سے آگاہ کرتا؟ یہ وہی تو محبوب باری تعالیٰ ﷺ ہے، جس کی آمد انسانیت کی فلاح کا سبب بن گئی۔

الٰہی! ہمیں اپنے محبوب کا سچا اور وفادار غلام بنالے، ہمیں انہی کی محبت واطاعت کا شیدا بنالے۔ آمین!

زندگی بھی نعمت، موت بھی نعمت

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾﴾

"جو کچھ زمین پر ہے، فنا ہونے والا ہے"

ذرا ان سے پوچھیں، جو کسی اذیت ناک بیماری میں مبتلا ہیں، رات کو قرار ہے نہ دن کو چین، ہر وقت درد سے تڑپتے رہتے ہیں۔ ان بوڑھوں سے پوچھیں جن کی لمبی عمران کے لیے وبالِ جان بن گئی۔ نہ آنکھیں دیکھتی ہیں، نہ زبان بولتی ہے، نہ ہاتھ ہلتے ہیں، نہ ٹانگیں چلتی ہیں، معدہ کمزور، جگر بے کار، دل بیمار، دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے انسان اپنے اہل وعیال کے لیے بھی ایک ناپسندیدہ اور ناقابلِ برداشت بوجھ بن کر رہ گیا ہے۔

کیا ان کے لیے موت کی آغوش امید افزاء اور راحت بخش نہیں؟ موت تو وہ راستہ ہے جس پر چل کر مصائب وآلام کی اس دنیا سے چھٹکارا حاصل کر کے عالم آخرت کی ابدی نعمتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اہل محبت تو یہ کہتے ہیں،

"الموت جسر يوصل الحبيب الى الحبيب"

(ضیاء القرآن پنجم، ص73)

"کہ موت وہ پل ہے جو یار کو یار سے ملاتا ہے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا: مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھیں:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَ فَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا" (ترمذی)

"یا اللہ! تیرا شکر ہے، تو نے مجھے اس مصیبت سے بچایا، جس میں وہ مبتلا ہے تو نے مجھے اکثر انسانوں میں صحت وتندرستی سے نوازا۔"

حضور ﷺ یہ دعا بھی پڑھتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَ تَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَ فُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ" (مسلم)

"الٰہی! میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں، آپ کی عطا کردہ نعمت کے چھن جانے سے، آپ کی بخشی ہوئی صحت کے بدل جانے سے، آپ کے اچانک غضب سے، اور ہر طرح کے غصے سے۔"

حضور ﷺ یہ دعا بھی مانگتے:

"اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ، وَ شُكْرِكَ، وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ"

"اے اللہ! اپنا ذکر کرنے، اپنا شکر ادا کرنے اور اچھی عبادت کرنے پر میری مدد فرما۔" (ابوداؤد)

آپ ﷺ یہ دعا بھی کرتے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَعَذَابِ الْقَبْرِ" (بخاری)

"اے اللہ! بخل، بزدلی، نکمی عمر کی طرف لوٹائے جانے، دنیا کی آزمائش اور عذابِ قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

مومن، مصیبت میں صابر، خوشی میں شاکر ہوتا ہے

﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ﴾ (التغابن: 11)

"کوئی مصیبت کبھی نہیں آتی، مگر اللہ کے اذن ہی سے آتی ہے۔ جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہو، اللہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے۔"

یعنی مصائب کے ہجوم میں جو چیز انسان کو راہ راست پر قائم رکھتی ہے اور کسی سخت سے سخت حالت میں بھی اس کے قدم ڈگمگانے نہیں دیتی، وہ صرف ایمان باللہ کی قوت ہے۔ جس کے دل میں ایمان نہ ہو، وہ آفات کو یا تو اتفاقات کا نتیجہ سمجھتا ہے یا دنیوی طاقتوں کو ان کے لانے اور روکنے میں موثر مانتا ہے، یا انہیں ایسی خیالی طاقتوں کا عمل سمجھتا ہے جنہیں انسانی اوہام نے نفع ونقصان پہنچانے پر قادر فرض کرلیا ہے یا اللہ تعالیٰ کو فاعلِ مختار تو مانتا ہے مگر صحیح ایمان کے ساتھ نہیں مانتا۔

ان تمام مختلف صورتوں میں آدمی کم ظرف ہو کے رہ جاتا ہے۔ ایک خاص حد تک تو وہ مصیبت سہہ لیتا ہے لیکن اس کے بعد وہ گھٹنے ٹیک دیتا ہے۔ ہر آستانے پر جھک جاتا ہے۔ ہر ذلت قبول کر لیتا ہے۔ ہر کمینہ حرکت کرسکتا ہے۔ ہر غلط کام کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو گالیاں دینے سے بھی نہیں چوکتا۔ حتی کہ خودکشی تک کر گزرتا ہے۔

اس کے برعکس جو شخص یہ جانتا ہو اور سچے دل سے مانتا ہو کہ سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہی اس کائنات کا مالک و فرمانروا ہے، اور اسی کے حکم سے مصیبت آتی اور اسی کے حکم سے ٹل سکتی ہے۔

اس کے دل کو اللہ صبر و تسلیم اور رضا بقضاء کی توفیق دیتا ہے، اس کو عزم و ہمت کے ساتھ ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کرنے کی طاقت بخشتا ہے، تاریک سے تاریک حالات میں بھی اس کے سامنے اللہ کے فضل کی امید کا چراغ روشن رہتا ہے اور کوئی بڑی سے بڑی آفت بھی اس کو اتنا پست ہمت نہیں ہونے دیتی کہ وہ راہِ راست سے ہٹ جائے، یا باطل کے آگے سر جھکا دے یا اللہ کے سوا کسی اور کے در پر اپنے درد کا مداوا ڈھونڈنے لگے۔ اس طرح ہر مصیبت اس کے لیے مزید خیر کے دروازے کھول دیتی ہے اور کوئی مصیبت بھی حقیقت میں اس کے لیے مصیبت نہیں رہتی بلکہ نتیجے کے اعتبار سے سراسر رحمت بن جاتی ہے کیونکہ خواہ وہ اس کا شکار ہو کر رہ جائے یا اس سے بخیریت گزر جائے، دونوں صورتوں میں وہ اپنے رب کی ڈالی ہوئی آزمائش سے کامیاب ہو کر نکلتا ہے۔

اسی چیز کو حضور ﷺ نے یوں بیان فرمایا:

"مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، اللہ اس کے حق میں جو فیصلہ بھی کرتا ہے وہ اس کے لیے اچھا ہی ہوتا ہے۔ مصیبت پڑے تو صبر کرتا ہے، اور وہ اس کے لیے اچھا ہوتا ہے۔ خوشحالی میسر آئے تو شکر کرتا ہے، اور وہ بھی اس کے لیے اچھا ہی ہوتا ہے۔ یہ بات مومن کے سوا کسی کو نصیب نہیں ہوتی۔" (تفہیم القرآن پنجم، ص541)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غفلت

علامہ محمد بن یعقوب فیروز آبادی رحمہ اللہ نے چھ جلدوں میں عربی میں قرآن کریم کی آیات اور الفاظ کی عمدہ تشریحات لکھی ہیں۔ کتاب کا نام "بصائر ذوی التمییز فی لطائف الکتاب العزیز" لفظِ غفلة کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"سهو يعترى من قلة التحفظ و التيقظ"

"ایسی سستی جو یادداشت اور ہوشیاری و بیداری کی کمی سے لاحق ہو۔"

سراسیمگی کی کیفیت۔ یہ غفلت نہ کسی فرد میں اچھی ہے نہ کسی قوم میں۔ کسی ایکسپریس گاڑی میں آدمی بیٹھ جائے اور وہ اپنی مقررہ رفتار سے سست چلے تو مسافر اکتا جاتے ہیں اور ڈرائیور کو برا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح ہر انسان اپنی زندگی کی گاڑی میں سفر کر رہا ہے اور اسے مراحل سفر اور آخری منزل بتا دی گئی ہے کہ جتنا جلد ممکن ہو اپنا سفر طے کر کے منزل مقصود تک پہنچ جائے۔ ورنہ منزل پانے سے پہلے ہی راہوں میں گاڑی کا پٹرول ختم ہو جائے گا اور دوبارہ پٹرول نہیں ملے گا۔ یعنی زندگی کا چانس ایک ہی بار ہے دوبارہ نصیب نہ ہوگا۔

تَيَقَّظْ مِنْ مَنَامِكَ يَا غَفُوْلُ
فَنَوْمُكَ بَيْنَ رَمْسِكَ قَدْ يَطُوْلُ
تَأَهَّبْ لِلْمَنِيَّةِ حِيْنَ تَغْدُوْ
عَسٰى تُمْسِىْ وَقَدْ نَزَلَ الرَّسُوْلُ

"اے بے خبر! نیند سے بیدار ہو جا، تیری نیند تیری قبر کے راستے کو کھوٹا کر رہی ہے۔ صبح سویرے موت کا سامان کر لے، ورنہ ممکن ہے شام ہوتے ہی موت کا فرشتہ زندگی کا چراغ گل کر دے۔"

کتابِ زندہ (قرآن حکیم) بھی مُردوں میں روح پھونکتی ہے اور سوئے ہوئے غافلوں کو بیدار کرتی ہے۔

﴿ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ﴾ (الحدید: 16)

"کیا اہل ایمان کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں اور اس کے نازل کردہ حق کے آگے جھکیں۔"

تشریح:

اس آیت سے مراد تمام مسلمان نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں کا وہ خاص گروہ ہے جو ایمان کا اقرار کر کے رسول اللہ ﷺ کے ماننے والوں میں شامل ہو گیا تھا اور اس کے باوجود اسلام کے درد سے ان کا دل خالی تھا۔ آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ کفر کی تمام طاقتیں اسلام کو مٹا دینے پر تلی ہوئی ہیں، چاروں طرف سے انہوں نے ایمان والوں کی مٹھی بھر جماعت پر نرغہ کر رکھا ہے۔ عرب کی سرزمین میں جگہ جگہ مسلمان تختۂ مشق ستم بنائے جا رہے ہیں، ملک کے گوشے گوشے سے مظلوم مسلمان سخت بے سروسامانی کی حالت میں پناہ لینے کے لیے مدینہ شریف کی طرف بھاگے چلے آ رہے ہیں۔ مخلص مسلمانوں کی کمر ان مظلوموں کو سہارا دیتے دیتے ٹوٹی جا رہی ہے اور دشمنوں کے مقابلے میں بھی یہی مخلص مومن سربکف ہیں، مگر یہ سب کچھ دیکھ کر بھی ایمان کا دعویٰ کرنے والا یہ گروہ ٹس سے مس نہیں ہو رہا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر ان لوگوں کو شرم دلائی جا رہی ہے۔ کہ تم کیسے ایمان والے ہو؟ اسلام کے لیے حالات نزاکت کی آخری حد کو پہنچ چکے ہیں، کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ اللہ کا ذکر سن کر تمہارے دل پگھلیں اور اس کے دین کے لیے تمہارے دلوں میں ایثار و قربانی اور سرفروشی کا جذبہ پیدا ہو؟ کیا ایمان لانے والے ایسے ہی ہوتے ہیں کہ اللہ کے دین پر کڑا وقت آئے اور وہ اس کی ذرا سی ٹیس بھی اپنے دل میں محسوس نہ کریں؟ اللہ کے نام پر پکارا جائے اور وہ اپنی جگہ سے ہلیں تک نہیں؟ اللہ اپنی نازل کردہ کتاب میں خود چندے (فنڈ) کی اپیل کرے اور اسے اپنے ذمہ قرض قرار دے اور صاف صاف یہ بھی سنا دے کہ ان حالات میں جو اپنے مال کو میرے دین سے عزیز تر رکھے گا وہ مومن نہیں ہے۔ بلکہ منافق ہے۔ اس پر بھی ان کے دل نہ اللہ کے خوف سے کانپیں، نہ اس کے حکم کے آگے جھکیں؟

(تفہیم القرآن جلد پنجم)

☐ امام غزالی رحمہ اللہ ''مکاشفۃ القلوب'' میں غفلت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''الغفلة تزيد الحسرة والغفلة تزيل النعمة و تحجب عن الخدمة والغفلة تزيد الحسد، والغفلة تزيد الملامة والندامة''

''غفلت حسرت کا اضافہ کرتی ہے کہ آدمی کفِ افسوس ملتا رہ جاتا ہے۔ زوالِ نعمت کا سبب بنتی ہے، خدمت سے محرومی ہوتی ہے، حسد و بغض میں اضافہ کرتی ہے، ملامت اور شرمندگی سے دوچار کرتی ہے۔''

☐ کسی نیک آدمی نے ذوالنون مصری رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا۔ مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ؟ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا: مجھے اللہ

نے اپنے بالکل سامنے کھڑا کر لیا تھا اور کہا تھا:

''يَا مُدَّعِيْ يَا كَذَّابُ! ادعيت محبتي، ثم غفلت عني''

''اے میری محبت کے جھوٹے دعویدار، دعویٰ میری محبت کا کرتے رہے ہو اور پھر مجھ سے غافل رہے ہو۔''

کسی شاعر نے کہا:

انت في غفلة و قلبك ساهي
ذهب العمر والذنوب كما هي

تو خود غفلت میں ہے اور دل تیرا سویا ہوا ہے۔ عمر بیت گئی ہے مگر گناہوں کا سلسلہ ویسے ہی جاری ہے۔

☐ امام غزالی رحمہ اللہ نے ''زهر الرياض'' کے حوالے سے واقعہ لکھا ہے:

سیّدنا یعقوب علیہ السلام کا فرشتہ اجل سے بھائی چارہ تھا۔ ایک روز وہ یعقوب علیہ السلام کو ملنے آیا یعقوب علیہ السلام نے پوچھا۔ ملنے آئے ہو یا مارنے آئے ہو؟ فرشتے نے کہا: نہیں، میں صرف ملنے آیا ہوں۔ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: جب میری روح قبض کرنے کا وقت آئے تو پہلے ہی پیغام بھیج دینا تاکہ تیار ہو جاؤں۔ فرشتے نے کہا: بالکل ٹھیک ہے۔ میں وقتِ مرگ سے قبل دو تین قاصد بھیج دوں گا۔

جب موت کا وقت آیا تو اچانک ملک الموت آ دھمکا۔ یعقوب علیہ السلام نے حسب عادت پوچھا: زائراً آئے ہو یا قابضاً آئے ہو؟ کہا: اب تو آپ کی روح قبض کرنے آیا ہوں۔ یعقوب علیہ السلام نے حیرت سے پوچھا: آپ نے تو وعدہ کیا تھا کہ وقت سے پہلے خبردار کرنے کے لیے دو تین قاصد بھیجیں گے۔ فرشتے نے کہا: ہم نے وہ قاصد آپ تک بھیج دیئے تھے۔ پوچھا: کون تھے؟ فرشتے نے کہا: ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاصد آپ کے سیاہ بالوں میں سفیدی، دوسرا قاصد آپ کی جسمانی توانائیوں میں کمزوری، تیسرا قاصد آپ کے سیدھے قد میں خم آنا۔

اے یعقوب علیہ السلام! یہی تین قاصد عموماً ہر انسان کے پاس آ کر خبر دیتے ہیں کہ ہمارے پیچھے پیچھے آپ کی اجل آ رہی ہے۔ لہٰذا خبردار ہو جاؤ۔

□ ابو علی الدقاق رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ ایک مرتبہ میں ایک نیک مرد کے ہاں حاضر ہوا، وہ بیمار تھے میں نے عیادت کے لیے حاضری دی، وہ بڑے بزرگوں میں سے تھے۔ ان کے اردگرد شاگردانِ گرامی بیٹھے تھے، خود وہ شیخ درمیان میں بیٹھے رو رہے تھے۔ نہایت ضعیف ہو چکے تھے۔ میں نے پوچھا، شیخ! کیوں رو رہے ہو؟ کیا دنیا چھوڑنے کا صدمہ ہے؟ فرمایا: نہیں، مجھے اپنی نماز کی بربادی پر رونا آ رہا ہے۔ پوچھا: سیّدنا آپ تو نہایت درجہ کے پابند نماز ہیں۔ فرمایا: سر سجدے میں رکھتا تو رہا ہوں مگر غفلت کے ساتھ، سجدوں سے سر اٹھاتا تو رہا ہوں مگر غفلت کے ساتھ، ایسا کرتے کرتے اب میری موت کا وقت آ گیا ہے۔ پھر سیّدنا نے لرزتی آواز میں یہ اشعار گنگنائے۔

تفکرت فی حشری و یوم قیامتی
و اصباح خدی فی المقابر ثاویا
فریدا وحیدا بعد عز ورفعة
رهینا بجرمی والتراب وسادیا
تفکرت فی طول الحساب و عرضه
وذل مقامی حین اعطی کتابیا
ولکن رجائی فیك ربی و خالقی
بانك تغفر یا الٰهی خطائیا

میں روزِ محشر اپنے حشر سے خوفزدہ ہوں، فکرمند ہوں کہ قبر میں میرا رخسار کس حال میں زمین پر ہوگا۔ قبر میں بالکل اکیلا ہوں گا۔ دنیا میں میری عزت تھی، احترام تھا، مگر اپنے گناہوں کی بدولت مٹی میرا تکیہ ہوگا۔ میں اپنے لمبے چوڑے حساب سے پریشان ہوں اور نامۂ اعمال کے وقت کی رسوائیوں سے گھبرایا ہوا ہوں۔ بالآخر میرے رب اور میرے خالق! تیری بخشش کی امید کا سہارا لیے ہوئے ہوں۔ الٰہی میری خطاؤں کو معاف فرما دینا۔

□ حضرت شقیق بلخی رحمہ اللہ نے فرمایا: عام طور پر لوگ زبان سے تین باتیں کرتے اور عمل ان کے خلاف کرتے ہیں۔

1. کہتے ہیں ہم اللہ کے بندے ہیں، لیکن کام بندوں والے نہیں کرتے آقاؤں والے کرتے ہیں۔
2. کہتے ہیں ہمارا رازق اللہ ہے، مگر ان کے دل صرف دنیا اکٹھی کرنے پر مطمئن ہوتے ہیں۔
3. کہتے ہیں موت برحق ہے، لیکن کام یوں کرتے ہیں جیسے انہیں موت نہیں آئے گی۔

غور کر لیں تینوں باتوں میں عملاً جھوٹے ہیں۔ اے بھائی! اپنے دامن میں جھانک کر دیکھ تو سہی، کس منہ سے اللہ تعالیٰ کے سامنے جائے گا؟ کس زبان سے جواب دے گا؟ چھوٹے بڑے تمام سوالات پر کیا جواب ہو گا؟ پھر جواب بھی درست دینا پڑے گا۔ فریب وہاں نہیں چلے گا۔

□ حدیث قدسی ہے:

"من لم یرض بقضائی، ولم یصبر علی بلائی، فلیلتمس ربا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوای '' (ابو داؤد)

''اللہ فرماتا ہے ''جو میرے فیصلے پر راضی نہ ہو، جو میری عائد کردہ آزمائشوں میں صبر نہ کرے، تو اسے چاہئے کہ میرے علاوہ کوئی اور رب ڈھونڈ لے۔''

حکایت

ایک آدمی نے نماز پڑھنا شروع کی۔ جب وہ ''اِیَّاكَ نَعْبُدُ'' پر پہنچا تو ذہن میں خیال آیا کہ تو واقعی اللہ کی بندگی کر رہا ہے مگر دل نے پکارا تو جھوٹا ہے۔ خالق کی نہیں بلکہ مخلوق کی عبادت کرتا ہے۔ اس نے توبہ کی، لوگوں سے الگ تھلگ ہو کے خلوت میں نماز شروع کی۔ پڑھتے پڑھتے جب ''اِیَّاكَ نَعْبُدُ'' پر پہنچا تو ذہن میں خیال آیا تو واقعی اللہ کا پجاری ہے پھر اندر سے صدا آئی: تو جھوٹا ہے، تو مال و دولت کا پجاری ہے۔ اس نے سارا مال صدقہ میں دے دیا۔ پھر نماز شروع کی اور ''اِیَّاكَ نَعْبُدُ'' تک پہنچا، پھر ندا آئی تو جھوٹا ہے۔ تو عمدہ لباس کا پرستار ہے۔ ضروری کپڑوں کے علاوہ سارے کپڑے صدقہ کر دیئے۔ پھر نماز شروع کی۔ ''اِیَّاكَ نَعْبُدُ'' تک پہنچا تو آواز آئی۔ الان صدقت انما تعبد ربك اب تو اپنے دعوے میں سچا ہے۔ یعنی زبان سے عبادت الٰہی کا اقرار اب عمل کے مطابق ہے۔

(مکاشفة القلوب)

اس حکایت سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ عبادتِ الٰہی کے اقرار میں اخلاص کی شدید ضرورت ہے۔ ورنہ محبتِ الٰہی کے علاوہ دل میں طرح طرح کی آرزوؤں کے بت رکھ کر ''اِیَّاكَ نَعْبُدُ'' کہنا درست نہیں۔

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی، تو زمیں سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

(اقبال رحمہ اللہ)

□ کسی مردِ صالح سے سوال ہوا کہ مومن اور منافق کی کیا کیا نشانیاں ہیں؟
انہوں نے فرمایا:

اوصافِ مومن

1. اپنی نماز اور روزوں میں فکرمند رہتا ہے
2. صدقہ و خیرات کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا طالب رہتا ہے۔
3. اللہ کے سوا ہر کسی سے بے نیاز ہوتا ہے۔
4. اپنا مال دین کے سامنے رکھتا ہے۔
5. اللہ کے سوا ہر کسی سے بے خوف ہوتا ہے۔
6. نیکی کر کے بھی روتا ہے کہ شاید مقبول ہوئی کہ نہیں۔
7. خلوت پسند ہوتا ہے۔
8. تعمیری کام کرتا ہے اور فساد سے بچتا ہے۔
9. دینی سیاست کا محافظ ہوتا ہے۔
10. نیکی کا حکم کرتا ہے اور برائی کو روکتا ہے۔

اوصافِ منافق

1. جانوروں کی طرح کھانے پینے کی فکر میں ہوتا ہے اور نماز سے گریزاں رہتا ہے۔
2. حرص اور لالچ میں مارا مارا پھرتا ہے۔
3. اللہ کے سوا ہر کسی سے امیدیں لگائے رہتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4. اپنا مال دین کے پیچھے رکھتا ہے۔
5. اللہ کے سوا ہر کسی سے خوفزدہ رہتا ہے۔
6. برائی کر کے دیدہ دلیر ہوتا ہے اور اسی میں خوش رہتا ہے۔
7. جلوت پسند ہوتا ہے۔
8. تخریبی کام کرتا ہے اور فساد کا متلاشی رہتا ہے۔
9. دنیاوی حکومت کا دلدادہ ہوتا ہے۔
10. برائی کا حکم دیتا ہے اور نیکی کو روکتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب از غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

مذکور فریم میں ہر فرد اپنے آپ کو فٹ کر کے اپنا اپنا جائزہ لے سکتا ہے کہ وہ دونوں گروپوں میں سے کس گروپ کا ساتھی ہے۔ اللہ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا ۟ۙ﴾ (النساء : 145)

”یقین جانو کہ منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں جائیں گے اور تم کسی کو ان کا مددگار نہ پاؤ گے۔“

امام غزالی (اللہ انہیں آخرت کے اعلیٰ مقامات نصیب کرے) فرماتے ہیں۔ منافق کا لفظ عربی لغت میں ”نافقاء الیربوع“ سے مشتق ہے۔ یربوع جنگلی چوہے کو کہتے ہیں اور زمین میں گھر بناتا ہے لیکن گھر کے سوراخ دو بناتا ہے۔ ایک سوراخ کو نافقاء کہتے ہیں اور دوسرے بل کو قاصحاء کہتے ہیں۔ ایک سوراخ سے اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے اور دوسرے سوراخ سے نکل جاتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اسی لیے منافق کو یہ نام دیا ہے کہ اپنے آپ کو

مسلم ظاہر کرتا ہے اور آہستہ سے نکل کر اسلام سے کفر تک پہنچ جاتا ہے۔

- کسی دانا کا کہنا ہے: جسم کی سلامتی قلت طعام میں ہے۔ روح کی سلامتی قلت آثام میں ہے یعنی گناہ کم ہوں۔

علامہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ خوف الٰہی سات چیزوں سے ظاہر ہوتا ہے۔

1. زبان: جھوٹ، چغلی، بہتان تراشی، فضول گفتگو سے زبان کو بچانے والا اور زبان کو ذکر الٰہی، تلاوت قرآن اور علمی مذاکرہ میں مشغول رکھنے والا۔
2. دل: دل سے عداوت اور حسد کو نکال دینے والا، حسد امراضِ قلب میں سے براموذی مرض ہے۔ قلبی بیماریوں کا علاج علم اور عمل سے ممکن ہے۔
3. نگاہ: کھانے پینے اور لباس میں حرام سے نظر بچانے والا۔ دنیا کو للچائی ہوئی نظروں سے نہ دیکھنے والا بلکہ دنیا سے عبرت پکڑنے والا۔
4. شکم: اپنے پیٹ میں حرام نہ اتارنے والا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لایدخل الجنة لحم نبت من السحت، النار اولٰی به

”جو گوشت حرام سے پلتا ہے وہ جنت میں نہیں جائے گا بلکہ دوزخ کی آگ اس کے لیے زیادہ موزوں ہے۔“ (رواہ احمد واسنادہ صحیح)

5. ہاتھ: اپنے ہاتھ کو حرام سے بچانے والا، نہ حرام مال کو ہاتھ لگائے نہ کسی غیر محرم کو ہاتھ سے چھوئے۔
6. پاؤں: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ کی طرف قدموں سے چل کر نہ جانے والا۔ یعنی پاؤں کو استعمال کرے تو اطاعتِ الٰہی اور اس کی خوشنودی کے کاموں میں کرے۔ علماء حق اور نیک لوگوں کی طرف پاؤں سے چل کر جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7 **فرمانبرداری:** اطاعت اور فرمانبرداری اللہ اور رسول ﷺ کی کرے۔ ان کی اطاعت کرتے ہوئے دکھاوے اور ریاکاری سے بھی بچے، منافقت سے دور رہ کر خالص اللہ کو خوش کرنے کی نیت سے کرے۔

حاصل کلام

مذکورہ سات (7) اشیاء سے خوف الٰہی کا اظہار ہونا ضروری ہے۔ ورنہ نمائشی تقویٰ کسی کام کا نہیں ہے۔ لباس صالحین کا پہن لینے سے بات نہیں بنے گی اگر اسی لباس کے اندر ملبوس انسان درندوں کے اوصاف رکھتا ہو۔ طویل داڑھیاں رکھ کر مطمئن نہیں ہوا جا سکتا اگر داڑھی کی اوٹ میں خلق الٰہی کو دھوکہ دیا جائے۔ بڑی بڑی مالائیں جپنے سے طہارتِ نفس نصیب نہیں ہوتی اگر لوگوں کو پرہیزگاری کا رعب دکھانا ہو۔

لہٰذا سب عمل صالح ہوں اور محض رضائے رب کے لیے ہوں اور تمام اعمال میں نمونہ صرف حضور ﷺ کا پیش نظر ہو۔ آپ ﷺ کے سوا کسی کے طریقے پر نہ چلیں۔

اے غافل! جلد از جلد ہوش میں آ جا، ورنہ اچانک موت آ دبوچے گی۔ پھر پچھتاوا کوئی فائدہ نہ دے گا۔

دنیا کی حقیقت

ایک آدمی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ میں آپ کا خادم بننا چاہتا ہوں۔ مجھے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دیجئے۔ دونوں سفر پر نکلے، نہر کے کنارے پہنچ کر کھانا کھانے لگے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ دونوں نے ایک ایک روٹی کھائی، ایک بچ گئی۔ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام اٹھے، نہر سے جا کر پانی پیا۔ واپس آئے تو تیسری روٹی غائب تھی۔ ساتھی سے پوچھا: وہ تیسری روٹی کون لے گیا؟ اس نے جواب دیا، مجھے خبر نہیں ہے۔ خیر پھر اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک ہرن نظر آیا۔ اس کے ساتھ دو بچے بھی تھے۔ ان میں سے ایک بچے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بلایا۔ وہ آیا، اسے ذبح کیا۔ اس کا گوشت بھون کر دونوں نے کھایا۔

(1)...... پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے بچۂ ہرن! اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا۔ وہ کھڑا ہوا اور چل دیا۔ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے ساتھی! میں تجھے اس ذات کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں، جس کے حکم سے یہ بچہ زندہ ہوا کہ وہ تیسری روٹی کس نے لی؟ وہ بے نصیب پھر بھی جھوٹ بولتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(2)...... یہ دونوں مسافر چلتے چلتے ایک وادی میں پہنچے، آگے دریا تھا۔ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نے ساتھی کا ہاتھ پکڑا تو پانی کے اوپر، زمین کی طرح ٹہلتے ٹہلتے دریا سے پار جا پہنچے۔ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ ساتھی کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھا کہ جس ذات نے یہ معجزہ دکھایا ہے، اسی کے واسطے سے بتا دے کہ وہ تیسری روٹی کون لے اڑا؟ یہ قسمت کا ہارا شخص، دوبارہ جھوٹ بولتا ہے کہ مجھے نہیں خبر کہ کس نے وہ روٹی لی؟

(3)...... سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی کو لیا، سفر جاری رکھا۔ ایک ویرانے میں جا بیٹھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی یا ریت اکٹھی کر کے ایک ڈھیری بنا لی۔ پھر فرمایا: اے ڈھیری! اللہ کے حکم سے سونا (Gold) بن جا۔ وہ سونا بن گیا۔ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے تین حصے الگ الگ کیے، اور فرمایا: میرے رفیق! ایک سونے کی ڈھیری تیری ہے۔ دوسری میری ہے۔ تیسری اس آدمی کی ہے، جس نے تیسری روٹی لی ہے۔ پھر وہ جھوٹا، لالچ میں آ کر بکتا ہے کہ تیسری روٹی میں نے کھائی تھی۔ اللہ کے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: چلو اب یہ تینوں ڈھیریاں سونے کی تیری ہیں، میں نے کیا کرنا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے وہیں چھوڑ کر چلے گئے۔

اب اپنے سونے کی نگرانی خوشی خوشی کر رہا ہے۔ اچانک دو اور آدمی اس کے پاس آ دھمکے۔ ڈھیر سارا سونا دیکھ کر ان کی رال ٹپکی، بدنیت ہوئے کہ ہم دونوں مل کر اسے قتل کر کے سارا مال قبضہ کرتے ہیں۔ پھر بعد میں آدھا آدھا بانٹ لیں گے۔ تینوں نے مشورہ کیا کہ ایک ساتھی گاؤں سے، ہم سب کا کھانا خرید لائے۔

کھانے کے بعد دیکھیں گے۔ جو کھانا لینے گیا۔ اس نے سوچا کہ کیوں نہ میں کھانے میں زہر ملا دوں۔ وہ دونوں کھائیں گے اور مر جائیں گے۔ میں تنہا سارے سونے کا مالک بن جاؤں گا۔

پیچھے دونوں مشورہ کرتے ہیں کہ وہ کھانا لے کر جونہی پہنچے تو ہم مل کر اسے قتل کر دیں۔ پھر دونوں کا سارے مال پر قبضہ ہوگا ہم نصف نصف بانٹ لیں گے۔ بالآخر کھانا لانے والا پہنچا ہی تھا کہ دونوں نے حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ پھر مزے مزے سے کھانا کھانے لگے۔ کھاتے کھاتے زہر ان کے جسم میں اثر کر گیا۔ وہ دونوں بھی مر گئے۔ اب سونے کا ڈھیر وہیں جنگل میں پڑا ہے۔ اس کے تینوں طلبگار اس کے اردگرد مرے پڑے ہیں۔

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام واپسی پر اسی مقام پر پہنچے۔ منظر دیکھ کر فرمایا: یہ ہے دنیا جس کے طالب یوں گزر جاتے ہیں اور مالِ دنیا وہیں دھرے کا دھرا رہ جاتا ہے۔ لہٰذا اس دنیا سے ہوشیار ہو جاؤ۔ (موسوعة امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ، جلد 5)

آج مسلمانوں کو بھی مالِ دنیا نے اندھا کر چھوڑا ہے۔ مقابلے پر بنگلے، کوٹھیاں، بینک بیلنس، پلازے، پراپرٹی بن رہی ہے۔ تمام انسانی اور اسلامی اخلاقیات بالائے طاق رکھ کر مذکور تین (3) لالچیوں کی طرح دوسرے کا مال ہڑپ کر کے سب کچھ اسی دنیا میں چھوڑ کر قبروں میں جا رہے ہیں۔ ہمارے زمانے کی زندہ مثالیں موجود ہیں۔

مغلیہ خاندان کی سلطنت کدھر ہے؟ شاہِ ایران کدھر ہے؟ پاکستان کے غاصب اور لٹیرے حکمران اسی طرح مر مٹ گئے۔ زندوں کا حال بھی وہی ہے۔ مصر، عراق، لیبیا وغیرہ کے مہذب ڈاکوؤں نے قومی خزانے لوٹے۔ اپنے ملک،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی قوم کو کنگال کیا۔ غیروں کے بینکوں میں کئی کئی ملین، بلین ڈالر ڈال دیئے۔ نہ اپنے کام آئے۔ نہ اپنی قوم کے کام آئے۔ حکمرانوں اور سیاستدانوں سے ہٹ کر مسلمانوں کی اکثریت اسی مارا ماری میں دن رات مصروف ہے۔ کوئی ہوش ہی نہیں کہ کس فضول کھیل میں زندگی برباد کر کے، اللہ تعالیٰ کے سامنے کونسا چہرہ لے کے جا رہے ہیں؟

پیدا کس کام کے لیے کیئے گئے کر کے کیا جا رہے ہیں؟ سیّدنا علی ؓ سے پوچھا گیا کہ دنیا کی کیفیت بتائیں۔

آپ ؓ نے دو حرفی فرمایا: "حلالها حساب، و حرامها عذاب"
"یعنی حلال جتنا کمایا، اس کا روزِ قیامت حساب دینا پڑے گا۔ حرام جتنا بنایا ہے، اس کی سزا دوزخ میں بھگتنا ہوگی۔" (کتاب الزهد)

حقوق الوالدین

سیّدنا انس بن مالک ؓ نے قصہ بیان کیا کہ ایک صحابی کا نام علقمہ ؓ تھا۔ وہ بہت محنتی نوجوان تھا۔ راہِ الٰہی میں صدقہ و خیرات بہت کرتا تھا۔ ایک روز شدید بیمار پڑ گیا۔ اس کی بیوی نے حضور ﷺ کو پیغام بھیجا کہ میرا خاوند موت اور زندگی کی کشمکش میں ہے۔ چونکہ وہ آپ ﷺ کا صحابی ہے میں اطلاع کرنا اپنا فرض سمجھتی ہوں۔ حضور ﷺ نے یہ خبر سنتے ہی، سیّدنا بلال ؓ، سیّدنا علی ؓ، سیّدنا سلمان ؓ اور سیّدنا عمار ؓ کو حکم دیا کہ فوراً علقمہ کے پاس پہنچو۔ یہ سب صحابہ وہاں پہنچ گئے۔ اور علقمہ سے کلمہ شریف کی تلقین کرنے لگے۔ مگر علقمہ کی زبان پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا کلمہ جاری نہ ہو سکا۔ زبان بند ہو گئی۔ انہوں نے سوچا کہ علقمہ ؓ اسی حالت میں فوت نہ ہو جائے اور انہوں نے حضور ﷺ کو یہ خبر پہنچائی کہ علقمہ ؓ کی زبان پر کلمہ جاری نہیں ہو رہا۔

حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا علقمہ ؓ کے والدین زندہ ہیں؟ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ اس کے والد عرصہ سے فوت ہو چکے ہیں صرف اس کی والدہ بوڑھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بلال ؓ! جاؤ اس کی ماں کو میرا سلام کہو، اور اس سے پوچھو کہ اگر آپ میں حضور ﷺ تک پہنچنے کی سکت ہے تو حضور ﷺ آپ کو بلا رہے ہیں۔ اگر آپ میں چلنے کی ہمت نہ ہو تو حضور ﷺ خود آپ تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہ سن کر بوڑھی اماں نے کہا: میری جان حضور ﷺ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قربان ہو، میں انہیں کیوں زحمت دوں۔ بڑھیا نے اپنی لاٹھی اٹھائی۔ لاٹھی کے سہارے رفتہ رفتہ چلی اور حضور ﷺ کے پاس پہنچی۔ ادب سے سلام کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا۔ بالآخر حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بوڑھی اماں! مجھے ایک بات سچ سچ بتائیں۔ جھوٹ بالکل نہ بولیں۔ ورنہ مجھے اللہ وحی کے ذریعے بتا دے گا۔

اب بتائیں کہ آپ کے بیٹے علقمہ کا کیا معاملہ ہے؟ کہنے لگی کہ میرا بیٹا بہت نمازیں پڑھتا ہے، بہت روزے رکھتا ہے، راہِ الٰہی میں اتنا پیسہ خرچ کرتا ہے کہ جو پاس ہو سب دے دیتا ہے اور شمار بھی نہیں کرتا۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا: اماں! تیرا اور علقمہ کا آپس میں کیا معاملہ ہے؟ بڑھیا نے کہا: حضور ﷺ! میرے بیٹے نے میرا بہت دل دکھایا ہے۔ مجھے اس پر بہت رنج ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اماں! تو کیوں اپنے بیٹے سے نالاں ہے؟ کہنے لگی: وہ ہمیشہ اپنی بیوی کی فرمانبرداری کرتا ہے اور میری نافرمانی کرتا ہے۔ حضور ﷺ سمجھ گئے کہ علقمہ کی زبان پر کلمہ جاری نہ ہونے کا سبب یہی بڑھیا کی ناراضی ہے۔ تبھی تو کلمہ شہادت مرتے وقت اسے نصیب نہیں ہو رہا ہے۔

پھر آپ ﷺ نے بلال ؓ کو حکم دیا کہ جاؤ بہت ساری لکڑیاں اکٹھی کرو۔ اور آگ جلاؤ تا کہ میں علقمہ کو آگ میں جلا دوں۔ بوڑھی ماں سنتے ہی گھبرا گئی۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ میرا بیٹا ہے۔ میرے دل کا ٹکڑا ہے کیا آپ اسے جلا کر خاکستر کر دیں گے؟ میری آنکھوں کے سامنے اسے جلانے سے میرا دل پھٹ نہ جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ماں! دوزخ کی آگ اور اللہ تعالیٰ کا عذاب تو اس سے کئی گنا زیادہ سخت ہوگا۔ وہ تو کیسے برداشت کرے گی؟ اگر تو چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے بیٹے کو بخش دے تو پھر تو اس سے راضی ہو جا۔ آپ ﷺ نے

فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ جب تک تو اپنے بیٹے پر ناراض رہے گی تب تک اس کی نمازیں اور روزے کوئی نفع نہ دیں گے۔ بالآخر ماں کی ممتا نے سینے میں کروٹ لی، کپکپاتے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا۔ اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آسمان میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتی ہوں اور آپ ﷺ کو گواہ بناتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے علقمہ سے راضی ہوگئی، حضور ﷺ نے بلال ؓ سے فرمایا: جاؤ بلال ؓ! بھاگ کر دیکھ کے آؤ کہ علقمہ کی زبان پر کلمہ جاری ہوا کہ نہیں؟ ہوسکتا ہے بوڑھی اماں نے نبی ﷺ کے سامنے شرم کے مارے زبان سے بیٹے کو معاف کیا ہو اور دل سے معاف نہ کیا ہو۔ بلال ؓ نے جا کر دیکھا تو علقمہ ؓ بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھ رہا تھا۔

سیّدنا بلال ؓ نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا: حضرات! علقمہ ؓ کی زبان کلمہ پڑھنے سے اس لیے گنگ رہی کہ اس کی ماں اس سے ناراض تھی۔ اب وہ راضی ہوگئی ہے تو یہ کلمہ پڑھنے کے قابل ہوا ہے۔ خیر، کلمہ پڑھتے پڑھتے اسی روز وہ موت کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔ حضور ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے اسے غسل دینے کا حکم دیا۔ اسے کفنانے کا حکم دیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ قبر کے سرہانے حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا: اے میرے صحابہ! جس نے اپنی ماں سے بڑھ کر، اپنی بیوی کی بات مانی، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی رہے گی۔ ایسے ماں کے نافرمان کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔ نہ فرض عبادتیں مقبول ہوں گی نہ نفل عبادتیں قبول ہوں گی۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

حضرات مذکور حدیث سے اندازہ کر لیں کہ اگر ایک صحابی رسول علقمہ ؓ، ماں کا دل دکھائے تو اسے کلمہ نصیب نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی ماں اس سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راضی نہ ہو جائے۔ اس کی ساری عبادتیں خطرے میں پڑ جاتی ہیں۔ اس عبرت انگیز واقعہ کو سامنے رکھ کر ہم سب اپنا اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم اپنی بیوی کی فرمانبرداری کر کے ماں کو ناراض تو نہیں کر بیٹھے۔

ایک اور روایت ہے، ایک آدمی حضور ﷺ کے پاس آیا، اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول ﷺ! میری ماں بہت بوڑھی ہو چکی ہے، میں اسے اپنے ہاتھ سے کھلاتا ہوں، اپنے ہاتھ سے پلاتا ہوں۔ میں خود اسے صاف ستھرا کرتا ہوں۔ میں کندھوں پر بٹھا کر لیے پھرتا ہوں۔ کیا میں نے اپنی ماں کا حق ادا کر دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، تو نے تو ابھی ایک فیصد بھی حق ادا نہیں کیا۔ ہاں تو نے اس کے ساتھ بھلائی کی ہے تو اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر پائے گا۔ (تنبیه الغافلین)

قارئین کرام! دیکھ لیں اسلام کی عالی شان تعلیمات اور دوسری طرف امریکی معاشرہ، بے خدا معاشرہ اپنے والدین کو Old Citizens House کے حوالے کر کے اپنی عیاشی کے سامان کرتا ہے۔ بوڑھے ماں باپ کے لیے سال میں ایک بار یاد کرنا رسماً کافی سمجھا جاتا ہے۔ کہاں یہ تعلیم ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"اَلنَّظْرُ اِلَى الْكَعْبَةِ عِبَادَةٌ، وَالنَّظْرُ اِلٰى وَجْهِ الْوَالِدَيْنِ عِبَادَةٌ"

"شوق اور محبت سے خانہ کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے اور جذبہ شوق سے ماں باپ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔" (کنز العمال جلد 12)

دن میں سو بار ماں کا چہرہ شوق سے دیکھیے، اتنے ہی حج کرنے کے اجر ملتے رہتے ہیں۔ (البیہقی)

ایک اور حدیث میں بیان ہوا، ایک آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہنے لگا: میرا بہت دل چاہتا ہے کہ میں راہِ الٰہی میں جہاد کروں، مگر میں بے

بس ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا آپ کے والدین زندہ ہیں؟ کہا، ہاں میری ماں زندہ ہیں۔ فرمایا: جاؤ اس کی خدمت کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کی غرض سے کرتے رہو۔ اگر خلوص نیت سے آپ نے ماں کی خدمت انجام دی تو سمجھ لیں کہ آپ نے حج کر لیا، عمرہ کر لیا اور جہاد کر لیا۔ (الترغیب والترہیب سوم)

ایک شخص دربار نبوت ﷺ میں آ کر عرض گزار ہوا۔ حضور ﷺ میں آپ ﷺ کے ہاتھ پر ہجرت کرنے کی بیعت کرنے آیا ہوں۔ مگر میرے ماں باپ ترکِ وطن پر رو رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پلٹ جاؤ۔ انہیں جیسے روتا ہوا چھوڑ آئے ہو ویسے ہی ہنساؤ اور خوش کرو۔ (حوالہ مذکورہ) آپ ﷺ نے فرمایا! جو تمنا کرتا ہے کہ اس کی عمر دراز ہو، اس کے رزق میں فراوانی ہو، تو اسے چاہئے کہ اپنے والدین کی خدمت کرے ان سے حسنِ سلوک سے پیش آئے۔ (حوالہ مذکورہ)

آپ ﷺ نے فرمایا:

"لوگوں کی عورتوں کو پاکدامن رہنے دو تو تمہاری عورتیں پاکدامن رہیں گی۔ تم اپنے والدین کی خدمت کرتے رہو تو تمہاری اولادیں تمہاری خدمت گزار ہوں گی۔ جو تمہارے پاس آ کر اعترافِ قصور کر لے اور معذرت چاہے تو اس کی معذرت قبول کر لو چاہے تمہیں خوشگوار لگے یا ناگوار، جو یہ کام نہیں کرے گا وہ روزِ محشر میرے حوضِ کوثر تک نہیں پہنچ سکے گا۔" (حوالہ مذکورہ)

حضراتِ محترم! حقوق والدین پر قرآن و حدیث میں بہت احکام موجود ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم وہ سب کچھ کر سکیں جو ہمیں بتایا گیا ہے۔ پھر ہمارا معاشرہ دنیا میں ہی جنت بن جائے گا۔ ان شاء اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثقافت یا ضلالت

اسلام ایک سیدھا سادہ دین ہے۔ جسے دنیا دار علماء اور مغربی تہذیب کے اندھے مقلدوں نے پیچیدہ (Complicated) بنا کے رکھ دیا ہے۔ جیسے کسی مریض کے جسم میں (Cancer) ناسور نے جڑ پکڑ لی ہو، پھر اس کے علاج کے لیے ڈاکٹر اپنے نشتر سے اسے چیرے پھاڑے۔ مریض اگر بے ہوش نہ کیا گیا ہو تو تڑپتا ہے بلکہ ڈاکٹر کو گالیوں سے نوازتا ہے۔ حالانکہ ڈاکٹر کا نشتر ظالمانہ نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمدردانہ اور خیر خواہانہ ہوتا ہے۔ وہ بخوبی جانتا ہے کہ مریض کو وقتی تکلیف ضرور ہے۔ مگر اس درد کے بعد آرام اور صحت ہے۔ بالکل ایسے ہی وہ شخص جسے اللہ نے اصلاحِ امت کی صلاحیتوں اور حکمتوں سے مالا مال کیا ہوتا ہے۔ وہ نہایت ہمدردی سے امت کے بگاڑ کی اصلاح کرتا ہے تاکہ یہ لوگ ان اعمالِ بد کی شامتوں میں، روزِ محشر گرفتارِ عذاب نہ ہو جائیں۔ مگر پوری تاریخ اسلامی اس پر گواہ ہے۔ کہ ایسے دور اندیش مصلحِ امت (Reformer) کو اپنی ملت سے کیا کچھ سننا اور سہنا پڑا۔ چونکہ مزاج جب فساد آشنا ہو جائیں تو اصلاح پذیری کی خوبی سے محرومی پیدا ہوتی ہے۔ سنجیدگی اور متانت کے بجائے، الٹا کلمہ خیر کہنے والا مطعون ہوتا ہے۔ یہ خیال نہیں پیدا ہوتا کہ ذرا دیر کے لیے ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کر کے دیکھیں۔ ممکن ہے بات درست ہو اور ہمارے بھلے کی بات ہو۔

اللہ کے آخری پیغمبر محبوبِ باری تعالیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جب پیغامِ

حق دنیا تک پہنچانے کی ذمہ داری حضرتِ حق کی طرف سے سونپی گئی تو والہانہ انداز میں جگہ جگہ پہنچ کر پیغامِ حق سنا رہے تھے۔ عرب کے جاہلی دور میں اسی طرح میلے لگتے تھے۔ عرب کے شعراء اور ادباء اپنے اپنے قبائل کے کیمپوں میں فخریہ شعر گوئی اور اپنے آباؤ اجداد کے نام پر مقالات پڑھتے تھے اور ایسی محفلوں میں ثقافتی طائفے اپنے اپنے شو پیش کرتے، فنکار اپنے فن کا مظاہرہ کرتے۔ بادہ و جام گردش کرتے اور حسینائیں اپنے جسم فروشی کے لیے اپنے اپنے کیمپ پر خاص قسم کے پرچم لہرا دیتیں، کہ جسے جنسی تسکین چاہیے وہ ان کی طرف آئے۔ ہر طرح کی رنگ رلیاں مناتے۔ یہ حالات تھے جن میں اللہ کے نبی ﷺ دعوتِ حق لے کر ایسے مجمعوں میں پہنچ کر اعلان فرماتے!

((ایھا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا))

''لوگو! لا الہ پڑھ لو فلاح پا جاؤ گے۔''

پیچھے پیچھے ان میلوں کے صدر اور سیکرٹری حضور ﷺ کی دعوت کا مذاق اڑاتے۔ کہ آپ ﷺ کی بات کا اثر لوگوں کے دلوں پر نہ ہونے پائے۔

''ثقافتی'' پروگرام مکہ مکرمہ میں

سیرۃ النبی ابن ہشام نے واقعہ نقل کیا ہے۔ کہ مکے کا ایک کافر نضر بن حارث تھا۔ اس نے کفارِ قریش کے مجمع میں کہا۔ ''تم لوگ محمد ﷺ کا مقابلہ جس طرح کر رہے ہو اس سے کام نہ چلے گا۔ وہ جب تمہارے درمیان نوعمر جوان تھا تو تمہارا سب سے زیادہ خوش اطوار آدمی تھا۔ سب سے زیادہ سچا اور سب سے بڑھ کر امین سمجھا جاتا تھا۔ اب جبکہ اس کے بال سفید ہونے کو آ گئے اور وہ تمہیں اس طرف بلاتا ہے جو چیز وہ لایا ہے، تو تم کہتے ہو یہ جادوگر ہے۔ کاہن (غیب گوئی کا

www.KitaboSunnat.com

مدعی) ہے، شاعر ہے، مجنوں ہے، بخدا وہ ساحر نہیں ہے، ہم نے ساحروں کو دیکھا ہے اور ان کی جھاڑ پھونک سے ہم واقف ہیں۔ بخدا وہ کاہن بھی نہیں ہے، ہم نے کاہنوں کی تک بندیاں سنی ہیں، اور جیسی گول مول باتیں وہ کیا کرتے ہیں ان کا ہمیں علم ہے۔

بخدا وہ شاعر بھی نہیں ہے۔ شعر کی تمام اصناف سے ہم واقف ہیں اور اس کا کلام ان میں سے کسی صنف میں نہیں آتا۔ بخدا وہ مجنون بھی نہیں ہے، مجنون کی جو حالت ہوتی ہے اور جیسی بے تکی بڑ وہ ہانکتا ہے، کیا اس سے ہم بے خبر ہیں؟ اے سرداران قریش! کچھ اور بات سوچو، جس چیز کا مقابلہ تمہیں درپیش ہے وہ اس سے زیادہ بڑی ہے کہ یہ باتیں بنا کر تم اسے شکست دے سکو۔"

اس کے بعد نضر بن حارث نے یہ تجویز پیش کی کہ عجم سے رستم و اسفند یار کے قصے لا کر پھیلائے جائیں۔ تا کہ لوگ ان میں دلچسپی لینے لگیں اور وہ انہیں قرآن سے زیادہ عجیب معلوم ہوں۔ چنانچہ کچھ دنوں بعد اس پر عمل کیا گیا اور نضر نے داستان گوئی شروع کر دی۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ نضر نے اس مقصد کے لیے گلوکار لونڈیاں خریدیں۔

جب کسی کے متعلق وہ سنتا کہ حضور ﷺ کی باتوں سے متاثر ہو رہا ہے۔ اس پر اپنی کوئی گلوکار مسلط کر دیتا اور اس سے کہتا کہ اسے خوب کھلا پلا اور دل آویز گانے سنا تا کہ تیرے ساتھ مشغول ہو کر اس کا دل دینِ حق سے پھر جائے۔ انہی اوچھی حرکتوں پر اللہ نے سورہ لقمان میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ وَ اِذَا

تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْۤ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝﴾ (لقمان: 7,6)

"اور انسانوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو کلامِ دلفریب خرید کر لاتا ہے تا کہ لوگوں کو اللہ کے راستہ سے علم کے بغیر بھٹکا دے اور اس راستے کی دعوت کو مذاق میں اڑا دے۔ ایسے لوگوں کے لیے سخت ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ اسے جب ہماری آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ بڑے گھمنڈ کے ساتھ اس طرح رخ پھیر لیتا ہے گویا کہ اس نے سنا ہی نہیں، گویا کہ اس کے کان بہرے ہیں۔ اچھا، مژدہ سنا دو اسے ایک دردناک عذاب کا۔"

یہ قریب قریب وہی چال تھی جس سے قوموں کے اکابر مجرمین، ہر زمانے میں کام لیتے ہیں۔ وہ عوام کو کھیل تماشوں اور رقص و سرور (کلچر) میں غرق کر دینے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ انہیں زندگی کے سنجیدہ مسائل کی طرف توجہ کرنے کا ہوش ہی نہ رہے۔ اور اس عالم مستی میں ان کو سرے سے یہ محسوس ہی نہ ہونے پائے کہ انہیں کس تباہی کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ (بحوالہ تفہیم القرآن جلد چہارم)

اللہ نے "لَهْوَ الْحَدِيْثِ" جو فرمایا ہے اس کی تفسیر مختلف ماہرین قرآن یہ کرتے ہیں۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ لَهْوَ الْحَدِيْثِ کیا ہے؟ فرمایا! "هو والله الغناء" اللہ کی قسم اس سے مراد گانا ہے۔ (ابن جریر)

حضور ﷺ نے فرمایا۔ مغنیہ عورتوں کا بیچنا اور خریدنا اور ان کی تجارت کرنا حلال نہیں ہے اور نہ ان کی قیمت لینا حلال ہے۔ (ترمذی)

ہادی برحق نے فرمایا!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((مَنْ جَلَسَ اِلٰی قَیْنَةٍ یَسْمَعُ مِنْهَا صُبَّ فِیْ اُذُنَیْهِ الْاٰنُكُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)) (بحواله احکام القرآن لابن العربی)

"یعنی جو شخص گانے والی لونڈی کی مجلس میں بیٹھ کر اس کا گانا سنے گا، قیامت کے روز اس کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔"

صاحب تفہیم فرماتے ہیں، اس سلسلے میں یہ بات بھی جان لینی چاہیے کہ اس زمانے میں گانے بجانے کی "ثقافت" تمام تر، بلکہ کلیۃً لونڈیوں کی بدولت زندہ تھی۔ آزاد عورتیں اس وقت تک "آرٹسٹ" نہ بنی تھیں۔ اس لیے حضور ﷺ نے مُغَنِّیَات کی خرید وفروخت کا ذکر فرمایا اور ان کی فیس کو قیمت کے لفظ سے تعبیر کیا۔ مفسر مذکور مزید لکھتے ہیں۔

آیاتِ الٰہی سے متکبرانہ منہ موڑنا یہ ہے۔ کہ ایسا شخص لوگوں کو قصے کہانیاں سنا کر اور گانے بجانے میں مشغول کر کے اللہ کی آیات کا منہ چڑاتا ہے۔ اس کی کوشش یہ ہے کہ قرآن کی اس دعوت کو ہنسی ٹھٹھوں میں اڑا دیا جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے دین سے لڑنے کے لیے کچھ اس طرح کا نقشۂ جنگ جمانا چاہتا ہے۔ کہ ادھر محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی آیات سنانے نکلیں، ادھر کہیں کسی خوش اندام وخوش گلو مُغَنِّیَه کا مجرا ہو رہا ہو، کہیں کوئی چرب زبان قصہ گو ایران وتوران کی کہانیاں سنا رہا ہو، اور لوگ ان ثقافتی سرگرمیوں میں غرق ہو کر اس موڈ ہی میں نہ رہیں کہ اللہ اور آخرت اور اخلاق کی باتیں انہیں سنائی جا سکیں۔ دیوانِ حافظ کا پہلا طرحی مصرعہ یہ ہے:

اَلَا یٰاَیُّهَا السَّاقِیْ اَدِرْ كَاْسًا وَّ نَاوِلْهَا

اے ساقی! جام کو گردش میں لا اور مجھے پکڑا،

یہ یزید کا کہا ہوا مصرعہ ہے۔ یہ مصرعہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ جو آدمی

رقص وسرور اور بادہ وجام کی بزم سجائے گا وہ یزیدی ہوگا۔ وہ حسینی ؓ نہیں ہوگا۔ کیونکہ حضرتِ حسین ؓ ان خرافات اور بے ہودگیوں سے مبرا تھے۔ آپ کے کردار پر ابن کثیر یوں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔

وَقَدْ كَانَ عَابِدًا وَّ شُجَاعًا وَّ سَخِيًّا

کہ حضرتِ حسین ؓ عبادت گزار، بہادر اور سخی تھے

شہادتِ حسین ؓ پر سیدنا ابن زبیر ؓ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم! رات کو طویل قیام کرنے والے، اکثر دنوں کے روزہ دار کو اہلِ کوفہ نے ناحق قتل کیا۔

اب جو مسلمان رقص وسرور اور میلے مجرے کرواتے ہیں وہ غور کر لیں کہ ان کا روحانی شجرۂ نسب یزید سے جا ملتا ہے۔ یا حضرتِ حسین ؓ سے؟

علامہ اقبال رحمہ اللہ ایسے نام نہاد مسلمان کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

؎ "مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں ہے۔"

کیا مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر پاپ کرنے کا لائسنس مل گیا ہے اور کوئی ہماری مسلمانی کو چیلنج نہیں کر سکتا۔

الطاف حسین حالی نے کیا خوب لکھا ہے۔

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہرِ سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبیؑ کو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبیؑ سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل ان کے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

یہاں امریکہ میں بعض نومسلم، جنہیں اللہ نے اسلام کی دولت سے نوازا ہے۔ وہ ہمیں بطور طعنہ یہ کہتے ہیں۔

You are by Chance muslim

But we are by Choice Muslim

یعنی آپ لوگ حادثاتی طور پر مسلم ہیں کہ مسلم گھرانے میں پیدا ہو گئے۔ لیکن ہم نے اسلام کو سوچ سمجھ کر اختیار کیا۔ پیدائشی مسلم اور شعوری مسلم میں بہت فرق ہوتا ہے۔ برطانیہ کے پاپ سنگر Cat Steven کی پورے یورپ میں دھوم مچی ہوئی تھی۔ دنیا اور دولت اس پر نثار تھے۔ مگر جب اس نوجوان کو قرآن کا مطالعہ نصیب ہوا تو اسلام قبول کیا۔ مسلمان ہونے پر اپنے مرغوب فن کو خیر باد کہہ دیا۔ ہمارے جیسے ناکارہ مسلمانوں سے اس نے ذکر کیا کہ میں اپنے آلاتِ موسیقی توڑ دیتا ہوں۔ مگر نام نہاد پیدائشی مسلمانوں نے کہا کہ توڑو نہیں۔ یہ بہت قیمتی آلات ہیں انہیں فروخت کر دو۔ مگر جو پاپ سنگر سے یوسف اسلام بنا اور دل کی گہرائیوں سے مسلمان ہوا تھا۔ اسلام کا مطالعہ جاری رکھتا ہے۔ جناب یوسف اسلام کہتے ہیں کہ اسلام کو پڑھتے پڑھتے میری نظروں میں یہ فرمانِ رسول ﷺ آیا۔

”کہ مجھے اللہ نے آلاتِ موسیقی توڑنے کے لیے بھیجا ہے۔“

یہ حدیثِ نبوی ﷺ پڑھ کر میں سخت حیران ہوا ان مسلمانوں پر، جو مجھے آلاتِ موسیقی بیچ کھانے کا مشورہ دے رہے تھے۔ بالاخر میں نے فرمانِ پیغمبر ﷺ کے مطابق تمام قیمتی آلات کو چکنا چور کر دیا۔ یہ ہے وہ جذبۂ اسلام جو نوواردانِ اسلام کو نصیب ہو رہا ہے اور ہم شرعی حیلہ سازیاں کرنے میں مشاق ہیں۔ یہ نومسلم جب براہ راست قرآن وحدیث کو پڑھتے ہیں تو سوچ سمجھ کر پڑھتے اور پھر اس پر عمل کرتے ہیں۔ بعض دفعہ ہمارے کرتوتوں کو دیکھ کر سوالیہ نشان بن جاتے ہیں کہ جو کچھ یہ مسلمان کر رہے ہیں یہ قرآن وحدیث میں تو نہیں لکھا۔ پھر وہ مسلمانوں سے جو پیدائشی مسلمان ہوتے ہیں ان سے دلیل مانگتے ہیں۔

آفرین ہے ان سادہ لوح نومسلموں کو، جنہیں سادگی سے اسلام کا مطالعہ نصیب ہوا۔ نہ یہ فقہی الجھیڑوں سے باخبر ہیں۔ نہ فقہاء کے لاطائل مباحث کو جانتے ہیں۔ سیدھا سادہ قرآن وسنت باقی کچھ نہیں۔ جیسے اقبال فرماتے ہیں۔

قلندر جز دو حرفِ لا الٰہ کچھ بھی نہیں رکھتا
فقیہِ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا

قرآن یقیناً نسخہ کیمیا ہے۔ مگر نسخہ کو پڑھنے والا اور اسے استعمال کرنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔ نسخہ کی تلاوت سے بیماری برقرار رہے گی۔ اور نسخہ کو استعمال کرنے سے بیماری دور ہوگی، صحت نصیب ہوگی۔

ذرا عظمتِ رفتہ کو آواز دینا

مسلمانوں کا نظامِ خلافت کمزور ہوتے ہوتے، رفتہ رفتہ پیوند خاک ہوتا گیا۔ لیکن برائے نام خلافت عثمانی چل رہی تھی۔ خلیفہ عبدالحمید عثمانی کے دور میں ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بار فرانس میں تھیٹریکل کمپنی نے ایک توہین آمیز ڈرامہ جس کا نام زینب اور زیاد تھا۔ یہ ڈرامہ رچانے کا اعلان کیا تھا۔ تو مذکورہ خلیفہ نے فرانس کو الٹی میٹم دے دیا تھا کہ وہ اس توہین آمیز کھیل کو بند کرے ورنہ اس کے نتائج تباہ کن ہوں گے۔ حکومتِ فرانس نے اسی وقت ڈرامہ پر پابندی لگا دی تھی۔ پھر یہ کمپنی برطانیہ پہنچی۔ وہاں یہ ڈرامہ کرنے کا اعلان کیا۔ جب یہ خبر ترکی پہنچی تو خلیفہ عبدالحمید نے برطانیہ سے بھی یہ درخواست کی کہ وہ یہ کھیل نہ ہونے دے۔ مگر برطانیہ نے جواب دیا کہ اب بہت دیر ہو چکی ہے۔ ڈرامہ کے ٹکٹ فروخت ہو چکے ہیں۔ اور برطانیہ میں تحریر وتقریر کی آزادی ہے۔ اس پر خلیفہ نے برطانیہ کو دھمکی دی کہ اگر یہ ڈرامہ برطانیہ میں دکھایا گیا تو میں بطور خلیفہ تمام امتِ مسلمہ کے نام فرمان جاری کروں گا کہ برطانیہ محمد ﷺ پر حملہ کر کے ان کی عزت خراب کر رہا ہے۔ اور میں برطانیہ کیخلاف جہادِ اکبر کا اعلان کرتا ہوں۔ یہ سن کر حکومتِ برطانیہ چوکڑی بھول گئی۔ اور ساری آزادی تحریر وتقریر دھری کی دھری رہ گئی۔ اور ڈرامہ کو فوراً بند کر دیا گیا۔

خلافتِ اسلامی کا شیر اگرچہ بوڑھا ہو چکا تھا پھر بھی اس کی آواز میں گرج موجود تھی کہ یورپ لرزتا تھا۔ وہ برائے نام خلافت بھی گئی تو امتِ مسلمہ کا شیرازہ بکھر گیا اور تب سے اب تک امتِ مسلمہ چاروں طرف سے بھیڑیوں کے نرغے میں ہے۔ کیونکہ اپنی اصلیت بھول گئے۔

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول، طاؤس و رباب آخر

جہادِ مقدس کو چھوڑا، کوئی مسلمانوں کا مرکز نہ رہا۔ ٹکڑیوں میں بٹ گئے۔ تو یہ امت جو دنیا بھر میں شیر کی حیثیت رکھتی تھی آج اپنی نادانیوں کی بدولت بکری کا

بچہ بن گئی۔

جیسے کہانی ہے کہ بکری کا بچہ نہر کنارے پانی پی رہا تھا تو بھیڑیے نے کہا۔ تو نے پانی جوٹھا کر دیا ہے۔ بکری کے بچے نے کہا، جناب! پانی تو آپ کی طرف سے میری طرف آ رہا ہے۔ میں نے کیسے جوٹھا کر دیا؟ بھیڑیے نے کہا، تو نے ایک سال پہلے بھی یہی گستاخی کی تھی۔ بکری کے بچہ نے نہایت معصومیت سے کہا، جناب! میری عمر تو صرف چھ ماہ ہے۔ ایک سال قبل یہ قصور مجھ سے کیسے سرزد ہو سکتا ہے؟

بھیڑیے نے کہا، تو میرے سامنے بولتا ہے؟

مارا پنجہ اور اسے مار کھایا۔

یہ ہے وہ جرمِ ضعیفی جس سے نبی ﷺ پناہ مانگا کرتے تھے۔

اللھم انی اعوذبك من الجبن......الخ

اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

لہٰذا، مسلمانوں کی بھلائی آج بھی ان کے دین میں ہے۔

شیر میسور سلطان ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ کا فقرہ۔

ہمیں کیوں خوابِ غفلت سے باہر نہیں آنے دیتا۔

کہ شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی ہزار سالہ زندگی سے بہتر ہے۔

کیوں ہم دنیا کے پجاری ہو کے رہ گئے۔

کب یہ خمار اترے گا؟

کب دین اسلام دوبارہ شان وشوکت سے ابھرے گا؟

نکلیے میلوں ٹھیلوں سے اور پرچم اسلام کی سربلندی کے لیے آگے بڑھیں۔

اس دنیا کی امامت (Leadership) کا حقدار صرف بندۂ مومن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے باغی اس کے حقدار نہیں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاد کی تربیت کا ایک اعلیٰ نمونہ

وہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل علیہ السلام کو آدابِ فرزندی
(اقبال)

ہر آدمی جوانی کے عالم میں تخیل کے ہوائی گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنی شادی کے حسین خواب دیکھتا ہے، پھر شادی کے بعد اولاد کا بلند تصور رکھتا ہے۔ اولاد کے بارے طرح طرح کے آئیڈیل ذہن میں لیے پھرتا ہے۔ کوئی سوچتا ہے کہ میرا بیٹا بہت بڑا لیڈر بنے۔ کوئی سوچتا ہے کہ میں بیٹے کو ڈاکٹر بناؤں گا۔ کوئی تمنا رکھتا ہے کہ اس کا بیٹا دولت مند ہو۔ خیر رنگا رنگ خواہشیں ہوتی ہیں۔ مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نارِ نمرود سے سرخرو ہو کر جب اپنے وطن اور خاندان کو ترک کر کے عراق سے شام ہجرت کر رہے تھے۔ یہ ہجرت صرف ایک رب کا ڈنکا بجاتے ہوئے کی۔ اسی کی رضا کے لیے سب کچھ چھوڑا۔ بڑھاپے کا عالم تھا۔ اللہ سے اولادِ نرینہ کی دعا کی۔

﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ (الصافات: 100)

"اے پروردگار، مجھے ایک بیٹا عطا کر جو صالح لوگوں میں سے ہو۔"

یعنی بیٹا دے تو نیک دے۔ صالح اولاد مانگی، اللہ تعالیٰ سے دعا بھی نیک

بیٹے کی مانگی اور اسے تربیت بھی نیک دی۔ ایسی تربیت کہ نوعِ انسانی میں اس کی مثال نہ ملے اور بیٹے کی عمدہ تربیت پر فرشتے بھی عش عش کر اٹھیں۔ وہ کیا تربیت تھی؟ مختلف مفسرینِ قرآن نے اس کا نقشہ کھینچا ہے۔

﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ﴾ جب وہ لڑکا اس کے ساتھ دوڑ دھوپ کرنے کی عمر کو پہنچ گیا۔

یہ عمر کیا تھی؟ قتادہ کہتے ہیں: لما مشیٰ مع ابیہ جب وہ باپ کے ہمراہ چلنے لگا۔ (ابن جریر) آٹھ دس برس کا (تفہیم القرآن) تیرہ برس کا (روح المعانی وتفسیر رازی) **السعی فی العبادۃ** یعنی جب عبادت کرنے لگا (ابن زید) نماز روزہ کرنے لگا (ابن عباس) **سبع سنین فاکثر** سات یا زیادہ برس کا (ایسر التفاسیر)

خیر یہ عمر لڑکپن اور نادانی کی ہوتی ہے جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام باپ نے، اپنے فرزندِ ارجمند سے کہا: بیٹا! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، اب تو بتا، تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا: ابا جان، جو کچھ آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اسے کر ڈالیے۔ آپ ان شاء اللہ مجھے صابروں میں سے پائیں گے۔ (القرآن)

یہ جو باپ نے بیٹے سے پوچھا تھا تو وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ رب سے صالح بیٹا مانگا تھا اور اس کی تربیت بھی صالح کی ہے۔ اب کہاں تک یہ صالح ہے اور کہاں تک باپ کا فرمانبردار اور کہاں تک حکمِ الٰہی کے سامنے جھکنے والا ہے؟

بیٹا اپنی گردن پر چھری چلوانے کو بالکل تیار ہے کوئی حیل و حجت نہیں کرتا، کہ ابا جان! کس وہم میں پڑ گئے ہو، خواب کی کیا حقیقت ہوتی ہے؟ بڑھاپے میں اللہ نے اکلوتا بیٹا دیا ہے اسے ذبح کرنے پر تل گئے ہو؟ بلکہ آج کا بیٹا ہو تو باپ کو کہے کہ مجھے قتل کرنا چاہتے ہو تو میں ابھی پولیس 911 کال کرتا ہوں وغیرہ۔ لیکن وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نرالی شان کا بیٹا ہے۔ سنتے ہی سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے۔

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، جب ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو قربان کرنے کا ارادہ کیا تو بیٹے سے کہا: بیٹے! رسی اور چھری لے لو ہم جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے ہیں جب ثبیر گھاٹی کے راستے پر چل رہے تھے وہاں باپ نے بیٹے کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہوا ہے۔ اب بیٹے کا عظیم الشان جواب سُنیئے۔ انسان ایسے میں اپنا کلیجہ پکڑ کے رہ جاتا ہے۔ کہا: ابا جان! پہلے رسی سے میرے ہاتھ پاؤں باندھ لیں تاکہ ذبح کے وقت تڑپنے نہ پاؤں، کہیں میرا ہاتھ پاؤں جان نکلتے وقت آپ کو نہ لگ جائے اور باپ کی شان میں گستاخی نہ ہو جائے۔ آپ اپنے کپڑے بھی سمیٹ لیں کہیں میرے خون کے چھینٹے آپ کے کپڑوں پر نہ پڑ جائیں کہ میری والدہ میرے لہو کے دھبے دیکھ کر غمناک نہ ہو جائے۔

ابا جان! چھری کو اچھی طرح تیز کر لیں تاکہ میرا گلا آسانی سے کٹ جائے اور دیر نہ ہونے پائے۔ آخر موت ایک سخت مرحلہ ہے۔ واپسی پر ابا جان! میری امی کو میرا اسلام کہنا، اگر آپ مناسب سمجھیں تو میرا قمیص یادگار کے طور پر اسے دے دینا۔ (علامہ آلوسی، ابن عباس سے یہ روایت بھی لائے ہیں) حضرت اسماعیل علیہ السلام نے سفید قمیص پہن رکھی تھی۔ فرمانے لگے ابا جان! میرے پاس اس قمیص کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہیں ہے جس کا آپ میرے لیے کفن بنا سکیں، لہٰذا میرے قمیص کو اتار لیں تاکہ میرے کفن کے کام آ سکے۔ ابا جان! مجھے ذبح کرتے وقت ممکن ہے آپ کے دل میں ترس آ جائے تو میرے ہاتھ میری گردن سے باندھ لیں پھر میرا چہرہ زمین پر رکھ کر الٹا لٹا دیں تاکہ میرے چہرے کو دیکھ کر آپ پریشان نہ ہو جائیں۔

باپ اپنے عظیم الشان بیٹے کی عظیم باتیں سن کر پکار اٹھا: میرے پیارے بیٹے! حکمِ الٰہی کی تعمیل میں تو میرا بہترین مددگار ثابت ہوا۔ پھر ابراہیم علیہ السلام نے فرطِ محبت سے بیٹے کو چوم لیا۔ پھر اسے رسی سے باندھ لیا، دونوں باپ بیٹے کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ پھر چھری بیٹے کے حلق پر رکھی۔ بیٹے نے پھر کہا: ابا جان! مجھے الٹا لٹاؤ تاکہ میرا چہرہ دیکھ کر آپ کو رحم نہ آ جائے اور یہ شفقتِ پدری حکمِ الٰہی کے درمیان حائل نہ ہو سکے۔ پھر چھری گردن پر چلائی۔ ''تفسیر قرطبی'' میں ہے کہ چھری نے کوئی کام نہ کیا۔ علامہ نسفی رحمہ اللہ نے یہ روایت ذکر کی ہے بیٹے نے کہا: ابا جان! میرے پیشانی کے بالوں سے پکڑنا، میرا چہرہ زمین کی طرف رکھنا اور میرے کندھوں کے درمیان بیٹھ کر میری گردن پر چھری چلانا تاکہ میں آپ کو کوئی تکلیف نہ دے سکوں۔

حضرات! اس واقعہ میں بیٹے کی تربیت کا حال دیکھیں۔ جان تک قربان کرنا، پھر ذرا گھبراہٹ نہ ہونا۔ بلکہ اپنے رب کی خوشنودی اور باپ کی فرمانبرداری اور بوڑھی ماں کے غم کا احساس۔

سید قطب شہید رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ادب کی انتہا ہے خدا کے ساتھ، ایمان کی مضبوطی، اطاعت کا جذبۂ وافر، دل پوری طرح مطمئن۔ اسی کا نام درحقیقت اسلام ہے۔ یہ کوئی معرکہ کارزار میں شجاعت کے جوہر دکھانے کا قصہ نہیں۔ وہاں تو آدمی دلیرانہ مقابلے کو نکل آتا ہے۔ یہاں کسی سے مقابلہ اور بہادری دکھانا مقصود نہیں بلکہ خاموشی سے تنہا جنگل میں قربانی ہے کہ خدا نے جان مانگی، خوشی سے پیش کر دی۔

کاش! اللہ کریم مسلمانوں کو ایسی ہی فرمانبردار اور جانثار اولادیں عطا کرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن کے حسنِ عمل پر ماں باپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور روزِ محشر یہ نیک اولاد یں جنت میں داخلے کا سبب ہوں۔ حضرات یہ عظیم نعمت ہمیں تبھی میسر آ سکتی ہے جب ہم نے بطور والدین کے اولادوں کو اعلیٰ دینی تربیت دی ہو۔ اگر اولاد کو انگریز بنانے کی خواہش ہو تو سیّدنا اسماعیل علیہ السلام جیسا کردار کیسے تیار ہو سکتا ہے؟

پہلے والدین کو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرح ''حنیفا مسلما'' صرف اللہ تعالیٰ کا وفادار ہونا پڑے گا تب اولاد سے عکسِ اسماعیل علیہ السلام کی امید ہو سکتی ہے۔

اسی طرح علامہ اقبال رحمہ اللہ خواتینِ اسلام سے کہتے ہیں کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا کردار اپنا لو تو تمہارے شجر پر حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ کی طرح کے پھول کھلیں گے۔ اگر خاتونِ اسلام شمعِ محفل بننے کی کوشش کرے گی تو اس شاخ پر حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ کے سے پھول نہیں لگ سکتے۔ اولاد کو اعلیٰ منزلوں تک پہنچانا چاہتے ہو تو خود اعلیٰ کردار کے نمونے اولاد کو پیش کرو۔ اللہ تعالیٰ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح، نیک سیرت اولاد مانگو تو یقیناً وہ دعاؤں کو سننے والا ہے۔ نیک اولاد دنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک اور بوڑھے والدین کا سہارا بنتی ہے۔ وہ اپنے والدین کے پاؤں میں جنت تلاش کرتی ہے۔

نومولود کے کان میں اذان کہنا

سیّدنا ابورافع رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ:

''رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَذَّنَ فِیْ اُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ حِیْنَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلٰوةِ '' (قال الترمذی حدیث صحیح)

''میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا،'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ کے کان میں اذان کہی، جب ان کو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جنم دیا، وہ اذان تھی جیسے نماز کے لیے اذان ہوتی ہے۔''

تشریح:

اس حدیث کو امام ترمذی نے ابواب الاضاحی کے تحت ''باب الاذان فی اذن المولود'' کے ضمن میں درج کر کے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

سیّدنا ابورافع رضی اللہ عنہ یہ سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کا قبطی غلام تھا۔ سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ غلام تحفہ (ہبہ) میں دے دیا۔ جب سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تو اس کی خوشخبری اسی غلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے سنائی۔ اس خوشی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے غلامی سے آزاد کر دیا تھا۔ پھر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اپنی خوشی سے کرتا رہتا تھا اور آزادی پانے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی پر فخر کیا کرتا تھا۔

(تہذیب التہذیب جلد 12، من کنیة ابی رافع رضی اللہ عنہ، ابن حجر رحمہ اللہ عسقلانی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکور حدیث کو ابوداوٗد نے کتاب الادب، ''باب فی الصبی یولد فیؤذن فی اذنه'' میں نقل کیا ہے۔ اور مسند احمد میں جلد 17 حدیث نمبر 23759 صفحہ نمبر 154 پر یہ حدیث درج ہے۔

شارح مسند احمد نے اس روایت کو صحیح الاسناد کہا ہے۔ وافقہ الذہبی بھی لکھا ہے:

علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری ؒ نے شرح الترمذی میں لکھا ہے، کہ اگر آپ کہیں کہ عاصم بن عبیداللہ، سند کے ایک راوی کی بنیاد پر یہ حدیث ضعیف ہے۔ تو

''قلت نعم هو ضعیف لکنه یعتضد بحدیث الحسین الذی رواه ابو یعلی الموصلی وابن السنی''

میں کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے یہ ضعیف ہے مگر اسے حدیث حسین ؓ مضبوط کرتی ہے جسے ابویعلی موصلی اور ابن السنی نے روایت کیا ہے۔ (تحفة الاحوذی جلد دوم، ابواب الاضاحی، باب الاذان فی اذن المولود)

□ علامہ بغوی ؒ نے یہ باب باندھا ہے ''الاذان فی اذن المولود'' پھر اس کے ذیل میں مذکور روایت لائے ہیں۔ شرح السنة کے حاشیہ نویس زہیر الشاویش لکھتے ہیں کہ عاصم بن عبیداللہ ضعیف ہے۔ سند کے باقی رجال ثقہ ہیں۔

ولہ شاهد من حدیث ابن عباس عند البیهقی فی ''شعب الایمان'' یتقوی به، نقله عنه ابن القیم فی ''تحفة المودود''

''اس روایت کی شاہد ابن عباس ؓ کی حدیث ہے جسے بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے۔ یہ اسے تقویت دیتی ہے۔ ابن قیم ؒ نے تحفة المودود میں اسے نقل کیا ہے۔'' (شرح السنہ، جلد 11)

□ سیّدنا ابن عباس ؓ سے روایت شعب الایمان بیہقی میں، اَلسِتُّوْنُ،

باب ''فی حقوق الاولاد والاهلین'' حدیث نمبر 8620، کے تحت ہے۔

اگرچہ اس روایت میں بھی ضعف ہے مگر عاصم بن عبیداللہ اس سند میں ضعیف راوی نہیں ہے۔ لہٰذا یوں ابورافع اور ابن عباس ؓ کی اسناد ملا کر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں روایتیں ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں۔ (شعب الایمان بیهقی جلد ششم)

□ علامہ نووی ؒ لکھتے ہیں

''یستحب ان یؤذن من ولد له ولد فی اذنه، وکان عمر بن عبدالعزیز اذا ولد له ولد، اذن فی اذنه الیمنی و اقام فی الیسری''

''جس کے ہاں بچہ پیدا ہو، اس کے کان میں اذان کہنا مستحب ہے۔ سیّدنا عمر بن عبدالعزیز ؒ اپنے بچے کی پیدائش پر، دائیں کان میں اذان، اور بائیں کان میں اقامت (تکبیر) کہا کرتے تھے۔''

(روضة الطالبین جلد دوم، کتاب الضحایا، باب العقیقة)

□ علامہ نواب صدیق حسن ؒ رقمطراز ہیں کہ ''جب سیّدہ فاطمہ ؓ نے سیّدنا حسن ؓ بن علی ؓ کو جنم دیا تو حضور ﷺ نے اس کے کان میں اذان کہی۔''

اس روایت کے اسرار و حکم بیان کرتے ہیں۔ اذان اسلامی شعار ہے، دین محمدی ﷺ کی نشانی ہے۔ اذان کی خاصیت یہ ہے کہ شیطان اس سے دور بھاگتا ہے۔ بچے کی پیدائش پر شیطان اسے تکلیف پہنچاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ شیطان کے شر سے بچے کے پیٹ میں تکلیف ہوتی ہے۔ اور بچہ چیختا ہے، مگر عیسیٰ ؑ کو شیطان شر نہیں پہنچا سکا تھا اور وہ ولادت کے وقت نہیں روئے تھے۔

(الروضة الندية جلد دوم كتاب الاضحية باب الوليمة)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے!

وَلَدَتْكَ اُمُّكَ بَاكِيًا مُسْتَصْرِخًا
وَالنَّاسُ حَوْلَكَ يَضْحَكُوْنَ سُرُوْرًا
فَاحْرِصْ لِنَفْسِكَ اَنْ تَكُوْنَ اِذَا
بَكَوْا فِيْ يَوْمِ مَوْتِكَ ضَاحِكًا مَسْرُوْرًا

(البدایہ والنہایہ جلد دوم صفحہ 46)

اسی شعر کو علامہ قرطبی رحمہ اللہ تھوڑے تغیر الفاظ میں یوں لائے۔

ولدتك اذ ولدتك امك باكيا
والقوم حولك يضحكون سرورا
فاعمل ليوم تكون فيه اذا بكوا
في يوم موتك ضاحكا مسرورا

(تفسیر قرطبی جلد دوم، سورۃ البقرہ۔ 110 کے تحت، صفحہ 81)

اشعار کا ترجمہ:

"ولادت کے وقت تیری ماں نے تجھے روتا ہوا، چیختا ہوا جنم دیا، اور اس وقت لوگ تیرے گرد خوشیاں منا رہے تھے۔"

جس روز تیری موت کا وقت ہو، لوگ تیرے فراق میں روئیں تو اس روز کے لیے اپنی خوشی کا سامان کر لے۔"

خیر یہ ضمناً بات آ گئی جو کہ سوچنے کے قابل ہے۔

صحیح اور ضعیف حدیث کے بارے میں

ماہرین اصولِ حدیث نے صحیح حدیث پرکھنے کے لیے پانچ معیار مقرر کئے ہیں۔

1 اتصالِ سند: کسی سند کا سلسلہ کہیں ٹوٹا نہ ہو، اول سے آخر تک متصل سند ہو۔

2 راویوں کی عدالت: ہر راوی، اسلام، عقل اور بلوغ رکھتا ہو، فاسق و فاجر نہ ہو۔

3 راویوں کا حافظہ: ہر راوی کا حافظہ پختہ ہو، حدیث کو اپنے سینہ یا کتاب میں محفوظ کر چکا ہو۔

4 شاذ نہ ہو: خود چھوٹے درجہ کا ثقہ ہو مگر اپنے سے بڑے ثقہ کی مخالفت نہ کرے۔

5 معلول نہ ہو: کوئی مخفی نقص نہ پایا جائے۔ وہ حدیث فنی نقائص سے پاک ہو۔

ان پانچ (5) مذکورہ شرطوں پر صحیح بخاری و مسلم کے راوی ہیں۔ وہ تو صحتِ سند کے معیار پر پورے اترتے ہیں۔ (اصطلاحاتِ حدیث، محمود الطحان)

صحیحین کے علاوہ کتبِ حدیث میں ماہرینِ حدیث نے خوب محنت کر کے صحیح احادیث کو الگ سے چھانٹنے کا کام کیا ہے اور ان کی تحقیقات کا دروازہ ہر دور میں کھلا ہوا ہے۔

ضعیف حدیث پر عمل ہو سکتا ہے یا کہ نہیں؟

عمل بحدیثِ ضعیف پر علمائے اسلام کے تین مذاہب ہیں۔

1 پہلا گروہ یہ کہتا ہے کہ ضعیف حدیث پر بالکل عمل نہ کیا جائے، چاہے وہ ترغیب و ترہیب، فضائل و احکام کے بارے میں ہو۔ اس خیال کے حامل یہ بزرگ ہیں۔ یحییٰ بن معین، امام بخاری، امام مسلم، ابن حزم، وغیرہ رحمہم اللہ

2 دوسرا گروہ کہتا ہے کہ ضعیف حدیث، عام آدمیوں کی رائے سے بہتر ہے۔ ان میں امام سیوطی، امام ابوداؤد، امام احمد بن حنبل، رحمہم اللہ ہیں۔

3 تیسرا گروہ کہتا ہے کہ فضائل کے باب میں ضعیف روایات قبول کی جا سکتی ہیں۔ جو حدیث حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہ کرے، نہ ہی کوئی حکم واجب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے، بلکہ شوق دلائے، اور اللہ تعالیٰ سے خوف دلانے والی ہو تو چشم پوشی کر لیں۔ اسے بیان کرتے وقت زور دار انداز میں فرمان پیغمبر ﷺ نہ بتائیں۔ یوں کہیں کہ ہمیں خبر ملی ہے، یہ روایت ہمیں پہنچی ہے۔ اس کی نسبت حضور ﷺ کی طرف کرنے سے گریز کریں۔ (رحیق الارواح)

- اب کوئی شخص مذکور گروہوں میں سے، کسی ایک گروہ کے علماء کو پسند کرتا ہے تو اسے باقی دونوں طبقاتِ علماء کا احترام کرتے رہنا چاہیے۔ عدل وحق یہی ہے، کیونکہ مذکور طبقاتِ علماء، اسلام کے مخلص خادمانِ دین تھے۔ اللہ انہیں امت کی طرف سے جزائے عظیم سے نوازے! آمین

اسلام میں عورت کا مقام

فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً﴾ (الروم: 21)

"اور اس کی (یعنی اللہ کی) نشانیوں میں سے یہ ہے۔ کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔"

یعنی عورت اللہ کی خاص نشانی ہے۔ ہ کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے، لہٰذا جس چیز کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو، اس چیز کی قدر و قیمت بہت بڑھ جاتی ہے۔ وہ چیز پھر معمولی درجہ کی نہیں رہتی۔ یہ ہے وہ مقامِ بلند جو قدرت کی طرف سے عورت کو عطا ہوا ہے۔ اس کے برعکس قدیم زمانے میں عورت کو ایک حیوان سمجھا جاتا تھا اور بے حس تصور کیا جاتا تھا کہ اس کے پاس نہ دل ہے نہ دماغ، نہ کوئی جذبات و احساسات۔ پھر فرانس کے فرزانوں نے عورت کے ساتھ انصاف کرنے اور اس کے حقوق متعین کرنے کے لیے 586ء میں ایک کانفرنس منعقد کی۔ بالآخر فیصلہ یہ ہوا کہ عورتیں حیوان نہیں لیکن مردوں کے لیے ان کا مقام ایک خادمہ اور نوکرانی کا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رحمت الٰہی نے جوش مارا

پندرہ صدیاں قبل نبی رحمت ﷺ پر، اللہ نے یہ آیت وحی کی کہ تم میں سے تمہاری بیویاں بنائیں، یعنی اسے خادمہ یا نوکرانی نہ سمجھو یہ تو تمہاری زوجہ ہیں، تمہارا جوڑ ہیں، تمہاری شریکِ حیات ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے جس کی توہین اللہ تعالیٰ کو گوارا نہیں ہے۔

عورت کا مقصدِ تخلیق کیا ہے؟

تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو۔ امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جسمانی سکون سے لے کر قلبی راحت تک مرد کے لیے سکون کا باعث عورت ہے۔"

یعنی بیوی خاوند کے لیے ایسا سکون ہے جس کی محبت و طہارت کے سائے میں خاوند اپنی جنسی پیاس کو بجھاتا ہے۔ حرام سے بچ کر سکونِ قلب پاتا ہے۔ اس کے اعضاء بدکرداری سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اب جس بیوی کو اسلام گھر کی ملکہ (Queen) بناتا ہے تا کہ اپنے ظاہری و باطنی حسن و جمال سے اپنے خاوند کو مکمل سکون بخشے، وہ بیوی اگر گھر سے باہر جا کر ملازمت کرے اور یہ صنف نازک شام کو جب تھک ہار کر گھر پہنچے تو وہ سکونِ زندگی کا باعث نہیں ہو سکتی۔ وہ خاوند کی حقیقی ہمدرد اور غمگسار نہیں بن سکتی، اس لیے کہ اس پر فطرت کے خلاف دوہرا بوجھ ڈال دیا گیا ہے۔ جبکہ قرآن کہتا ہے۔

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ﴾ (النساء : 34)

"مرد عورتوں کے ذمہ دار اور نگران ہیں۔"

امام غزالی رحمہ اللہ کا فلسفہ

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ بیوی میں جو سکون، اللہ نے رکھا ہے، اس

کے دو فائدے ہیں۔

1. اس عارضی لذت سے یہ سوچے کہ آخرت کی لذتیں کتنی اعلیٰ اور پائیدار ہوں گی، یعنی یہ لذت آخرت کے لطف یاد کروانے کا ذریعہ ہے۔
2. دوسرا فائدہ یہ ہے۔ کہ خاوند اور بیوی کے لطف اٹھانے سے نسلِ انسانی کی بقاء اور یہ سلسلہ برابر نسل بڑھنے کا جاری رہتا ہے۔ ورنہ اگر مرد و زن کا ملنا بند ہو جائے تو نسلِ انسانی ختم ہو جائے۔

کسی مفسر نے قرآن کی آیت!

﴿رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ﴾ (البقرہ: 286)

"اے پروردگار! جس بار کو اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں ہے، وہ بوجھ ہم پر نہ ڈال۔

کی تفسیر یہ بھی کی ہے کہ "شدتِ شہوت کا بوجھ ہم پر نہ ڈال"

مودت و رحمت

ابتدائی آیت میں ذکر ہوا کہ اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ مودت و رحمت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ خود مخلوق سے محبت کرتا ہے اور ان پر رحمتوں کی بارش کرتا رہتا ہے۔ اس کے برعکس، میاں بیوی میں بغض و عناد شیطان کی طرف سے آتا ہے۔ لہٰذا شیطانی جذبے سے ہوشیار رہنا چاہئے اور باہمی مودت و رحمت سے کام لیتے رہنا چاہئے۔ عکرمہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے، مودت، اشارہ ہے نکاح کرنے کا، اور رحمت اشارہ ہے صالح اولاد نصیب ہونے کا، یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ مودت جوانی میں کھیلنے کا نام ہے اور رحمت بڑھاپے میں عورت پر شفقت کرنے کا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمان نبوی ﷺ

((قال رسول الله ﷺ اذا تزوج العبد فقد استکمل نصف دینه فلیتق الله فی النصف الباقی)) (رواہ البیھقی)

''حضور ﷺ نے فرمایا! جب کوئی بندہ شادی کرتا ہے تو وہ اپنے آدھے دین کو پورا کر لیتا ہے، باقی آدھے دین کی فکر کرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اسے بھی پورا کرے۔''

یعنی، شادی کو آدھا دین بتایا گیا ہے، اس سے گریز نہیں کیا جا سکتا۔ پھر یہ بھی حکم ہے کہ شادی لڑکے اور لڑکی کے بالغ ہوتے ہی کر دی جائے۔ ان کے کفو (میچ) تلاش کرتے کرتے ان کی جوانی برباد نہ کر دی جائے، ورنہ معاشرے میں بدکاری (کرپشن) پھیلے گی۔ کیونکہ اسلام اپنے ماننے والوں کا معاشرہ پاکیزہ اور صاف ستھرا رکھنا چاہتا ہے۔

دنیا کی سب سے قیمتی چیز

((قال رسول الله ﷺ الدنیا متاع، و خیر متاعها المرأة الصالحة))

''حضور ﷺ نے فرمایا! دنیا ساز و سامان کا گھر ہے اور اس کی قیمتی چیز نیک عورت ہے۔'' (رواہ مسلم)

فخر الانبیاء ﷺ کی زبان مبارک سے، عورت کا مقام دیکھئے کہ ساری دنیا کے خزانے، لعل و جواہر، بیش بہا جائیدادیں اور فیکٹریاں وغیرہ ایک طرف اور ایک نیک عورت دوسری طرف، کون ان دونوں میں وزنی ہوا؟ نیک عورت۔ اب تمام مذاہبِ عالم اور ساری دنیا کی تہذیبوں میں ڈھونڈ کر بتایا جائے کہ عورت کو اتنا بلند مقام نصیب ہوا ہو۔

کسی حال میں مجرد نہ رہیں

مسلمان کے لیے چاہے مرد ہو یا عورت، ہر حال میں جوڑا بن کے رہنا ضروری ہے۔ قرآن کہتا ہے:

﴿وَّ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا﴾ (النباء: 8)

''ہم نے تمہیں جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا ہے۔''

سب کنوارے لڑکے لڑکیاں اور سب بیوائیں اور رنڈوے نکاح کے بندھن میں رہیں۔ اللہ فرماتا ہے:

﴿وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى﴾ (النور: 32)

''تم میں جو (مرد و زن) مجرد ہوں ان کے نکاح کر دو۔''

اسی حکم الٰہی سے گھبرائے ہوئے سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''اگر مجھے بتا دیا جائے کہ میری زندگی کے صرف دس دن باقی رہ گئے ہیں اور میں اسی دوران میں رنڈوا ہوں تو لازماً شادی کروں گا کیونکہ میں اپنے خدا کے حضور بے زوجہ پیش ہونا پسند نہیں کرتا۔''

حاصل کلام

مذکورہ تعلیماتِ اسلام سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ عورت کا مقام بہت بلند ہے اور شادیاں ہوتی رہیں، ورنہ نکاح کے بندھن سے آزاد معاشرہ کا حال دیکھ لیں، حقیقی خوشیوں سے محروم ہے ان کی زندگی بے کیف ہے۔ ان کی نقل کرنے والے بھی لطفِ حیات سے یکسر حرمان نصیب ہیں۔ زندگی کا اصل لطف، فطرت کے مطابق، اللہ اور رسول ﷺ کی فرمانبرداری میں ہے۔ ورنہ دنیا میں بھی ذہنی سکون نہ ہوگا اور مرنے کے بعد بھی سکون نہ ملے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عورت کی امامت

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

((أَلَا لَا تَؤُمَّنَّ اِمْرَأَةٌ رَجُلًا))

(باب فرض الجمعة، ابواب اقامة الصلوة، ابن ماجه)

”خبردار! کوئی عورت کسی مرد کی امامت نہ کرائے۔“

- سیّدہ ام ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

((کان رسول الله ﷺ یزورها فی بیتها وجعل لها مؤذنا یؤذن لها وامرها ان تؤمّ اهل دارها، قال عبدالرحمن فانا رأیت مؤذنها شیخا کبیرا)) (باب امامة النساء، ابوداؤد)

”کہ نبی ﷺ ان سے ملنے کے لیے ان کے گھر تشریف لاتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے ایک مؤذن بھی مقرر کر رکھا تھا جو ان کے لیے اذان دیتا تھا اور وہ اپنے گھر والوں کی امامت کرواتی تھیں۔“

- سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں!

”عورت عورتوں کی امامت کرائے گی اور ان کے درمیان کھڑی ہو گی۔“ (مصنف عبدالرزاق)

- سیّدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی روایت تو اوپر گزری ہے۔ مزید السید سابق مصری رحمہ اللہ

نے یہ روایت ذکر کی ہے۔

((فقد کانت عائشة رضی اللہ عنہا تؤم النساء و تقف معهن فی الصف، وکانت ام سلمه رضی اللہ عنہا تفعله، وجعل رسول الله ﷺ ورقة مؤذنا یؤذن لها وامرها ان تؤم اهل دارها فی الفرائض))

”سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی امامت کرواتیں اور صف میں ان کے ساتھ کھڑی ہوتیں۔ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی ایسے ہی کرتیں۔ حضور ﷺ نے ورقہ کو ان کے لیے مؤذن مقرر کیا تھا جو ان کے لیے اذان کہتا اور آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ گھر والیوں کی امامت کروائے۔“

(فقہ السنہ جلد اول صفحہ 209)

فقہاء کرام کی آراء

مالکیہ کے نزدیک کسی حالت میں عورت امامت نہیں کرا سکتی، نہ مردوں کی، نہ عورتوں کی۔ (الفقہ علی المذاہب الاربعہ)

حنفیہ کے نزدیک عورت کا امامت کرانا جائز ہے، مگر مکروہ ہے۔ اور اگر کوئی کرے تو عورتوں کے ساتھ، صف کے درمیان کھڑی ہو جیسا کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا۔ (کتاب الآثار امام محمد)

- حاصلِ کلام یہ ہے کہ فقہاء کرام کی رائے اگر فرمانِ پیغمبر ﷺ سے ٹکرائے تو کس کی بات کو ترجیح ہوگی، قولِ رسول ﷺ یا قولِ امام کو؟ فعلِ صحابی یا قولِ امام کو؟ ہر مسلمان جانتا ہے کہ کلمہ صرف اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کا پڑھا ہے نہ کہ کسی امام وفقیہ کا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا عورت پبلک میں نماز پڑھ سکتی ہے یا گاڑی میں پڑھ لے؟

سوال: کیا عورت پبلک میں نماز پڑھ سکتی ہے یا پھر گاڑی میں ہی پڑھ لے؟

جواب:

- □ حضور ﷺ نے فرمایا: عورتوں کی سب سے بہتر مسجد، ان کے گھر کے اندر کی کوٹھڑی ہے۔ (مسند احمد)
- □ آپ ﷺ نے فرمایا! اگر تم سے تمہاری عورتیں رات کو مسجد میں آنے کی اجازت طلب کریں تو تم انہیں اجازت دے دو۔ (بخاری ومسلم)
- □ آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ ﷻ کی بندیوں کو مسجدوں میں آنے سے منع نہ کرو، لیکن انہیں چاہئے کہ سادگی کے ساتھ آئیں۔ (مسند احمد)

نوٹ:...... مذکورہ روایات کی روشنی میں، عورت کے لیے افضل، چھپ کر نماز پڑھنا ہے۔ اگر فتنے کا ڈر نہ ہو تو مسجد اور پبلک مقام پر پڑھ سکتی ہے، مردوں سے علیحدہ کسی کونے میں کوشش کرے۔ اگر پبلک مقام پر مناسب جگہ نہ ہو تو گاڑی میں نماز پڑھی جا سکتی ہے، کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ)) (البخاری)

”کھڑے ہو کر نماز پڑھ، اگر کھڑا ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ،

اگر بیٹھنے کی سکت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھ۔“

لہٰذا گاڑی میں بوجہ مجبوری، سیٹ پر بیٹھ کر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ فقہی اصول ہے؟

”الضرورات تبیح المحظورات“

”مجبوریاں پابندیوں کو جائز کر دیتی ہیں۔“

ملا علی القاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” كانت القدرة شرطاً فی الغرض و سقط بالضرر“

(مرقاة، سوم)

”فرض نماز میں طاقت شرط ہے، لیکن عذر کی وجہ سے شرطِ استطاعت ساقط ہوگئی۔“

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

”قال قوم یصلی کیفما تیسر له“ (فقه السنه، اول)

”بعض علماء نے کہا کہ جیسے آسانی ہو نماز پڑھے۔“

بحری، ہوائی جہاز اور ریل میں نماز

السید سابق مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

”تصح الصلاة فی السفینة والقاطرة والطائرة بدون كراهية حيثما تيسر للمصلی“

”نمازی اپنی حسبِ حال آسانی کے مطابق بحری اور ہوائی جہاز نیز ریل میں نماز پڑھ سکتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے۔“

((عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال سئل رسول الله ﷺ عن الصلوة فی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السفینۃ؟ قال ﷺ، صَلِّ فِیْھَا قَائِمًا اِلَّا اَنْ تَخَافَ الْغَرَقَ))

(رواہ الدار قطنی، والحاکم)

حضور ﷺ سے پوچھا گیا، کیا بحری جہاز میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا! کھڑے ہو کر نماز پڑھ، مگر یہ کہ تجھے ڈوبنے کا خوف نہ ہو۔ یعنی کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں بے خوفی اور اطمینان حاصل ہے تو کھڑے ہو کر پڑھ لے، اگر کھڑے ہو کر خطرہ ہے تو بیٹھ کر پڑھ لے۔ یہی حکم ہوائی جہاز اور ریل کا ہے کھڑا ہونا میسر ہو تو کھڑے نماز پڑھیں، ورنہ سیٹوں پر بیٹھے ہوئے نماز ادا کریں۔

□ ہوائی جہازوں، ریلوں، گاڑیوں، ٹینکوں وغیرہ، سب کا قیاس سفینہ پر کیا جائے گا۔ ان پر ادا کی ہوئی نماز، زمین پر جا کے دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ خواہ مخواہ کا تکلف ہے، جسے اللہ اور رسول ﷺ نے عائد نہیں کیا۔

قبلہ رخ ہونا

جہازوں اور گاڑیوں میں مجبوراً بیٹھ کر نماز ادا کرنے کے دلائل واضح ہو گئے، اب مسئلہ ہے، قبلہ رو ہونے کا۔

جو فقہاء کرام فرض نماز کا کسی مجبوری کے بغیر، سواری پر پڑھنا، اور قبلہ کے علاوہ سمت میں پڑھنا منع کرتے ہیں۔ یہ اس زمانے کے مسائل ہیں جب ہوائی جہاز وغیرہ ایجاد نہ ہوئے تھے۔ اب امریکہ سے پاکستان جاتے وقت پانچ نمازیں جہاز میں پڑھنی پڑتی ہیں۔ اس کے جواز پر قبلہ کا مسئلہ بوجہ مجبوری،

﴿ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۭ ﴾

(البقرہ: 115)

''مشرق اور مغرب سب اللہ کے لیے ہیں۔ جس طرف بھی تم رخ کرو گے، اسی طرف اللہ کا رخ ہے۔''

جہازوں میں قبلہ رخ ہونے کی مجبوری پر مذکورہ آیت کے ظاہر پر عمل کافی ہے۔ خوف اور مجبوری کی حالت میں نبی ﷺ کا فرمان ہے۔

((اذا امرتکم بامر فاتوا منه ما استطعتم))

''جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو جتنی طاقت ہو اس پر عمل کرو۔''

(بخاری کتاب الاعتصام، صحیح مسلم کتاب الفضائل)

□ اسی طرح حالتِ جنگ کی مجبوری میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب خطرہ زیادہ ہو تو پاؤں پر کھڑے کھڑے نماز پڑھیں یا سواری پر، قبلہ رخ ہو سکیں یا نہ ہو سکیں۔

((مستقبلي القبلة او غير مستقبليها))

(بخاری کتاب التفسیر، حدیث نمبر 4535)

امریکہ میں قبلہ

نماز کے لیے قبلہ رخ ہونا ضروری ہے۔ اللہ فرماتا ہے!

﴿ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ﴾ (البقرہ: 150)

''اپنا رخ مسجد الحرام ہی کی طرف پھیرا کرو، اور جہاں بھی تم ہو، اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔''

تشریح:

جو شخص کعبہ کے سامنے ہو اور اسے دیکھ رہا ہو، اس کے لیے عین کعبہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف رخ کرنا ضروری ہے۔ (بداية المجتهد جلد اول)

لیکن جو شخص کعبہ کے سامنے نہ ہو اور اسے دیکھ نہ رہا ہو، اس کے لیے کعبہ کی سمت رخ کرنا ضروری ہے، عین کعبہ کی طرف رخ ضروری نہیں، بلکہ ناممکن ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا!

((مابين المشرق والمغرب قبلة)) (حديث صحيح ، ترمذى)

''مشرق ومغرب کے درمیان قبلہ ہے۔''

یہ حکم مدینہ منورہ کے محل وقوع کے لحاظ سے ہے۔

پاکستان میں شمال وجنوب کے مابین قبلہ ہے۔

اس طرح امریکہ میں مشرق کی طرف رخ کریں۔اس کے شمال وجنوب کے مابین قبلہ ہے۔

□ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں، بادلوں کے روز، غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ لی۔ جب نماز ختم ہوئی اور دھوپ نکلی، تو ہم نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ ہم نے غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ لی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تمہاری نماز اپنے حق کے ساتھ، اللہ کی طرف اٹھالی گئی۔ (طبرانی)

اس حدیث میں، قبلہ غلط ہونے پر، حضور ﷺ نے نماز دہرانے کا حکم نہیں دیا۔ آدمی اپنی طرف سے کوشش کرلے، باقی اللہ کے سپرد معاملہ کردے۔ وہی نمازوں کو قبول کرنے والا ہے۔ زیادہ باریک بینیوں میں نہیں پڑنا چاہئے۔ دینِ اسلام فطرت کے مطابق سہولتوں کا مذہب ہے، مشکلات کا گورکھ دھندا نہیں ہے۔ جیسے دیگر مذاہب ہیں۔

مسئلہ طلاق

بیان بیوی

1 میرے خاوند نے قریباً 1993ء میں، میرے والدین سے جھگڑتے وقت، میرے والد کو کہا: میں نے تمہاری لڑکی کو طلاق دی، یہ جملہ دو بار کہا، تیسری مرتبہ میرے ماموں نے، میرے خاوند کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ میں وہاں موجود نہ تھی۔ میری بہن نے بعد میں مجھے یہ واقعہ بتایا تھا۔

2 اس واقعہ کے قریباً دو سال بعد، دوسری مرتبہ، میرے خاوند نے امریکہ سے ٹیلیفون پر مجھے پاکستان، غصہ کے عالم میں کئی بار کہا، میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔ پھر اسی ماہ، وہ پاکستان آئے، صلح کی، گاؤں کے غریبوں میں کھانا تقسیم کیا۔

3 تیسرا واقعہ، گذشتہ ہفتہ، میرے خاوند کا ٹیلیفون پر، میرے ساتھ جھگڑا ہوا اور اس نے کہا میں نے تمہیں طلاق دی، میں نے فون گود میں گرا دیا۔ شرعاً کیا طلاق مکمل واقع ہوگئی ہے؟ (ایک سائلہ 27-12-02)

بیان خاوند

1 پہلا واقعہ بالکل درست ہے۔ بیوی کے والدین سے، جھگڑے کے دوران میں نے طلاق کہی تھی۔ اس کا فتویٰ جہلم اہلحدیث عالم سے لیا تو انہوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتایا کہ ایک مجلس میں تین (3) طلاقیں، ایک ہی شمار ہوتی ہے۔ از روئے قرآن وسنت۔

2 دوسرا واقع، جہاں تک مجھے یاد ہے، میں نے کہا تھا۔ میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔

3 تیسرا واقعہ، انہی دنوں، فون پر جھگڑتے وقت بیوی سے کہا۔ منہ بند کرو، ورنہ طلاق دے دوں گا۔ شرعاً کیا میری طلاق مکمل ہوگئی ہے؟ جبکہ میرے پانچ (5) چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور میں گھر بسانا چاہتا ہوں؟

(ایک سائل 02-12-27)

الجواب بعون الوہاب:

سب سے پہلی بات ذہن میں یہ رہنی چاہئے کہ میاں بیوی کا رشتہ بڑا مقدس ہوتا ہے اور اس کی بنیاد محبت ہوتی ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے،

﴿وَ مِنْ اٰیٰتِہٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً﴾ (الروم: 21)

”اور اس کی (یعنی اللہ کی) نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو، اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔“

اس آیت کریمہ میں، اللہ نے عورت کو اپنی خاص نشانی فرمایا ہے کہ یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے۔ اس لحاظ سے عورت کا مقام بہت بڑھ جاتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ کہے کہ یہ میری خاص نشانی ہے۔

دوسری بات اس آیت میں یہ ہے کہ عورت کو مرد کے لیے باعثِ سکون بنایا

ہے۔ اور تیسری بات کہ دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے محبت اور شفقت ڈال دی ہے۔ جب خالقِ کائنات نے ہر جوڑے میں محبت والفت ڈال دی ہے تو وہ کب چاہتا ہے کہ کوئی جوڑا ٹوٹے؟ اسی لیے حضور ﷺ کا فرمان ہے۔

((ابغض الحلال الی اللہ الطلاق)) (ابو داؤد)

”حلال چیزوں میں، اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔“

اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((ایما امرأة سألت زوجها طلاقا فی غیر مابأس، فحرام علیها رائحة الجنة)) (مسند احمد، ابو داؤد)

”جو بیوی بغیر کسی معقول عذر کے، اپنے شوہر سے طلاق طلب کرے، وہ جنت کی خوشبو تک نہ سونگھ سکے گی۔“

لہٰذا جہاں تک ہو سکے دونوں میاں بیوی کو، اللہ سے ڈر کر، ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہئے، ایک دوسرے کے حقوق ادا کرتے رہنا چاہئے۔ زندگی کو خوشگوار بنانا چاہئے، گھروں کو ہر ممکن کوشش سے آباد رکھنا چاہئے۔ ایک دوسرے کے لیے ایثار وقربانی کرتے رہنا چاہئے۔ تاکہ آئندہ آنے والی نسل کی اچھی تربیت ہو سکے۔ بچوں کے ارمانوں کا خونِ ناحق نہیں کرنا چاہئے۔

اب آیئے مذکورہ سوالات کی طرف: سائلہ نے پہلے واقعہ میں بتایا کہ میرے والدین سے جھگڑتے وقت، میرے خاوند نے دو طلاق کہی تھیں۔

1 اس کا جواب یہ ہے کہ مسلکِ صحیحہ کی رو سے بھی کم از کم ایک طلاق واقع ہو چکی ہے۔ جس کے گواہ موجود ہیں اور خاوند اس کا اقراری ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2 سائلہ کے دوسرے اور تیسرے واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ خاوند نے ٹیلیفون پر طلاق کہی تھی۔ مگر خاوند اس بات سے انکاری ہے بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے کہا تھا ''طلاق دے دوں گا'' نہ کہ یہ کہا، طلاق دی۔ خاوند کے انکار کرنے پر، بیوی کے پاس دو گواہ موجود نہیں ہیں، کیونکہ ان کی بات ٹیلیفون پر ہوئی تھی۔ ایسی صورتِ حال میں، جب بیوی کہے طلاق کہی ہے۔ خاوند کہے نہیں کہی تو صرف بیوی کے دعوے پر بغیر گواہوں کے، کوئی اسلامی عدالت، نکاح ختم ہونے کا فیصلہ نہیں کرسکتی۔ نہ کوئی مفتی، طلاق واقع ہونے کا فتویٰ دے سکتا ہے۔

خاوند نے اگر انکار کر کے جھوٹ بولا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مجرم ہے۔

البتہ بیوی اپنے خاوند کے ہاں رہے، تو وہ ان شاء اللہ گنہگار نہیں ہو گی۔

ملاحظہ ہوں حوالہ جات:

1 فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد سوم ص 125

2 فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم، ص 297

3 تفہیم المسائل جلد سوم، مولانا گوہر رحمان ص، 205

(تحریر کنندہ، امام عبداللہ دانش خطیب مسجد البدر نیو یارک، 30 دسمبر 2002)

امامت

یہ اجتماعی عبادت ایک امام (Leader) کے بغیر انجام نہیں پاتی۔ دو آدمی بھی اگر فرض نماز پڑھیں تو لازم ہے کہ ان میں سے ایک امام بنے اور دوسرا مقتدی (Follower)۔ جماعت جب کھڑی ہو جائے تو اس سے الگ نماز پڑھنا سخت ممنوع ہے۔ بلکہ ایسی نماز ہوتی ہی نہیں، حکم ہے کہ جو آتا جائے اسی امام کے پیچھے جماعت میں شامل ہوتا جائے۔ امامت کا منصب کسی طبقہ یا کسی نسل یا گروہ کے ساتھ مخصوص نہیں، نہ اس کے لیے کوئی ڈگری یا سند درکار ہے۔ ہر مسلمان امام بن سکتا ہے۔ البتہ شریعت یہ سفارش کرتی ہے کہ امام بنانے میں آدمی کی چند صفات کا لحاظ کیا جائے جن کا ذکر آگے آتا ہے۔

قیادت واتباعِ قیادت کی مشق

جماعت میں امام اور مقتدیوں کا تعلق جس طور پر قائم کیا گیا ہے اس میں ایک ایک چیز انتہا درجہ کی معنیٰ خیز ہے۔ اس میں دراصل ہر مسلمان کو قیادت (Leadership) اور اتباعِ قیادت (Followership) کی مکمل ٹریننگ دی جاتی ہے۔ اس میں بتایا جاتا ہے کہ اس چھوٹی مسجد سے باہر اس وسیع مسجد میں جس کا نام زمین ہے، مسلمانوں کا جماعتی نظام کیسا ہونا چاہیے؟ جماعت میں امام کی کیا حیثیت ہے؟ اس کے فرائض کیا ہیں؟ اس کے حقوق کیا ہیں؟ اور امام بننے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت میں اس کا طرزِ عمل کیسا ہونا چاہیے؟

دوسری طرف جماعت کو اس کی اطاعت کس طرح کرنی چاہیے؟ اور کن باتوں میں کرنی چاہیے؟ اگر وہ نماز میں غلطی کرے تو مسلمان کیا کریں؟ کہاں تک غلطی میں بھی اس کی پیروی کریں؟ کہاں وہ اس کو ٹوکنے کے مجاز ہیں؟ کہاں ان کو اس سے مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ کہ اپنی غلطی کی اصلاح کرے؟ اور کس موقع پر وہ اس کو امامت سے ہٹا سکتے ہیں؟ یہ سب گویا چھوٹے پیمانہ پر ایک بڑی سلطنت کو چلانے کی مشق ہے۔ جو ہر روز پانچ مرتبہ ہر چھوٹی سے چھوٹی مسجد میں کرائی جاتی ہے۔

اوصافِ امامت

ہدایت کی گئی ہے کہ امام ایسے شخص کو منتخب کیا جائے، جو پرہیز گار ہو، نیک سیرت ہو، دین کا علم رکھتا ہو، اور سن رسیدہ ہو۔ حدیث شریف میں ترتیب بھی بتا دی گئی ہے کہ ان صفات میں سے کونسی صفت کس صفت پر مقدم ہے؟ یہیں سے یہ تعلیم بھی دی گئی ہے کہ سردارِ قوم کے انتخاب میں کن چیزوں کا لحاظ کرنا چاہیے۔

حکم ہے کہ امام ایسے شخص کو نہ بنایا جائے جس سے جماعت کی اکثریت ناراض ہو۔ یوں تھوڑے بہت مخالف کس کے نہیں ہوتے۔

لیکن جماعت میں زیادہ تر آدمی کسی شخص کی اقتداء کرنے سے کراہت کرتے ہوں تو اسے امام نہ بنایا جائے۔ یہاں بھی سردارِ قوم کے انتخاب کا ایک قاعدہ بتا دیا گیا۔ ایک بری شہرت کا آدمی جس کی بدسیرتی و بدکرداری سے عام لوگ نفرت کرتے ہوں، اس قابل نہیں ہوسکتا کہ مسلمانوں کا امیر بنایا جائے۔

حکم ہے کہ جو شخص امام بنے وہ نماز پڑھانے میں جماعت کے ضعیف لوگوں

کا بھی لحاظ کرے، محض جوان، مضبوط، تندرست اور فرصت والے آدمیوں ہی کو پیشِ نظر رکھ کر لمبی لمبی قراءت اور لمبے لمبے رکوع اور سجدے نہ کرنے لگے، بلکہ یہ بھی خیال رکھے کہ جماعت میں بوڑھے بھی ہیں، بیمار بھی ہیں، کمزور بھی ہیں اور ایسے مشغول آدمی بھی ہیں، جو اپنا کام چھوڑ کر نماز کے لیے آئے ہیں۔ اور جن کو نماز کے بعد پھر اپنے کام کی طرف واپس جانا ہے۔ نبی ﷺ نے اس معاملہ میں یہاں تک رحم اور شفقت کا نمونہ پیش فرمایا ہے کہ نماز پڑھانے کے دوران میں اگر کسی بچے کے رونے کی آواز آ جاتی تو آپ ﷺ نماز مختصر کر دیتے تھے۔ تاکہ اگر بچے کی ماں جماعت میں شامل ہو تو اسے تکلیف نہ ہو۔ یہ گویا سردارِ قوم کو تعلیم دی گئی ہے کہ جب وہ سردار بنایا جائے تو جماعت میں اس کا طرزِ عمل کیسا ہونا چاہیے۔

حادثہ پیش آنے پر امامت خود منتقل کر دے

حکم ہے کہ اگر نماز پڑھانے کے دوران میں امام کو کوئی حادثہ پیش آ جائے جس کی وجہ سے وہ نماز پڑھانے کے قابل نہ رہے تو فوراً ہٹ جائے اور اپنی جگہ پیچھے کے آدمی کو کھڑا کر دے۔ یہاں پھر سردارِ قوم کے لیے ایک ہدایت ہے۔ اس کا بھی یہی فرض ہے کہ جب وہ اپنے آپ کو سرداری کے قابل نہ پائے تو خود ہٹ جائے اور دوسرے اہل آدمی کے لیے جگہ خالی کر دے۔ اس میں نہ شرم کا کچھ کام ہے اور نہ خود غرضی کا۔

حکم ہے کہ امام کے فعل کی سختی کے ساتھ پابندی کرنی چاہیے۔ اس کی حرکت سے پہلے حرکت کرنا سخت ممنوع ہے، حتی کہ جو شخص امام سے پہلے رکوع یا سجدے میں جائے اس کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے روز وہ گدھے کی صورت میں اٹھایا جائے گا۔ یہاں قوم کو سبق دیا گیا ہے کہ اسے سردار کی اطاعت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کس طرح کرنی چاہیے۔ امام اگر نماز میں غلطی کرے، مثلاً جہاں اسے بیٹھنا چاہیے تھا وہاں کھڑا ہو جائے، یا جہاں کھڑا ہونا چاہیے تھے وہاں بیٹھ جائے، تو حکم ہے سبحان اللہ کہہ کر اسے غلطی سے خبردار کرو۔ سبحان اللہ کے معنی ہیں ''اللہ پاک ہے''۔ امام کی غلطی پر سبحان اللہ کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ خطا سے پاک تو بس اللہ ہی کی ذات ہے، تم انسان ہو، تم سے بھول چوک ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں۔

یہ طریقہ امام کو ٹوکنے کا ہے، اور جب امام کو اس طرح ٹوکا جائے تو اس کو لازم ہے کہ بلا کسی شرم و لحاظ کے اپنی غلطی کی اصلاح کرے اور صرف اصلاح ہی نہ کرے بلکہ نماز ختم کرنے سے پہلے اللہ کے سامنے اپنے قصور کے اعتراف میں دو مرتبہ سجدہ سہو بھی کرے۔ البتہ اگر ٹوکے جانے کے باوجود امام کو اس امر پر پورا یقین ہو کہ اس مقام پر اسے کھڑا ہی ہونا چاہیے تھا، یا بیٹھنا چاہیے تھا، تو وہ اپنے وثوق کے مطابق عمل کر سکتا ہے۔ اس صورت میں جماعت کا کام یہ ہے کہ وہ امام کا ساتھ دے، اگرچہ وہ اپنی جگہ اس امر کا یقین واثق ہی کیوں نہ رکھتی ہو کہ امام غلطی کر رہا ہے۔ نماز ختم ہو جانے کے بعد مقتدیوں کو حق ہے کہ امام پر اس کی غلطی ثابت کریں اور اس سے مطالبہ کریں کہ دوبارہ نماز پڑھائے وغیرہ۔

شرائط امامت سے منحرف، امام نہیں رہ سکتا

امام کے ساتھ جماعت کا مذکورہ طرزِ عمل صرف ان غلطیوں کے بارے میں ہے جو معمولی جزئیات سے تعلق رکھتی ہوں۔ لیکن اگر امام سنتِ نبوی ﷺ کے خلاف نماز کی ہیئت اور ترکیب بدل دے، یا قرآن کو تحریف کر کے پڑھے، یا نماز پڑھانے کے دوران میں کفر و شرک یا صریح معصیت کا ارتکاب کرے، یا کوئی ایسا فعل کرے جس سے معلوم ہو کہ یا تو وہ قانونِ الٰہی کی پیروی سے منحرف ہو گیا

ہے، یا اس کی عقل میں فتور آ گیا ہے تو جماعت کا فرض ہے کہ نماز توڑ کر اس سے الگ ہو جائے اور اسے ہٹا کر کسی دوسرے شخص کو اس کی جگہ قائم کرے۔ پہلی صورت میں امام کی پیروی نہ کرنا جتنا بڑا گناہ ہے، دوسری صورت میں اس کی پیروی کرنا اس سے بڑا گناہ ہے۔

امامت سے قیادت تک

بعینہ یہی صورت بڑے پیمانہ پر قوم اور اس کے سردار کے تعلق کی بھی ہے۔ جب تک سردار اسلامی دستور (Islamic Constitution) کے اندر کام کر رہا ہے، اس کی اطاعت مسلمانوں پر واجب ہے۔ نافرمانی کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔ زیادہ سے زیادہ اسے ٹوک سکتے ہیں۔ لیکن اگر ان کے ٹوکنے پر بھی وہ فروعی معاملات میں غلطیاں کرے تو انہیں پھر بھی اس کی اطاعت پر قائم رہنا چاہیے۔ مگر جب وہ اسلامی کانسٹی ٹیوشن کی حدود سے نکل رہا ہو۔ تو پھر وہ مسلمانوں کی جماعت کا امیر نہیں رہ سکتا۔

نماز نظامِ زندگی کا پہلا نمونہ ہے

نماز کو اسلام کا رکنِ اعظم کیوں قرار دیا گیا ہے؟ رکن ستون کو کہتے ہیں، اس لیے کہ اس کے سہارے پر ساری عمارت قائم ہوتی ہے۔ اسلامی زندگی کی عمارت کو قائم ہونے اور قائم رہنے کے لیے جن سہاروں کی ضرورت ہے، ان میں سب سے مقدم سہارا یہ ہے کہ مسلمانوں کے افراد میں فرداً فرداً، اور ان کی جماعت میں بحیثیت مجموعی وہ اوصاف پیدا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا کرنے اور دنیا میں خلافتِ الٰہی کا بار سنبھالنے کے لیے ضروری ہیں۔

وہ غیب پر سچا اور زندہ ایمان رکھنے والے ہوں، وہ اللہ کو اپنا واحد فرمانروا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسلیم کریں اور اس کے فرض شناس اور اطاعت کیش بندے ہوں۔

اسلام کا نظامِ فکر ونظریۂ حیات ان کی رگ رگ میں ایسا پیوستہ ہو جائے کہ اسی کی بنیاد پر ان میں ایک پختہ سیرت پیدا ہو اور ان کا عملی کردار اسی کے مطابق ڈھل جائے۔

اپنی جسمانی اور نفسانی قوتوں پر وہ اتنے قابو یافتہ ہوں کہ اپنے ایمان و اعتقاد کے مطابق ان سے کام لے سکیں۔ ان کے اندر منافقین کی جماعت اگر پیدا ہوگئی ہو یا باہر سے گھس آئی ہو تو وہ اہلِ ایمان سے الگ ہو جائے۔ ان کی جماعت کا نظام اسلام کے اجتماعی اصولوں پر قائم ہو، اور ایک مشین کی طرح پیہم متحرک رہے۔ ان میں اجتماعی ذہنیت کارفرما ہو۔ ان کے درمیان محبت ہو، ہمدردی ہو، تعاون ہو، مساوات ہو، وحدتِ روح اور وحدتِ عمل ہو، وہ قیادت اور اقتدار کے حدود کو جانتے ہوں اور پورے نظم وضبط کے ساتھ کام کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔

یہ تمام مقاصد چونکہ نماز کی اقامت سے حاصل ہوتے ہیں، لہٰذا اس کو دینِ اسلام کا ستون قرار دیا گیا۔ یہ اگر منہدم ہو جائے تو مسلمانوں کی انفرادی سیرت اور اجتماعی ہیئت دونوں مسخ ہو کر رہ جائیں اور وہ اس مقصدِ عظیم کے لیے کام کرنے کے اہل ہی نہ رہیں جس کی خاطر جماعت وجود میں آئی ہے۔

اسی بنا پر فرمایا گیا کہ نماز عماد الدین ہے۔

یعنی دین کا سہارا ہے۔ جس نے اس کو گرایا اس نے دین کو گرا دیا۔

(ماخوذ از، اسلامی عبادات پر تحقیقی نظر سید مودودی رحمہ اللہ)

سفر میں نمازِ قصر پڑھنا

سفر کی تین قسمیں ہیں:

1 کوئی اپنے وطن سے اٹھ کر، کسی دوسرے ملک میں مقیم ہو جائے اور اسی کو عارضی وطن بنا لے۔

2 دیارِ غیر میں کسی ضروری کام سے رک جائے اور رکنے کی مدت مقرر نہ ہو کہ جونہی کام ہو جائے وطن واپس جانے کا منتظر ہو۔

3 کسی علاقے میں مقررہ مدت تک رک جائے۔ مثلاً، سال، چند ماہ یا کم وبیش۔

تینوں قسم کے سفر کے دلائل ملاحظہ ہوں:

1 پہلی صورت میں حضور ﷺ نے سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور سیّدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا وہ دونوں وہاں مکمل نماز پڑھتے رہے۔ کیونکہ وہ وہاں بطور گورنر اور داعیِ حق کے مقیم رہے تھے۔

اسی طرح خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے مختلف علاقوں میں اپنے امیر اور قاضی بھیجے تھے۔ جیسے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو، دینِ اسلام سکھلانے کے لیے عراق بھیجا تھا۔ سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیجا تھا۔ یہ سب اپنی نمازیں مکمل پڑھتے رہے۔

2 دوسری قسم اصل مسافر کی ہے۔ کہ ضروری کام نے روک رکھا ہو، کام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہی واپس ہونا ہے۔ مثلاً نبی اکرم ﷺ فتحِ مکہ کے وقت، مکہ میں انیس 19 دن مقیم رہے۔ اور نماز قصر پڑھتے رہے کیونکہ مجبوریوں نے آپ ﷺ کو روک رکھا تھا۔ مکہ شہر کے نظام کو درست کرنا، حرم کو بتوں سے پاک کرنا، جبکہ سفر کے خیمے ان کے سروں پر تھے۔ ہاتھوں میں سفری لاٹھیاں وغیرہ تھیں، سواری کے جانور تیار بندھے ہوئے تھے کہ کب کام ختم ہوں اور واپس گھروں کو جاسکیں؟

اسی طرح آپ ﷺ غزوہ تبوک میں بیس دن رکے رہے اور قصر نمازیں پڑھاتے رہے۔ کیونکہ مقامِ تبوک (جسے قرآن اصحاب الایکۃ کہتا ہے) پر قیام کیا۔ اردگرد کے علاقوں میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھیجا کہ وہ لوگوں کو دعوتِ اسلام پیش کریں۔ رومی فوجوں کو ہراساں کرنا تھا۔ ایسی حالت میں سفر کی کیفیت طاری رہی۔ گھوڑے تیار کھڑے تھے۔ سواریاں بندھی ہوئی تھیں۔ سارے ہمسفر سفر کی مشقت میں تھے، بال الجھے ہوئے تھے، سواریوں کو چارہ پانی ڈالا جا رہا تھا۔

آج بھی کوئی مسافر کہیں غیر متعین مدت تک ضروری کام میں پھنس جائے اور انتظار میں رہے، کہ آج کام مکمل ہو، کل کام پورا ہو تو واپس جاؤں تو وہ جب تک اسی کیفیت میں رہے نماز قصر پڑھتا رہے۔

□ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آذر بائیجان میں چار ماہ تک رکے رہے اور وہ قصر نمازیں پڑھتے رہے۔ کیونکہ واپسی کے راستے، برف نے بند کر دیئے تھے۔ وہ وہاں مسافر تھے۔ رات کے وقت برف (Snow) مسلسل پڑتی رہتی اور پہاڑوں کی طرح ڈھیر لگ جاتے، جیسا کہ آج بھی برفانی علاقوں میں گاڑیاں برف میں دب جاتی ہیں اس برفباری کی مجبوری سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو راستہ نہ ملتا۔ خیموں میں بند پڑے رہتے۔ سواریاں ہر وقت تیار رہتیں کہ کب نکلنے کا راستہ ملے اور روانہ ہوں۔ روزانہ کہتے کہ برف جلد پگھل جائے گی۔ ہم چلے جائیں گے۔ یوں کہتے کہتے چار (4) ماہ کا عرصہ بیت گیا۔

□ کبھی اسلامی فوج کسی دشمن ملک یا قلعے کا محاصرہ کرتی ہے، تو بھی حالتِ سفر وخوف میں نمازِ قصر پڑھتی ہے۔

□ کبھی مسلم ملک یا کوئی مسلمانوں کا شہر دشمن کے گھیرے میں آ جاتا ہے تو بھی نمازِ قصر پڑھتے ہیں۔ اسی لیے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فتویٰ دے دیا تھا کہ اہلِ دمشق اپنے شہر میں رہتے ہوئے بھی نمازِ قصر پڑھیں کیونکہ تاتاریوں نے شہر کو محاصرے میں کر لیا تھا اور حالتِ جنگ طاری تھی۔

3 تیسری قسم کہ مقررہ مدت تک کسی علاقے یا ملک میں رکنا ہو۔ مثلاً طالبعلم، تاجر یا سیاح وغیرہ۔ ایک طالب علم کو معلوم ہے کہ ایک سال، چھ ماہ یا دو تین سال کا کورس کرنا ہے۔ وہ مسافر نہیں رہے گا۔ اسی طرح تاجر یہ سوچ کر آئے کہ میں نے اتنی مدت قیام کرنا ہے اور تجارت کا کام نمٹانا ہے۔ یہ بھی حالتِ سفر سے نکل جاتا ہے۔ ایک ایسا سیاح جو گرمیوں کی تعطیلات گزارنے کسی سرد مقام پر جا کے رک جائے کہ تعطیلات گرما، ٹھنڈے مقام پر، ایک یا دو ماہ گزارنی ہیں۔ یہ بھی مسافر نہ رہا۔ ان لوگوں کو نماز مکمل پڑھنی چاہیے۔ قصر کی رخصت ان کے لیے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ایک پر سکون مقام پر، مدتِ مقررہ تک رک گئے ہیں۔ حالتِ سفر نہیں رہی بلکہ مقیم کی طرح اطمینان سے قیام پذیر ہیں۔

حالت خوف کے علاوہ بھی سفر میں قصر ہے

بعض لوگ قرآنی آیت نمبر 101 سورۃ النساء کو دلیل بنا کے، صرف حالتِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوف میں قصر کی اجازت دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں حدیثِ رسول ﷺ یہ ہے۔

یعلی بن امیۃ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو سوال کیا کہ قرآن کہتا ہے کہ

﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ (النساء: 101)

''تو کوئی مضائقہ نہیں اگر نماز میں اختصار کر دو خصوصاً جبکہ تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے۔''

حضرت! اب تو لوگ حالتِ امن میں ہیں (دشمنوں کے خوف جاتے رہے) سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا۔ جو تعجب آپ کو ہوا ہے یہی حیرت مجھے بھی ہوئی تھی، تو میں نے حضور ﷺ سے پوچھ لیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

((صدقة تصدق الله بها عليكم فاقبلوا صدقته))

''یہ اللہ نے تم پر صدقہ کیا ہے لہٰذا اس کے صدقہ کو قبول کرو۔''

(رواہ مسلم)

لہٰذا، حالتِ جنگ میں تو قصر ہے ہی۔ مگر مذکور حدیث کی رو سے صرف حالتِ سفر میں بھی قصر نماز ہے، جسے قبول کرنے کا حکم حضور ﷺ نے دیا ہے۔

بعض دفعہ قرآنی آیات کی تفسیر، اسوۂ رسول ﷺ کو چھوڑ کر کرنا، کہاں تک پہنچا دیتا ہے؟ اس لیے ہمیشہ تفسیرِ قرآن میں سب سے پہلے اس مفسرِ اعظم ﷺ سے پوچھ لیا جائے۔ حضور ﷺ کو چھوڑ کر تفسیر کرنے میں گمراہی ہے۔ سید مودودی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

□ کتاب اللہ کو نبی ﷺ سے الگ کر دیجئے تو وہ ایک کشتی ہے، ناخدا کے بغیر، جیسے اناڑی مسافر زندگی کے سمندر میں خواہ کتنے ہی بھٹکتے پھریں، منزلِ مقصود پر کبھی نہیں پہنچ سکتے۔۔۔۔ نبی ﷺ کو کتاب اللہ سے الگ کر دیجئے، تو خدا کا راستہ پانے کے بجائے، آدمی ناخدا ہی کو خدا بنا بیٹھنے سے کبھی نہیں بچ سکتا۔

حدیثِ رسول ﷺ کے لیے عقل درکار ہے

((عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال، ما انت بمحدث قوما حديثا لا تبلغه عقولهم، الا كان لبعضهم فتنة))

''سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ تو لوگوں کو کوئی ایسی حدیث بتائے جو ان کی عقل سے بالا بالا گزر جائے۔ تو ایسی حدیث، بعض سامعین کے لیے فتنہ بن سکتی ہے۔''

یعنی حدیث پیش کرنے والے کے پاس، حکمت و دانائی (Wisdom) ہو۔ غیر حکیمانہ طور پر ناسمجھ لوگوں کو، داناؤں کے برابر خیال کر کے، سب کو ایک ہی لاٹھی سے نہ ہانکتا پھرے۔ مذکور روایت امام مسلم رحمہ اللہ صحیح مسلم کے مقدمہ ''باب النھی عن الحدیث بکل ماسمع'' میں لائے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذان فجر میں ''اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ'' کہنا سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان نہیں ہے

دو تین دوستوں نے ہم سے سوال کیا تھا کہ کیا کلمہ ''الصلوۃ خیر من النوم'' سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ایجاد کردہ ہے؟

جواب:

1 اہل سنت والجماعت کی معتبر کتبِ حدیث میں، اس کی پوری تفصیل ہے۔

سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے اذان کا طریقہ سکھلا دیں۔ تو آپ ﷺ نے اس کی پیشانی پر، مبارک ہاتھ پھیرا، اور فرمایا یوں اذان کہہ۔۔۔۔ جب صبح کی نماز ہو تو ''اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ'' دو بار کہہ۔ یہ حدیث مشکوۃ المصابیح باب الاذان کی دوسری فصل میں ہے جسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ نیچے حاشیہ میں عصرِ حاضر کے محدث کبیر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ (لکن الحدیث صحیح ، لان له طرقاً کثیرة) لیکن مفہوم کے اعتبار سے حدیث صحیح ہے۔ کیونکہ اس حدیث کے اسنادی طریقے بہت ہیں۔

2 امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ مؤذن نے آ کر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو وقت فجر سوئے ہوئے پایا تو کہا۔ ''اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ'' سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ان یجعلها فی نداء الصبح'' (المؤطا)

''کہ یہ جملہ اذان صبح میں رکھیں۔''

بعض لوگوں کو اس جملہ کے مفہوم کو سمجھنے میں خطا ہوئی ہے۔

علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان کا مطلب تھا کہ اس کلمے کو، صبح کی اذان میں کہا کر، اس سے غرض یہ ہے کہ اذان کے باہر اس جملے کو کہنے کا موقع نہیں ہے۔ علامہ مزید لکھتے ہیں کہ یہ کلمہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا نکالا ہوا نہیں ہے بلکہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بھی نمازِ فجر کے لیے اذان میں کہا جاتا تھا۔ (مؤطا امام مالک)

3 ابن ماجہ کے حوالے سے روایت ہے کہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو سوئے ہوئے پایا تو پاس جا کر کہا ''اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ'' اس کے بعد یہ کلمہ اذانِ فجر میں مقرر ہوا یوں ہمیشہ کے لیے باقی رہا۔

4 سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں لڑکا تھا۔ میں نے جنگِ حنین کے روز حضور ﷺ کے سامنے اذانِ فجر کہی۔ جب میں حی علی الفلاح پر پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ملا دے اس میں ''اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ''

(حوالے مترجم مؤطا امام مالک)

علامہ شبلی رحمہ اللہ کی ''الفاروق'' کتاب

مذکور کتاب میں کہیں بھی ذکر نہیں ہے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کلمہ کے کہنے کا حکم اذانِ فجر میں دیا تھا۔ یہ بھی کسی صاحب کو مغالطہ ہوا ہے۔ اصل کتاب کو دیکھا جائے۔ وہاں تو صرف یہ لکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن ہشام نے روایت کی ہے کہ یہ خود آنحضرت ﷺ کی تجویز تھی۔

بہرحال، یہ مسئلہ زیر بحث تھا، اور کوئی رائے قرار نہیں پائی تھی کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ آ نکلے، اور انہوں نے کہا کہ ایک آدمی اعلان کرنے کے لیے کیوں نہ مقرر کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی وقت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کا حکم دیا۔

شبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اس سے زیادہ فخر کی بات ہوسکتی ہے کہ یہ شعارِ اعظم (اذان) ان ہی کی رائے کے موافق قائم ہوا۔

(دیکھیے ''الفاروق'' قبول اسلام تا ہجرت)

نمازِ عصر کے بعد، نمازِ جنازہ پڑھنا جائز ہے کہ ناجائز؟

بعد عصر اور بعد فجر، حضور ﷺ نے عام نفلی نماز سے منع فرمایا ہے، جو شوقیہ طور پر پڑھی جائے۔ (بخاری)

لیکن جو نماز، عصر اور فجر کے بعد، اچانک اور حادثاتی طور پر، پڑھنی پڑے تو اس کا جواز بھی ہے۔ اس نماز کو ''صلوة سببية'' کہتے ہیں۔ یعنی جس کا سبب پیدا ہوجائے۔

- مثلاً، ایک نمازی مسجدِ نبوی ﷺ میں، اس وقت داخل ہوا کہ حضور ﷺ خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے، وہ آتے ہی خطبہ سننے بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے خطبہ روک کر، اس سے پوچھا، کیا تو نے دو رکعت (تحية المسجد) پڑھی ہیں؟ اس نے جواب دیا۔ نہیں حضور ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا۔ پہلے دو رکعت پڑھ، پھر بیٹھ۔ (یہ آدمی سلیک، غطفانی رضی اللہ عنہ تھے) (صحیح مسلم)
دوران خطبہ آپ ﷺ کا فرمان تھا کہ نہایت توجہ سے خطاب سنا جائے، مگر مسجد میں داخل ہونے والے کو فرمایا پہلے دو رکعت پڑھ۔ کیونکہ تحیة المسجد کا سبب اسی وقت ہوتا ہے جب مسجد میں داخل ہو۔
- اسی طرح دن کے وقت، جب سورج گرہن ہوا آپ ﷺ نے نماز خسوف پڑھائی اور آخر پر فرمایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" فاذا رایتموھا فافزعوا، الی الصلوۃ۔"

"جب تم یہ علامت دیکھو تو گھبراہٹ کے عالم میں نماز کی طرف لپکو۔"

سورج گرہن سبب بن گیا۔ (متفق علیہ)

- □ حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سورج طلوع ہونے سے پہلے، یہ خبر سن کر سجدے میں گر گئے، کسی نے کہا یہ وقت سجدے کا نہیں ہے، تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا، تیری ماں تجھے گم پائے، حضور ﷺ کا فرمان ہے!

"اذا رایتم اٰیۃ فاسجدوا"

"جب تم کوئی عظیم نشانی دیکھو تو سجدہ کرو۔"

زوجۂ نبی ﷺ کی وفات، کیا عظیم نشانی نہیں ہے؟ یعنی موت کی خبر، سجدے کا سبب بن گئی۔ (شرح السنۃ جلد 4)

- □ "کان ابن عمر یصلی علی الجنازۃ بعد العصر و بعدالصبح اذا صلیتا لوقتھما" (شرح السنۃ 3)

"سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ عصر اور فجر کی نماز کے بعد نمازِ جنازہ پڑھاتے تھے۔"

- □ "صلی ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ، علی عائشۃ رضی اللہ عنہا، زوج النبی ﷺ حین صلوا الصبح" (حوالہ مذکورہ)

"سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ اس وقت پڑھائی جب لوگ، نمازِ فجر پڑھ چکے تھے۔"

امام بخاری رحمہ اللہ تعلیقاً یہ لائے ہیں:

"وکان ابن عمر رضی اللہ عنہ لایصلی الا طاھرا، ولا یصلی عند طلوع الشمس ولا غروبھا"

"کہ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ وضو کے بغیر نماز نہ پڑھاتے اور نہ سورج کے طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھاتے۔"

(باب الصلوۃ علی الجنازۃ صحیح بخاری)

اس روایت میں امام المحدثین یہ ظاہر کر گئے ہیں کہ سورج کے طلوع وغروب کے وقت نماز جنازہ نہ پڑھاتے، یعنی دوسرا مفہوم خود بخود واضح ہوا کہ بعد فجر اور بعد عصر، وہ نماز جنازہ پڑھاتے تھے۔

لہٰذا نماز جنازہ، نماز خسوف، تحیۃ المسجد، سجدہ تلاوت، فرض نماز کی قضا، سجدہ شکر، طواف کے دو نفل وغیرہ، مکروہ اوقات میں پڑھنے جائز ہوئے۔

کیونکہ یہ عام نماز نہیں، بلکہ وقتی سبب پیدا ہونے سے خاص ہو گئی۔ حوالے کے لیے ملاحظہ ہو فتاویٰ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (فقہ الصلاۃ جلد 23)۔ روضۃ الطالبین للنووی جلد اول۔ (المحلی لابن حزم رحمہ اللہ، جلد دوم)

- □ اہل ظواہر کے نزدیک ممانعت کی یہ احادیث منسوخ ہیں، اس لیے ان کے نزدیک ان تمام اوقات میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

(حوالہ نیل الاوطار وغیرہ، فقہ السنۃ، عاصم الحداد)

- □ حنفیہ کے نزدیک ان اوقات میں نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے (جبکہ جنازہ اسی وقت میں آئے۔)

قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے اگر سجدہ آ جائے تو بھی ان اوقات میں سجدہ کیا جا سکتا ہے۔ (حوالہ مذکورہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

□ فقہ حنفیہ کی کتاب المختصر للقدوری میں باب الاوقات التی تکرہ فیھا الصلوۃ ،یعنی باب ہے مکروہ اوقات کا جن میں نماز مکروہ ہے۔اس کے تحت لائے ہیں کہ طلوع وغروب اور زوالِ شمس کے وقت نماز جائز نہیں ہے۔ ولا یصلی علی جنازۃ اور نہ جنازے کی نماز (ان اوقات میں) پڑھی جائے۔لیکن قدوری کے اسی عربی حاشیہ میں یہ بات نقل ہے۔کہ کراہت سے مراد ناپسندیدہ بات ہے۔ ولا یلزم من کل مکروہ انہ لایجوز کہ ہر مکروہ سے لازم نہیں کہ وہ ناجائز ہو۔یعنی بعض کام مکروہ ہوتے ہوئے بھی جائز ہوتے ہیں۔

□ اسی قدوری کو سوال وجواب کی شکل میں ترتیب دیا گیا ہے،تو اس میں سوال ہے۔

س: لو اراد ان یصلی فی ھٰذین الوقتین صلاۃ الجنازۃ او یسجد لتلاوۃ ، ھل لہ ذلک؟

’’کیا ان دونوں اوقاتِ مکروہ میں نماز جنازہ پڑھی جائے یا سجدہ تلاوت کیا جائے؟

ج: نعم ، جازلہ ذلک۔

’’ہاں،وہ اس کے لیے جائز ہے۔‘‘

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں سوال 2892 ہے:

سوال: اوقاتِ ثلاثہ مکروہہ میں نماز جنازہ کس طرح درست ہے؟

جواب: اگر حضورِ جنازہ جو کہ سبب ہے وجوب صلوۃِ جنازہ کا،عین اوقاتِ ثلاثہ میں ہو تو حنفیہ کے نزدیک نماز کو مؤخر (Late) کرنا نہیں چاہئے بلکہ افضل یہ ہے کہ فوراً ادا کر لی جائے۔

کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا:

((یا علی رضی اللہ عنہ ثلاث لا تؤخرھا، الصلوۃ اذا اتت، والجنازۃ اذا حضرت، والایّم اذا وجدت لھا کفوا)) (رواہ الترمذی)

’’اے علی رضی اللہ عنہ!

تین چیزوں میں دیر مت کرنا۔

جب نماز کا وقت ہو جائے فوراً ادا کرنا۔

جب جنازہ حاضر ہو جائے فوراً ادا کرنا۔

جب کسی بچے بچی کا رشتہ مل جائے فوراً نکاح کروانا۔‘‘

(فتاوی دارالعلوم جلد پنجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تَسْوِیَةُ الصُّفُوفِ" یعنی نماز میں صفوں کی درستی

اکثر عجم اور بعض عرب کو صفوں کی درستی کا علم نہ ہونے کے برابر ہے۔ ایک عرب کو دیکھا کہ وہ پاؤں کی انگلیاں دوسرے نمازیوں کے برابر کرنے کو کہتا تھا، تو احساس ہوا کہ اس مسئلے کو عقل ونقل کے ذریعے واضح کیا جائے۔ بظاہر یہ چھوٹا سا مسئلہ محسوس ہوتا ہے، مگر نگاہِ رسالت میں اس کی بہت اہمیت ہے۔ قدیم زمانے میں جب مساجد کے فرش ناپختہ اور کچی مٹی کے ہوتے تھے، اس وقت صفوں کی ترتیب کندھوں اور قدموں کے مساوی ہونے سے ہوتی تھی۔ پھر سادہ پختہ فرش یا کچی زمین پر چٹائیاں بچھنے لگیں تو تھوڑی آسانی ہوئی۔ پھر نمازی چٹائی کے آخری کنارے پر ایڑیوں کے کنارے رکھتے تو مزید صف بندی درست ہوئی۔ اب مساجد میں کارپٹ لگ گئے تو اوپر سیدھی لکیریں کھینچی گئیں۔ اس طرح صف بندی کی بہت سہولت ہوئی۔ صف پر خطوط موجود ہیں، لیکن بعض نمازیوں کو خبر نہیں کہ آیا لائن پر پاؤں کی انگلیوں کے اگلے کنارے رکھیں یا ایڑیوں کے پچھلے کنارے لائن پر رکھیں؟ اس سلسلے میں جو چیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے وہ صحیح بخاری میں واضح الفاظ سے ذکر ہے۔

"وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِیرٍ : رَأَیْتُ الرَّجُلَ مِنَّا یُلْزِقُ کَعْبَهُ بِکَعْبِ صَاحِبِهِ"

"سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا! میں نے ایک شخص کو دیکھا، جو دوسرے شخص کے ٹخنے سے اپنا ٹخنہ ملاتا تھا۔"

اس روایت پر اعتراضات کے جوابات از حافظ عبداللہ محدث روپڑی درج ہیں:

□ الزاق الکعبین کسی مرفوع روایت سے ثابت نہیں۔

جواب: 1 شرح نخبہ میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث (کنا نعزل و القران ینزل) "ہم عزل کرتے تھے اور قرآن اترتا تھا" کو مرفوع تقریری حکم میں شمار کیا۔ یعنی صحابی اگر کہے کہ ہم وحی کے زمانے میں یا، نبی ﷺ کے زمانے میں یا، عہد نبوی ﷺ میں فلاں کام کرتے تھے یا اس قسم کی کوئی اور عبارت بولے، جس کا مطلب یہی ہو کہ رسول ﷺ کی وفات سے پہلے یہ کام ہوتا تھا، تو یہ بھی مرفوع حدیث کی قسم ہے۔ تو اس بنا پر سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت مرفوع ہوئی۔

جواب: 2 مذکورہ روایت سے پہلے یہ الفاظ ہیں، رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ صفیں ٹھیک کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں مخالفت ڈال دے گا۔ اس کے بعد نعمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فَرَأَیْتُ رَجُلًا۔۔۔ الخ (ابوداؤد)

پس میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دوسرے شخص کے کندھے سے کندھا، گھٹنے سے گھٹنا، اور ٹخنے سے ٹخنہ ملاتا ہے۔ اس عبارت میں فرأیت کی شروع والی فاء بتا رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی تعمیل، انہوں نے اس طرح کی کہ ایک دوسرے سے کندھے، گھٹنے، اور ٹخنے ملا کر کھڑے ہوئے۔ اور رسول ﷺ چونکہ ان کی طرف متوجہ تھے، اور انہوں نے حضور ﷺ کے فرمان پر عمل کی صورت یہ اختیار کی ہے، تو یہ حدیث قولاً بھی مرفوع ہوگی، اور تقریر صریح سے بھی مرفوع ہوگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: 3 سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث جو صحیح بخاری میں ہے، یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی صفیں ٹھیک کرو، کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ اس حدیث سے، روایت کا مرفوع ہونا ثابت ہوا۔

جواب: 4 نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اَلرَّجُلُ کے لفظ پر الف لام، عہد خارجی نہیں ہے۔ اور سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اَحَدُنَا سے مراد، کوئی خاص شخص نہیں ہے۔

الف لام عہد خارجی تب ہوتا، جب سیّدنا نعمان رضی اللہ عنہ کا مقصود، صرف ایک شخص کا واقعہ بیان کرنا ہوتا، جو متکلم اور مخاطب کے درمیان متعین ہوتا ہے، لیکن یہاں ایسا نہیں ہے، بلکہ وہ اس بات کو مسئلہ کے رنگ میں بیان کر رہے ہیں، کہ ہم جماعت میں اس طرح مل کر کھڑے ہوتے کہ ایک دوسرے سے ٹخنے ملاتے، یہاں ایک معین شخص سے کچھ مطلب ہی نہیں ہے۔

جواب: 5 اسی طرح سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں لفظ ''اَحَدُنَا'' ایسا ہی ہے جیسے فاتحہ خلف الامام کی حدیث میں ہے، ''فلیقرأ احدکم فاتحة الکتاب فی نفسه'' پس چاہیے کہ ایک تمہارا فاتحہ پڑھے، اپنے دل میں۔

جواب: 6 اور برتن میں کتے کے منہ ڈالنے والی حدیث میں ہے۔

''طُهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ'' (پاکی برتن، ایک تمہارے کی)

☐ یہاں تک محدث روپڑی رحمہ اللہ کے دلائلِ نقلیہ و اصولیہ ذکر ہوئے کہ صف بندی کے لیے ٹخنے سے ٹخنہ ملانا بے مقصد نہیں ہے بلکہ ٹھوس شواہد سے ثابت ہے۔

ٹخنے ملانے کی اصل صورت

سیّدنا محدث روپڑی فرماتے ہیں۔ اب رہی یہ بات کہ ٹخنے سے مراد ٹخنہ ہی

ہے، یا قدم ہے۔ تو صحیح یہی ہے کہ اس سے مراد قدم ہے، کیونکہ جب تک پاؤں ٹیڑھا نہ کیا جائے، ٹخنے سے ٹخنہ نہیں مل سکتا، گویا دونوں طرف ٹخنے ملانے کے لیے، دونوں پاؤں، ٹیڑھے کر کے، کھڑا ہونا پڑے گا، جس میں کئی خرابیاں ہیں۔

1 پاؤں فطرت کے خلاف ٹیڑھے کر کے، زیادہ دیر تک قیام مشکل ہے۔

2 اس طرح پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ نہیں رہتیں۔

3 دورانِ نماز میں بار بار حرکت کرنی پڑتی ہے، جو خشوعِ نماز کے خلاف ہے۔

4 پاؤں کے تلوے درمیان سے اوپر اٹھانے پڑتے ہیں اور پاؤں پوری طرح زمین پر نہیں جمتا۔

1 ان عملی (practical) وجوہ کی بنا پر، معلوم ہوا کہ ٹخنہ سے مراد پاؤں ہے۔

2 سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ٹخنہ کے بجائے قدم ہے۔

3 سیّدنا امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ عنوان مقرر کیا ہے۔

''باب الزاق المنکب بالمنکب، والقدم بالقدم فی الصف''

یعنی کندھے سے کندھا، اور قدم سے قدم ملانے کا بیان۔

ٹخنے ملانے کی وضاحت

☐ محدث روپڑی رحمہ اللہ کی ان تشریحات سے یہ بات واضح ہوئی کہ ٹخنے ایک دوسرے سے ملانے کا اصل مقصد مضبوط صف بندی ہے اور ایک دوسرے سے ٹخنے ملانے کا مطلب یہ ہے کہ پاؤں کے پنجے ملے ہوں اور ٹخنے ایک دوسرے کے برابر ہوں۔ یعنی صف کو بالکل سیدھا رکھنے کے لیے ٹخنوں کو بنیاد بنایا جائے، نہ کہ پنجوں کو۔

☐ ہر فرد کے پاؤں کا سائز ایک جیسا نہیں ہے، اسی طرح سب کا قد بھی برابر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔لہٰذا چھوٹے بڑے قد والے لوگ، اپنے کندھے ملا تو نہیں سکتے، البتہ برابر رکھ سکتے ہیں۔اسی طرح چھوٹے بڑے پاؤں والے لوگ، اپنے پاؤں کے پنجوں سے، درست صف بندی نہیں کر سکتے، بلکہ ٹخنوں کو ایک دوسرے کے متوازی رکھ سکتے ہیں۔

□ ہر نمازی اپنے دونوں پاؤں کا درمیانی فاصلہ، اتنا رکھے، جتنا اس کے کندھے چوڑے ہیں، ورنہ حافظ روپڑی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔بعض لوگ قدم زیادہ چوڑے کر کے کھڑے ہوتے ہیں، جس سے کندھے نہیں ملتے، وہ غلطی کرتے ہیں کیونکہ، حدیث میں جیسے قدم ملانے کا ذکر ہے، ویسے ہی کندھے ملانے کا ذکر ہے۔لہٰذا کندھے اور پاؤں دونوں ملا کر کھڑے ہوں۔

(فتاویٰ اہلحدیث اول، 615، 616)

□ جو لوگ اپنے پاؤں کا درمیانی فاصلہ چار انگلیوں تک رکھتے ہیں، وہ بھی غلطی پر ہیں۔ یہ چیز کسی حدیث میں ذکر نہیں ہوئی۔صف بندی کے لیے ضروری ہے کہ ایک دوسرے سے، پاؤں بھی ملائیں اور کندھے بھی، جو شخص صف میں اپنے کندھوں سے زیادہ پاؤں پھیلائے گا، کندھے نہیں مل سکتے اور جو اپنے پاؤں، اپنے کندھوں کے عرض سے کم پھیلائے گا، اس کے کندھے تو ملیں گے، پاؤں نہیں ملیں گے۔

ایسا کرنے والے دونوں قسم کے لوگ ایک ہی حدیث کے آدھے حصے پر عمل پیرا ہیں، اور آدھے حدیث کے حصے کے برخلاف عمل کرتے ہیں۔کتاب کے بعض حصے کو ماننا اور بعض حصے کو چھوڑنا شیوۂ ایمانی کے برعکس ہے۔

□ صف بندی کی بنیاد ٹخنے کو بنائیں، کیونکہ انسانی جسم کی بنیاد ٹانگیں ٹخنوں پر

بنائی گئی ہیں نہ کہ پنجوں پر، پنجوں کی انگلیاں آگے سے برابر کریں تو صف ٹیڑھی ہو جاتی ہے۔ایسی صف بندی آجکل بہت آسان ہے۔اگر مسجد میں صفیں بچھی ہیں تو اپنی ایڑیوں کے پچھلے کنارے صف کے پچھلے کنارے پر رکھ لیں۔ اگر مسجد میں پختہ فرش ہے تو سیدھی لکیر پر ایڑیوں کے پچھلے کنارے رکھ لیں، اگر کارپٹ لگے ہیں تو بھی لائن پر ایڑیوں کے پچھلے کنارے رکھ لیں اور پنجوں اور کندھوں کو ملا کر کھڑے ہوں تو صف سیدھی ہوگی جبکہ ٹخنے ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں۔

بعد کے لوگ

□ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کچھ مدت کے بعد مدینہ منورہ میں تشریف لائے، تو ان سے لوگوں نے پوچھا: آپ نے کونسا کام خلافِ شرع یہاں دیکھا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہ دیکھا ہو؟ تو فرمایا، کچھ نہیں، صرف تم لوگ صفوں کو باقاعدہ قائم نہیں کرتے۔

(المحلی لابن حزم رحمہ اللہ، جلد دوم صفحہ 379)

□ یہی بات سیّدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ انصاری نے کہی۔فانتم الیوم اشد اختلافا" آج کل تم صف میں بہت آگے پیچھے ہو جاتے ہو۔

□ سیّدنا کعب احبار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے تورات میں محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کے بارے میں اوصاف پڑھے ہیں۔ان میں سے یہ بھی ہے کہ صَفُّهُمْ فِي الْقِتَالِ وَ صَفُّهُمْ فِي الصَّلٰوةِ سَوَآءٌ ان کی صفیں نماز اور جہاد میں بالکل برابر ہوں گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز اور جہاد میں مماثلت

نماز پڑھنے سے انسان ذاتی طور پر بے حیائی اور برائی سے بچتا ہے، اور یہ پہلا زینہ ہے اسلام کا، جہاد سے دنیا بھر کی بے حیائی اور برائی کو لگام میسر آتی ہے، اور یہ آخری زینہ اور اسلام کی شان وشوکت ہے۔ نماز کے ذریعے اپنی ذات سے برائیاں ختم کرتے ہوئے، جہاد کی آخری منزل تک پہنچنا ضروری ہے، تاکہ دنیا کو سکون واطمینان نصیب ہو۔ نماز اور جہاد میں، صف بندی بھی مضبوط درکار ہے۔ ورنہ شیطان اور کفر و باطل غلبہ پائیں گے۔

صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھنا

اگلی صف میں جگہ نہ ہوتو دو طریقے سے نمازی کے کھڑا ہونے کے دلائل ہیں۔

- علامہ نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

"فلو لم يجد في الصف سعة، فوجهان"

1. احدهما، يقف منفردا، ایک طریقہ یہ کہ تنہا پیچھے کھڑا ہو جائے۔ ولا يجذب الى نفسه احداً، آگے سے کسی کو کھینچ کر، اپنے ساتھ نہ ملائے۔

2. والثاني، وهو قول اكثر الاصحاب، يجر الى نفسه واحدا، و يستحب للمجرور، ان يساعده،

دوسرا طریقہ جو کہ اکثر اہل علم کا قول ہے، ایک آدمی آگے سے کھینچ کر ساتھ ملائے، اور جسے آگے سے کھینچا ہے، اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ کھینچنے والے کا ساتھ دے۔ (روضۃ الطالبین اول صفحہ 464)

- علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اگر صف میں جگہ نہ ہوتو منفرد تنہا پیچھے نماز پڑھ لے امام صاحب کی رائے یہ ہے کہ:

"لان جميع واجبات الصلوٰة تسقط بالعجز"

(فتاویٰ ابن تیمیہ جلد 23، ص 396)

"بے بسی اور مجبوری میں سب واجباتِ نماز ساقط ہو جاتے ہیں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

□ علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

جو آدمی اگلی صف میں جگہ نہ پا سکے تو اس کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ وہ کیا کرے؟

1 امام بویطی رحمہ اللہ کا کہنا ہے۔ کہ پیچھے تنہا کھڑا ہو جائے آگے سے نمازی کو نہ کھینچے ورنہ اس کی صفِ اول کی فضیلت ختم ہو جائے گی اور پہلی صف میں خلل واقع ہو گا۔

2 امام شافعی رحمہ اللہ کے ہم خیال اکثریت کی یہ رائے کہ منفرد اگلی صف سے ایک آدمی اپنی طرف کھینچ لے چاہے، دورانِ نماز ہو یا ابتدائے نماز سے پہلے ہو۔ عطاء رحمہ اللہ اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا بھی یہی خیال ہے۔

3 امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق نے اسے قبیح کہا ہے۔

4 امام اوزاعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ نے اسے مکروہ جانا ہے۔

5 بعض کا کہنا ہے کہ جذب الرجل فی الصف ظلم، صف سے آدمی کو کھینچنا ظلم ہے۔

6 جواز کے قائلین، طبرانی اور بیہقی کی روایت وابصہ کو دلیل بناتے ہیں، کہ نبی ﷺ نے صف کے پیچھے تنہا نمازی سے فرمایا!

"ایھا المصلی ھلاّ دخلت فی الصف، او جررت رجلا من الصف؟ اعد صلاتك"

"اے نمازی! صف میں شامل کیوں نہ ہوا؟ یا صف سے ایک آدمی کو کھینچ لیتا، اب اپنی نماز دوبارہ پڑھ" اس روایت میں السرّی بن اسماعیل متروک ہے۔"

1 تاریخ اصفہان لابی نعیم میں، دوسری سند سے منقول ہے، اس میں قیس بن ربیع ضعیف ہے۔

2 مراسیل ابوداؤد میں مقاتل بن حیان کی مرفوع روایت ہے:

((ان جاء رجل فلم یجد احدا فلیختلج الیه رجلا من الصف فلیقم معه فما اعظم اجر المختلج))

"اگر کوئی نمازی آئے، اور کسی دوسرے کو ساتھ کھڑا کرنے کے لیے نہ پائے، تو صف میں سے ایک آدمی کو کھینچ کر ساتھ کھڑا ہو۔"

اگلی صف سے کھینچے گئے نمازی کا، کتنا عظیم اجر ہے۔

3 طبرانی نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سند سے روایت نقل کی ہے۔

4 حافظ عسقلانی رحمہ اللہ نے اس طرح روایت بتائی ہے، (ان النبی ﷺ امر الاتی) وقد تمت الصفوف ان یجتذب الیه رجلا یقیمه الی جنبه۔ بے شک نبی ﷺ نے ایک آنے والے نمازی کو حکم دیا جبکہ صفیں مکمل ہو چکی تھیں کہ ایک آدمی کو آگے سے کھینچ کر اسکے پہلو میں کھڑا ہو۔

(نیل الاوطار جزء ثالث، ص198)

□ امام عبدالرحمٰن الجزیری رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

"حنابلہ کے نزدیک تنہا نمازی صف کے پیچھے پڑھے تو مکروہ ہے۔"

(کتاب الفقه علی المذاهب الاربعه اول ، ص264)

□ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اگر نمازی صف میں جگہ نہ پائے تو آگے سے آدمی کو کھینچ کر ساتھ ملائے۔ اگر اس کی قدرت نہ پائے تو واپس ہو جائے، صف کے پیچھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنہا نماز نہ پڑھے۔ ہاں اگر روک دیا جائے تو نماز پڑھ لے وہ نماز جائز ہو جائے گی۔" (المحلی، دوم، صفحہ 372)

☐ آگے امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"شغب من اجاز صلاة المنفرد خلف الصف بصلاة رسول الله ﷺ بأنس، واليتيم خلفه، والمرأة خلفهما"

"جو آدمی صف کے پیچھے تنہا نمازی کی نماز جائز قرار دیتا ہے (اس بنیاد پر کہ نبی ﷺ نے نماز پڑھائی، انس رضی اللہ عنہ اور یتیم رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے تھے اور ایک عورت ان دونوں کے پیچھے تھی۔ تو اس نے فتنہ برپا کیا۔" (حوالہ مذکورہ صفحہ، 376)

☐ امام بغوی رحمہ اللہ، ابو بکرہ رضی اللہ عنہ والی روایت درج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں کئی مسائل فقہ ہیں، ایک یہ کہ صف کے پیچھے تنہا آدمی کی نماز درست ہے۔ کیونکہ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے تنہا پیچھے رکوع کر لیا تھا، اسے نبی ﷺ نے نماز دہرانے کا حکم نہیں دیا تھا۔ آئندہ کے لیے اسے افضل چیز بتائی کہ پھر ایسا نہ کرنا۔ وہ نہی ارشادتھی نہ کہ نہی تحریم۔"

اگر نہی تحریمی ہوتی تو نماز دہرانے کا اسے نبی ﷺ ضرور حکم دیتے۔ یہی قول مالک، امام ثوری، عبداللہ بن مبارک، شافعی رحمہم اللہ اور اصحاب الرائی کا ہے، انہوں نے کہا، صف کے پیچھے تنہا نمازی کی نماز درست ہے۔

☐ ایک جماعت کا خیال ہے کہ تنہا نمازی کی، صف کے پیچھے نماز فاسد ہے، خراب ہے۔

یہ قول امام نخعی، حماد بن ابی سلیمان، ابن ابی لیلی اور وکیع کا، یہی امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔ (شرح السنہ، سوم، ص 378)

☐ السید السابق رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

"جمہور علماء نے صف کے پیچھے، اکیلے کی نماز کو درست قرار دیا ہے، مگر ناپسندیدگی کے ساتھ۔" (شرح السنہ، سوم ص 378)

☐ حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں۔

اکیلا صف کے پیچھے، درمیان سے کھینچے، کیونکہ حدیث میں ہے:

"وَسِّطُوا الْإِمَامَ وَ سُدُّوا الْخَلَلَ" (ابو داؤد)

"امام کو درمیان میں کرو اور خلل بند کرو۔"

اس حدیث میں امام کو درمیان میں رکھنے کا ارشاد ہے اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ درمیان سے کھینچے کیونکہ کنارہ سے کھینچنے کی صورت میں اگر کنارے میں کھڑا ہو جائے تو اس حدیث کا خلاف لازم آتا ہے۔ اور اگر کھینچ کر درمیان میں لائے تو ضرورت سے زیادہ حرکت لازم آتی ہے۔ رہا درمیان صف کے خلل پیدا ہونا، تو اس کے متعلق "سُدُّوا الْخَلَلَ" کا ارشاد اسی حدیث میں موجود ہے۔ بقیہ صف اس ارشاد کے تحت خود ہی خلل کو بند کر دے گی۔

اس میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ہر ایک کو تھوڑی حرکت کرنی پڑے گی، جس سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔ کنارے سے کھینچ کر، درمیان میں لانے سے، تو بعض دفعہ بہت زیادہ چلنا پڑتا ہے جو بظاہر نماز کی شان کے خلاف ہے۔ اور ہر ایک نمازی کا تھوڑا سرکنا منافی نہیں۔ بس ترجیح اسی کو ہے کہ درمیان سے کھینچے نہ کہ کنارے سے۔ (فتاویٰ اہلحدیث، اول صفحہ، 617)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

□ مولانا عاصم رحمہ اللہ الحداد لکھتے ہیں:

حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک، ایسے شخص کو چاہیے کہ اللہ اکبر کے کہنے کے بعد، صف میں سے، کسی ایسے شخص کو کھینچ لے جو یہ مسئلہ جانتا ہو۔

حنبلیہ کے نزدیک، اسے چاہیے کہ صف میں سے، کسی شخص کو بول کر، یا کھنکار کر، اپنے ساتھ پیچھے کرے، ہاتھ سے پکڑنا مکروہ ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں آگے سے نہ کھینچے، ان کے نزدیک مقاتل رضی اللہ عنہ اور وابصہ رضی اللہ عنہ والی روایات معتبر نہیں ہیں۔ (فقہ السنہ اول، صفحہ 207)

خلاصۂ کلام

محدثین کرام اور فقہائے عظام نے، اپنی اپنی سمجھ کے مطابق، احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں، اس مسئلے پر اظہارِ خیال فرمایا ہے۔ اللہ ان سب کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

□ دونوں گروہوں کے درمیان، ایک بات خصوصیت سے مشترک ہے، اور وہ ہے صف بندی کو ترجیح۔ گذشتہ دلائل میں، کچھ نے کہا کہ اگلی صف توڑی نہ جائے، اور کچھ نے کہا کہ منفرد بھی، صف بندی کے لیے، آگے سے آدمی کھینچ کر ساتھ ملائے۔ دونوں کی نیت میں، روحِ اسلام کی یہ بات نمایاں ہے کہ نماز میں، صف بندی کا خاص خیال رکھا جائے۔

□ ایک اور بات یہ ہے کہ طرفین سے وہ علماء ہیں، جن کی نظر، حدیث اور اصولِ حدیث پر گہری ہے۔ جن احادیث کی اسناد میں سقم ہے، وہ یہ حضرات سب جانتے ہیں۔ یعنی یہ بے خبر لوگ نہیں ہیں۔

□ چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، اگلی صف سے کھینچنے کے بارے میں کوئی

ٹھوس ثبوت نہیں مل سکا، یا جن احادیث میں منفرد کو صف کے پیچھے نماز پڑھنے پر ڈانٹا گیا، یہ معلوم نہیں ہوا کہ وہ منفرد، اگلی صف میں جگہ موجود پا کر بھی تنہا کھڑا ہوا، یا آگے جگہ نہ تھی تو مجبور ہو کر، پیچھے اکیلا کھڑا ہو گیا۔ ان وجوہ کی بنا پر علمائے اسلام نے اجتہاد کیا اور نیک نیت مجتہد، ہر حال میں اجر پاتا ہے چاہے وہ صواب ہو یا خطا۔

□ مذکورہ دلائلِ طرفین پڑھنے کے بعد محسوس یہ ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ اتنا اہم نہیں ہے کہ شدت اختیار کی جائے۔ بہتر یہ ہے کہ اسے کھلا چھوڑ دیں۔

□ راقم کو ایک بار پاکستان کے کسی بسوں کے اڈے پر، مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا تو تنہا ہونے کی صورت میں آگے سے ایک بزرگ کو زبردستی کھینچ کر ساتھ ملایا، اور نماز کے بعد وہ ناراض ہوا کہ آپ نے میری نماز خراب کر دی ہے۔

□ ایسے عملی تجربات اور ماہرین شریعت کی آراء کو مدنظر رکھتے ہوئے، یہ ذہن بنتا ہے کہ جس مسجد کے نمازی، ایسے مسائل سے واقف ہوں، وہاں اگلی صف کے درمیان سے، آدمی کو کھینچ کر ساتھ ملا لیں اور جن مساجد میں ایسے مسائل پر آگاہی نہیں ہے، وہاں پیچھے تنہا نماز پڑھ لے، تا کہ خواہ مخواہ کا فتنہ نہ بنے۔ کیونکہ خانۂ الٰہی میں حاضری تو اللہ کی بندگی اور اس کی خوشنودی کے لیے ہوتی ہے۔ اگر فتنہ کھڑا ہو جائے تو بندگی کا لطف جاتا رہتا ہے۔ جہاں تک ہو سکے نماز اپنے دھیان سے پڑھیں اور اپنی پوری توجہ، اللہ کی طرف رکھیں، جسے خشوع وخضوع نصیب ہوگا وہ سعادت مند ہے۔ اور جو مسجد میں، بلکہ حالتِ نماز میں، دوسرے نمازیوں کے نقص دیکھتا رہے گا، اس کا خشوع جاتا رہے گا اور وہ بے نصیب ہوگا۔ اللہ سب کو حقیقی اور مفید نمازی بنائے۔ (آمین)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرض نماز دوبارہ پڑھنے کی رخصت

1. سیّدنا یزید بن اسود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں شامل ہوا، مسجد خیف میں نمازِ فجر آپ ﷺ کے ساتھ پڑھی، نماز پڑھانے کے بعد، آپ ﷺ نے اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف کیا۔ نمازیوں کے پیچھے دو(2) آدمیوں کو سوار کھڑے دیکھا، جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی۔ نبی ﷺ نے ان سے پوچھا، آپ نے ہمارے ساتھ نماز کیوں نہیں ادا کی؟ کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ انہیں آگے بلوایا، ان کے جسم خوف کے مارے کانپ رہے تھے۔

انہوں نے جواب دیا: حضور! ہم نے گھر پر نماز پڑھ لی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ٹھیک ہے، آئندہ اگر گھر نماز پڑھنے کے بعد، مسجد میں جماعت کو پالو، تو جماعت کے ساتھ بھی نماز پڑھنا، یہ تمہاری نفلی نماز ہو جائے گی۔

(رواہ الخمسہ ، الاابن ماجہ)

2. ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے، جب تم میں سے کوئی گھر نماز پڑھ لے، پھر جماعت ہوتی دیکھے، تو امام کے ساتھ بھی نماز پڑھے۔

3. سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ بعد میں ایک آدمی نماز کے لیے آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، کوئی ہے تم میں

سے، جو صدقہ کرے اس شخص پر، یعنی اس کے ساتھ نماز پڑھے۔ (ترمذی)

یہ حکم اس لیے تھا کہ جماعت سے رہ جانے والے کے ساتھ، کوئی مل کر نماز پڑھ لے تو اسے جماعت کا ثواب مل جائے گا۔

4. نبی ﷺ نے سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا! جب تمہارے حکمران نماز تاخیر سے پڑھیں گے تو آپ کیا کریں گے؟ پھر فرمایا، اگر تو ان کے ساتھ نماز پائے، تو ان کے ساتھ بھی پڑھ لینا۔ (مسلم)

5. امام دارقطنی رحمہ اللہ نے یہ باب باندھا ہے۔ ''ذکر صلوۃ المفترض خلف المتنفل ''یعنی فرض پڑھنے والے کی نماز، نفل پڑھنے والے امام کے پیچھے۔ اس باب کے تحت یہ حدیث لائے ہیں۔

بے شک سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ، نبی ﷺ کے ساتھ نمازِ عشاء با جماعت ادا کرتے، پھر اپنے محلے کے لوگوں کو وہی نماز جا کر پڑھاتے۔ دوسری بار نماز، سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی نفل ہوتی تھی اور لوگوں کی فرض ہوتی تھی۔ یہ تادمِ حیات کرتے رہے۔ اور یہ عمل نبی ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں ہوتا رہا، اور زمانہ نزولِ وحی میں، اس پر کوئی ممانعت، شارع سے وارد نہیں ہوئی۔

6. یہ اجماعِ صحابہ سے ثابت ہوا۔ کیونکہ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھنے والے، سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے، کوئی غیر نہ تھا۔ ان میں تیس عقبی اور چالیس بدری صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔

7. یہ اجماع سکوتی ہے، اور اجماع سکوتی یہ ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم قول یا عمل سے، کسی کام کی وضاحت کر دیں اور باقی صحابہ رضی اللہ عنہم خاموش رہیں۔

(نورالانوار)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

8 سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ نمازِ عشاء باجماعت پڑھتے، پھر واپس جا کر اپنے قبیلے بنو سلمہ کو وہی نماز پڑھاتے۔ ایک رات نبی ﷺ نے نماز عشاء تاخیر سے پڑھائی، سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ لیٹ ہو گئے۔ دیر سے جا کر اپنی قوم کو نماز پڑھانا شروع کی اور ڈھائی پارے والی سورۃ البقرۃ نماز میں پڑھنا شروع کر دی۔ ایک آدمی ناراض ہوا۔ نماز چھوڑ کر، علیحدہ اکیلا نماز پڑھ کے فارغ ہوا۔ لوگوں نے پوچھا، کیا تو منافق ہو گیا ہے؟ اس نے کہا، نہیں لیکن میں نبی ﷺ کو جا کر شکایت کروں گا۔

حضور ﷺ سے جا کر عرض کرنے لگا! حضور ﷺ! آپ نے نماز عشاء لیٹ پڑھائی تھی گزشتہ شب، معاذ رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے نماز پڑھ کر گئے، پھر ہماری امامت کرواتے ہوئے سورۃ البقرہ شروع کر بیٹھے، جب میں نے دیکھا تو میں نے پیچھے جا کر تنہا نماز پڑھ لی۔ حضور ﷺ! ہم مزدور لوگ ہیں۔ دِن بھر جانوروں پر پانی لاد کر، کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں۔ یہ بات سن کر، نبی ﷺ معاذ کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا: أَفَتَّانٌ يَا مُعَاذُ ؟ معاذ کیا تم فتنے باز ہو؟ دو بارہ، آپ ﷺ نے فرمایا۔ (بخاری وغیرہم)

- اس حدیث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کا دو بار نماز پڑھنا نبی ﷺ کے علم میں تھا۔ اگر آپ ﷺ نے اسے ڈانٹا تو لمبی سورتیں پڑھنے پر ڈانٹا نہ کہ دوسری بار نماز پڑھنے پر۔
- امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں، کسی صحابی سے بھی اس عمل کے انکار کا ثبوت نہیں ملتا۔

ادا شدہ نماز کو دوبارہ پڑھنے کی ممانعت

1 نبی ﷺ نے فرمایا! ہم ایک دن میں دو (2) مرتبہ نماز نہیں پڑھتے۔

(نیل الاوطار، جزء ثالث)

2 نبی ﷺ نے فرمایا۔ ایک دن میں دو (2) بار ایک ہی نماز نہ پڑھو۔

(حوالہ مذکورہ)

بظاہر دونوں متضاد روایات میں تطبیق

یعنی ایک ہی فرض نماز کو، بار بار شوقیہ پڑھنے سے منع کیا گیا، کیونکہ پانچوں نمازیں دن میں ایک ہی بار فرض ہیں۔ پھر جب کہ دونوں مرتبہ نیت فرض کی ہو، تب بھی منع ہے۔

البتہ خاص خاص مقامات پر جن کا ذکر پہلے احادیث میں ہوا ہے، فرض نماز دوبارہ پڑھی جا سکتی ہے۔ جبکہ پہلی بار نیت فرض کی ہو اور دوسرے بار نیت نفل کی ہو۔ اس طرح ساری احادیث پر عمل ہو جاتا ہے۔ ورنہ ایک طرح کی روایات پر ضد کرنے سے دوسری قسم کی روایات کا انکار لازم آتا ہے، جو کسی صاحبِ ایمان کو زیب نہیں دیتا۔ پیغمبر ﷺ کوئی دکاندار تو ہیں نہیں، کہ جو سودا پسند آیا دکان سے لے لیا اور ناپسند ہوا تو اسے چھوڑ دیا۔ بلکہ وہ پیغمبر خدا ﷺ ہے، جس کی دکان کا ہر سودا لینا ضروری ہے، چاہے طبیعت کو راس آئے یا نہ آئے۔ چاہے مسلک کے مطابق ہو یا نہ ہو۔ چاہے کسی امام کے خیال پر پورا اترے یا نہ اترے۔ ختمِ نبوت ﷺ پر ایمان کا یہی تقاضا ہے۔

نمازِ مغرب کو دوبارہ پڑھنے کی رخصت

یہ مسئلہ خاصہ علمی ہے اور تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے، مختلف قول و عمل ثابت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1 سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے،

"من صلى المغرب او الصبح، ثم ادركهما مع الامام فلا يعد لهما"

جب کوئی نمازِ مغرب یا فجر پڑھ بیٹھے، پھر یہی نمازیں امام کے ساتھ میسر ہو جائیں، تو دوبارہ نہ پڑھے۔

2 سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جامع دمشق میں داخل ہوئے تو لوگ نمازِ عشاء با جماعت ادا کر رہے تھے۔ اور سیّدنا مغرب کی نماز پڑھنا چاہتے تھے۔ بالآخر جماعت عشاء میں شامل ہو گئے۔ جب جماعت مکمل ہوئی تو سیّدنا نے اٹھ کر ایک اور رکعت پڑھ لی۔ اس طرح ان کی کل پانچ رکعتیں ہوئیں، ان میں سے تین کو مغرب کی نماز بنایا اور باقی دو رکعت کو نفل قرار دیا۔ اس کے بعد عشاء ادا کی۔ (المحلی ابن حزم جزو ثالث ، ص 154)

3 سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے، ظہر، عصر، مغرب کی نمازیں دوبارہ پڑھیں۔

(فقہ السنہ عربی اول صفحہ 210)

☐ علامہ عبیداللہ مبارکپوری رحمہ اللہ، مشکوۃ شریف کتاب الصلوۃ، باب من صلی صلاۃ مرتین کی فصل ثانی میں احادیث کے تحت تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

جو شخص گھر نماز پڑھے، پھر جماعت سے نماز مل جائے تو دوبارہ پڑھ لے۔

ای صلوۃ کانت من الصلوت الخمس، پانچوں نمازوں میں سے، کوئی نماز ہو۔

یہ مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ، احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ کا۔

☐ امام مالک رحمہ اللہ نمازِ مغرب کا دوبارہ پڑھنا مکروہ کہتے ہیں۔

☐ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، نماز عصر، مغرب اور فجر کو دوبارہ پڑھنا جائز نہیں سمجھتے۔

یہ تو ہیں آرائے آئمہ اربعہ، اللہ ان پر رحمتیں نازل کرتا رہے۔

☐ مبارکپوری رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

ابن رشد رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ کے خیال کی تردید یوں کی ہے کہ ان کے خیال میں، مغرب دوبار پڑھنے سے، چھ رکعت ہو گی، جو سلام پھیرا گیا ہے، اس سے الگ الگ تین ہوں گی اور طاق ہی رہیں گی۔

☐ امام الخطابی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ:

"دوبارہ کوئی نماز پڑھنے کے جواز پر، احادیث کی روشنی میں، رکاوٹ نہیں ہے۔ یعنی ہر نماز دوبارہ پڑھی جا سکتی ہے۔"

(مرعاۃ المفاتیح جلد 4، صفحہ 118,117)

☐ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مغرب کی نماز دوبارہ پڑھی جا سکتی ہے، چاہے سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کے طریقے پر، یا صرف تین رکعت پڑھیں دلائل دونوں کے اوپر ذکر ہو گئے ہیں۔

☐ علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ:

"دوبارہ تین رکعت جماعت کے ساتھ پڑھ کر، ایک رکعت مزید پڑھ لیں تاکہ طاق پہلی بار والی رہے اور دوسری بار والی چار رکعت جفت بن جائے۔"

تینوں طریقوں پر عمل جائز ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دورانِ نماز ہم اپنی نظر کہاں رکھیں؟

1 ((عن ام سلمة ؓ زوج النبی ﷺ انها قالت: كان الناس فى عهد رسول ﷺ ، اذا قام المصلى يصلى لم يعد بصر احدهم موضع قدميه، فتوفى رسول الله ﷺ فكان الناس اذا قام احدهم يصلى لم يعد بصر احدهم موضع جبينه، فتوفى ابو بكر ؓ، فكان عمر ؓ، فكان الناس اذا قام احدهم يصلى لم يعد بصر احدهم موضع القبلة، ثم توفى عمر ؓ، فكان عثمان بن عفان ؓ و كانت الفتنة، فتلفت الناس يمينا و شمالا))

''سیدہ ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانے میں لوگوں کی نظریں نماز میں قدموں سے آگے نہ بڑھتی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے، لوگوں کی نظر پیشانی کے مقام تک جانے لگی۔ جب سیدنا ابو بکر ؓ کی وفات ہوئی اور سیدنا عمر فاروق ؓ کا زمانہ آیا تو لوگوں کی نگاہ قبلہ کی جانب تک جاتی تھی، اس سے آگے نہ جاتی تھی۔ جب سیدنا عثمان ؓ کا زمانہ آیا تو فتنہ عام ہوگیا اور لوگوں کی نگاہیں دائیں بائیں جانے لگیں۔''

(ابن ماجہ باسناد حسن ، آخر کتاب الجنائز)

تشریح:

اس روایت سے معلوم ہوا کہ سب سے افضل زمانہ حضور ﷺ کا تھا، جس میں نگاہیں نماز میں، قدموں تک ہوتی تھیں۔ حضور ﷺ کے بعد سیدنا ابو بکر ؓ کا زمانہ دوسرے درجے کا فضیلت میں ہے، جس میں لوگ مقامِ جبین تک نظر رکھتے تھے۔ پھر تیسرے درجے کا زمانہ سیدنا عمر ؓ کا ہے، جس میں لوگ قبلہ کے رخ پر نظر رکھتے تھے۔ یہاں تک تو نظر قابلِ قبول تھی۔ کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان تھا۔

2 ((فاذا صليتم فلا تلتفتوا فان الله ينصب وجهه لوجه عبده فى صلاته مالم يلتفت)) (ترمذی و نسائی)

''جب تم نماز پڑھو تو دائیں بائیں نہ دیکھو، بے شک اللہ متوجہ رہتا ہے، اپنے بندے کے چہرے کی طرف دورانِ نماز، جب تک بندہ ادھر ادھر نہ دیکھے۔''

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

3 ((اياكم و الالتفات فى الصلوة فانه لا صلوة لملتفت)) (طبرانی)

''نماز میں ادھر ادھر نہ دیکھو، ایسا کرنے والے کی نماز نہیں ہوتی۔''

4 سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ نے تین چیزوں سے منع فرمایا:

1 نماز میں رکوع وسجود کرتے وقت مرغ کی طرح چونچ نہ چلاؤں، یعنی جلدی جلدی نہ کروں، اطمینان سے رکوع وسجود کروں۔

2 کتے کی طرح اکڑوں نہ بیٹھوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ لومڑی کی طرح ادھر ادھر نظریں نہ گھماؤں۔

تشریح:

آپ ﷺ نے تشبیہات دیکر واضح فرمایا۔ کہ ایسی حرکتیں کرنے سے نماز میں خشوع وخضوع نہیں رہتا۔ نماز کا عمل بہت عظیم ہے، جب بندہ یہ تصور کر کے کھڑا ہو کہ میں کائنات کے سب سے بڑے محسن ومنعم کے سامنے کھڑا ہوں جس کی ان گنت نعمتیں مجھے حاصل ہیں، تو پھر اس کے فضل کے شکر کا جذبہ بیدار ہوگا۔ پھر اسے روحانی کیف وسرور آئے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((من قام فی الصلوة فالتفت رد الله علیه صلاته))

(الترغیب والترهیب جلد اول)

''جو نماز میں ادھر ادھر جھانکے گا، اللہ اس کی نماز رد کر دے گا، یعنی قبول نہیں کرے گا۔ ثواب نہیں دے گا، فرض ادا نہیں ہوگا۔''

التفات سے مراد ہے، لفت عنقه یمنة و یسرة۔ گردن موڑ کر دائیں بائیں دیکھنا۔ البتہ قدموں میں یا مقامِ جبین پر یا قبلہ کو متوجہ رہتے ہوئے، بوقت ضرورت، سر کو حرکت دیئے بغیر، کنکھیوں سے دیکھنا جائز ہے۔ اور نہ دیکھنا افضل ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا!

((لینتهین اقوام یرفعون ابصارهم الی السمآء فی الصلوة او لتخطفن ابصارهم)) (مسلم)

''دورانِ نماز لوگ اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھانے سے باز

جائیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ نظر جاتی رہے۔''

تشریح:

دائیں بائیں یا اوپر دیکھنے سے، آدمی کا منہ قبلہ رخ نہیں رہتا، جبکہ قبلہ رخ ہونے کا حکم اللہ نے دیا ہے۔

﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾

''اپنا چہرہ کعبہ کی طرف کرو۔''

یعنی قبلہ سے جان بوجھ کر رخ موڑنے سے آدمی نماز کی کیفیت سے باہر ہو جاتا ہے۔

☐ علامہ ابن سیرین رحمہ اللہ نے لکھا ہے! کہ لوگ نماز میں ادھر ادھر دیکھتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝﴾

(المؤمنون: 1، 2)

''وہ مومن فلاح پا گئے جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع رکھتے ہیں۔''

ان آیات کے نزول پر، وہ نمازوں پر دھیان دینے لگے، صرف اپنے سامنے دیکھتے، ان کی نظر پیشانی رکھنے کے مقام سے آگے نہ گزرتی تھی۔

(بحوالہ مرعاۃ المفاتیح جلد سوم)

نماز میں آنکھیں بند کرنا

نماز میں آنکھوں کا بند کرنا جائز ہے، اس کے مکروہ ہونے کے متعلق روایت صحیح نہیں ہے۔

فائدہ: ...... امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اگر آنکھوں کے بند کرنے سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خشوع وخضوع میں خلل نہ آتا ہو تو آنکھوں کا بند کرنا بہتر ہے۔ اگر نمازی کے سامنے کوئی ایسی چیز ہو جس پر نگاہ پڑنے سے دھیان بٹنے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں آنکھوں کے بند کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ بلکہ ایسی صورت میں اسے افضل کہنا، مکروہ کہنے سے، اصولِ شریعت کی نسبت زیادہ قریب ہے۔

(فقہ السنہ اول، صفحہ 172، عاصم الحداد رحمۃ اللہ علیہ)

لیکن راقم کا خیال ہے کہ نمازی نہ مستقل آنکھیں بند رکھے، نہ بالکل کھولے رکھے، نیم باز آنکھوں سے کبھی کبھی دیکھتا بھی رہے اور خشوع وخضوع میں فرق نہ آنے دے۔ اصل مقصود خشوع ہے۔ بالکل اندھیرے میں یا مکمل آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنے سے، کوئی موذی جانور نقصان پہنچا سکتا ہے، اس کا بھی خیال رکھیں۔

حرم شریف میں نمازی نظر کہاں رکھے؟

اس سلسلہ میں کوئی واضح چیز ہماری نظر سے نہیں گزری کہ نظر قدموں میں، یا پیشانی کی جگہ پر، یا خانہ کعبہ کی طرف رکھے، لہٰذا یہ تینوں صورتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے پرسکون دور سے ثابت ہیں، جیسا کہ ابتدا میں ذکر ہو چکا ہے۔

البتہ حرم شریف میں قدرے گنجائش نظر آتی ہے کہ دوران نماز بھی، نمازی کعبہ پر نظر رکھ لے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عمومی ہے:

1 قال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ینزل الله كل يوم علىٰ حجاج بيته الحرام عشرين ومائة رحمة، ستين للطائفين، واربعين للمصلين، و عشرين للناظرين.

(رواه البيهقي باسناد حسن، الترغيب دوم صفحه 192)

”آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بیت اللہ کے حاجیوں پر اللہ تعالیٰ روزانہ ایک سو

بیس رحمتیں نازل کرتا ہے ساٹھ طواف کرنے والوں کے لیے، چالیس نماز پڑھنے والوں کے لیے، اور بیس کعبہ کو دیکھنے والوں کے لیے۔

2 ایک روایت نیہ بھی منقول ہے۔ النظر الى الكعبة عبادة، والنظر الى وجه الوالدين عبادة والنظر فى كتاب الله عبادة

(کنزل العمال جلد 12، حدیث نمبر 34714)

1 کعبے کو شوق ومحبت سے دیکھنا عبادت ہے۔

2 ماں باپ کو خوشی ومسرت سے دیکھنا عبادت ہے

3 قرآن کریم کو ذوق وشوق سے دیکھنا عبادت ہے

- ان عمومی روایات کی بنا پر نمازی، کعبے پر نظر رکھ کے نماز پڑھے تو امید ہے، اسے یہ نظرِ کعبہ کا اجر بھی مل جائے۔

3 قرآن کے عمومی حکم سے بھی یہ مستنبط ہو سکتا ہے

﴿فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ﴾

”کہ اپنے چہرے اس کی طرف موڑو۔“

4 ہم جیسے لوگ جو دور دراز سے سفر کر کے، حرم شریف پہنچتے ہیں، جنہیں زندگی میں کبھی کبھار وہاں جانا ہوتا ہے تو وہ فرطِ محبت سے کعبے کو دیکھتے رہیں، چاہے نماز میں، چاہے بغیر نماز کے، تو یہ موقع غنیمت ہوتا ہے۔ ہاں اگر کوئی ضد کرے کہ صرف سجدے کی جگہ دیکھنا ضروری ہے تو اسے اس کے حال پر چھوڑیں، جھگڑا نہ کریں۔

اسلام جھگڑوں کا مذہب نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک خطبہ جمعہ بابت زکوٰۃ وصدقات

﴿وَ لَا یَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ یَبۡخَلُوۡنَ بِمَاۤ اٰتٰہُمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ ہُوَ خَیۡرًا لَّہُمۡ ؕ بَلۡ ہُوَ شَرٌّ لَّہُمۡ ؕ سَیُطَوَّقُوۡنَ مَا بَخِلُوۡا بِہٖ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ﴾

(آل عمران: 180)

"جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا ہے اور پھر وہ بخل سے کام لیتے ہیں، وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخیلی ان کے لیے اچھی ہے۔ نہیں، یہ ان کے حق میں نہایت بری چیز ہے جو کچھ وہ اپنی کنجوسی سے جمع کر رہے ہیں وہی قیامت کے روز ان کے گلے کا طوق بن جائے گا۔"

((قال رسول اللہ ﷺ ، مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعٌ اَقْرَعُ، لَهُ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي، شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ، اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ))

(البخاری فی الزکوۃ)

"جسے اللہ نے مال دیا ہے، پھر اس نے اس کی زکوۃ ادا نہ کی، تو اس کا یہ مال قیامت کے دن گنجے زہریلے سانپ کی شکل اختیار کرے گا، جس کے سر پر دو سیاہ نقطے ہوں گے، اور وہ اس کے گلے کا طوق بن

جائے گا۔ پھر اس کے دونوں جبڑوں کو یہ سانپ پکڑے گا اور کہے گا، میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔"

تشریح:

گنجا سانپ وہ ہوتا ہے، جس کے اندر زہر بہت زیادہ ہو، زہر کے اثر سے اس سانپ کے اپنے سر پر سے بال اڑ جاتے ہیں۔ اتنا زہریلا سانپ جسے کاٹ کھائے تو اس کے جسم کو گلا کے رکھ دے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔

ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا

((يتبع صاحبه حيثما ذهب وهو يفر منه، فقال هذا مالك الذى كنت تبخل به فاذا رأى انه لا بد منه ادخل يده فى فيه، فيقضمها كما يقضم الفجل))

(شعب الایمان البیہقی جلد سوم)

"وہ سانپ اس کے پیچھے دوڑے گا، جبکہ آدمی خوفزدہ ہو کر، اس سے بھاگے گا۔ وہ کہے گا، یہ تیرا وہ مال ہے جس سے کنجوسی کرتا رہا، جب آدمی بے بس ہو جائے گا تو آخر کار اپنا ہاتھ اس سانپ کے منہ میں ڈالے گا، وہ سانپ ہاتھ کو یوں چبا کھائے گا جیسے مولی کھائی جاتی ہے۔"

حضرت یعقوب علیہ السلام کا واقعہ

نبی ﷺ نے فرمایا، حضرت یعقوب علیہ السلام کا ایک بھائی بنا ہوا تھا جو صرف اللہ کی خاطر محبت کرتا تھا اس نے ایک روز حضرت یعقوب علیہ السلام سے پوچھا، آپ کی نظر کیوں کر جاتی رہی؟ آپ کی کمر کمان کی طرح کیوں دوہری ہوگئی؟

www.KitaboSunnat.com

حضرت یعقوب علیہ السلام نے جواب دیا، اپنے پیارے بیٹے یوسف کی جدائی میں روتے روتے، میری نظر ختم ہوگئی اور بنیامین بیٹے کی جدائی کے غم سے میری کمر دوہری ہوگئی۔

اس حال میں جبرائیل علیہ السلام نے آ کر کہا، یعقوب! اللہ نے تجھے سلام کہا ہے اور فرماتا ہے کہ میرا شکوہ غیر کے سامنے کرتے ہوئے، آپ کو حیا نہیں آئی؟

فوراً یعقوب علیہ السلام نے پکارا:

﴿قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ (یوسف: 86)

”میں اپنی پریشانی اور اپنے غم کی فریاد، اللہ کے سوا کسی سے نہیں کرتا۔“

جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا کیا پریشانی ہے؟

یعقوب علیہ السلام نے کہا، اے میرے رب! کیا تجھے بے بس بوڑھے پر ترس نہیں آتا؟ جس کی نظر جاتی رہی، جس کی کمر کبڑی ہوگئی؟ میرے مرنے سے پہلے، میرے دل کا پھول مجھے ملا دے تاکہ میں اس کی خوشبو سونگھ سکوں۔ پھر جو چاہے کر لینا۔

جبرائیل علیہ السلام پھر آئے، کہا، یعقوب! اللہ تجھے سلام کہتا ہے۔ اور فرماتا ہے، تجھے خوشخبری ہو، تیرا دل ٹھنڈا ہو جائے، مجھے میری عزت کی قسم! اگر تیرے دونوں بیٹے مر بھی چکے ہوتے تو انہیں زندہ کر کے ملا دیتا۔ (یعنی ابھی وہ زندہ ہیں تجھے مل کے رہیں گے)

لہٰذا مسکینوں اور غریبوں کے کھانے کا بندوبست کرو۔ کیونکہ انسانوں میں مجھے سب سے پیارے نبی ہوتے ہیں پھر غریب لوگ ہوتے ہیں۔

یعقوب! تجھے معلوم ہے، تیری نظر کیوں ضائع ہوئی، تو کیوں کبڑا ہوا،

تیرے یوسف کیساتھ بھائیوں نے کیوں ظلم کیا؟

دراصل ایک بار تم نے بکری ذبح کی تھی، ایک روزہ دار مسکین اور یتیم نے، تم سے کھانا مانگا تھا، مگر تم نے اسے کھانا نہ دیا۔

نبی ﷺ نے فرمایا، پھر اس کے بعد یعقوب علیہ السلام ہمیشہ کھانے کے وقت اعلان کرواتے کہ کوئی مسکین ہے، کوئی روزہ دار ہے تو آئے ہمارے ساتھ کھانا کھائے۔ (شعب الایمان بیہقی)

امام احمد بن حسین البیہقی یہ روایت بھی لائے ہیں:

جب امام زین العابدین رحمہ اللہ، جو کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے عظیم فرزند تھے، فوت ہوئے، تو غسل دینے والوں نے امام کی کمر پر نشانات دیکھے، معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ امام اپنی زندگی میں۔

”کان ینقل الجرب باللیل علی ظهره الی منازل الارامل“

”راتوں کی تاریکی میں اپنی کمر پر خوراک لاد کر، بیواؤں کے گھروں میں پہنچاتے رہے۔“

یہ ہے وہ عظمت جو خاندانِ نبوت کو عطا ہوئی، جو امت کے لیے صدقہ و خیرات خفیہ، صرف رضائے الٰہی کے لیے، نمونہ بن گئے۔ ٹی وی اور اخبارات میں تصویر کے لیے تو عطیات، دنیا دار دیتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفر نامہ حج

راقم الحروف عبداللہ دانش نے 1995ء میں پہلی بار حج کی سعادت حاصل کی تھی جبکہ میں فلوریڈا ریاست امریکہ سے گیا تھا۔

اب 2005ء برائے حج 1425ھ نیویارک سے جانا ہوا۔

27 برس قبل میری شادی 19 جنوری 1978ء میں، ہمراہ نسیم بیگم ہوئی تھی شادی کے فوراً بعد، بیگم نے حج کروانے کا مطالبہ کیا۔ حالات ناسازگار رہے۔ جب 2000ء میں مالی حالات بہتر ہوئے، تو بیگم چھاتی کے کینسر میں مبتلا ہوئی۔ بہت امیدوں سے علاج کرواتے رہے کہ جونہی آرام آتا ہے حج پر چلیں گے۔ مگر امید بر نہ آسکی، بیگم بالآخر 9 جولائی، 2002ء میں اللہ کو پیاری ہوگئی اب یہ حج کا قرض میرے ذمہ، ادا کرنا لازم ہوگیا، جبکہ اپنا فرض پہلے ادا کر چکا تھا ستمبر 2002ء کو، نکاح ثانی کیا، تو حسن اتفاق سے اس بیگم نے بھی حج کروانے کا مطالبہ پیش کر دیا۔ اللہ کی توفیق سے، دوسری بیگم کو ساتھ لے کر حج پر روانہ ہوا، ہم 31 دسمبر نیویارک سے روانہ ہوئے اور 2 جنوری کو لاہور پہنچے۔

پھر 6، جنوری کو لاہور سے جدہ روانگی ہوئی۔ جدہ ایئرپورٹ پر کلیئر ہونے کے بعد، نمائندہ دارالسلام ہمیں رہنمائی کرنے لگا۔ بیت اللہ پہنچے تو ہجوم کو دیکھ کر، انتظار کرنے لگے۔ مگر کہاں تک؟ بالآخر بیگم نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہجوم میں گھس

گئے۔ بس حوصلے کی بات تھی۔ بالکل کعبہ کے قریب قریب چلتے رہے اور جلد ہی طواف سے فارغ ہوگئے۔ اور عمرہ مکمل کیا۔ الحمدللہ!

شارع اجیاد پر الشہداء ہوٹل میں ٹھہرائے گئے۔ 7 جنوری کا جمعہ خانہ کعبہ میں ادا کیا۔ 10 جنوری کی شام حرم شریف کی آخری چھت پر نماز مغرب ادا کی۔ اور حرم کے لاؤڈ اسپیکروں سے اعلان ہوا کہ ذوالحجہ کا چاند نظر آ گیا ہے۔ پھر کوشش کر کے ہم نے بھی چاند دیکھ لیا بہت باریک تھا۔ غالباً 12 جنوری کو بذریعہ ہوائی جہاز مدینہ شریف پہنچے۔ وہاں حرمِ مدینہ کے بالکل قریب دلّہ طیبہ ہوٹل میں ٹھہرائے گئے۔ نماز عشاء کی آخری رکعت مل سکی۔

روضۂ رسول ﷺ پر دو مرتبہ حاضری دی۔ ریاض الجنہ میں نفل ادا کیے۔ بیگم کا قیام خواتین کے ساتھ تھا۔ وہ اپنے زنانہ گروپ میں جاتی آتی تھی۔ ہم مردانہ گروپ کے ہمراہ چلتے تھے۔ مسجد کی وسعت حیرت انگیز تھی۔ باہر پورے صحن کا چکر لگانے سے آدمی تھک جاتا ہے۔

جنت البقیع کے نیچے مکتب الدعوۃ میں گیا۔ وہاں کے مدیر سعد الحربی اور دیگر علماء نے بہت عزت افزائی کی۔ مدیر محترم نے ایک عربی کتاب مجھے گفٹ دیتے ہوئے کہا۔ "ھذا عندی وحید" یہ میرے پاس ایک ہی کتاب ہے۔ مگر میں آپ کو تحفہ ضرور دوں گا۔ میں نے شکریے کے ساتھ کتاب قبول کی۔ باقی علماء بھی سوال و جواب کرتے رہے۔

14 جنوری کا جمعہ مسجد نبوی میں ادا کیا۔ بالکل اگلی صفوں میں جا بیٹھا۔ مسجد کے دائیں جانب پہلی صف میں۔ اگلے روز جنت البقیع کے ساتھ ساتھ سڑک پر پیدل چلا تا کہ تعلقات عامہ کے مرکز میں، اہل علم سے ملاقات ہو۔ سنا تھا وہ مرکز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبح آٹھ بجے کھل جاتا ہے۔ ہلکی ہلکی سردی تھی۔ صبح کا سہانا موسم تھا۔ 8 بجے تا 9 بجے مرکز بند ہی تھا۔ پھر ایک عرب نوجوان پوری داڑھی رکھے ہوئے، جو کہ صاحبِ علم تھا، وہ آیا۔ اس نے گاڑی سے اتر کر، مجھ سے سلام و مصافحہ کیا۔ مجھے پوچھا، کیسے کھڑے ہیں؟ میں نے بتایا۔ صرف اہلِ علم سے ملنے کا شوق تھا۔ اس نے بتایا۔ کل سے مرکز بند ہو گیا ہے بوجہ حج، کھڑے کھڑے اچھا تعارف ہوا۔

اس نے مجھے دوپہر کھانے کی دعوت دی۔ میں نے معذرت کی کہ ہم لوگ فلاں ہوٹل میں قیام پذیر ہیں اور میری اہلیہ بھی ساتھ ہیں۔ تو اس نے اصرار کیا کہ پھر اور اچھا ہوگا، آپ اپنی اہلیہ کو لائیں ہماری فیملی کے ساتھ، مل کر کھانا کھائیں۔ بالآخر وہ ہمیں اپنی گاڑی میں ہوٹل سے، اپنے گھر لے گیا۔ اس کی دو بیویاں تھیں۔ درختوں کے نیچے ایک طرف زنانہ فرشی نشستوں کا انتظام تھا۔ تھوڑی دور مردانہ فرشی نشستوں کا انتظام تھا۔ بہت پر تکلف کھانا تھا۔ خصوصاً مچھلی روسٹ بہت عمدہ تھی۔

نمازِ عصر کے لیے ہمیں حرم شریف چھوڑ کر روانہ ہو گیا۔ اور اپنی عربی ضیافت یادیں ہمارے ساتھ چھوڑ گیا۔ میں تو اس کا نام بھی بھول چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

مسجد نبوی ﷺ کے اندر، اردگرد مختلف مکاتب ہیں۔ مساجد کے لیے قرآن کریم عطیہ کرنے والے مکتب میں گیا تو شیخ اسامہ مدیر تھے۔ کسی نے بتایا کہ یہ انگلش زبان میں بات کرنے کو پسند کرتے ہیں۔ میں نے فوری سادہ کاغذ پر چند جملے انگلش میں لکھے کہ ہمیں مسجد البدر نیو یارک کے لیے قرآن کریم درکار ہیں۔ انہوں نے سرسری سی نظر ڈالی۔ پھر میں نے عربی میں کہا۔

"شیخ! هناك في دار الكفر نحتاج الى المصاحف، لنا ضرورة شديدة"

میرے عربی دو چار جملے سن کر چونکا۔ اور کہا، بھئی! آپ بیٹھیں، آپ تو عربی زبان جانتے ہیں۔ پھر کافی دیر تک باہمی تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ تین (3) عدد کارٹن قرآن کریم کے اس نے ہمیں لکھ دیئے۔ آتے وقت مجھے دو (2) عدد عطر کی شیشیاں بطور تحفہ عنایت کیں۔ مجھ سے میرا نام پوچھا۔ میں نے بتایا، عبداللہ دانش، کہنے لگا۔ یہ نام تو میں، کہیں سے جانتا ہوں۔ ممکن ہے کہیں پڑھا ہے یا سنا ہے۔ میں نے بتایا، میں نے کچھ کتابچے لکھے ہیں۔ اس نے کہا۔ وہ کتابچے مجھے ضرور بھجوانا۔

ایک سوال اس نے یہ کیا کہ اکثر امریکی مسلمان آ کر، ہم سے سید مودودی ﷫ کی کتب طلب کرتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

میں نے بتایا، سید مودودی ﷫ چونکہ دینی علوم کے ساتھ ساتھ، مغربی علوم سے بھی پوری طرح واقف تھے۔ اور عقلی استدلال کے بادشاہ تھے۔ مغربی دنیا چونکہ ہر چیز کی Reasoning مانگتی ہے۔ یہ خوبی کتب سید ﷫ میں وافر پائی جاتی ہے۔

لائبریری

مسجد نبوی ﷺ کے ایک جانب تین (3) منزلہ لائبریری ہے۔ اس میں بھی مجھے جانے کا شرف حاصل ہوا۔ وہاں عربی زبان میں مستند کتب، مراجع و مصادر دیکھے، تفسیر قرآن، علوم قرآن، حدیث، علوم حدیث، چاروں مذاہب کی فقہی کتب، تاریخ اسلام وغیرہ۔

وہیں مسجد نبوی ﷺ کے تعارف کا چارٹ عربی زبان میں تھا۔ کھڑے کھڑے میں نے اس کی خاص خاص باتیں نوٹ کر لیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitabpSunnat.com

تاریخ جدید عمارت مسجد نبوی، 1414ھ، 1405ھ

نئے حرم کی وسعت	82000 مربع میٹر
باہر کی وسعت	235000 مربع میٹر
چھت کی وسعت	67000 مربع میٹر
حرم شریف کی مکمل وسعت	384000 مربع میٹر
دیواروں کی بلندی	12.55 میٹر
میناروں کی بلندی	104.6 میٹر
نئے میناروں کی تعداد	10 عدد
نئے دروازوں کی تعداد	85 عدد
نئے ستونوں کی تعداد	5121 عدد
کل ستون	6000
چلنے والے گنبد	27 عدد
نئے گنبد	7 عدد
پرانے گنبد	133 عدد
بلبوں کی تعداد	21820+ جھاڑ 305
پنکھوں کی تعداد	98
ایئر کنڈیشنز کی تعداد	103
اس کے ہوادان	18000
صحنِ مسجد میں	2 عدد
مائیکروفون کی تعداد	2100

بجلی والی سیڑھیاں	6 عدد
عام سیڑھیاں	18 عدد
باہر صحن میں	2 فلور کار پارکنگ، جن میں 4500 کاریں سماسکتی ہیں

ایک روز سر راہ عارضی مکتب الدعوۃ میں گیا تو وہاں مدینہ یونیورسٹی کے ایک پروفیسر عبدالسلام سالم بیٹھے تھے۔ ان سے کافی طویل نشست ہوئی۔ انہوں نے اپنا موبائل فون (جوال) دیا چائے کافی چلتی رہی۔ کہنے لگے حج کی وجہ سے مدینہ یونیورسٹی بند ہے۔ ورنہ آپ کو دکھاتے اور اہلِ علم سے ملاتے۔

مدینہ شریف سے واپسی پانچ روز بعد ہوئی اور وہ بھی بسوں پر۔ مگر وقت بہت لگ گیا سب لوگ تھک کر چور ہو گئے۔ اور مدینہ منورہ سے بسوں نے ہمیں سیدھا منیٰ کے میدان میں پہنچا دیا۔ یعنی 8 ذوالحجہ کو۔ رات منیٰ میں قیام کیا۔ خیمے پختہ تھے اور چاروں طرف لوہے کے جنگلے تھے۔

اگلی صبح میدانِ عرفات پہنچے۔ لوگوں کا بھوک سے برا حال تھا۔ مگر ناشتہ دینے والے اپنے ٹائم کے پابند تھے۔ لوگ بار بار کھانے کے مقام پر گئے، مگر دارالسلام نے سب کو سکون وسلامتی اور صبر کی تلقین کی۔ اللہ اللہ کر کے ناشتہ کھلا۔

دارالسلام کی شہرت، امریکہ میں اچھی تھی۔ مگر اس دفعہ انتظام اتنا ناقص تھا کہ یوں دکھائی دے رہا تھا کہ یہ دارالسلام کا آخری بزنس ہے، شاید آئندہ ان کا حج بزنس کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ جو ذمہ دار تھے وہ اکثر غائب رہتے اور لوگ بھوک سے بے حال رہتے۔ ہر سال چونکہ نئے حاجی پھنستے ہیں اس لیے ایسے حج [illegible] چالیں کامیاب ہیں۔ معاملہ چونکہ حج کا تھا، اس لیے کبھی حج کا خیال [illegible] صبر کرتے، جب انہیں یاد آتا کہ چار چار ہزار کے قریب ڈالر ادا کئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں تو پھر رنج آتا۔ خیر، وہ وقت بھی گزر گیا۔ مگر دارالسلام کے ناقص انتظامات کی یادیں لوگ بھلا نہ سکیں گے۔ عرفات میں راقم کو لوگوں نے وعظ و نصیحت کرنے کو کہا۔ کوئی آدھ پون گھنٹہ سامعین سے خطاب کیا تو بعد میں اچانک ڈاکٹر دلیل الرحمٰن ملے۔

وہیں راجہ اشتیاق ملے۔ میری تمنا تھی کہ اس دفعہ خطبہ حج مسجد نمرہ میں حاضر ہو کر سنا جائے۔ مگر میرے رفقاء میں کوئی تیار نہ تھا۔ بہرکیف، راجہ اشتیاق تیار ہوئے۔ ہم کافی تیز تیز چلے۔ مگر مسجد نمرہ کے میناروں سے یہ دھوکہ رہا کہ مسجد قریب ہے۔ حالانکہ وہ دور تھی۔ پھر بھی الحمدللہ ہم پہنچ گئے۔ اور باہر مٹی پر چٹائیاں بچھا کے بیٹھے سنتے رہے۔ نماز ظہر وعصر جمع کر کے ادا کیں۔ نصف النہار پر سورج گرمی بکھیر رہا تھا۔ فوارے چل کر، پانی کو بھاپ کی شکل دیتے اور لوگوں پر پھوار پڑتی تو سکون ملتا۔ واپس اپنے مقام پر آئے۔ شام تک دعائیں کیں اور پھر مزدلفہ روانہ ہوئے۔ میدان مزدلفہ میں رات کے وقت سردی تھی اکثر لوگوں نے بسوں کے اندر ہی رات بسر کی۔

10 ذوالحجہ کی صبح واپس منیٰ پہنچے۔ بعد ظہر رمی جمار (کنکریاں) کیا۔ پھر حجامت بنوائی اسی روز طوافِ حرم کے لیے نہ جا سکے۔ اگلے روز بیگم نے کہا۔ زوال کے فوراً بعد کنکریاں مار آئیں اور آ کر ظہر پڑھیں۔ ہم نے وہ کام وقت پر کر لیا۔ الحمدللہ!

علمائے اسلام کو اللہ ہمیشہ مسلم امہ کے سر پر قائم و دائم رکھے۔ جو زمانے کے مطابق مجتہدانہ بصیرت رکھتے ہیں اور مسائل کا حل پیش کرتے رہتے ہیں۔

جمرات پر جا کر خوشگوار حیرت ہوئی۔ جنہیں لوگ شیطان سمجھ کر کنکریاں

مارتے ہیں، وہ اس سے پہلے صرف ستون کی شکل تھے۔ اب دیکھا تو تینوں مقامات پر ستونوں کے بجائے، لمبی چوڑی دیواریں بنا دی گئی ہیں۔ لوگ دونوں طرف کھڑے ہو کر اطمینان سے کنکریاں پھینک رہے تھے، اور ہجوم میں نہ بھگدڑ ہوئی نہ کوئی حادثہ پیش آیا۔

ہم رمی جمار کر کے ابھی اپنے خیمے میں پہنچے ہی تھے کہ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ ساتھ پہاڑ تھا، آبشاریں بن کر، پانی بہہ رہا تھا۔ نشیبی علاقے ڈوب گئے تھے۔ بعد ظہر رمی جمار مشکل ہوگئی۔ ہم غروب آفتاب سے پہلے پہل بسوں میں بیٹھ کر، خانہ کعبہ پہنچے۔ وہاں بازاروں میں پانی یوں بہہ رہا تھا جیسے نہریں چلتی ہیں۔ حرم شریف میں ہم سردی سے کانپنے لگے۔ باہر نکل کر گرم جرسیاں خرید کیں۔ اس بوڑھے عربی دکاندار سے، ہم نے پوچھا۔ اتنی زوردار بارش، پہلے کب ہوئی تھی؟ اس نے بتایا کہ پینتیس سال پہلے ایسی بارش ہوئی تھی۔

طوافِ حرم ویسے ہی کیا، جیسا کہ پہلے کیا تھا یعنی بیگم نے میرا ہاتھ نہیں چھوڑا، کعبہ کے بالکل قریب قریب طواف مکمل کر لیا۔ پھر سعی بین الصفا والمروہ کی۔ الحمدللہ!

قیام منیٰ کے دوران میں، میں نے الشیخ حمود الشمیری کو جدہ کال کیا۔ بیچارے دو گھنٹے منیٰ میں پیدل ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہم تک پہنچے۔ مختصر ملاقات کی پھر چلے گئے کیونکہ ان دنوں ان کے والد سخت بیمار تھے اور خود مکتب الدعوۃ للجالیات جدہ کے مدیر ہیں۔ نہایت مصروف تھے۔

جدہ سے لاہور ہماری واپسی 26 جنوری کو تھی، مگر دارالسلام نے مکہ مکرمہ سے ہمیں دو روز قبل ہی جدہ پہنچا دیا۔ اس دفعہ میرے پرانے شاگرد (سٹی ہائی سکول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عارف والا) عبدالقیوم نہ مل سکے، وہ کسی دوست کو مدینہ منورہ لے گئے تھے۔ ایک رات ان کے ہاں قیام کیا تھا۔ بازار سے شاپنگ بھی کروائی تھی۔ وہ اب تک فرمانبردار شاگرد ہیں۔ جبکہ بہت سارے شاگرد اکثر استادوں کو بھلا دیتے ہیں۔

الشیخ حمود الشمیری قصیم سے جدہ پہنچے اور ملاقات کے لیے دو گھنٹے ہمارے ہوٹل میں تلاش کرتے رہے۔ مگر بے نصیبی سے ہمارا آپس میں رابطہ نہ ہو سکا۔ یہ بات مجھے کراچی ایئرپورٹ پر راجہ ضمیر نے بتائی۔

دارالسلام کی خصوصی عنایت یہ بھی ہوئی کہ میرا ٹکٹ گم کر دیا۔ حالانکہ یہ حج گروپس کے ذمہ دار، حاجیوں سے پاسپورٹ اور ٹکٹ جمع کر لیتے ہیں۔ جدہ پہنچ کر سب کے ٹکٹ واپس کیے، اور ٹکٹ ریکنفرم (Reconfirm) بھی نہ کروائے۔ لوگ ایئر پورٹ پر اپنا سامان سنبھالیں یا ٹکٹ کے پیچھے دوڑیں۔ صحیح رہنمائی نہ ہونے کے باعث سراسیمگی کا عالم تھا حتیٰ کہ آبِ زمزم کے کین پر غلاف چڑھوانا دشوار تھا۔ فوری طور پر جدہ سے لاہور کا ٹکٹ دارالسلام نے خرید کر دیا۔

کراچی پہنچنے پر PIA کے کارپرداز فرمانے لگے کہ ایک کارٹن فری ہے۔ دوسرے کے پیسے ادا کریں۔ جبکہ انہیں معلوم ہے کہ حج سے بین الاقوامی پرواز سے آئے ہیں۔ قرآن کریم کے تین کارٹن ہم نے کہا یہ نیو یارک مسجد کے لیے ہیں، خدارا ہمیں پریشان نہ کریں۔ بمشکل انہوں نے اجازت دی۔

مسجد البدر نیو یارک میں، میرے بیٹے حافظ خبیب احمد نے، نہایت ذمہ داری سے کام سنبھالے رکھا۔ مسجد کو فجر سے پہلے کھولنا، اذان کہنا، نمازِ فجر پڑھانا، بروز جمعہ اوپر نیچے ویکیوم پھیرنا۔ رات بعد نمازِ عشاء لائٹیں بند کرنا، اور دروازہ لاک کرنا وغیرہ۔

لاہور سے نیویارک کا ٹکٹ بھی اللہ اللہ کر کے، کئی روز بعد بن سکا۔ اگرچہ ٹریول ایجنٹ نیویارک نے اطلاع ملتے ہی، کمپیوٹر پر Approval بھیج دی تھی۔ مگر ہمارے وطنِ عزیز کے انداز نرالے ہیں۔ پی آئی اے ہیڈ آفس سے ایک فارم دیا گیا کہ اس پر -/35 روپے کا ٹکٹ جی پی او سے لگوا کر لائیں۔ جی پی او والے کرم فرماؤں نے کہا، یہ کچہری سے ٹکٹ ملتا ہے۔ رکشوں پر بھاگم بھاگ چلے، کچہری میں کہا گیا کہ خزانے سے ملے گا۔ پہلے درخواست دیں اور فیس جمع کروائیں۔ جب ہم نے دیکھا کہ یہ ٹیڑھی کھیر ہے۔ اپنے پرانے مہربان دوست، چوہدری غلام قادر ایڈووکیٹ کو مزنگ دفتر پکڑا، کہ یہ ٹکٹ آخر ہے کہاں؟ اور کیسے مل سکتا ہے؟ انہوں نے اپنے بیٹے کے ذمہ لگایا۔ اللہ اللہ کر کے، پانصد (500) روپے ادا کر کے، چار (4) روز بعد، وہ ٹکٹ ملا۔ پھر پی آئی اے ہیڈ آفس حاضر ہوا۔ نامعلوم پاکستان کے کمپیوٹر نکمے ہیں یا انہیں چلانے والے نااہل یا ہڈحرام ہیں۔

اپنے ہی دیس میں مسافر اور Customer بے بس ہو کے رہ جاتا ہے۔

سرکاری اہلکاروں کا رویہ ناقابل دید ہوتا ہے۔

ڈر ہی رہتا ہے کہ ابھی جواب دیں گے۔

ابھی انکار کر دیں گے۔

بس اللہ ہی حافظ ہے ہمارے وطن کا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمائے حجاز سے خوشگوار ملاقاتیں

راقم الحروف نے یکم نومبر 97 نیو یارک سے لاہور روانگی سے قبل، سعودی قونصلیٹ سے دو ہفتے کا عمرہ ویزا حاصل کیا۔ اور 14 نومبر کو جدہ ایئر پورٹ پر پہنچا تو معین بھائی اپنے اہل وعیال سمیت اپنی کار میں مجھے لینے آئے۔ جمعہ کا دن تھا۔ بڑی آسانی سے خطبہ جمعہ خانہ کعبہ میں سنا۔ بعد نماز جمعہ عمرہ ادا کیا۔ دوران معین صاحب کے ہاں قیام ہوا۔ اسی دوران مکہ مکرمہ میں ڈاکٹر اقبال صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ان کا اپنا کلینک مکہ مکرمہ شہر میں ہے۔ یہ میو ہسپتال لاہور سے آئی سپیشلسٹ کے طور پر آئے تھے۔ کئی سال سے جوار حرم میں لوگوں کو آنکھوں کی ٹھنڈک پہنچا رہے ہیں۔ انہی کے ہاں سے ڈاکٹر عبدالحق صاحب کو فون کیا تو ڈاکٹر صاحب مجھے اپنے ہاں لے گئے۔ اگلے روز ڈاکٹر صاحب مجھے درس قرآن کے لیے لے گئے۔ رفقاء سے تعارف کرواتے ہوئے کہنے لگے۔ جو حضرات ہفت روزہ ''ایشیاء'' پڑھتے ہیں وہ مولانا کو جانتے ہیں۔ جب میرا نام ذکر کیا تو اکثر احباب نے مسرت کا اظہار کیا۔

چار روز بعد جدہ روانہ ہوا۔ الشیخ حمود الشمیری کے ہاں پہنچا۔ یہ دوست سعودی ایئر لائن میں پائلٹ بھی ہیں اور ایک بہت بڑا دعوتِ دین کا ادارہ بھی چلاتے ہیں۔ مجھے کہا کہ آپ ہمارے ہاں قیام کریں اور اسے اپنا گھر سمجھیں۔ نیز فرمانے لگے کہ

آپ آئے ہیں تو مفتی اعظم سعودی عرب سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے ضرور مل کر جائیں۔

میں نے کہا میری بہت تمنا ہے کہ ان کی زیارت کروں مگر میرے پاس صرف عمرہ کا ویزا ہے میں انہیں ملنے ریاض نہیں جا سکتا۔ بالآخر معلوم ہوا کہ الشیخ بن باز رحمہ اللہ ایک ہفتے کے لیے شعبان میں مکہ مکرمہ آ رہے ہیں۔ میرا عمرہ ویزا 28 نومبر تک تھا۔ شمیری صاحب مجھے جدہ کے چیف جسٹس الشیخ عبدالمحسن الخیال (ہائی کورٹ جدہ) کے دفتر لے گئے موصوف جید عالم اور ماہر قانون ہیں۔ نہایت شفیق اور غمگسار آدمی ہیں۔ ہمیں صوفے پر بٹھایا کھڑے ہو کر مصافحہ کیا، قہوہ پیش کیا اور ایک ماہ کی توسیع میرے ویزا میں کر دی۔ امریکہ میں مسلمانوں کی حالت پر بڑی دلسوزی سے بات چیت کرتے رہے۔ ہم نے اجازت چاہی تو پھر کھڑے ہو کر مصافحہ کیا اور بھرپور دعاؤں سے نوازا۔ ہمیں ملاقات کر کے بہت خوشی ہوئی کہ ایک بزرگ عالمِ دین، متقی و پرہیزگار ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سے ملتے وقت یہ قطعاً احساس نہیں ہوا کہ ہم کسی آدم بو یا آدم بیزار دیو کے پاس بیٹھے تھے۔ ان کے پاس سے اٹھنے کو جی نہیں چاہتا تھا مگر ان کا وقت منصب کے لحاظ سے بہت قیمتی تھا۔ پھر شمیری بھائی کہنے لگے کہ اب آپ کی ملاقات ایک اور بزرگ عالم سے کرواتے ہیں۔ مجھے کہنے لگے کہ وہ ہیں الشیخ سعید الدعجانی، وہ کافی ضعیف ہیں مگر ان کے چہرے پر اس قدر روحانی رونق ہے کہ آدمی دیکھتا ہی رہ جاتا ہے۔ خیر اگلے روز ہم وہاں ان کے دفتر پہنچے۔ باہر پولیس کا پہرہ دیکھ کر محسوس ہوا کہ ان کا کوئی سرکاری عہدہ ہے۔ جدہ شہر کے پرانے بزرگوں سے ہیں۔ اندر جا کر ملے تو مسکراتا چہرہ دیکھ کر قلبی فرحت ہوئی۔ سفید داڑھی، خوبصورت چہرہ، آنکھوں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چمک کہ دیکھنے والے کی نظر موصوف کے چہرے کو مسلسل دیکھنے سے عاجز ہو جاتی ہے۔ یہ قدرتی شان اور رعب ہے جو تقویٰ سے پیدا ہوتا ہے۔ موصوف نے از راہ عنایت مجھے المغنی لابن قدامہ فقہ حنبلی کی بارہ جلدوں پر مشتمل کتاب مرحمت فرمائی۔

نیز انہوں نے تعارفی خط بنام امام کعبہ محمد بن عبداللہ السبیل لکھ دیا۔ 29 نومبر 97 ہمراہ برادر شمیری ہم شیخ الحرم کے دفتر میں حاضر ہوئے۔ شیخ الحرم نے پوچھا، پاکستان میں کئی فرقے ہیں مسلمانوں کے مثلاً دیوبندیہ، بریلویہ، شیعہ وغیرہ تو آپ کس فرقے سے تعلق رکھتے ہیں؟ میں نے کہا، یا شیخ! انا خریج من دارالعلوم ماموں کانجن، فرمانے لگے فنعم زرتها بہت اچھے میں نے اسے دیکھا ہے۔ اسی وقت فتاویٰ ابن تیمیہ سینتیس جلدوں میں اور دیگر دینی کتب مجھے عنایت کیں۔ موصوف چالیس برس سے امام حرم ہیں اور اس وقت ان کی عمر تریسٹھ برس ہے۔ دوران گفتگو میں نے عرض کیا، شیخنا قد ذهبت مراراً الى باكستان الآن ادعوك الى امريكة ہمارے شیخ! آپ کئی بار پاکستان کا دورہ کر چکے ہیں اب میں آپ کو امریکہ آنے کی دعوت دیتا ہوں۔ تو فرمانے لگے میں تیار ہوں جب آپ بلائیں گے۔ اس گفتگو کے حوالے سے نیو یارک کے مسلمانوں سے پیشگی اپیل ہے کہ آئندہ حج کے بعد امام حرم کو بلانے کا ارادہ ہے ذوق وشوق سے ان کے خطبہ جمعہ میں بھرپور شرکت کریں تاکہ غیر مسلم دیکھیں کہ مسلمان اپنے امام سے اتنی محبت رکھتے ہیں کہ اتنی محبت عیسائی پوپ پال سے نہیں رکھتے۔ یہ تو تھا جملہ معترضہ۔

برادرم حمود الشمیری کے مکتب میں چھ دسمبر 97 کی شام کھڑا تھا کہ ایک

سعودی نوجوان احمد علی باشاخ نے میرا نام کاغذ پر لکھا دیکھا۔ مجھے پوچھا، آپ عبداللہ دانش ہیں؟ میں نے کہا، جی ہاں، مجھے کہا! ہمیں آپ کے آنے کی خبر ہوئی تھی مگر آپ ہمارے دفتر نہیں آئے یہ نوجوان الندوة العالمية للشباب الاسلامی کے ذمہ داروں سے ہیں۔ اسی وقت مجھے اپنی گاڑی میں بٹھا کر الشیخ عبداللہ اردنی کے ہاں لے گئے۔ اردنی شیخ نے دو گھنٹے اپنے گھر میں بٹھائے رکھا اور دلچسپ باتیں ہوتی رہیں۔ پھر کتابوں کا ایک کارٹن دیا اور اپنی گاڑی میں مجھے مکتب الدعوة چھوڑ کر گئے۔

مفتی اعظم ریاض سے مکہ مکرمہ پہنچ چکے تھے۔ برادر حمود نے ٹیلیفون پر انہیں میرا تعارف کروا دیا۔ انہوں نے فرمایا۔ کل مغرب کے وقت مکہ مکرمہ میرے مکان پر آ جائیں۔ ہم نے نماز مغرب مسجد ابن باز میں ادا کی اور بعد نماز ہم ان سے ملاقات کے لیے ان کے مکان پر حاضر ہوئے جو کہ ساتھ ہی ہے۔ مکان کیا تھا بس گورنر ہاؤس کا نقشہ۔ پولیس ہر فرد کو چیک کر کے اندر جانے دیتی۔ اندر ملاقاتی ہال کے صوفے پُر ہو چکے تھے۔ صرف ایک سیٹ خالی تھی۔ وہاں مجھے برادر شمیری نے بٹھا دیا۔ جب مفتی اعظم تشریف لائے تو دیکھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوئی۔ موصوف نابینا ہیں مگر علم کا سمندر ہیں۔ تمام عرب علماء ان کے شاگرد ہیں۔ موصوف کا فتویٰ ملک بھر میں حرف آخر ہے۔ میں نے پورے ہال میں ملاقاتیوں کو دیکھا تو الشیخ ابن باز کا لباس سب سے ادنیٰ تھا کوئی ٹھاٹھ نہیں۔ سب سے پہلے میں نے ہاتھ ملایا اور اپنا نام بتایا، پوچھنے لگے این الشمیری؟ میں نے کہا، یہ پاس کھڑے ہیں۔ فرط محبت سے میں تو قالین پر ان کے قدموں میں بیٹھ گیا۔ مجھے دیکھ کر میرے رفقاء بھی صوفوں کو چھوڑ کر ان کے سامنے نیچے بیٹھ گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.Kitabosunnat.com

برادر الشمیری چھوٹی ٹیپ ریکارڈ ساتھ لائے تھے۔ الشیخ نے عربی زبان میں ہمیں اتباعِ قرآن وسنت کی نصیحتیں کیں۔ تھوڑے سے وقت میں بیش بہا علمی موتی اپنی زبان سے بکھیر دیئے۔ ان کی ساری گفتگو ہمارے پاس یادگار کے طور پر ریکارڈ ہوگئی الحمدللہ! موصوف کی عمر اس وقت نوے برس ہے۔ آواز میں رعب اور حافظے کی مضبوطی قابل رشک ہے۔ میں نے زندگی میں پہلی بار زیارت کی تھی۔ قریباً تیس برس سے غائبانہ انہیں جانتا تھا۔ ان کی قدر ومنزلت اہل علم ہی جانتے ہیں۔ میں ان کے فتاویٰ پڑھتا رہتا ہوں بالکل قرآن وسنت سے قریب اور توازن کی شان لیے ہوئے ہوتے ہیں۔ دلائل سے بھرپور ہوتے ہیں۔ حنبلی ہوتے ہوئے بھی فقہ حنبلی کے اندھے مقلد نہیں ہیں۔ بلکہ اجتہادی صلاحیتوں سے مالا مال ہیں۔

سید ابوالاعلی مودودی رحمہ اللہ نے جب 1959ء میں ارض القرآن کا سفر کیا تھا تو اس وقت سید مودودی انہیں ریاض میں ملنا چاہتے تھے۔ مگر شیخ ابن باز کو علم ہوا تو خود سید سے ملاقات کے لیے ان کی جائے قیام پر پہنچ گئے اور خود سید کو ساتھ لے کر اپنے مکان پر لائے۔ چونکہ عرب مہمان نوازی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ ان کے ہاں محاورہ ہے ''القادم یزار'' کہ مہمان سے اس کی جائے قیام پر جا کر ملاقات کی جائے اور پھر اسے اپنے ہاں بلایا جائے۔ ابن باز شروع سے ہی شوخیٔ طبع رکھتے ہیں کسی حکمران سے دب کر فتویٰ نہیں دیتے۔ سید مودودی کی ملاقات کے دوران کچھ لوگ سعودی سفیر برائے پاکستان کی دینداری کی تعریف کر رہے تھے۔ تو ابن باز بولے، عبدالحمید خطیب (سعودی سفیر) کی میں بھی بہت عزت کرتا ہوں۔ پاکستان میں ان کی سرگرمیوں کا حال سن کر بڑی مسرت ہوتی ہے۔ مگر انہوں نے رمضان کا نقشہ افطار وسحر شائع کیا تو اس پر سعودی بادشاہ اور اس کے ولی عہد کی

تصویر چھاپ کر برا کیا ہے۔ یہ چیز اچھی نہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ آگے چل کر ان کی پرستش شروع ہوجائے۔''

یہی شان بے نیازی ہے جس کی وجہ سے شیخ ہر دلعزیز ہیں۔ عرب وعجم میں اہل علم ان سے محبت کرتے ہیں۔ سعودی عرب میں تو اب بھی جو میں نے دیکھا ہے شیخ کا بہت احترام ہے اور لوگ ان سے دلی محبت رکھتے ہیں۔ کسی عرب کے سامنے شیخ کا فتویٰ پیش کیا جائے تو گردن احتراماً جھک جاتی ہے۔ یہ وہ شیخ ہے جس کے پاس دولت، عزت، علم سب کچھ ہے مگر صحیح مردِ درویش ہے۔ دبلا پتلا جسم مگر علم و عرفان سے بھرا ہوا۔ عاجزی وانکساری ان کا طرہ امتیاز۔ اگلے روز کھانے کے لیے ہمیں اپنے گھر دعوت دی۔ کھاتے وقت گوشت کے ٹکڑے توڑ توڑ کر مہمان کو کھلانے کی کوشش کرتے ہیں۔

حرم کعبہ میں تو کئی بار حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ ایک روز نماز مغرب میں میرے ساتھ ایک خوبصورت نوجوان کھڑا تھا۔ سچی بات ہے مجھے اب تک ایسا کوئی حسین نظر نہیں آیا۔ بلکہ مجھے اسے دیکھ کر حسن یوسف علیہ السلام یاد آیا۔ دل میں تمنا ہوئی کہ نماز سے فارغ ہو کر اس سے سلام کروں مگر وہ نوجوان حسن صورت کے ساتھ ساتھ حسن سیرت کا بھی پیکر تھا۔ اس نے پہل کرتے ہوئے مجھ سے سلام و مصافحہ کیا۔ میں نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ اردن سے عمرہ کے لیے آیا ہوں۔ مجھے زبردستی حرم سے قریب ہوٹل میں جہاں وہ قیام پذیر تھا لے گیا۔ مجھے کہا، میں آپ کی ضیافت کرتا ہوں مگر بہترین تب ہوگی جب آپ اردن آئیں گے اور میں آپ کو اپنی گاڑی میں ایئرپورٹ سے لاؤں گا۔ اپنے گھر کئی روز رکھوں گا۔ آپ کی رفاقت سے محظوظ ہوں گا۔ اس نے اپنا ایڈریس، فون اور فیکس نمبر دیا۔ اردن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.Kitabosunnat.com

جانے کی پر زور دعوت دی۔ اس کے حسن نے مجھ جیسے کو گرویدہ کیا۔ سرخ و سفید چہرہ اور چہرے پر پوری سیاہ داڑھی سجی ہوئی جو کہ دعوتِ دین کے لیے روس سے آزاد مسلم ریاستوں میں شوق سے کام کر رہا ہے۔ اللہ اس کی صورت و سیرت کے حسن میں برکت دے۔

ایک روز حرم میں بیٹھے ہوئے تھے تو الشیخ ظفر اللہ رحمہ اللہ مدیر جامعہ ابی بکر کے بھتیجے یحیٰ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ظفر اللہ صاحب کی حادثاتی وفات پر اپنے دل کا غم ہلکا کیا۔ چونکہ میں 70ء میں کراچی تھا اور ظفر اللہ صاحب تازہ جامعہ کراچی میں لیکچرار مقرر ہوئے تھے۔ میں ڈرگ کالونی میں مقیم تھا اکثر میرے پاس آتے۔ ایک روز کہنے لگے کہ ہمارے Head of the Department یونیورسٹی میں منتخب الحق ہیں وہ قدیم و جدید فلسفے کے ماہر ہیں۔ ان سے فلسفہ پڑھیں۔ بالآخر ہم دونوں منتخب الحق رحمہ اللہ کے پاس کراچی یونیورسٹی میں دیر تک جا کر پڑھتے رہے۔ ہم نے ریل کے پاس بنوائے اور اکٹھے جاتے آتے تھے۔

رابطہ عالمِ اسلامی میں مکہ شہر میں حاضر ہوا۔ وہاں ڈاکٹر حسن علی الاہدل مدیر عام مکتب الامین العام سے ملاقات ہوئی۔ نہایت ملنسار آدمی ہیں۔ شاید وہ امریکہ سے پی ایچ ڈی کر کے گئے ہیں۔ ایک روز مکہ شہر کی ایک مسجد میں نماز مغرب پڑھی۔ بعد نماز امام صاحب سے تعارف ہوا۔ الشیخ علی بن احمد بہت خوش ہوئے۔ مجھے اگلے روز اپنے مکتب آنے کی دعوت دی۔ میں وہاں پہنچا تو معلوم ہوا یہ شیخ عدالت کے قاضی (جج) ہیں۔ مرکز الدعوۃ میں میرا دیگر احباب سے تعارف کروایا۔ اس مرکز کے مدیر محمد امین مرزا ہیں۔ میں نے پوچھا کہ سعودی کیسے مرزا بن گئے کہنے لگے اسی سال پہلے ہمارے آباء واجداد بخارا سے ہجرت کر کے سعودی

عرب آ بسے تھے۔ پھر ہم سعودی ہو گئے۔ مرزا صاحب بہت فعال اور خلقِ باکمال رکھتے ہیں۔ بخور جلاتے اور میری داڑھی کے نیچے خود خوشبو بساتے۔ خدا انہیں خوش رکھے۔

مکتب الدعوۃ جدہ میں محمود باحاذق سے ملاقات ہوئی یہ شیخ جہاد افغانستان میں بہت سرگرم رہ چکے ہیں۔ اسی مقام پر مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری سے ملاقات ہوئی جو مدینہ یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں اور شہرہ آفاق سیرۃ النبی ﷺ پر لکھی ہوئی کتاب ''الرحیق المختوم'' کے مصنف ہیں۔ اللہ تمام علمائے حجاز کو اپنی امان میں رکھے اور ان کی دینی خدمات قبول کرے۔ الشیخ حمود الشمیری کا بہت ممنون ہوں جنہوں نے میری ملاقاتیں ان بزرگوں سے کروادیں۔

☆......☆......☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.Kitabosunnat.com

کسی مسئلہ پر اتفاقِ حرمین شریفین

سیّدنا شاہ ولی اللہؒ اپنی تصنیف "الانصاف فی بیان سبب الاختلاف" جس کا اردو ترجمہ مولانا صدر الدین اصلاحیؒ نے "اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ" کیا ہے میں لکھتے ہیں۔ کہ امام مالکؒ، اہل مدینہ کے اجماع کو شرعی حجت مانتے تھے۔ اسی طرح امام بخاریؒ نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب صحیح بخاری میں، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کے تحت ایک باب باندھا ہے۔

"باب ما ذکر النبی ﷺ و ما اجتمع علیه الحرمان، مکة والمدینة"

"جو کچھ حضور ﷺ نے بیان فرمایا۔ اور جس چیز پر حرمین شریفین یعنی اہل مکہ واہل مدینہ متفق ہوئے۔"

اس باب کا ذکر کر کے، سیّدنا شاہ ولی اللہؒ یہ استدلال لا رہے ہیں کہ علمائے اہل مکہ و مدینہ کا اجماع بھی شرعی حجت بن جاتا ہے۔ اب اس عظیم الشان دلیل کے تحت دیکھیں کہ دورِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک حرمین شریفین کے علماء کرام جرابوں پر مسح کرتے آ رہے ہیں۔ اور یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ صدیوں سے جو باشندگانِ حرمین، نسل در نسل ایک عمل کرتے آ رہے ہوں اسے کیسے رد کیا جا سکتا ہے؟ حرمین والی فضیلت تو دنیا کے باقی شہروں کو حاصل ہی نہیں

ہے۔ پھر روئے زمین سے، چاردانگ عالم سے مسلمان، حج اور عمرے کرنے، صرف حرمین جاتے ہیں اور انہی حرمین کے اماموں کے پیچھے نمازیں پڑھ کر، عنداللہ درجات عالیہ پاتے ہیں، جو امام کہ جرابوں پر مسح کرتے ہیں۔ اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہر سال لاکھوں مسلمان وہاں جا کر، ان اماموں کے پیچھے نمازیں پڑھ کر ضائع کرتے ہیں۔ جن اماموں کو اللہ کریم نے امامت کا بلند مرتبہ عطا کیا ہے۔ ایک عام مسلمان حرمِ کعبہ میں، ایک نماز ادا کرے، تو اسے ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے۔ اور جو امام کعبہ شریف کے دامن میں کھڑا ہو کر لاکھوں مسلمانوں کی امامت کروا رہا ہے اس کے ثواب کا کیا عالم ہوگا؟

جرابوں پر مسح

امام ابوداودؒ نے اپنی سنن میں، باب مقرر کیا ہے۔ "باب المسح علی الجوربین" اس کے تحت سیّدنا مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت لائے ہیں۔

ان رسول اللہ ﷺ: "توضا ومسح علی الجوربین والنعلین"

نیچے امام موصوف فرماتے ہیں کہ راوی عبدالرحمان بن مہدی یہ حدیث بیان نہیں کرتے۔ کیونکہ سیّدنا مغیرہؓ سے مشہور روایت یہ ہے۔ کہ حضور ﷺ نے موزوں (چمڑے کے) پر مسح فرمایا۔

* تشریح رواۃ: علامہ البانیؒ نے لکھا ہے۔

"قلت فان رجاله کلهم ثقات، رجال البخاری فی صحیحه محتجاً بهم"

اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں، امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راویوں کی روایات لی ہیں جو حجۃ ہے۔

آگے علامہ البانی ؒ لکھتے ہیں:

امام ابوداؤد نے جو تنقید کی ہے، هذا ليس بشئ یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ حدیث صحیح ہے۔ موزوں پر مسح کی روایت ایک مقام کی ہے اور جرابوں پر مسح کی روایت دوسرے مقام کی ہے۔ یہ اضافہ ثقات سے مقبول ہوتا ہے۔ اس اضافی روایت کا ذکر، حافظ زیلعی ؒ نے ''نصب الراية'' میں بھی کیا ہے۔

(ارواء الغليل ، جلد اول ص 138 ، نصب الراية جلد اول ، ص 185)

※ حافظ زیلعی ؒ نے، امام ابوداؤد کی طرح نو (9) صحابہ کرام ؓ کا ذکر کیا ہے جو جرابوں پر مسح کرتے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں۔

[1] سیدنا علی ؓ، [2] سیدنا ابومسعود ؓ، [3] سیدنا براء بن عازب ؓ، [4] سیدنا انس بن مالک ؓ، [5] سیدنا ابوامامہ باہلی ؓ، [6] سیدنا سہل بن سعد ؓ، [7] سیدنا عمرو بن حریث ؓ، [8] سیدنا عمر بن خطاب ؓ، [9] سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ،

※ شیخ الہند مولانا محمود حسن ؒ، اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

''اختلف العلماء في المسح على الجوربين''

''علمائے اسلام کی رائے، جرابوں پر مسح کے بارے میں مختلف ہے۔''

یعنی یہ مسئلہ چودھویں صدی کا نہیں ہے۔ بلکہ شروع سے ہی اختلاف چلا آ رہا ہے۔ کوئی شخص اس کو متفق علیہ مسئلہ قرار نہیں دے سکتا۔

(انوار المحمود على سنن ابي داؤد جلد اول ، ص 66)

※ مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی یہ باب باندھا گیا ہے:

''في المسح على الجوربين'' اس کے تحت یہ روایات ہیں۔

[1] ''ان ابا مسعود ؓ كان يمسح على الجوربين''

سیدنا ابومسعود ؓ جرابوں پر مسح کرتے تھے۔

[2] سیدنا عقبہ بن عمرو ؓ بالوں سے بنی جرابوں پر مسح کرتے تھے۔

[3] ان عمر ؓ توضأ يوم جمعة ، و مسح على جوربيه ونعليه

''کہ سیدنا عمر ؓ نے جمعہ کے روز وضو کیا، جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا پھر لوگوں کو جمعہ پڑھایا۔''

[4] سعید بن مسیب ؒ اور حسن بصری ؒ موٹی جرابوں پر مسح کرتے تھے۔

[5] امام ضحاک ؒ جرابوں پر مسح کرنے میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے۔

[6] سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ جرابوں پر مسح کو برا نہ مانتے تھے۔

[7] سیدنا سعید بن جبیر ؓ نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔

[8] سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے کہ۔''

''المسح على الجوربين، كالمسح على خفين''

''جرابوں پر مسح، موزوں پر مسح کی طرح ہے۔'' (مصنف جلد اول 242 تا 245)

مشکوۃ شریف:

※ مشکوۃ شریف، حدیث پاک کی وہ معروف کتاب ہے، جو تمام مدارسِ دینیہ میں موقوف علیہ تک کے طلبہ کو پڑھائی جاتی ہے۔

اس میں ''كتاب الطهارة'' کے ذیل میں حدیث نمبر 523 وہی منقول ہے جو پیچھے ابوداؤد شریف کے حوالے سے گزری ہے۔

مشکوۃ کے بہترین شارح ملا علی القاری ؒ، اس حدیث سیدنا مغیرہ بن شعبہ ؓ پر دونوں طرف کے دلائل لکھتے ہوئے کہ جرابوں پر مسح جائز ہے یا ناجائز، لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وقد اجاز المسح فوق الجوربين جماعة من السلف، و ذهب اليه من فقهأ الامصار منهم"

(سفیان ثوری ؒ، و امام احمد بن حنبل ؒ، و اسحاق ؒ)

"سلف صالحین میں سے ایک جماعت نے جرابوں پر مسح کرنا جائز قرار دیا ہے اور مختلف علاقوں کے فقہاء بھی اس طرف گئے ہیں، ان فقہاء میں سے، امام سفیان ثوری ؒ، امام احمد بن حنبل ؒ، اور امام اسحاق ؒ ہیں۔"

دوسری طرف، امام مالک ؒ، امام اوزاعی ؒ، امام شافعی ؒ، جرابوں پر مسح کو جائز نہیں سمجھتے۔

※ علامہ القاری ؒ مزید لکھتے ہیں کہ اس حدیث سیّدنا مغیرہ ؓ کی تردید کی گئی کہ وہ جرابوں کے بجائے چمڑے کے موزوں کا ذکر ہے۔ لیکن اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ سیّدنا مغیرہ ؓ سے دونوں لفظوں کے ساتھ (جرابوں اور موزوں) کا الگ الگ ذکر ہے۔

※ وقد عضده فعل الصحابة، اور اس حدیث مغیرہ ؓ کو صحابہ کرام ؓ کے عمل نے مضبوط کر دیا ہے۔ اور امام ابو داؤد نے آگے فرمایا کہ جرابوں پر مسح کیا ہے۔

[1] سیّدنا علی ؓ، [2] سیّدنا عبداللہ بن مسعود ؓ، [3] سیّدنا ابو امامہ ؓ، [4] سیّدنا سہل بن سعد ؓ، [5] سیّدنا عمرو بن حریث ؓ، [6] سیّدنا عمر بن خطاب ؓ اور [7] سیّدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے بھی یہی روایت ہوا ہے۔ ان علماء کے نزدیک ہر طرح کی جراب پر مسح جائز ہے۔

بخلاف امام ابو یوسف ؒ، امام محمد ؒ، اور اخیر پر امام ابو حنیفہ ؒ نے بھی

مشروط جرابوں پر مسح فرمایا اور اسی پر فتویٰ ہے۔ یعنی حنفی مذہب کا۔

※ علامہ القاری ؒ نے دونوں طرف کے دلائل بیان کر کے حقیقت واضح کر دی ہے کہ اہل علم میں اس مسئلہ پر اختلاف ہے۔ جرابوں پر مسح کرنے کے دلائل بھی بیان کر دیئے اور ناجائز کہنے والوں کے دلائل بھی دے دیئے۔ جس مسلمان کو جس کی تحقیق پر اطمینان ہو وہ اس پر عمل کر سکتے ہیں اس پر شدت اور تعصب کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ سب مسلمانوں کو نیک نیتی سے عمل کرنے پر اجر ملے گا۔ ان شاء اللہ

بذل المجهود:

سنن ابی داؤد کی عظیم الشان شرح بذل المجہود عربی زبان میں تیرہ جلدوں میں محدث کبیر سیّدنا مولانا خلیل احمد سہارن پوری ؒ نے لکھی ہے۔

"باب المسح علی جوربین" کے نیچے لکھا ہے،

"ای هل یجوز المسح علی جوربین ام لا؟"

"کیا جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں؟"

"والجورب۔ ما یلبس الرجل لدفع البرد والغبار ممالایسمی خفا ولا جُرموقا"

"جوراب وہ ہے جسے آدمی، سردی سے بچنے یا ایسی ہی وجہ سے پہنتا ہے، اسے (خُف) موزے اور جرموق (Over Shoes) کا نام نہیں دیا جاتا۔"

※ حدیث مغیرہ ؓ کی شرح میں فرماتے ہیں۔

"قلت، وهذا اذا کان حکایة فعل واحد"

"میں کہتا ہوں، یہ روایت قابل اعتراض تب ہو گی اگر اس بیان کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ہی عمل مانا جائے۔"

"واما اذا کان حکایة فعلین مختلفین و قعافی وقتین حینئذ لا یضره الروایة المعروفة عن المغیرہ ؓ فی المسح علی الخفین"

"اگر اس روایت سے مراد دو علیحدہ علیحدہ موقع پر مانا جائے تو سیّدنا مغیرہ ؓ کی روایت کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔"

"بل یقال۔ ان المغیرة راہ ﷺ مسح علی الخفین فی وقت فرواه کما رأیٰ"

"کہا جائے گا کہ مغیرہ ؓ نے ایک وقت میں، حضور ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا، جو دیکھا بیان کر دیا۔"

"وکیف وقدقال الترمذی بعد تخریج هذا الحدیث۔ هذا حدیث حسن صحیح"

"اور کیسے اعتراض ہو سکتا ہے؟ جبکہ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور صحیح کہا ہے۔"

※ یہ دلائل جواز مسح کے ہم نے "بذل المجهود" سے نقل کر دیئے۔ باقی دلائل عدم جواز کے بھی علامہ موصوف ؒ نے لکھے ہیں جو فقہ حنفی کی ترجمانی کرتے ہیں۔

اس شرح سے بھی ثابت ہوا کہ جرابوں پر مسح، یکطرفہ دلائل نہیں رکھتا۔ بلکہ دونوں طرف کے دلائل موجود ہیں۔ جس پر اطمینان قلب ہو، مسلمان عمل کر سکتا ہے۔ اللہ کی شریعت اتنی تنگ نہیں ہے، جتنا متعصب لوگوں نے اسے بنا رکھا ہے۔

المغنی:

فقہ حنبلی کی کتاب المغنی مع الشرح الکبیر ہمارے ہاں بارہ ضخیم

جلدوں میں ہے۔ پہلے تو اسی کے نیچے شرح میں یہ عبارت ہے۔

"قال ابن المنذر، یروی اباحة المسح علی الجوربین من تسعة من اصحاب رسول اللہ ﷺ"

جرابوں پر مسح کے جواز پر نو صحابہ کرام ؓم سے روایات ملتی ہیں۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

1 سیّدنا علی ؓ، 2 سیّدنا عمار ؓ، 3 سیّدنا ابن مسعود ؓ، 4 سیّدنا انس ؓ، 5 سیّدنا ابن عمر ؓ، 6 سیّدنا براء ؓ، 7 سیّدنا بلال ؓ، 8 سیّدنا ابن ابی اوفی ؓ، 9 سیّدنا سہل بن سعد ؓ،

قول ہے کہ تابعین میں سے، عطاء ؒ، حسن بصری ؒ، سعید بن مسیّب ؒ، امام ثوری ؒ، ابن مبارک ؒ، امام اسحاق ؒ یعقوب ؒ، اور محمد ؒ کا۔ دوسری طرف امام ابو حنیفہ ؓ، امام مالک ؒ، اوزاعی ؒ، شافعی ؒ، وغیرہم نے کہا کہ جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے۔ جب تک کہ وہ چلنے میں مضبوط نہ ہوں۔ آگے ابن قدامہ مقدسی ؒ لکھتے ہیں۔

ہمارے لیے دلیل وہی حدیث مغیرہ ؓ ہے۔ کہ حضور ﷺ نے جرابوں اور جوتوں پر مسح فرمایا۔ اس حدیث کو مسند احمد، ابو داؤد اور ترمذی نے نقل کیا ہے۔ جرابیں معمول نہ تھیں ورنہ جوربین کے ساتھ اضافہ نعلین کا نہ ہوتا۔

"ولان الصحابة ؓم مسحوا علی جوارب"

"مذکورہ صحابہ کرام ؓم نے جرابوں پر مسح کیا۔"

"ولم یعرف لهم مخالف فی عصرهم"

"ان کے زمانے میں کسی نے ان سے اختلاف نہ کیا۔" (المغنی اول، ص151)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

آگے صفحہ 303 پر یہ اضافہ بھی ہے

"فکان اجماعا"

یعنی جرابوں پر مسح کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر، ان کے زمانے میں جب ایک بھی صحابی سے ان کی مخالفت ثابت نہیں ہے تو اسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع کہیں گے۔

❊ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جرابوں پر مسح کی روایات صحیح ہیں اور امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے اسے اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم قرار دیا ہے، کیونکہ کسی صحابی کا اس پر اعتراض ثابت نہیں ہے تو یہ بہت وزنی دلیل ہے، ان لوگوں کے حق میں جو جرابوں پر مسح کرتے ہیں۔

لہٰذا جرابوں پر مسح کرنے یا نہ کرنے پر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یکطرفہ طور پر یہ مسئلہ متفق علیہ ہے اور ساری امت کے علماء اور سارے مسالک ایک ہی نظریہ رکھتے ہیں۔

الکوکب الدری

❊ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"ان فی مسح الجوارب مذاهب"

"بے شک جرابوں پر مسح کرنے والے متعدد مذاہب ہیں۔"

1 "جواز المسح علیها مطلقا ثخانا کانت اولا، منعلة کانت او لا، وهذا ماذهب الیه شرذمه قلیلة من اهل الظاهر"

"ایک گروہ ہر طرح کی جراب پر مسح کے جواز کا قائل ہے، چاہے جراب

موٹی ہو یا نہ ہو۔ چاہے، اس پر پاتابہ ہو یا نہ ہو۔ اس نظریے کے قائل تھوڑے لوگ ہیں جن کا تعلق اہل ظاہر سے ہے۔"

2 دوسرا گروہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے جو ان جرابوں کو موٹا اور پاتابہ چڑھا ہوا کہتے ہیں۔ وغیرہم (الکوکب الدری، جلد اول، 62)

فقہ السنۃ

❊ فقہ السنۃ، تین عربی جلدوں میں، اس وقت بہت معروف اور متداول ہے عرب دنیا میں السید سابق رحمہ اللہ نے عنوان مقرر کیا ہے۔

"مشروعية المسح على الجوربين" جرابوں پر مسح کا شرعی جواز۔

آگے لکھتے ہیں کہ کثیر صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایات ہیں اس کے بارے میں گیارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام لکھے ہیں اور پانچ معروف تابعین کے۔

پھر لکھا ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ نے موٹی جراب پر مسح جائز کہا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا۔ حضرت رحمہ اللہ نے وفات سے تین یا سات روز قبل موٹی جرابوں پر مسح فرمایا اور اپنی عیادت کرنے والوں سے کہا۔

"فعلت ما كنت انهى عنه"

"آج میں نے وہ عمل کیا، جس سے میں تمہیں منع کیا کرتا تھا۔"

السید سابق رحمہ اللہ آگے لکھتے ہیں:

ہر اس چیز پر مسح ہو سکتا ہے جو پاؤں کو چھپا لے، لفافوں کی طرح، اور یہ لفافے سردی سے بچنے یا پاؤں ننگا رہنے سے، یا زخموں کو محفوظ کرنے کے لیے پہنے جائیں۔ فرماتے ہیں اگر چرمی موزوں پر مسح جائز ہے تو جرابوں پر اس سے بھی زیادہ جائز ہے۔ اور جو دعویٰ کرے ان میں سے کسی مسئلہ پر اجماع کا تو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"فليس معه الا عدم العلم"

"وہ علم سے کورا ہے۔"

اس باب میں وسیع رخصت ہے اور یہ شریعت کی خوبیوں میں سے ہے۔

آگے لکھتے ہیں:

"وما اشترطه بعض الفقهاء من ان الخف لابد ان يكون ساتراً لمحل الفرض۔ و ان يثبت بنفسه من غير شد مع امكان متابعة المشي فيه، قد بين شيخ الاسلام ابن تيميه ؒ ضعفه في الفتاوىٰ"

"بعض فقہاء نے جو شرائط مقرر کی ہیں کہ جراب سے پاؤں کا چمڑا نظر نہ آئے، اور بغیر باندھے خود بخود قائم رہے، چلتے وقت اترے نہیں۔ امام ابن تیمیہ ؒ نے ان شرائط کو ضعیف قرار دیا ہے۔"

"والجوارب، لفافة الرجل وهو المسمى بالشراب عند المصريين" (فقه السنة جلد اول ، 56)

"جراب وہ لفافہ ہے، جو پاؤں کو چھپا لے مصری لوگوں نے اس جراب کا نام شراب رکھا ہے۔"

المحلی بالآثار

علامہ ابن حزم ؒ نے المحلی بالآثار کی بارہ جلدیں لکھی ہیں۔

فرماتے ہیں، حدیث مغیرہ ؓ دلالت کرتی ہے کہ مسح تب ہے جب باوضو ہو کر موزے پہنے ہوں۔ حدیث حذیفہ ؓ حضر میں مسح کرنے کی ہے۔ دوسری روایت مغیرہ ؓ سے جرابوں پر مسح کی ہے۔ حدیث میں عموم ہے جس چیز سے بھی

پاؤں ڈھک جائیں۔

آگے لکھتے ہیں کہ سلف صالحین کی ایک جماعت سے روایات منقول ہیں۔

مذکور صحابہ کرام ؓ و تابعین ؒ کے نام وضاحت سے لکھتے ہیں۔ انہوں نے بھی لکھا ہے کہ جرابوں پر مسح کرنے والے صحابہ ؓ پر ان کے زمانے میں کسی ایک صحابی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔

❊ مخالفت کرنے والوں میں امام ابو حنیفہ ؒ، امام مالک ؒ اور امام شافعی ؒ کے نام لکھے ہیں، آخر پر فرماتے ہیں۔

"اشتراط التجليد خطأ لا معنى لهم"

"جرابوں کا سخت ہونا، خطا ہے، اس کے کوئی معنی نہیں۔"

"لانه لم يأت به قرآن ولاسنة ولا قياس"

"کیونکہ یہ شرط نہ قرآن میں، نہ سنت رسول ﷺ میں، نہ قیاس میں ہے۔"

"والمنع من المسح على الجوربين خطأ لانه خلاف السنة الثابتة عن رسول الله ﷺ و خلاف الآثار"

"جرابوں پر مسح سے روکنا غلطی ہے، کیونکہ یہ حضور ﷺ سے پختہ سنت اور آثارِ صحابہ ؓ کے خلاف ہے۔"

(المحلی جلد اول ، 322)

الفتح الربانی

یہ کتاب شرح ہے مسند احمد کی، اس کی چوبیس جلدیں ہیں۔

امام احمد عبدالرحمان البنا ؒ لکھتے ہیں کہ الجورب لفافة الرِجل یعنی جراب وہ ہے جو لفافے کی طرح پاؤں کو ڈھانپ لے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"غشاء للقدم مِن صوف يتخذ للدفاء وهو التسخان"

''اون سے بنا ہوا لفافہ جو پاؤں کو چھپالے، یہ پاؤں کو گرم رکھنے کے لیے پہنا جاتا ہے۔'' (الفتح الربانی دوم، 71)

عارضۃ الاحوذی

یہ کتاب ترمذی شریف کی عربی شرح ہے۔ اس کی سات جلدیں ہیں۔

پہلے تو امام ترمذی رحمہ اللہ کو دیکھیں، حدیث مغیرہ رضی اللہ عنہ نقل کرنے کے بعد باب کے آخر میں یہ واقعہ لائے ہیں۔ ابو مقاتل سمرقندی کہتے ہیں۔ کہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی بیماری کے وقت حاضر ہوا۔ اور اسی بیماری میں وہ وفات پا گئے تو امام صاحب نے پانی منگوایا، وضو کیا، جرابیں پہنے ہوئے تھے ان پر مسح کیا۔ پھر فرمایا۔

"فعلت اليوم شيئا لم اكن افعله مسحت على الجوربين وهما غير منعلين"

''آج میں نے وہ کام کیا جو پہلے کبھی نہ کیا تھا۔ میں نے صرف جرابوں پر مسح کیا ہے، جن کے اوپر کچھ نہ چڑھایا گیا تھا۔''

یہ تو تھی ترمذی کی اصل عبارت۔

اب دیکھیں شارح ابن العربی المالکی کو، فرماتے ہیں:

"اختلف العلماء في المسح على الجوربين على ثلاثه اقوال"

''اہل علم نے جرابوں پر مسح کے تین نظریے پیش کئے ہیں۔ نمبر ایک کہ جرابیں سخت اور موٹی ہوں۔ نمبر دو جوتے سمیت جرابوں پر مسح کرنا، نمبر تین ہر طرح کی جراب پر مسح جائز ہے بغیر کسی شرط کے۔''

(عارضۃ الاحوذی اول ص124)

شرح ترمذی علامہ احمد شاکر مصری رحمہ اللہ

یہ شرح چھ جلدوں میں ہے۔

فرماتے ہیں،

"وقد روى الناس عن المغيرة احاديث المسح في الوضوء،"

''لوگوں نے مغیرہ رضی اللہ عنہ سے وضو میں، مسح کی احادیث بیان کی ہیں۔''

"فمنهم من روى المسح على العمامة"

''ان میں سے کسی نے پگڑی پر مسح کی روایت بتائی۔''

"ومنهم من روى المسح على الجوربين"

''انہی میں سے کسی نے جرابوں پر مسح کی حدیث بیان کی۔''

"وليس شئ منها مخالف للآخر"

''ان روایات میں باہم کوئی اختلاف نہیں ہے۔''

"اِذْ هِيَ احاديث متعددة"

''یہ کئی احادیث ہیں۔''

"و روايات عن حوادث مختلفة"

''اور مختلف اوقات کے یہ واقعات ہیں۔''

اور سیّدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی قریباً پانچ سال صحبت پائی، عقل تسلیم کرتی ہے کہ حضور ﷺ کے کئی مقامات پر وضو کو انہوں نے دیکھا۔ جو کچھ دیکھتے رہے بیان کرتے رہے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے ایک شاگرد نے ایک مسح والی حدیث سنی، دوسرے شاگرد نے دوسری حدیث سنی۔ علامہ شاکر رحمہ اللہ آگے لکھتے ہیں۔

"اشتراط ان يكونا ثخينين ليس عليه دليل اصلا"

''جرابوں پر سخت ہونے کی کوئی دلیل قطعاً موجود نہیں ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وقد ثبت المسح علی جوربین من غیر قید بوصف معین"

''جرابوں پر مسح بغیر کسی شرط کے ثابت ہے۔''

"فیبقی علی الاصل فی جوازه علی کل جوربین"

''حدیث اصل، جرابوں پر مسح جائز کرتی ہے۔''

"وقد اختلفوا فی ذلك اختلافا کثیرا"

''اس مسئلے پر بہت سارا اختلاف کھڑا کر دیا گیا۔''

آگے صحابہ ؓ کے سارے آثار نقل کرتے ہیں اور آخر پر لکھتے ہیں کہ سیّدنا انس ؓ کی حدیث بتاتی ہے کہ خفین (موزے) جوربین (جرابیں) ایک ہی چیز ہیں کیونکہ وہ عرب کے اہل زبان تھے۔ ان دونوں کا مقصود پاؤں کو چھپانا ہے، نہ کہ یہ دیکھتے پھریں، وہ چمڑے کے ہیں یا اون کے۔ (شرح ترمذی جلد اول، 215)

فتاویٰ شیخ ابن باز ؒ

علم شریعت کی دنیا میں، سماحۃ الشیخ ابن باز ؒ مفتی دیار السعودیہ کا نام ایک زمانے تک گونجتا رہے گا۔ ان کے فتاویٰ کی 25 سے زائد جلدیں ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

"یجوز المسح علی جوربین اذا کان ساترا للقدمین والکعبین"

''جرابوں سے جب پاؤں اور ٹخنے چھپے ہوں تو ان پر مسح جائز ہے۔''

"لانه قد صح عن النبی ﷺ فی الاحادیث الصحیحة"

''کیونکہ نبی ﷺ سے صحیح حدیثوں سے یہ ثابت ہے۔''

(فتاویٰ ابن باز جلد دہم 106)

ہلال عید

غرہ شوال! اے نور نگاہ روزہ دار
آ کہ تھے تیرے لیے مسلم سراپا انتظار
تیری پیشانی پہ تحریر پیام عید ہے
شام تیری کیا ہے، صبح عیش کی تمہید ہے

اقبال ؒ فرماتے ہیں ''اے عید کے چاند! روزہ دار کی آنکھوں میں تیرا وجود خوشی کا باعث ہے۔ تیرے آنے کا سب مسلمانوں کو بہت انتظار رہتا ہے۔ تیرے ماتھے پر عید کا پیغام لکھا ہوتا ہے۔ تیری شام دراصل صبح عیش کی نشانی ہے۔''
یعنی صدیوں سے عید کا چاند مسلمانوں کے لیے خوشیوں کا سبب ہوتا تھا۔ محبت و سرور اور مبارکباد کے پیغامات وصول ہوتے تھے۔ ہم جب بچے تھے، عید کے چاند کے لیے نماز مغرب کے فوراً بعد اپنے بڑوں کو اونچی جگہ کھڑے آسمان پر نگاہیں جمائے دیکھتے تھے۔ جونہی چاند نظر آتا، خوشیوں کی لہر دوڑ جاتی۔ نہ انٹرنیٹ تھا نہ موبائل فون تھے نہ ٹی وی تھا۔ سب مسلمانوں کا براہ راست رابطہ کا ذریعہ یہ تھا کہ زمین پر کھڑے ہو کر اپنی نگاہوں سے افق پر چاند دیکھتے۔ چاہے کوئی جنگل میں ہو یا پہاڑ کی چوٹی پر، صحرا میں ہو یا آبادیوں میں، واحد ذریعہ نظر مسلم عید سعید کا چاند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھ لیتی تھی۔ وہ سادہ زمانہ کتنا اچھا تھا۔ اب ماہرین فلکیات اور سائنس کے ماروں نے مسلمانوں کی وحدت پارہ پارہ کر ڈالی اور چاند کی خوشیوں کو غم میں بدل دیا۔ ایک ہی ملک، ایک شہر، ایک ہی محلے کے رہنے والے مسلم رمضان کے آخر میں کوئی روزہ رکھے ہوئے ہے، کوئی عید منا رہا ہے اور اتحاد ملت ٹکڑے ٹکڑے، صرف اپنی اپنی انا لیے پھرتے ہیں کہ میں ہی درست ہوں باقی سب غلط ہیں۔ کاش! کبھی کوئی اپنی خطا مان لیتا، کوئی جھک جاتا۔ بس غیروں کے آگے جھکنا سیکھ لیا، اپنوں کے آگے اکڑنا سیکھ لیا۔ اسی حالت زار پر اسی نظم میں آگے چاند کو خطاب کر کے اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قافلے دیکھ اور ان کی برق رفتاری بھی دیکھ
رہرو درماندہ کی منزل سے بیزاری بھی دیکھ

یعنی مسلمان قوم دنیا میں وہ نرالی قوم ہے جو اپنی منزل مقصود سے ہی بیزار ہے اور اگر کوئی اللہ کا بندہ اس قوم کو اس کی منزل کی طرف لے جانا چاہے تو اسے محسن سمجھنے کے بجائے ''کافر'' قرار دیتی ہے۔ مختصر یہ کہ زبان سے تو ہر فرد یہ کہتا ہے کہ منزل مقصود کعبہ ہے لیکن رخ ہر ایک کا لندن، ماسکو نیویارک و واشنگٹن ہے۔

اسلام اور ماہرین فلکیات

ہم نے جس پیغمبر ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے۔ ان کا نام نامی ہے سیّدنا محمد ﷺ، ہم نے کسی ماہر فلکیات (Astronomer) کا کلمہ نہیں پڑھا۔ نہ ہم اپنے نبی ﷺ کے علاوہ کسی پر ایمان لائے ہیں، نہ کسی کی بات پیغمبر کے مقابلے میں ماننے کو تیار ہیں۔ اب ہم دربار نبوت ﷺ سے فیصلہ لینے کے پابند ہیں، کیونکہ اللہ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا۔

''اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں، پھر جو کچھ تم حکم فرماؤ اپنے دلوں میں اس کی رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔''

تشریح:

یعنی اس وقت تک یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ ان کا یہ حال نہ ہو جائے کہ اپنے تمام دینی و دنیاوی جھگڑوں میں آپ ﷺ کو حاکم اور جج نہ مانیں۔

آپ ﷺ کو صرف حاکم ماننا ہی کافی نہیں ہے بلکہ مومن کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ آپ ﷺ کے فیصلہ سے تنگ دل نہ ہو، اسے قبول کرنے میں دل میں تردد نہ ہو بلکہ پورے طور پر آپ ﷺ کے فیصلہ پر سر نیاز جھکا دے۔

(حوالہ تفسیر نعیمی، مفتی احمد یار خان، جلد 5 ص 192,187)

''سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف (جج) جانیں، اس جھگڑے میں جو ان میں اٹھے، پھر نہ پاویں اپنے جی میں تنگی، تیرے فیصلے سے اور قبول کریں خوشی سے۔''

تشریح:

آنحضرت ﷺ صرف حاکم ہی نہیں بلکہ رسول ﷺ معصوم بھی ہیں۔ رحمۃ للعالمین بھی اور امت کے شفیق و مہربان باپ بھی ہیں۔ اس لیے باہم اختلاف کی نوبت آئے تو فریقین کا فرض ہے۔ کہ رسول کریم ﷺ کو حاکم بنا کر اس کا فیصلہ کرائیں اور پھر آپ ﷺ کے فیصلے کو دل و جان سے تسلیم کر کے عمل کریں۔

(حوالہ تفسیر معارف القرآن، جلد 2، ص 461,460 مفتی محمد شفیع)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ نے ماہرین فلکیات کے بارے میں کیا فرمایا؟

رسول ﷺ نے فرمایا!

''ہم (بظاہر) ان پڑھ ہیں، نہ لکھتے ہیں، نہ حساب کرتے ہیں''

(فتاویٰ رضویہ جلد 10، 380)

تشریح:

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ہم بحمد اللہ اپنے نبی امی ﷺ کی امی امت ہیں ہمیں کسی کے حساب کتاب سے کیا کام؟ جب تک رویت ثابت نہ ہوگی، نہ کسی کا حساب سنیں گے، نہ تحریر مانیں گے، نہ قرائن دیکھیں گے۔ نہ اندازا جانیں گے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 10 ص 462)

تنبیہہ:

آج کل اسلامی ریاستوں میں بھی قضاۃ وحکام اکثر بے علم ہوتے ہیں تو عالم دین ان پر بھی مقدم ہیں۔ (حوالہ مذکور، 455)

تنبیہہ:

علم دین، فقہ وحدیث ہے۔ منطق وفلسفہ کے جاننے والے علماء نہیں ہیں یہ امور متعلق فقہ ہیں۔ تو جو فقہ میں زیادہ ہے وہی بڑا عالم دین ہے۔ (حوالہ مذکورہ)

جہاں ریاستیں اسلامی ہیں، ان بلاد میں جو عالم دین سنی المذہب سب سے زیادہ علم فقہ رکھتا ہو، وہ بحکم شرع سردار مسلمانان ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اپنی دینی باتوں میں اسی کی طرف رجوع کریں اور اس کے فتووں پر عمل کریں۔ تو چاند دیکھنے والے پر بھی واجب ہے کہ اس شب اس کے حضور حاضر ہو کر ادائے شہادت کرے۔ (حوالہ مذکورہ، ص454)

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''صحیح مذہب کے مطابق نجومیوں کے قول کا اعتبار نہیں، اگرچہ وہ عادل ہوں۔'' (حوالہ مذکورہ، ص444)

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل کی روشنی میں:

29 اگست 2011ء کو سعودی عرب کے مختلف علاقوں میں جن لوگوں نے اپنی آنکھوں سے چاند دیکھ کر شہادتیں دیں جن کی توثیق مفتی اعظم سعودیہ الشیخ عبدالعزیز نے کی ان کے خلاف ایک ماہر فلکیات نے یہ بیان داغ دیا کہ 29 اگست شام کو چاند کا نظر آنا مشکل تھا۔

دونوں فریقوں میں سے شرعی اعتبار سے کس کی بات معتبر ہے اور کس کی نامعتبر؟ گذشتہ سارے دلائل فتاویٰ رضویہ کو سامنے رکھ کر ہر مسلمان خود فیصلہ کر سکتا ہے۔

موجودہ ہلال شوال سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ بادشاہ کی تلوار مذہبی امور میں علماء کی گردن پر نہیں لٹکتی۔ ہمیں آج تک امریکہ میں بیس سال سے کہا گیا کہ سعودی عرب میں چاند نہیں دیکھا جاتا وہ اپنے سالانہ کیلنڈر کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ جھوٹ بھی کھل گیا ورنہ مفتی دیارالسعودیہ کی بات نہ مانی جاتی بلکہ ماہرین فلکیات کی بات منوائی جاتی جو سالانہ کیلنڈر بنواتے ہیں۔ اگر مفتی دیارالسعودیہ حکومت کا تنخواہ دار ہے تو پاکستان رویت ہلال کمیٹیوں کے چیئرمین کس کے تنخواہ دار ہیں؟ اگر مفتی دیارالسعودیہ کی گردن پر حکومت کی تلوار ہے۔ تو مصر کے مفتی اعظم الدکتور علی جمعہ کی گردن پر سعودی بادشاہ کی تلوار نہیں لٹکتی۔ انہوں نے کیوں ماہر فلکیات کا رد کیا؟ اور سعودی علماء کی حمایت میں بیان دیا۔ اس جرم کے تنہا مفتی سعودیہ مرتکب نہیں پائے گئے بلکہ مصری حکومت، اردن کی حکومت، کویت کی حکومت، یمن کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت، ترکی حکومت، شام وغیرہ کی حکومتیں بھی اسی جرم میں ملوث ہیں، صرف سعودی حکومت اور علماء کو کیوں نشانہ بنایا گیا؟ صرف سعودی حکومت پر بہتان باندھا گیا کہ وہ ایک بلین ریال کفارہ ادا کرے گی؟ جن دوسری مسلم حکومتوں نے اسی روز عید منائی۔ انہوں نے کتنے بلین کفارے کا اعلان کیا؟ یہ بھی عوام الناس کو بتلا دیا جاتا تا کہ مخفی خبر سے سب لوگ باخبر ہو جاتے۔

ایک علاقے کا چاند سارے جہان کے لیے ہے

مولانا محمد امجد علی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، ایک جگہ چاند ہوا تو وہ صرف وہیں کے لیے نہیں، بلکہ تمام جہان کے لیے ہے مگر دوسری جگہ کے لیے اس کا حکم اس وقت ہے کہ ان کے نزدیک اس دن تاریخ میں چاند ہونا شرعی ثبوت سے ثابت ہو جائے۔

(درمختار) (بہار شریعت حصہ پنجم صفحہ 55)

قاضی سے اختلاف نہ کریں

حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ ظاہراً قواعد سے معلوم ہوتا ہے کہ قاضی کے ساتھ اختلاف نہ کرے، نہ عملاً نہ اعلاناً نہ اعمالاً۔ تعذر (مشکل) کے وقت اس بات خاص میں وہ قائم مقام قاضی شرع کے ہے۔ البتہ جب قاضی کی خطا اس پر واضح ہو جائے، تو خاص لوگوں کو حقیقت کی اطلاع ایسے طور سے کر دے، کہ تشویش وفتنہ نہ ہو۔ (امداد الفتاویٰ جلد دوم، ص 139)

تشریح:

یعنی اختلاف رائے ہو جانے سے یا قاضی سے خطا ہو جانے پر اسے اچھالنے کا حکم فقہ کی کتابوں میں نہیں ہے بلکہ فتنہ وفساد سے بچنے کی تدبیریں بتائی گئی ہیں کیونکہ قرآن کریم مسلمانوں کو فتنے سے روکتا ہے۔

"وقتل کرنا اگرچہ برا ہے مگر فتنہ اس سے بھی برا ہے۔" (البقرہ:191)

"فتنہ خونریزی سے شدید تر ہے۔" (البقرہ:217)

علمائے اسلام اور اخبارات وجرائد سے گزارش

امت مسلمہ پہلے ہی صدیوں سے درندوں اور وحشیوں کے نرغے میں گھری ہوئی ہے، اسے مزید افتراق سے بچانے کی فکر کریں۔ جلتی پر تیل کا کام نہ کریں۔ میں پچاس سالہ دینی تعلیمات کا طالب علم ہوتے ہوئے برملا کہتا ہوں کہ مسلمانوں کے مختلف مسلکوں کی کتابوں میں اصولی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ صرف فروعی مسائل میں اختلاف ہے، اگر اتفاقی مسائل کا تناسب نکالا جائے تو پچانوے فیصد مسائل پر تمام مسلکوں کا اتفاق ہے۔ اختلافی مسائل کا تناسب صرف پانچ فیصد ہے اور وہ بھی جزئی چیزوں پر نہ کہ بنیادی چیزوں پر۔ لہٰذا اعلانیہ اسٹیجوں پر کہہ رہے ہیں کہ ہماری اصل مذہبی کتابیں قرآن کریم کی تعلیمات سے ملتی جلتی ہیں۔ ہر مذہب کے اول نمبر کے علماء حقائق جانتے ہیں اور کبھی بیان بھی کر دیتے ہیں۔ سارا فساد دنیا میں دو نمبری علماء کا پیدا کیا ہوا ہے۔

ماہرین فلکیات کے بارے میں ملا علی القاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں

1. اگر کوئی ماہر فلکیات رمضان کا روزہ چاند دیکھے بغیر، صرف اپنے علم نجوم پر رکھے گا وہ گنہگار ہوگا۔
2. اگر ایسا آدمی اپنے باطل نظریے پر عید الفطر منائے گا وہ فاسق قرار پائے گا۔ اس پر کفارہ واجب ہے۔
3. اگر ایسا شخص اپنے فلکی حساب سے روزہ نہ رکھ کر عید کرے کہ یہ فرض اور واجب ہے تو کافر ہو جائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملاعلی القاری ؒ آگے فرماتے ہیں۔فلکیات والوں کا عمل جس کے وہ عادی ہو چکے ہیں، یہ ہماری ہدایت اور ہمارے دین کا طریقہ نہیں ہے۔آگے فرماتے ہیں۔کوئی اگر قرآن کریم کی یہ آیت ''اور ستارے سے وہ راہ پاتے ہیں'' (ترجمہ تفسیر نعیمی،سورہ نحل،16) پیش کرے تو اسے بتائیں، یہ رہنمائی ستارے سے پانے کا مطلب ہے۔کہ ستارے کو دیکھ کر شب کا مسافر اپنے قبلہ کا رخ معلوم کرتا ہے۔ نہ کہ فلکی حساب دانوں کی رہنمائی ہے۔

(حوالہ،مرقاۃ المفاتیح جلد چہارم،ص466,462)

ستاروں سے رہنمائی کا مطلب

مفتی اقتدار احمد خان نعیمی صاحب اسی آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں۔علم نجوم سے مراد، اگر علم توقیت وعلم جغرافیہ یعنی راستے اور سمتیں معلوم کرنا لیا جائے تو یہ علم سیکھنا جائز بلکہ ہر مسلمان پر فرض علی کل مسلم ہے۔اور اگر صرف عام والا علم نجوم مراد ہو تو یہ سیکھنا سکھانا اور نجومیوں سے قسمت کا حال پوچھنا اور اس پر یقین کر لینا سب حرام ہے۔ (حوالہ،تفسیر نعیمی جلد 14،ص196)

اسی پر علامہ اقبال ؒ فرماتے ہیں:

ترے مقام کو انجم شناس کیا جانے
کہ خاک زندہ ہے تو تابع ستارہ نہیں

یعنی اے مسلمان! تو ناحق نجومیوں سے پوچھتا پھرتا ہے کہ میری قسمت کیسی ہے؟ آج کل میں کس ستارہ کے زیر اثر ہوں؟ اے نادان! جمادات و نباتات ستاروں کے تابع ہوں تو ہوا کریں۔تو ان کے تابع نہیں ہے۔اگر تو اپنی خودی کو مستحکم کر لے تو یہ کائنات خود تیری مطیع ہو جائے گی۔

اکثر چاند انتیس دن کا ہوتا ہے،تیس دنوں والے مہینے کم ہوتے ہیں۔ملا علی القاری ؒ لکھتے ہیں۔

صحیح روایت سے صحابہ کرام ؓ کی ایک جماعت نے بیان کیا۔ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ تیس روزوں کی نسبت اکثر انتیس روزے رکھے۔

بعض حفاظ حدیث نے کہا کہ رسول ﷺ نے مدینہ شریف میں کل نو رمضان گزارے تھے۔ان میں سے صرف دو رمضان تیس دن کے ہوئے تھے۔باقی سات رمضان انتیس دنوں کے ہوئے تھے۔

(حوالہ،مرقاۃ المفاتیح،جلد چہارم،ص466)

لہٰذا مسلمانوں پر تیس روزے پورے کرنا فرض نہیں ہے۔یہ نہ کہا کریں کہ ہمارا ایک روزہ کھایا گیا۔جب انتیس روزے کے بعد کہیں چاند کی پختہ خبر آ جائے تو اسی کی پابندی کریں۔خواہ مخواہ شریعت کو تنگ نہ کریں۔

اللہ کا فرمان ہے:

''اللہ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے،سختی کرنا نہیں چاہتا۔''

(البقرہ: 185)

حضور ﷺ کا فرمان ہے،''لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرو مشکل پیدا نہ کرو،لوگوں کو خوشخبری دیا کرو نفرت والی چیزیں نہ بتایا کرو۔''

(مشکوۃ شریف،حدیث نمبر3722)

لہٰذا انتیس روزے اگر اللہ چاند کے ذریعے بتاتا ہے تو بھی خوشی کی بات ہے وہ ثواب پورے مہینہ کا دے گا۔کم نہیں کرے گا کیونکہ اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے۔وہ بڑا سخی اور داتا ہے۔ہماری طرح کم ظرف نہیں وہ تو اپنے

www.KitaboSunnat.com

منکروں پر بھی بے تحاشا نعمتیں لٹاتا ہے۔ اپنے پیاروں کو کیسے محروم کرے گا جو اسے ہر وقت راضی کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں؟

اپنے بارے میں کھلی وضاحت

1 ہماری اس تحریر سے کسی بھی دوست کو یہ شک نہ گزرے کہ سعودیہ ہمیں تنخواہ دیتا ہے۔ نہ یہ خیال کیا جائے کہ ہم سعودی ملوکیت کو خلافت راشدہ سمجھتے ہیں بلکہ یہ اسی ملوکیت کا تسلسل ہے جو بنوامیہ نے چاروں برحق خلفاء راشدین کے الٰہی نظام کی بساط لپیٹ کر اس کی جگہ وہی قیصر وکسریٰ کا راج قائم کیا جسے نبی ﷺ اور خلفاء راشدین نے مٹایا تھا۔

2 ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ سعودی حکمران نسبتاً ہمارے کرپٹ اور بد دیانت ظالم حکمرانوں سے قدرے مذہبی ہیں اور وہ اپنے علماء کو احترام دیتے ہیں۔

3 حرمین شریفین کی خدمت ان کو خدا کا عطیہ ہے، جو کسی اور ملک کے حکمران کو نصیب نہیں ہے۔

حرف آخر

ہم نے یہ مضمون لکھنے سے پہلے ''بہار شریعت، امداد الفتاویٰ، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند'' کو اس موضوع پر خوب پڑھا لیکن حوالوں کے لیے زیادہ ''فتاویٰ رضویہ'' کو کافی سمجھا۔ امید ہے قارئین مستفید ہوں گے۔ اور ہم گنہگاروں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

رؤیتِ ہلال پر امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

مسئلہ نمبر 204، از پیلی بھیت، مسئولہ عبدالجلیل سوداگر 13 صفر المظفر 1334ھ

جناب مولانا صاحب مکرم دام اکرامکم! بعد از ہدیہ سلام سنت الاسلام کے گزارش ہے کہ اس مرتبہ رمضان المبارک کے چاند میں اختلاف ہو کر، عید الفطر میں اکثر جگہ اتفاق ہو گیا ہے چنانچہ بریلی میں بھی جمعہ کی عید ہوئی۔ سنا گیا ہے کہ آپ نے پنجشنبہ (جمعرات) کی شام کو، بعد مغرب ارشاد فرمایا تھا کہ چونکہ آج 30 رمضان المبارک ہے اس وجہ سے ہم تراویح نہیں پڑھیں گے۔ اور کل سے بروز جمعہ روزہ نہیں رکھیں گے۔ لیکن دوسروں کو حکم نہیں دیتے ہیں۔

بعض شہادتوں سے چاند رمضان کا منگل کے دن ثابت ہو کر پنجشنبہ کو 30 رمضان قرار پائی اور جمعہ کو عید ہوئی۔ کارڈ ثانی پر جلد تحریر فرمائیے کہ آپ کا یقین، لوگوں کی باتوں پر تھا یا ذریعہ اطمینان کوئی اور تھا؟ اور شہادتیں مصر سے آئے ہوئے لوگوں کی ہیں، یا ہندوستان سے کسی مقام سے تحقیق ہوا؟

الجواب:

یہاں نہ منگل کو ہلال رمضان دکھائی دیا، نہ پنجشنبہ کو ہلال عید۔ ابر تھا اور بہت گہرا، شبِ جمعہ میں، میں نے تراویح پڑھیں، اور صبح روزہ کی نیت کی تھی کہ دفعتہً، مصر (Egypt) سے کچھ لوگوں کے آنے کی خبر سنی، جنہوں نے وہاں ہلال رمضان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منگل کی شام کو دیکھا تھا، وہ بلائے گئے اور انہوں نے شہادتیں دیں اور پوری تنقیح کی گئی اور رات کے ایک بجے صبح عید کا حکم دیا گیا، اور اسی وقت سے شہر و اطرافِ شہر میں اعلان کیا گیا یوں یہاں جمعہ کی عید ہوئی۔ ورنہ افواہیں تو پہلے سے سنی جاتی تھیں، جن پر حکم نہیں ہو سکتا تھا۔

حوالہ: الفتاویٰ الرضویۃ جلد دہم، صفحہ 431 مطبوعہ مرکز اہل سنت برکات رضا، انڈیا۔

قارئین کرام! یہ ہے امام اہلِ سنت سیّدنا بریلوی رحمہ اللہ کا فتویٰ۔ امید ہے اس جواب سے کافی دوستوں کو اطمینان ہو گا کہ جو فقہ حنفی کی مستند کتابوں میں، اصول بیان ہوا

"یلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب اذا ثبت ذلك عند هم رؤية اولئك بطريق موجب شرعي"

یعنی اہل مشرق پر اہل مغرب کی رؤیت کی بنا پر روزہ و افطار لازم ہے، بشرطیکہ ان کے ہاں چاند کا ثبوت بطریق موجب شرعی ہو۔

(حوالہ مذکورہ، ص 403)

❊ اسی کلیہ کی روشنی میں سیّدنا بریلوی رحمہ اللہ نے ہزاروں میلوں سے مصر سے آئے ہوئے لوگوں کی گواہی پر عید الفطر منانے کا فتویٰ جاری کیا تھا، ورنہ وہ خود اس روز کی نماز تراویح پڑھ چکے تھے اور روزے کی نیت بھی کر چکے تھے۔

❊ اسی کلیہ اور اسی فتویٰ کی روشنی میں ہم آج پوری دنیا سے چاند کی پختہ شہادت حاصل کر کے رمضان شریف کی ابتداء و انتہا کر سکتے ہیں۔ امت مسلمہ کی وحدت اور سہولت اسی بات میں ہے۔ ہر ملک کا مطلع جدا جدا قرار دینے کی

ضرورت نہیں رہی، جبکہ ذرائع مواصلات تیز رفتار ہو چکے ہیں۔ حتی کہ حرمین شریفین کی نماز تراویح ہم پوری دنیا میں، آناً فاناً الیکٹرانک میڈیا پر آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ ان ذرائع مواصلات میں ذرا بھی شک نہیں گزرتا۔

مجھے جب سے اللہ نے یہ شوق و شعور نصیب کیا ہے کہ ہر مسلک کے جید علماء کو براہ راست کھلے ذہن سے اور بغیر تعصب کے پڑھنا چاہیے تو ہر مسلک کی مستند کتب گراں قیمت خرید کر پڑھتا ہوں جن کتابوں میں امت کو جوڑنے والی باتیں ہیں انہیں نمایاں (Highlight) کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جن میں فروعی اختلاف و نفرت نظر آئے، انہیں صرف نظر کرتا ہوں۔ پچھلے سال ایک انڈین دوست کو پانچ سو ڈالر دیئے کہ دہلی سے فتاوی رضویہ خرید کر بھجوائیں۔ جب سے یہ فتاویٰ آیا ہے جو کہ بتیس ضخیم جلدوں میں ہے، میں اسے خوب دیکھتا ہوں میں زبانی اور ہوائی باتوں کا قائل نہیں۔ اصل مراجع و مصادر تک رسائی کی کوشش کرتا ہوں۔ ابھی ایک شیعہ مستند عالم دین سے رابطہ کیا ہے کہ ایران سے تفسیر و حدیث و سیرت النبی ﷺ پر اصل کتابیں قیمتاً منگوا دیں۔ وہ بھی ان شاء اللہ آئیں گی، تو خوب مطالعہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقائق آشنا بنا دے، آمین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پریس ریلیز

پاکستان کے ایٹمی قوت حاصل کرنے پر تمام مسلم امت میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی ہے۔ جس طرح ہر قوم کو اپنے دفاع اور تحفظ کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح امتِ مسلمہ کو بھی اپنے دفاع کا حق حاصل ہے۔ اسلام صرف اپنے ماننے والوں کو ہی تحفظ کی تلقین نہیں کرتا بلکہ غیر مسلموں کے بھی تحفظ پر زور دیتا ہے۔ ہر شعبۂ زندگی میں پرامن جینے کا سلیقہ سکھاتا ہے۔ آداب واخلاق کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام نہ جارحیت کا مذہب ہے نہ دہشتگردی کا۔ آج بھی یورپ و امریکہ کے معتدل مفکرین مانتے ہیں کہ اسلام زندگی سنوارتا ہے۔ ریمزے کلارک سابق اٹارنی جنرل امریکہ نے لکھا ہے۔ کہ کتنے ہی جرائم پیشہ امریکی گرفتار ہو کر جیلوں میں پہنچتے ہیں اور قیدی کی حیثیت سے انہیں اندر جب پیغامِ اسلام ملتا ہے تو جو مجرم کی حیثیت سے جیل میں داخل ہوتے ہیں، اسلام ان کے اندازِ زندگی بدل کے رکھ دیتا ہے اور وہ اعلیٰ درجے کے حاملِ اخلاق بن کے جیل سے باہر آتے ہیں۔ جو خود مجرم ہوتے ہیں وہ پھر دوسروں کو اعلیٰ کردار سکھانے والے بن جاتے ہیں۔

ان خیالات کا اظہار کر رہے تھے مولانا عبداللہ دانش اپنے خطبہ جمعہ میں۔ مزید انہوں نے سامعین کو بتایا کہ اسلام درحقیقت پاور اس لیے حاصل نہیں کرتا کہ ظالم کی حوصلہ افزائی کرے۔ بلکہ مظلوم کی مدد کے لیے قوت و طاقت چاہتا ہے۔

جدید ترین ٹیکنالوجی اختیار کرنا، پیغمبر اسلام کی سنت ہے۔ مثلاً عرب میدانِ جنگ میں بے ہنگم لڑتے تھے۔ حضور ﷺ نے پہلے ہی معرکۂ حق و باطل ''غزوہ بدر'' میں صف بستہ ہو کر جنگ لڑوائی۔ عرب دورانِ جنگ خندق سے ناآشنا تھے حضور ﷺ نے سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورے سے ''غزوۂ احزاب'' کے موقع پر مدینہ منورہ کے گرد خندق کھدوائی۔ جب چاروں طرف سے قبائل نے متحدہ حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا تو مدینہ منورہ کے قریب پہنچ کر ششدر رہ گئے اور خندق نے ان کا منصوبہ ناکام کر دیا۔ جنگی تیاریوں میں حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت کی۔ آپ ﷺ نے ایک بار صحابہ رضی اللہ عنہم کے دو(2) گروپ بنائے، ایک گروپ میں خود کھڑے ہوئے اور مخالف گروپ کو حکم دیا کہ تیر اندازی کریں۔ اپنے گروپ کو کہا کہ تیروں کے وار سے بچنے کی تدبیر کریں۔ یہ مشق تھی۔ مگر مخالف گروپ نے کوئی تیر نہ پھینکا، آپ ﷺ نے وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ حضور ﷺ! جس گروپ میں آپ شامل ہوں، ہم اس گروپ پر کیسے تیر پھینک سکتے ہیں؟ پھر آپ ﷺ نے دونوں گروپوں سے علیحدہ ہو کر حکم دیا، ''ارموا وانا معکم کلکم'' تیر چلاؤ اب میں تم سب کے ساتھ ہوں یعنی کسی ایک گروپ کے ساتھ نہیں ہوں۔ یہ سب ٹریننگ خدائی حکم کے تحت ہو رہی تھی کہ

''جہاں تک تمہارا بس چلے قوت مہیا کرو'' (الانفال:6)

آپ ﷺ نے فرمایا!

((ان اللہ یدخل بالسھم الواحد الجنة ثلاثة، صانعة، والممدّ به، والرامی به فی سبیل اللہ.)) (رواہ احمد)

''بے شک اللّٰہ ایک ہی تیر کی بدولت تین قسم کے لوگوں کو جنت میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

داخل کرے گا۔ ایک اسے بنانے والا، دوسرا چلانے والے کا مددگار، تیسرا پھینکنے والا۔''

آج الحمدللہ پاکستان کے ہیرو اور امتِ مسلمہ کے محسن ڈاکٹر عبدالقدیر خان پہلے گروہ کے آدمی ہیں جنہیں حضور ﷺ کی بشارت صادق آتی ہے۔ کہ انہوں نے ایٹم بم بنا کر جنت میں داخلہ آسان کرلیا ہے۔ دوسرے اسے چلانے والے کے مددگار۔ تیسرے خود چلا کر کفر کی دنیا کو پریشان کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ ان تینوں گروہوں کو بزبان رسالت ﷺ جنتوں کا حقدار بنائے۔ کیونکہ ان کی کوششوں سے مسلم امت کا سر فخر سے بلند ہوا ہے۔

حضور ﷺ کے زمانے میں ''رمی'' تیراندازی کو کہتے تھے۔ جو رفتہ رفتہ ترقی کرتے کرتے بندوق کا فائر بنا، پھر ٹینک اور توپ کا گولہ بنا، پھر فضائی بمباری بنا، پھر میزائل اور ایٹم بم بنا۔ مزید اللہ فرماتا ہے۔'

﴿وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ (النحل: 8)

''اور وہ پیدا کرتا رہے گا وہ چیزیں جن کا تمہیں علم نہیں ہے۔''

حضور ﷺ نے فرمایا! مومن کے لیے ہر طرح کا کھیل تماشہ باطل اور ناجائز ہے، سوائے تین قسم کے کھیل جو جائز ہیں۔

1. اپنے ہتھیاروں سے کھیلنا
2. اپنے گھوڑے کو سدھانا یعنی جنگی وہیکل کی ٹریننگ۔
3. اپنی بیوی سے کھیلنا۔''

بس یہی جائز اور حلال کھیل ہیں۔ مردِ مومن ان سے ہٹ کر کوئی شغل نہیں کرسکتا۔ بہادروں اور جنگجوؤں کے بچے ہتھیاروں سے پیار کرتے ہیں۔ کیونکہ

حضور ﷺ نے فرمایا:

((وذروة سنامه الجهاد)) (ترمذی)

''اسلام کی شان وشوکت جہاد سے قائم رہتی ہے۔''

مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں اس کی تشریح یہ لکھی ہے۔ کہ نماز کی پابندی سے دین اسلام کو تقویت ملتی ہے لیکن اس سے عظمت و رفعت حاصل نہیں ہوتی۔ نماز کے ساتھ ساتھ جہاد کیا جائے تو اسلام کو سربلندی و سرفرازی ملتی ہے۔ اور مسلمانوں کو آزاد فضاؤں میں سانس لینا نصیب ہوتا ہے۔

عیدِ آزاداں شکوہ ملک و دیں
عید محکوماں ہجوم مومنیں

(اقبال رحمہ اللہ)

آزاد بندوں کی عید دراصل ملک و دین کی شان میں اضافہ کرتی ہے اور غلاموں کی عید بس ایک بھیڑ ہے مسلمانوں کی۔ جس کا کوئی وزن دنیا میں نہیں ہوتا۔

پاکستان کے ایٹمی قوت کے مظاہرے پر پاکستانیوں کو یومِ تشکر منانا چاہیے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ شہر میں فاتحانہ داخل ہوتے وقت اپنا سر مبارک بارگاہِ رب العزت میں جھکایا ہوا تھا حتی کہ آپ ﷺ کا سر سواری کے پالان کو چھو رہا تھا۔ دشمن پر غلبہ پانے پر آپ ﷺ نے اپنے خون کے پیاسوں کو یکسر معاف کر دیا تھا جبکہ وہ آپ ﷺ کے سامنے تھر تھر کانپ رہے تھے کہ زندگی بھر کے مظالم کا حساب دینا پڑے گا۔ حضور ﷺ کی بات تو ایک آئیڈیل ہے۔ ملا۔ آپ ﷺ کے پیروکاروں نے بھی ایسے اعلیٰ نمونے پیش کئے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

داخل کرے گا۔ ایک اسے بنانے والا، دوسرا چلانے والے کا مددگار، تیسرا پھینکنے والا۔"

آج الحمدللہ پاکستان کے ہیرو اور امتِ مسلمہ کے محسن ڈاکٹر عبدالقدیر خان پہلے گروہ کے آدمی ہیں جنہیں حضور ﷺ کی بشارت صادق آتی ہے۔ کہ انہوں نے ایٹم بم بنا کر جنت میں داخلہ آسان کرلیا ہے۔ دوسرے اسے چلانے والے کے مددگار۔ تیسرے خود چلا کر کفر کی دنیا کو پریشان کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ ان تینوں گروہوں کو بزبان رسالت ﷺ جنتوں کا حقدار بنائے۔ کیونکہ ان کی کوششوں سے مسلم امت کا سرفخر سے بلند ہوا ہے۔

حضور ﷺ کے زمانے میں "رمی" تیراندازی کو کہتے تھے۔ جو رفتہ رفتہ ترقی کرتے کرتے بندوق کا فائر بنا، پھر ٹینک اور توپ کا گولہ بنا، پھر فضائی بمباری بنا، پھر میزائل اور ایٹم بم بنا۔ مزید اللہ فرماتا ہے۔'

﴿وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ۝﴾ (النحل: 8)

"اور وہ پیدا کرتا رہے گا وہ چیزیں جن کا تمہیں علم نہیں ہے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا! مومن کے لیے ہر طرح کا کھیل تماشہ باطل اور ناجائز ہے، سوائے تین قسم کے کھیل جو جائز ہیں۔

1. اپنے ہتھیاروں سے کھیلنا
2. اپنے گھوڑے کو سدھانا یعنی جنگی وہیکل کی ٹریننگ۔
3. اپنی بیوی سے کھیلنا۔"

بس یہی جائز اور حلال کھیل ہیں۔ مردِ مومن ان سے ہٹ کر کوئی شغل نہیں کرسکتا۔ بہادروں اور جنگجوؤں کے بچے ہتھیاروں سے پیار کرتے ہیں۔ کیونکہ

حضور ﷺ نے فرمایا:

((وذروة سنامه الجهاد)) (ترمذی)

"اسلام کی شان وشوکت جہاد سے قائم رہتی ہے۔"

مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں اس کی تشریح یہ لکھی ہے۔ کہ نماز کی پابندی سے دین اسلام کو تقویت ملتی ہے لیکن اس سے عظمت و رفعت حاصل نہیں ہوتی۔ نماز کے ساتھ ساتھ جہاد کیا جائے تو اسلام کو سربلندی و سرفرازی ملتی ہے۔ اور مسلمانوں کو آزاد فضاؤں میں سانس لینا نصیب ہوتا ہے۔

عیدِ آزاداں شکوہ ملک ودیں
عید محکوماں ہجوم مومنیں

(اقبال رحمہ اللہ)

آزاد بندوں کی عید دراصل ملک و دین کی شان میں اضافہ کرتی ہے اور غلاموں کی عید بس ایک بھیڑ ہے مسلمانوں کی۔ جس کا کوئی وزن دنیا میں نہیں ہوتا۔

پاکستان کے ایٹمی قوت کے مظاہرے پر پاکستانیوں کو یومِ تشکر منانا چاہیے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ شہر میں فاتحانہ داخل ہوتے وقت اپنا سر مبارک بارگاہِ رب العزت میں جھکایا ہوا تھا حتی کہ آپ ﷺ کا سر سواری کے پالان کو چھو رہا تھا۔ دشمن پر غلبہ پانے پر آپ ﷺ نے اپنے خون کے پیاسوں کو یکسر معاف کردیا تھا جبکہ وہ آپ ﷺ کے سامنے تھر تھر کانپ رہے تھے کہ زندگی بھر کے مظالم کا حساب دینا پڑے گا۔ حضور ﷺ کی بات تو ایک آئیڈیل ہے۔ بلکہ آپ ﷺ کے پیروکاروں نے بھی ایسے اعلیٰ نمونے پیش کئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا دانش نے اپنے خطبہ میں بتایا کہ معتصم باللہ عباسی خلیفہ کا زمانہ ہے۔

عموریہ شہر میں ایک مسلمان تاجر نے دیکھا کہ ایک دکان سے ایک مسلم خاتون سودا سلف خریدتی ہے۔ دکاندار نے ظلم کرتے ہوئے اس خاتون کو تھپڑ رسید کیا۔ وہ وہیں چیختی ہے۔ ہائے معتصم! تیری ایک مسلمان بہن کو ایک کافر عیسائی نے ظلماً تھپڑ مار کر سر بازار رسوا کیا ہے، تو کب اپنی دینی بہن کی مدد کو پہنچے گا؟ وہیں مسلمان تاجر سارا ماجرا دیکھ کر اپنے لہو کے گھونٹ پی کے رہ گیا۔ کیونکہ یہ علاقہ غیر تھا۔

خلیفہ نے ایک روز دربار لگایا۔ سب لوگ اپنی اپنی باتیں کرتے رہے۔ مگر ایک اجنبی چپ چاپ بیٹھا ہے۔ معتصم نے بالآخر پوچھ لیا کہ تم کون ہو؟ کیوں خاموش اور غم زدہ بیٹھے ہو؟ اس نے بتایا کہ میں عموریہ شہر میں تجارت کے لیے گیا تھا۔ وہاں ایک کافر دکاندار نے ایک مسلمان کو ناروا تھپڑ مارا تھا۔ تو وہ خاتون پکار رہی تھی کہ معتصم! تو اپنی بہن کی مدد کو کب پہنچے گا؟ میں تو اس مسلم خاتون کا پیغام آپ تک پہنچانے آیا ہوں۔ ظلم کی بات سن کر خلیفہ بھڑک اٹھا اور فوراً اپنی فوجوں کو تیار کر کے عازمِ سفر ہوا۔ راستے میں خلیفہ پکارتا جا رہا تھا۔ اے میری مسلم بہن! فکر نہ کر میں تیری مدد کے لیے آ رہا ہوں۔ عموریہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ فتح پانے کے بعد معتصم نے دکاندار کو اپنے دربار میں حاضر کیا اور اس مظلوم خاتون کو بھی حاضر کر لیا۔ اور اسے کہا! بہن! جیسے اس نے تجھے تھپڑ مارا تھا اسی طرح میرے سامنے اسے تھپڑ مار کر بدلہ لے۔ مگر رسول ﷺ کی امت میں سے اس عظیم خاتون نے کہا: ہم مسلمان ہیں دشمن پر غلبہ پانے کے بعد اس سے انتقام نہیں لیتے۔ یہ ہماری شان کے خلاف ہے۔ میں اسے معاف کرتی ہوں۔ کیونکہ فاتح اپنے مفتوح سے انتقام لے تو یہ بھی بزدلی ہے۔ دلیری نہیں ہے۔ یہ ہیں وہ عظیم

الشان حوصلے جو اسلام عطا کرتا ہے۔

لہٰذا پاکستان کا ایٹم بم کسی پر امن ملک کے خلاف جارحیت نہیں کرے گا۔ یہ اگر چلے گا تو اپنے دفاع کے لیے، یہ اگر چلے گا تو مظلوم انسانیت کی فلاح کے لیے۔ کیونکہ مسلمان کے ہاتھ میں ایٹم بم بے گناہوں پر نہیں برسے گا۔ جیسا کہ امریکہ نے ناگاساکی اور ہیروشیما پر بے دریغ برسایا تھا۔ اگر اس وقت جاپان کے پاس ایٹم ہوتا تو امریکہ کو کبھی بمباری کی جرأت نہ ہوتی۔ اس لیے طاقت کے توازن (Balance of Power) کے لیے پاکستان کے پاس ایٹم کا ہونا ناگزیر ہے ورنہ بھارت کے عزائم ننگی جارحیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اور دیگر سپر پاورز کے وعدۂ فردا پر جینا جنت الحمقاء میں بسنا ہے۔ پھر اقتصادی امداد نے پاکستان کو روزِ اول سے اپاہج اور مفلوج بنا کے رکھ دیا تھا۔ اب ملتِ پاکستان اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی صلاحیت پر توجہ دے گی۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے ہاتھوں کا کشکولِ گدائی ٹوٹنے کو ہے۔ یہ تھے وہ خیالات جن کا اظہار مولانا دانش اپنے خطبہ جمعہ میں پیش فرما رہے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درماندہ کارواں

تم صاحبِ قوت سہی
مانا کہ ہم میں دم نہیں
اب آخری ہے فیصلہ
یا تم نہیں، یا ہم نہیں

کشمکش حق و باطل ازل سے ہے اور رہتی دنیا تک یہ جاری ہے۔ حق پرستوں سے دنیا کبھی خالی نہیں ہوئی لیکن باطل پرستوں کے مقابلے میں ان کا تناسب تھوڑا رہا ہے۔ پھر بھی حق کے شیدائیوں نے جو عظیم الشان کارنامے انجام دیئے، ان کی مثال نہیں ملتی۔ حق جرأت و دلیری عطا کرتا ہے اور باطل بزدلی سکھاتا ہے۔ حق خود داری عطا کرتا ہے اور باطل بے ضمیری سکھاتا ہے۔ حق وسعتِ نظری سکھاتا ہے اور باطل تنگ نظری سکھاتا ہے۔ حق عاجزی عطا کرتا ہے اور باطل غرورِ نفس سکھاتا ہے۔ حق عدل سکھاتا ہے اور باطل ظلم سکھاتا ہے۔ حق امیدوں سے لبریز کرتا ہے اور باطل مایوسیوں میں دھکیلتا ہے۔ حق اطمینانِ قلب عطا کرتا ہے اور باطل انتشارِ ذہن دیتا ہے۔ حق صبر وتحمل سکھاتا ہے اور باطل بے صبری دیتا ہے۔

حق قناعت عطا کرتا ہے اور باطل طمع سکھاتا ہے۔ حق توکل علی اللہ عطا کرتا ہے اور باطل توکل کی دولت سے محروم ہوتا ہے۔ حق پابندیِ قانونِ فطرت عطا کرتا

ہے اور باطل قانون شکنی سکھاتا ہے۔ حق محبت عطا کرتا ہے اور باطل نفرت سکھاتا ہے۔ حق آدابِ زندگی عطا کرتا ہے اور باطل ادب ناآشنا ہوتا ہے۔ حق سلیقہ مندی عطا کرتا ہے اور باطل آوارگی سکھاتا ہے۔ حق وفاشعاری عطا کرتا ہے اور باطل بے وفائی سکھاتا ہے۔ حق اِخلاصِ نیت عطا کرتا ہے اور باطل نیت کا کھوٹ بخشتا ہے۔ حق رحم دلی عطا کرتا ہے اور باطل سنگ دلی سکھاتا ہے۔ حق ایثار وقربانی کا جذبہ دیتا ہے اور باطل خودغرضی سکھاتا ہے۔

حق پرستوں کی مذکورہ خوبیاں تاریخ اسلام میں بخوبی دیکھی جاسکتی ہیں۔ معرکۂ فرعون وکلیم علیہ السلام، مناظرۂ نمرود وابراہیم علیہ السلام سے لے کر سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی مظلومیت اور خلاصۂ کائنات سیّدنا محمد ﷺ کی بزم آرائیوں تک۔ پھر جانثارانِ دانائے سبل ﷺ کی جولانیاں آفاقِ عالم پر۔ خلافتِ راشدہ سے بنو امیہ و بنو عباس تک، کہیں محمد بن قاسم رحمہ اللہ کی جوانی کے ترنگ ہندوستان کی سرزمین پر، کہیں طارق بن زیاد رحمہ اللہ کی بہادری کا نشان اندلس کی وادیوں میں، کبھی صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کی پروازِ شاہیں صلیبی معرکوں کے اوپر۔ کبھی سومنات تک غزنوی رحمہ اللہ کی تڑپ۔ کبھی حسن البناء رحمہ اللہ کا اضطراب مصر کے بازاروں میں۔ کبھی سید قطب رحمہ اللہ کی شہادت زندانِ مصر میں۔ کبھی سید مودودی رحمہ اللہ کی عظمت پھانسی کی کال کوٹھڑی میں۔ بقول نعیم صدیقی۔

ہے ایک ہی جذبہ، کہیں واضح کہیں مبہم
ہے ایک ہی نغمہ کہیں اونچا، کہیں مدھم

اسلام کے فدائیوں کا قافلہ کب سے رواں دواں ہے۔ اس کا سفر آج بھی جاری ہے۔ تاحیاتِ دنیا یہ کارواں گام زن رہے گا۔ ان شاء اللہ! ملتِ اسلامیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے زمانہ دراز سے غفلت کی چادر اوڑھی ہے۔ سالارِ کاروان فی الحال میسر نہیں ہے۔ ہماری اس کمزوری پر کفر و باطل ہمیں بھیڑ بکریاں سمجھ کر شیر بنا ہوا ہے اور وہ سپر پاور کی شکل میں دھاڑتا پھرتا ہے۔ مگر یہ مصنوعی شیر صرف جغرافیہ جانتا ہے اسے گزشتہ تاریخ کا علم نہیں ہے۔ کہ اسلام کا اصل شیر جب بیدار ہو گا تو بناوٹی شیروں کی شیری نہیں چل سکے گی۔ انسانیت آج مظلومیت کی چکی میں پس رہی ہے۔ فطرتِ انسانیت پھر آواز دیتی ہے کہ کدھر ہے شانِ رب العالمین؟ کب رونما ہو گی شانِ رحمۃ للعالمین ﷺ؟ بس اس کا انتظار ہے اور شدید انتظار۔

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحبِ اسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رخِ دوست
زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے
دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے
فتنۂ ملتِ بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطین کا پرستار کرے

(اقبال ؒ)

جی ہاں! ہمیں ایسا امامِ حاضر چاہیے۔ ایسا میر کارواں چاہیے۔ ایسا سالارِ قافلہ چاہیے۔ قافلۂ اسلام کے راہرو اگرچہ تھکے ماندے ہیں۔ اگرچہ آزمائشوں

میں ہیں۔ اگرچہ اپنوں ہی سے زخم خوردہ ہیں۔ الجزائر میں دیکھیں، کشمیر میں دیکھیں، مصر میں دیکھیں، شام میں دیکھیں، عرب میں دیکھیں، عراق میں دیکھیں، لیبیا میں دیکھیں، ترکی میں دیکھیں، ہندوستان میں دیکھیں، پاکستان میں دیکھیں، جگہ جگہ نرم و گرم لہو بہہ رہا ہے۔ اسلامی انقلاب کی معمولی سی جھلک سوڈان میں دیکھی، کفر بھڑکا۔ یہی جھلک ایران میں نظر آئی باطل نے سر پیٹا۔ ممالکِ اسلامیہ میں اسلامی تحریک کروٹ لے رہی ہے۔ رفتہ رفتہ وہ منتشر ندی نالوں کی شکل میں بہتے بہتے دریا کی صورت بنے گی، بالآخر وہ بہتا دریا دنیا بھر کی گندگی کو بہا لے جائیگا۔ ان شاء اللہ! کفر و باطل خس و خاشاک کی طرح بہہ جائے گا۔ آیئے ذرا گردشِ ایام کو پیچھے بچپن کی طرف موڑیں اور حضرتِ اقبال ؒ کا ترانہ ملی بغور ترنم سے پڑھ لیں۔ ذہن کو یقیناً تازگی ملے گی۔

چین و عرب ہمارا، ہندوستاں ہمارا
مسلم ہیں ہم، وطن ہے سارا جہاں ہمارا
توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا
دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں، وہ پاسباں ہمارا
تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جوان ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا
مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھمتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا
باطل سے دبنے والے، اے آسماں! نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا
اے گلستانِ اندلس! وہ دن ہیں یاد تجھکو
تھا تیری ڈالیوں میں جب آشیاں ہمارا
اے موجِ دجلہ! تو بھی پہچانتی ہے ہم کو
اب تک ہے تیرا دریا افسانہ خواں ہمارا
سالارِ کارواں ہے میرِ حجاز اپنا
اس نام سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا
اقبال کا ترانہ بانگِ درا ہے گویا،
ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

(بانگِ درا)

آیئے جگرِ لخت لخت کو جمع کریں۔ بنامِ خدا جمع کریں، بنام مصطفیٰ ﷺ جمع کریں۔ پھر معرکہ دیدنی ہوگا۔ نہ باطل مقابل ٹھہرے گا۔ نہ حق پسپا ہوگا۔ ممولے کو شاہباز سے لڑانا ہے اور یہ معرکہ ہوگا تو چمنستانِ دنیا میں بہار آئے گی اور خزاں کا کوچ ہوگا۔ اب بہت ہو چکی ہے۔ مہرباں نے آتے آتے بہت دیر کر دی ہے۔ انسانیت اس خوبصورت اسلامی انقلاب کے لیے دیدہ و دل فرش راہ کیے ہوئے ہے۔ منتظر ہے کہ کب سہانا خواب شرمندۂ تعبیر ہوتا ہے۔

اللہ فرماتا ہے ”لا تقنطوا من رحمة الله“

رحمتِ الٰہی سے مایوس نہ ہو جانا۔ ہر آن اس کی آس مہمیز کا کام دیتی ہے۔

ہم جنس پرستی

دو آدمیوں کی آپس میں شادی، باقاعدہ چرچ میں کی گئی، 21 جون 1998 ٹی وی پر اس تقریب کی نمائش کی گئی۔ یہ واقعہ نیو جرسی کے ایک چرچ میں ہوا۔ یورپ کے بعض ممالک میں یہ شادی قانوناً جائز ہے اور امریکہ کی بعض ریاستوں میں بھی۔ مگر 22 جون کے اخبارات نے رپورٹنگ کرتے ہوئے یہ تصویر دی ہے کہ یہ جوڑا ہار پہنے کھڑا ہے اور ایک بچے کو متبنّٰی بنایا ہے اس سے شفقت و محبت کا اظہار ہو رہا ہے۔ نیو یارک پوسٹ نے نیچے دوسری تصویر بھی دی ہے۔ کہ ایک ہی شخص اس خلاف فطرت شادی پر احتجاجاً چرچ سے ایک بلاک دور یہ پلے کارڈ اٹھائے ہوئے پریشان کھڑا ہے جس پر یہ فقرہ ہے۔

"This is not a church of God"

”یعنی یہ کلیسا خانہ خدا نہیں ہے۔ دوسرا فقرہ یہ ہے۔“

"There are no gays in heaven repent"

”یعنی جنت میں ہم جنس پرست نہیں ہوں گے، توبہ کر لو۔“

اسی طرح نیو یارک ٹائمز نے تفصیلی رپورٹ کیا۔ ایسے ہی عورتیں عورتوں کے ساتھ جنسی تسکین کرتی ہیں۔ تیسری بڑی قباحت کہ عورت کے منہ میں جنسی تسکین کا سامان کیا جاتا ہے۔ ان صورتوں پر اخلاقی اور مذہبی بنیاد پر عقلی و نقلی دلائل مطلوب ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھمتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا

باطل سے دبنے والے، اے آسماں! نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

اے گلستانِ اندلس! وہ دن ہیں یاد تجھکو
تھا تیری ڈالیوں میں جب آشیاں ہمارا

اے موجِ دجلہ! تو بھی پہچانتی ہے ہم کو
اب تک ہے تیرا دریا افسانہ خواں ہمارا

سالارِ کارواں ہے میرِ حجاز اپنا
اس نام سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا

اقبال کا ترانہ بانگِ درا ہے گویا،
ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

(بانگِ درا)

آئیے جگر لخت لخت کو جمع کریں۔ بنامِ خدا جمع کریں، بنام مصطفیٰ ﷺ جمع کریں۔ پھر معرکہ دیدنی ہوگا۔ نہ باطل مقابل ٹھہرے گا۔ نہ حق پسپا ہوگا۔ ممولے کو شاہباز سے لڑانا ہے اور یہ معرکہ ہوگا تو چمنستانِ دنیا میں بہار آئے گی اور خزاں کا کوچ ہوگا۔ اب بہت ہو چکی ہے۔ مہرباں نے آتے آتے بہت دیر کر دی ہے۔ انسانیت اس خوبصورت اسلامی انقلاب کے لیے دیدہ و دل فرش راہ کئے ہوئے ہے۔ منتظر ہے کہ کب سہانا خواب شرمندۂ تعبیر ہوتا ہے۔

اللہ فرماتا ہے ”لا تقنطوا من رحمة الله“

رحمتِ الٰہی سے مایوس نہ ہو جانا۔ ہر آن اس کی آس مہمیز کا کام دیتی ہے۔

ہم جنس پرستی

دو آدمیوں کی آپس میں شادی، باقاعدہ چرچ میں کی گئی، 21 جون 1998 ٹی وی پر اس تقریب کی نمائش کی گئی۔ یہ واقعہ نیو جرسی کے ایک چرچ میں ہوا۔ یورپ کے بعض ممالک میں یہ شادی قانوناً جائز ہے اور امریکہ کی بعض ریاستوں میں بھی۔ مگر 22 جون کے اخبارات نے رپورٹنگ کرتے ہوئے یہ تصویر دی ہے کہ یہ جوڑا ہار پہنے کھڑا ہے اور ایک بچے کو متبنّیٰ بنایا ہے اس سے شفقت و محبت کا اظہار ہو رہا ہے۔ نیو یارک پوسٹ نے نیچے دوسری تصویر بھی دی ہے۔ کہ ایک ہی شخص اس خلاف فطرت شادی پر احتجاجاً چرچ سے ایک بلاک دور یہ پلے کارڈ اٹھائے ہوئے پریشان کھڑا ہے۔ جس پر یہ فقرہ ہے۔

"This is not a church of God"

”یعنی یہ کلیسا خانہ خدا نہیں ہے۔ دوسرا فقرہ یہ ہے۔“

"There are no gays in heaven repent"

”یعنی جنت میں ہم جنس پرست نہیں ہوں گے، توبہ کر لو۔“

اسی طرح نیو یارک ٹائمز نے تفصیلی رپورٹ کیا۔ ایسے ہی عورتیں عورتوں کے ساتھ جنسی تسکین کرتی ہیں۔ تیسری بڑی قباحت کہ عورت کے منہ میں جنسی تسکین کا سامان کیا جاتا ہے۔ ان صورتوں پر اخلاقی اور مذہبی بنیاد پر عقلی و نقلی دلائل مطلوب ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1 اولاً: یہ تینوں کام خلاف فطرت ہیں۔ اگر انسان کے لطف اندوز ہونے کے لیے ہم جنس پسندیدہ ہوتے تو انسانِ اول آدم علیہ السلام کے لیے جنس مخالف حوا پیدا نہ کی جاتی بلکہ مرد ہی پیدا کیا جاتا۔

2 ہر جاندار کی بقائے نسل کا مدار جنس مخالف پر ہے۔ ورنہ کوئی انسان اور حیوان اس دنیا میں باقی نہ رہتا۔ اگر روز اول سے ہم جنس پرستی کا رواج ہوتا۔

3 ہم جنس پرستوں سے کوئی پوچھے کہ کیا تمہارا اس دنیا میں معرض وجود میں آنا ہم جنس پرستی کے نتیجہ میں ہے یا کہ جنس مخالف کے اختلاط کا مرہون منت ہے۔

4 ہم جنس پرستی کی بنیاد خود غرضی ہے اور فطری ذمہ داریوں سے فرار اختیار کر کے بزدلی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ یعنی مرد کی بزدلی یہ ہے کہ عورت کو حقیقی بیوی بنا کے رکھنے سے اس کے نان ونفقہ کی ذمہ داری ادا کرنا پڑتی ہے۔ لہٰذا عورت کو مت اپناؤ اس کے بجائے مرد ہی مرد سے شادی کرلے تا کہ ایک دوسرے پر مالی ایثار نہ کرنا پڑے۔ ہر کوئی اپنا کمائے اور اپنا کھائے۔ عورت کی بزدلی یہ ہے کہ مرد کی بیوی بن کر زیر دست کیوں ہو؟ کیوں مرد کی خواہشات پوری کرے؟ کیوں اس کے گھر کو سنبھالے؟ مرد سے آزادی بہتر ہے عورت ہی عورت سے جنسی تسکین کرلے۔ وقتی خواہش پوری ہوئی اور ایک دوسرے سے آزاد رہی۔ یہ بھی خلاف فطرت ہے جس سے حقیقی خوشی اور نشاط نہیں ہوتی بلکہ فطرت سے جنگ ہے۔

5 ایسے مرد اور عورتیں سوسائٹی کے مجرم ہیں کہ سوسائٹی سے ہر طرح کے فوائد تو پاتے ہیں مگر جب اپنی باری آتی ہے تو سوسائٹی کو انسانیت کے حقوق نہیں

دیتے۔ یہ تو ہیں عقلی دلائل، اب آیئے نقلی دلائل کی طرف۔

''وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ اس کے پاس سکون حاصل کرے۔ پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانک لیا تو اسے ایک خفیف سا حمل رہ گیا جسے لیے لیے وہ چلتی پھرتی رہی۔ پھر جب وہ بوجھل ہوگئی تو دونوں نے مل کر اپنے رب سے دعا کی کہ اگر تو نے ہم کو اچھا سا بچہ دیا تو ہم تیرے شکر گزار ہوں گے۔ (سورۃ الاعراف)

ایک اور جگہ ہے ''لوگو، ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔''
سورۃ النجم میں ہے کہ ''اسی نے نر اور مادہ کا جوڑا پیدا کیا''
آگے فرمایا ''پھر اس سے مرد اور عورت کی دو قسمیں بنائیں۔''

یہ سب آیات قرآنی دلالت کرتی ہیں کہ زوجین یعنی میاں بیوی کے طور پر مرد اور عورت کو پیدا کیا گیا ہے۔ نہ کہ مرد مرد، اور عورت عورت کے لیے بیوی اور میاں ہو سکتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اس مادہ کے پاس سکون حاصل کرے۔ یعنی جنسی تسکین کا سامان عورت میں رکھ دیا گیا نہ کہ مرد میں۔ اگر کوئی مرد مرد سے جنسی تسکین پانے کی کوشش کرے گا تو اس میں کوئی فرق نہیں چاہے کسی بھی جانور سے اختلاط کر کے اپنا جوہر انسانیت برباد کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، کہ کوئی مرد کسی مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ لیٹے، کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ لیٹے۔

حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا۔ تمہارے بچے سات برس کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو۔ جب دس برس کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر انہیں سزا دو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز ان کے بستر جدا جدا کر دو یعنی بہن، بھائیوں کو بھی دس برس کی عمر میں اکٹھے نہیں لیٹنا چاہیے۔ اسلام نے کہاں تک باریک بینی سے دلوں اور کرداروں کو صاف ستھرا بنانے کی تعلیم دی ہے۔ آج جو مرد، مردوں سے شادی کریں یا عورت عورت سے شادی کرے تو انہیں قلبی طہارت اور نفس کی پاکیزگی کیسے نصیب ہو سکتی ہے؟ لہٰذا پہلے دونوں سوالوں کا جواب اس تحریر میں اب تیسری قباحت پر دلیل یہ ہے کہ اللہ فرماتا ہے! تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں۔ تمہیں اختیار ہے کہ جس طرح چاہو، اپنی کھیتی میں جاؤ مگر اپنے مستقبل کی فکر کرو۔ یعنی فطرۃ اللہ نے عورتوں کو مردوں کے لیے سیر گاہ نہیں بنایا ہے بلکہ ان دونوں کے درمیان کھیت اور کسان کا سا تعلق ہے۔ کھیت میں کسان زیرک محض تفریح کے لیے نہیں جایا کرتا، بلکہ اس لیے جایا کرتا ہے کہ اس سے پیداوار حاصل کرے۔ اللہ کی شریعت کو اس سے بحث نہیں کہ تم اپنے کھیت میں کاشت کس طرح کرتے ہو۔ البتہ اس کا مطالبہ تم سے یہ ہے کہ جاؤ کھیت ہی میں اور اس غرض کے لیے جاؤ کہ اس سے پیداوار حاصل کرنی ہے۔

حرث کا عربی زبان میں مفہوم ہے، کاشت کے لیے تیار زمین، انگلش میں اسے (Arable Land) کہتے ہیں یعنی قابل کاشت زمین، یعنی قرآن کریم نے ایک لفظ ''حرث'' بول کر حصر پیدا کر دیا ہے کہ مجامعت صرف اندام نہانی میں ہو۔ سیّدنا ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ اپنی کھیتی کو سیراب کر جہاں اس کی سیرابی کی جگہ ہے۔ سیّدنا ابو الدرداء ؓ سے پوچھا گیا کہ عورت کی پیٹھ میں جماع جائز ہے؟ تو آپ ؓ نے فرمایا کہ یہ تو صرف کافرانہ شیوہ ہے، شیوۂ مومن نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا! ''حرث'' صرف ایک ہی سوراخ ہے اور کوئی نہیں۔ مذکورہ

بالا دلائل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مقام جماع صرف عورت کی اندام نہانی ہے۔

اب اگر کوئی کہے کہ منہ میں جماع ممکن ہے کیونکہ اس کی ممانعت قرآن و حدیث میں نہیں ہے تو ایمان اور ذوق سلیم تو اسے گوارا نہیں کرتا۔ رحم مادر میں بچہ جب پل رہا ہوتا ہے تو قدرت الٰہی اس کی غذا کا سامان، جو کہ غلاظت ہوتی ہے منہ کے بجائے ناف کی نالی سے مہیا کرتی ہے۔ یعنی منہ کو شکم مادر میں بھی صاف اور پاکیزہ رکھا جاتا ہے۔ شریعت نے تو دائیں ہاتھ سے شرم گاہ چھونے سے بھی روکا ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے باتھ روم میں شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوئیں۔ صاحب ''مرعاۃ المفاتیح'' شرح میں لکھتے ہیں۔ دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے روکا گیا ہے کہ یہ دائیں ہاتھ کی فضیلت ہے۔ یہ برکت والا ہاتھ گندگی میں آلودہ نہ کیا جائے، صرف بائیں ہاتھ کو استعمال میں لائیں۔ دایاں ہاتھ برکت والا ہے جو کہ حکم پیغمبر ﷺ ہے، کھانا پینا دائیں ہاتھ سے کھاؤ پیو۔ ان روایات کی بنیاد پر غور کریں پھر دیکھیں کہ جس عضو تناسل کو دائیں ہاتھ سے چھونا ممنوع ہے اس کو عورت کے منہ میں رکھنا کہاں جائز ہوسکتا ہے؟ جبکہ منہ سے قرآن کی تلاوت ہوتی ہے۔ خیر و برکت کے جملے صادر ہوتے ہیں۔ منہ سے زیادہ پاکیزہ کونسا عضو انسانی ہے؟ پھر اس فعل قبیح کو یوں بھی دیکھیں کہ انسان کے علاوہ کوئی جانور بھی اپنی شہوت رانی کے لیے اپنا ذکر مادہ کے منہ میں استعمال نہیں کرتا۔ حالانکہ وہ جانور ہے جسے انسانی شائستگی میسر نہیں۔ اب جو کام جانور نہ کریں وہ انسان کریں تو قرآن کہتا ہے۔

''وہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے۔''

حضور ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"زیادہ پیار کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والیوں سے شادی کیا کرو کیونکہ میں (روزِ محشر) اپنی امت کی کثرت کی وجہ سے دیگر امتوں پر فخر کروں گا۔"

شادی کا مقصد پیار و محبت بھی ہے اور افزائش نسل بھی کہ انسانی نسل پھلے پھولے۔ اگر عورت کے فرج کے علاوہ سیکس ہوتا رہے تو کہاں یہ فطرت کے اصولوں کی پاسداری ہو گی؟ پیٹھ کے ذریعے غذا کھانا خلاف فطرت ہے تو منہ کے ذریعے سیکس اس سے بھی زیادہ خلاف فطرت ہے۔

کی مرے قتل کے بعد، اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

(غالب)

☐ کل ہمارے عزیز دوست مفتی رولیس خان صاحب عیادت کو آئے (کہ عرصہ دو ماہ سے زائد، راقم لقوہ کا شکار ہے)۔ میں نے عرض کیا۔ مفتی صاحب! کیا آپ نے سید مودودی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمی اسناد دیکھی ہیں؟ کہنے لگے نہیں، میں نے ان کے سامنے "وثائق مودودی رحمۃ اللہ علیہ" رکھ دی۔ جیسے جیسے انہیں پڑھتے گئے۔ حیرت میں ڈوبتے گئے۔ اور فرمانے لگے۔ یہ خبر مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں منظر عام پر کیوں نہ لائی گئی۔ مولانا کے رخصت ہونے کے بعد یہ معاملہ غالب کے اس مذکور شعر کا سا ہے۔

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

میں نے عرض کیا، مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ کسر نفسی میں رہے، یار لوگوں نے سمجھا

یہ بے استاد، اور ناآشنائے لغت عرب ہیں وغیرہ۔ خیر ہم نے مفتی صاحب کو "تفہیم القرآن" کا سی ڈیز سیٹ تحفتہً دیا۔ موصوف نے بخوشی قبول فرما لیا۔

ہمارے عارف والا کے "السابقون" میں سے حافظ نذیر احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا تھا جب میں عربی فاضل کا امتحان دینے لاہور گیا، تو واپسی پر مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا۔ مولانا نے پوچھا، کدھر آئے تھے؟ میں نے جواب دیا۔ عربی فاضل کا امتحان دینے آیا تھا۔ تو مولانا نے از راہ تفنّن فرمایا۔ آپ سبھی لوگ عالم فاضل بن جاؤ گے، صرف میں ہی بے علم رہ جاؤں گا۔

☐ دو روز قبل ہماری مسجد "البدر نیو یارک" میں مولانا عبدالغفار سلامی مہتمم جامعہ فیض الاسلام حیدر آباد دکن انڈیا سے بغرض فراہمی عطیات تشریف لائے۔ میں نے ان سے بھی یہی سوال کیا، کیا آپ نے مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمی اسناد دیکھی ہیں؟

انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ میں نے "وثائق مودودی رحمۃ اللہ علیہ" ان کے سامنے رکھ دی۔ پڑھتے پڑھتے محظوظ ہوتے گئے۔ جب عربی اسناد میں، ترمذی، موطا وغیرہ کا ذکر دیکھا تو بہت خوش ہوئے کہ مولانا نے درسی کتب واقعی اساتذہ فن سے پڑھی ہیں۔

فرطِ اشتیاق سے مجھے فرمایا! مجھے انڈیا مدرسہ کے ایڈریس پر بھجوا دیں تو عنایت ہو گی۔ میں نے وعدہ کیا کہ لاہور سے ہی ان شاء اللہ حیدر آباد بھجوا دیں گے۔ نیز انہوں نے تفہیم القرآن کا سی ڈیز سیٹ بھی طلب کیا۔ اور کچھ مولانا کی دیگر کتب۔ یہ سب انہیں انڈیا ارسال کرنے کا وعدہ ہوا۔

1 حسن اتفاق سے آج حافظ مولانا تاج الاسلام مہتمم "الجامعۃ الاسلامیۃ و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دارالیتامیٰ چٹا گانگ بنگلہ دیش'' سے مدرسہ کی اعانت کے لیے تشریف لائے۔

باتوں باتوں میں، میں نے پوچھا، مولانا بنگلہ دیش کے علماء، مولانا مودودی ؒ کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ انہوں نے بتایا، اکثر علمائے دیوبند میں سے ہی ان کے بارے میں منفی رائے رکھتے ہیں۔ میں نے عرض کیا! کیا آپ نے مولانا مودودی ؒ کی تعلیمی اسناد دیکھی ہیں؟

انہوں نے کہا، نہیں۔

میں نے ''وثائق مودودی'' ان کے سامنے رکھی، دیکھتے گئے، پڑھتے گئے، جب مظاہر العلوم سہارن پور کا نام ایک سند میں دیکھا تو چونک گئے۔ فرمانے لگے، یہی تو دیوبند کا دوسرا بڑا مرکز تھا۔ حیرت ہے کہ ان علماء سے سندات فراغت پائیں اور ہمیں آج تک یہی بتایا گیا کہ مولانا مودودی ؒ نے کسی عالم سے نہیں پڑھا نہ ان کے پاس کوئی سند ہے۔ میں نے ان کے شوق کو ملحوظ رکھتے ہوئے پیشکش کی، مولانا! اگر آپ پسند فرمائیں تو یہ وثائق آپ کو گفٹ دے سکتا ہوں، وہ بہت ممنون ہوئے۔

فرمانے لگے! ان کا ترجمہ ہم بنگالی زبان میں کر کے پھیلائیں گے۔ کہنے لگے، یہ چیز تو پورے بنگلہ دیش میں نہیں ہوگی۔ یہ ان کے تاثرات تھے۔ میں نے عرض کیا، ترجمہ کروانے سے پہلے پروفیسر غلام اعظم صاحب سے ڈھاکہ فون کر کے معلوم کرلیں۔ شاید یہ کام پہلے ہو چکا ہو۔

2 مولانا مودودی ؒ کی تقریر ''سیرت کا پیغام'' انہیں سنائی تو انہوں نے اس کی کاپی مانگ لی۔ فرمایا، سمجھانے کا یہ انداز بالکل نرالا ہے، جو ہمارے علماء کو نصیب نہیں۔ میں نے فوراً کاپی بنادی۔

3 پھر میں نے ''تفہیم القرآن'' سی ڈیز سیٹ انہیں ہدیہ دیا۔ بہت احسان مندی سے سب قبول کیا۔ جاتے وقت میرا ہاتھ چومتے ہوئے رخصت ہوئے، حالانکہ کافی عمر رسیدہ عالم دین ہیں اور مجھ سے عمر میں بڑے ہیں۔

میرا حقیر مشورہ

ہر علاقے کے جماعتی حلقے سے میری دردمندانہ درخواست ہے کہ اپنے اپنے علاقہ کے ہر مکتب فکر کے جید علماء کرام کو ''وثائق مودودی ؒ'' تحفۃً پیش کریں۔

نیز اپنے اپنے علاقے کے صحافیوں اور پروفیسروں کو ''تذکرہ سید مودودی ؒ'' تینوں جلدیں، اور ''مشاہدات'' از میاں طفیل محمد ؒ پیش کریں۔ ان شاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔

☐ لوگوں کو ان کے ذوق کے مطابق کتب مہیا کریں۔ ہر ایک کو ایک ہی نسخہ نہ دیں۔ جو مذہبی علوم سے دلچسپی لے اسے وہ کتابیں دیں۔ جو سائنسی علوم کے دلدادہ ہیں، انہیں وہ کتب دیں۔ دینے سے پہلے خود بھی پڑھ لیں۔

دعوتی کام جاری رکھیں

26 مئی 2006 بروز جمعہ بعد از نماز جمعہ، ایک پولیس آفیسر جو کہ ریٹائر ہوئے، انہیں مسجد میں بلا کر حسن کارکردگی شیلڈ پیش کی۔ نیز ''تفہیم القرآن'' کا انگلش مکمل سیٹ تحفۃً انہیں پیش کیا۔ یہ تحفہ دیتے وقت میں نے کہا۔

"Mr. Calabrese! We offer you the top most valuable gift in the universe, that is Holy Quran with its complete commentary."

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علومِ عقلی اور علومِ دینی کا امتزاج

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں! دل کی سلامتی کے لیے صرف علومِ عقلیہ کافی نہیں ہیں، اگرچہ ان کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ جس طرح صحتِ بدن کے لیے صرف دوا کافی نہیں ہوتی بلکہ ماہرینِ ادویہ (ڈاکٹروں)، طبیبوں سے جا کر دواؤں کے اصول دریافت کرنے پڑتے ہیں۔ اگر کوئی شخص فارمیسی سے خود دوائیں خرید کر علمِ طب کے جانے بغیر اپنی عقل سے دوائیں کھانا شروع کر دے تو اس کے صحت مند ہونے کے بجائے زیادہ بیمار ہونے کا اندیشہ ہے۔

کیونکہ یہ باتیں خود بخود عقل سے نہیں معلوم ہوتیں، مگر ماہرین سے سننے کے بعد ان کے سمجھنے کے لیے عقل کی ضرورت ہے۔ اس لیے ماہرین سے سننا اور پھر عقل کا استعمال کرنا، دونوں لازم ہیں۔

جو شخص محض تقلید کا پابند ہو رہے اور عقل کو بالائے طاق رکھ دے، وہ جاہل ہے۔ اسی طرح جو صرف عقل ہی پر اکتفا کرے اور انوارِ قرآنی و حدیث نبوی ﷺ کی طرف توجہ نہ دے، وہ مغرور ہے۔ طالبِ حق کو چاہیے کہ دونوں سرچشموں سے فیض پائے۔ علومِ عقلیہ غذا کی طرح ہیں اور علومِ شرعیہ دوا کی طرح ہیں۔ بیمار شخص کو آپ دوا دینے کے بجائے صرف غذا دیتے رہیں تو تندرست ہونے کی بجائے الٹا وہ مریض جلد موت کے منہ میں جا سکتا ہے۔ مثلاً ذیابیطس کے مریض کو

خوب میٹھی غذائیں کھلاتے رہیں تو اس کی شوگر کا لیول ڈاؤن ہونے کے بجائے ہائی ہو جائے گا۔ اس کی زندگی مزید خطرے میں پڑ جائے گی۔

اسی طرح قلوب کی بیماری کا علاج انہیں معجونوں سے ہوتا ہے جو شریعت کے شفاخانہ سے ملتی ہیں۔ یعنی عبادات، اعمالِ صالحہ وغیرہ۔ جن کو اصلاح قلب کے لیے روحانی حکماء انبیاء کرام علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے، ترتیب دیا ہے۔

لہٰذا جو شخص اپنے بیمار دل کا علاج عباداتِ شرعیہ سے نہ کرے گا وہ نقصان اٹھائے گا۔ بالکل ویسے ہی جیسے مریض دوا نہ کھائے اور غذائیں کھاتا رہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ علومِ عقلیہ تو علومِ شرعیہ کے خلاف ہیں۔ دونوں کا جامع ہونا ممکن نہیں۔ تو یہ بات ان کی لاعلمی کی دلیل ہے، ایسے لوگ نورِ بصیرت سے عاری ہوتے ہیں۔ اور حیرتوں میں ڈوب کر دین سے ایسے نکل جاتے ہیں جیسے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

ان لوگوں کی مثال ایسی ہے کہ کوئی اندھا آدمی کسی کے گھر میں جائے اور اتفاقاً اس کا پاؤں برتنوں میں پڑ جائے اور لوگوں سے کہے، یہ عجیب لوگ ہیں جو برتنوں کو راستے میں رکھ چھوڑتے ہیں، انہیں ان کے مناسب مقام پر کیوں نہیں رکھتے۔ آنکھوں والے، نابینا سے کہیں، میاں! برتن تو سب اپنے اپنے مقام پر ٹھیک پڑے ہیں مگر آپ کو نابینائی کی وجہ سے راستے کی تمیز نہیں ہے۔ یہ ہے وہ حقیقت کہ نظر اپنے کو نہیں آتا اور قصور دوسروں کا بتلاتے ہیں۔

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے دنیا اور آخرت کی تین مثالیں بیان فرمائی ہیں۔

(1) دنیا و آخرت کی مثال، ترازو کے دونوں پلڑوں کی طرح ہے۔ یعنی اگر دنیا کا پلڑا بھاری ہوا تو آخرت کا پلڑا ہلکا ہو کر اوپر اٹھ جائے گا۔ اگر آخرت کا پلڑا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھاری ہوا تو دنیا کا پلڑا ہلکا ہو کر اوپر اٹھ جائے گا، ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کونسا پلڑا بھاری مطلوب ہے؟ دور اندیش اور ہوشمند آدمی آخرت کے پلڑے کو بھاری کرے گا۔ کوتاہ اندیش اور بے ہوش آدمی دنیا کو ترجیح دیتا رہے گا۔

2 دنیا و آخرت کی مثال، مشرق و مغرب کی طرح ہے۔ اگر کوئی شخص مشرق کی طرف سفر کرنا شروع کر دے تو مغرب سے دور ہوتا جائے گا۔ اور اگر مغرب کی طرف سفر کرنا شروع کر دے تو مشرق سے دور ہوتا جائے گا۔ مثلاً کوئی فرد نیویارک سے جہاز پر بیٹھ کر پاکستان جائے تو اس سے امریکہ دور ہوتا جائے گا، یا اس کے برعکس، پاکستان سے کوئی مسافر جہاز میں سوار ہو کر نیو یارک روانہ ہوگا تو پاکستان دور ہوتا جائے گا۔ یعنی یہ بات بالکل محال اور خلافِ عقل ہے کہ کوئی شخص بیک وقت امریکہ میں بھی ہو اور پاکستان میں بھی ہو۔

3 تیسری مثال سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے دنیا و آخرت کی یہ دی ہے۔ کہ جیسے دو سوتیں (سوکنیں) ہوں۔ شوہر ایک سوت کو راضی کرے گا تو دوسری ناراض ہو جائے گی دوسری کو خوش کرے گا تو پہلی ناراض ہو جائے گی۔ یعنی دونوں کو بیک خوش کرنا بہت مشکل کام ہے۔

※ اللہ نے اپنے کلامِ پاک میں دنیا و آخرت کی حقیقت کو یوں واضح فرمایا ہے۔

1 ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَ رَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ اطْمَاَنُّوْا بِهَا وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ﴾ (یونس: 7)

"حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے اور دنیا کی

زندگی ہی پر راضی اور مطمئن ہو گئے ہیں، اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔"

2 ﴿يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَ هُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ﴾ (الروم: 7)

"لوگ دنیا کی زندگی کا بس ظاہری پہلو جانتے ہیں اور آخرت سے وہ خود ہی غافل ہیں۔"

3 ﴿فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَ لَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ؕ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ﴾ (النجم: 30,29)

"پس اے نبی ﷺ جو شخص ہمارے ذکر سے منہ پھیرتا ہے، اور دنیا کی زندگی کے سوا جسے کچھ مطلوب نہیں ہے، اسے اس کے حال پر چھوڑ دو، ان لوگوں کا مبلغ علم بس یہی کچھ ہے۔"

(حوالہ، احیاء العلوم جلد سوم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ISLAMIC CALL FOR YOUTHS

﴿فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ﴾ (Younus, 83)

"None but a few youths of Moses people accepted him."

﴿عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ﴾

﴿عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ﴾

"Scaring that Pharaoh and their own chiefs would persecute them."

﴿وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ﴾

"Indeed Pharaoh was mighty in the land."

﴿وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝﴾

"He was among those who exceed all limits."

The word "*dhurriyah*" used in this verse literally means "offspring". But Imam Al-Maudoodiؒ rendered it as a few youths. He has preferred this translation because the Quran employed this particular expression so as to convey the idea that it was a few youths-male and female- who had the courage of their convictions to embrace and champion the truth in those perilous times, whereas their parents and the

more elderly members of the community were unable to do so.

The older segment of the population was too deeply concerned with its materialisitic interest, too engrossed in worldliness and to eager to enjoy a life of security to stand by the truth when that seemed to invite all kinds of peril.

On the contrary, this older generation tried to persuade the young ones to stay away from Moses for the simple reason that it would invite the wrath of Pharaoh upon themselves and upon others.

The Quran underscores this point, for once again those who came forward and courageously supported the prophet Muhammadﷺ were not the elderly. They were rather a few courageous Makkan youths, those who embraced Islam at this very early period in its history-the period of revelation of these verses- and who supported the message of truth despite fierce persecution, were all young people.

This group was altogether bereft of aged doters of a life free of peril and hazzrad Aliؓ. ABI TALIB, JAFFARؓ. AQEEL, ZUBAIRؓ, TALHAؓ, SAADؓ. ABI WAQAS, MUSABؓ. UMAIR, ABDULLAHؓ. MASUD, were all young people and each one of them, at the time of embracing Islam, was under twenty. Likewise ABDUR-RAHMANؓ. AUF, BILALؓ & SUHAIBؓ were all in their twenties while ABU-UBAIDAHؓ. JARRAH, ZAIDؓ. HARISA, OTHMANؓ. AFFAN &

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

OMAR. KHATTAB were between thirty and thirty five years of age.

The oldest among these companions was ABU-BAKR and when he embraced Islam, he too was no older than thirty eight. AMMAR. YASIR was the same age as the Prophet. Only one companion UBAIDA. HARITH was older than he.

﴿وَقَالَ مُوسَىٰ يَٰقَوْمِ إِن كُنتُمْ ءَامَنتُم بِٱللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوٓا۟ إِن كُنتُم مُّسْلِمِينَ ۝﴾

"Moses said: My people! If you believe in Allah and are truly Muslims, then place your reliance on Him alone."

﴿فَقَالُوا۟ عَلَى ٱللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ ٱلظَّٰلِمِينَ ۝﴾

"They replied: We place our reliance on Allah."
"Our Lord! Don't make us a trail for the oppressors."

The supplication of those devout youths: Our Lord! Don't make us a trial for the oppressors, covers a very wide range of meanings. Whenever a people rise to establish the truth in the midst of prevalent falsehood, they encounter oppressors of all sorts.

On the one hand, there are protagonists of falsehood who would like to crush the standard-bearers of the truth with all the force at their disposal.

Now, I invite youth of Islam, come close to the Holy Quran and Sunnah. Change your lives. Be a good example for others. You have many qualities in yourselves given by Allah. Allah created you for excellent purpose of life. You are not useless, but you are very useful for human being. Get ready for the sake of Allah.

Do all the good you can,
In all the ways you can,
In all the places you can,
At all the times you can,
To all the people you can,
As long as ever you can. (John Wesley)

Dr. Iqbal, how beautifully said,

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی!

(بالِ جبریل)

"O bird of Heaven! Death is better than that provision, which is changing your higher and higher flying power into the downfall."

How courageously Dr. Nazeer Shaheed said: (When I say to you, go out for Islmaic Dawah work, you enter into the Mosques, where some people are busy in limited worship. But they could not change the world according to the Islamic teachings. They look like beautiful

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Do you understand who was that brave young personality? That was Omerرضي الله عنه. When he embraced Islam, then falsehood became weaker and weaker day to day). We conclude our discussion on the saying of our Matchless and unique leader of the young people whose beloved name is Prophet Muhammadصلى الله عليه وسلم.

"بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ"

In the begining, Islam started in strange circumstances, as an unknown idea. Then time will come again, when it will be stranger idea in this world. At that time, good-news for those people who will look like strangers and will bear the banner of Islam, only for pleasure of God. This good-news is told by our Prophetصلى الله عليه وسلم has two meanings:

1. If you stand for Islam firmly like our Prophetصلى الله عليه وسلم and like his companions, you will succeed in this world and spring season of human kind will return.
2. Your enterance into Paradise will be easy on the Day of Judgement, by the grace of Allah. May Allah choose all of us for His obedience and for His last Prophet'sصلى الله عليه وسلم obedience. So we can meet our Prophetصلى الله عليه وسلم on the Day of Resurrection joyfully and gladfully.

یہ خطبہ جمعہ نیویارک یونیورسٹی کے طلبہ و طالبات کی دعوت پر، ان کے سامنے، امام عبداللہ دانش ﷾ نے، اکتوبر 1996ء میں پیش کیا تھا۔

pigeons only. Their whitedresses are charming. They are chirping on the roof of the Ka'aba as decoration piece nothing else.

Why do you not go to those youths and young people? whose nights pass at the night-clubs and casinos and amusements. I think when you come across them on the way, your piety starts to shiver. You turn your faces against them. Is this righteouseness or cowardliness?

May be you have no love-message for beloved youths. It is also your bad luck, My brothers! you should catch them. They are very important to establish the Islamic system in this troublesome world.

Young blood are as a back-bone in the living body. They are really falcons and eagles. They can change the fate of the nation. Please don't hate them, don't ignore them. They are very useful, beneficial, advantageous and helpful.

Do you know in the Islamic history, there was a young oppressor at Makka at the time of the Holy Prophet. He tortured the poor muslims mentally and physically. When he became muslim himself, he announced loudly among the unbelivers. "O unbelievers! you are persecuting the innocent muslims wrongfully. Now I became muslim. One who wants to leave his children as orphans and his wife as widow, he should fight against me. I am ready at any rate."

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

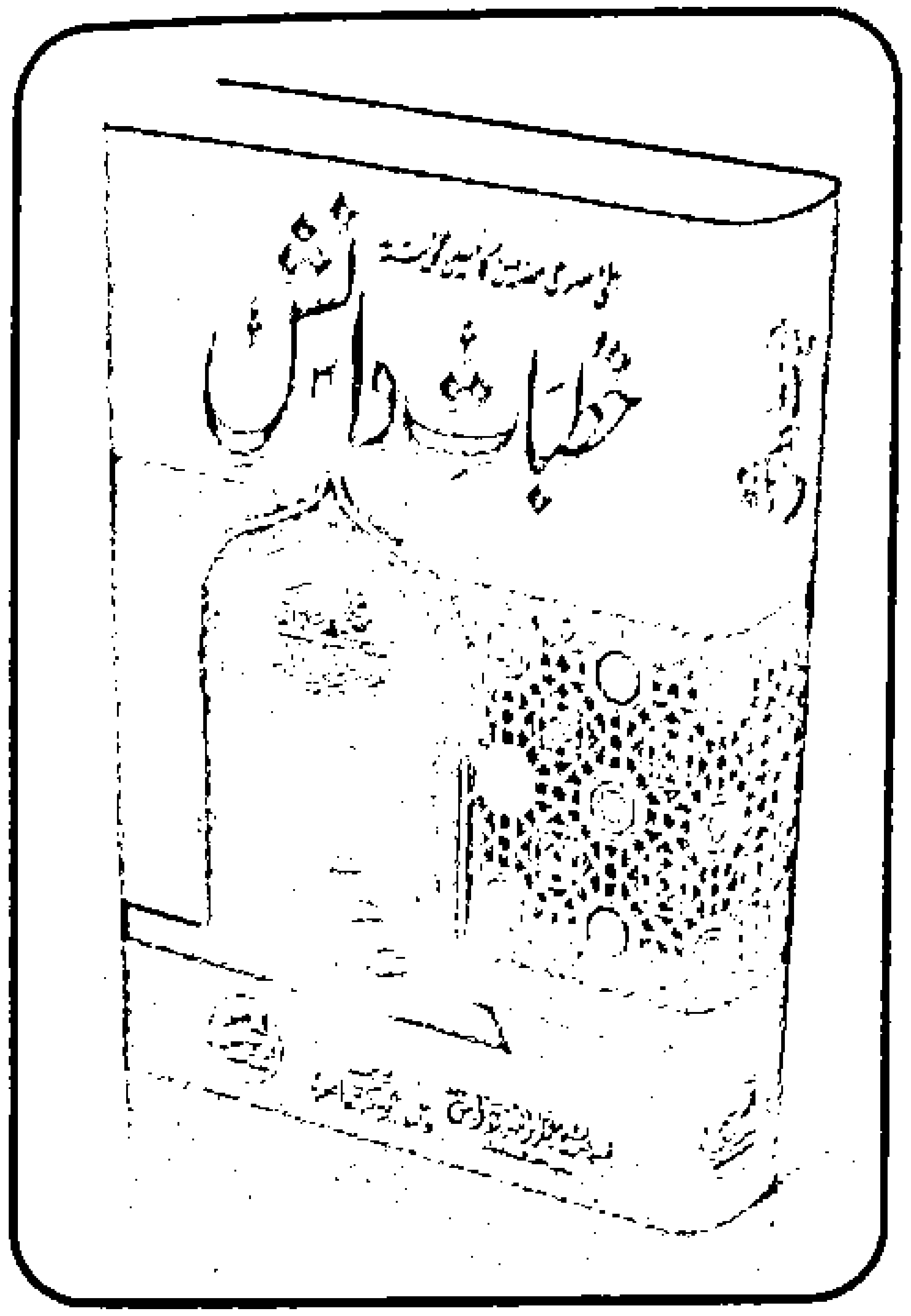

اگر آپ!!

اپنی کتاب، کتابچہ، پمفلٹ، رسالہ کی کمپوزنگ،
ڈیزائننگ اور معیاری پرنٹنگ کے لیے ہنر مند
ہاتھوں کی تلاش میں ہیں تو آج ہی تشریف لائیں۔

العاصم اسلامک بکس

0321-2000942
0321-4862936

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اگر آپ چاہتے ہیں کہ

الْعَاصِم اسلامک بکس
لاہور پاکستان

- آپ توحید کی کرنوں سے فیض یاب ہوں۔
- آپ سنت مطہرہ کے نور سے منور ہوں۔
- آپ آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے بہرہ مند ہوں۔
- آپ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگیوں سے آشنا ہوں۔
- آپ اہل علم کی تحریری کاوشوں سے شناسا ہوں۔
- آپ زندگی کا رُخ بدلنے والے واقعات تک رسائی حاصل کریں۔
- آپ ذہنی فرقہ واریت کے زہر سے محفوظ رہیں۔
- آپ علم، فکر، فہم اور عمل کی جستجو کریں۔
- آپ اپنے مذہبی وتہذیبی اقدار سے وابستہ ہوں۔
- آپ معاشرتی اصلاح کے لیے کردار ادا کریں۔

تو پھر دینی واصلاحی کتب کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کرلیں اوران کتب کو آپ تک پہنچانے کے لیے العاصم اسلامک بکس کی خدمات حاضر ہیں۔ فون کیجیے اور کتب حاصل کیجیے۔

الْعَاصِم اسلامک بکس
لاہور پاکستان

0321-4862936, 0321-2000942